57

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب

پیراہن یوسفی

ترجمۂ دفتر دوم

مثنوی مولوی معنوی

از طبع معارف آگاہ

مولوی محمد یوسف علی شاہ چشتی نظامی [illegible] آبادی ملک مالوہ

در مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ حلیۂ طبع پوشید

باہتمام بی۔ بی۔ کپور سپرنٹنڈنٹ

فهرست مضامین پیراهن یوسفی جلد دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دفتر دوم پیراہن یوسفی ترجمہ مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

مثنوی معنوی		پیراہن یوسفی	
مدتے این مثنوی تاخیر شد	مہلتے بایست تاخون شیر شد	مثنوی کو دیر اک مدت ہوئی	تاکہ خون ہو شیر بس مہلت ہوئی
تانہ زاید بخت تو فرزند نو	خون نگردد شیر شیرین خوش شنو	تانہ تیری بخت سے فرزند ہو	خون نہوئے شیر شیرین جان لو
چون ضیاء الحق حسام الدین عنان	باز گردانید زاوج آسمان	جو ضیاء الحق حسام الدین نے	باگ پھر پھیری فلک کے اوج سے
چون بمعراج حقائق رفتہ بود	بے بہارش غنچہا ناشگفتہ بود	جو تھا معراج حقائق کو گیا	بے بہار اسکے نہین غنچہ کھلا
چون زدریا سوئے ساحل باز گشت	چنگ شعر مثنوی باساز گشت	جبکہ دریا سے کنارے پر پھرا	چنگ شعر مثنوی بجنے لگا
مثنوی کہ صیقل ارواح بود	باز گشتش روز استفتاح بود	مثنوی کہ صیقل روح تھی دلا	اُس کا پھر تار و نہ استفتاح تھا
مطلع تاریخ این سودا و سود	سال ہجرت ششصد و شصت و دو بود	مطلع تاریخ اس کا جان لے	چھ سو باسٹھ سال و سن ہجری کے تھے

۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مثنوی کو دیر ایک مدت ہوئی الخ تا شعر واضح ہو کہ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کو مقام عشق میں بسبب استیلاء جذب مشاہدہ تجلیات تکوین کے استغراق ہوا تھا کہ لازمہ عشق ہے راز گوئی مثنوی معطل رہی کیونکہ جذب عشق سے جان سالک کی انتہا کو سیر باللہ سے کہ مقام تلوین ہے عروج کر کے سیر فی اللہ مین مستغرق ہوتی ہے اور جس مدت تک کہ خدا چاہتا ہے وہ جان سالک کی اُس سیر مین محو رہتی ہے چنانچہ شیخ محی الدین مکی علیہ الرحمۃ کو دو برس تک یہ مقام محویت کا رہا تھا کہ اوصاف بشریت اُس نے بدل کر استعداد انکشاف غوامض عرفان پیدا ہوا جبکہ جان محویت سیر فی اللہ سے نکل کر سیر فی اللہ مین کہ بقا باللہ اس کو کہتے ہین آتی ہے تمکین حاصل ہوتی ہے اور عوارف کہتے ہین جو کہ مولانا کو محویت عشق سے مقام معرفت کا آیا تو دفتر دوم مین عوارف بیان فرمائے اور اہل شرح لکھتے ہین بحوالہ نفحات الانس کہ مولانا مثنوی بپاس خاطر مولانا حسام الدین چلپی علیہ الرحمۃ کے لکھتے تھے جو کہ اہلیہ حسام الدین صاحب کا انتقال ہوا اس واسطے مثنوی مین مقام معرفت کا آنا سیر و سلوک مولانا مین پایا جاتا ہے آیندہ واللہ اعلم بالصواب۔ آمدم بر سر مطلب مثنوی کے بیان مین ایک مدت دیر ہوئی تاکہ اس مہلت مین خون شیر ہو لیکن جبتک تیرے بخت سے فرزند پیدا ہو خون شیر شیرین نہ ہوئے یعنی مثنوی کے بیان مین اس واسطے مہلت ایک مدت کی ہوئی کہ غذائے نفسانی بدل کر غذائے روحی ہو مگر جبکہ فرزند جان نفس سے اُس عالم مین پیدا ہو یعنی بچہ رحم مادر مین خون کھاتا ہے جبکہ پیدا ہوتا ہے تو وہ خون پستان مادر مین شیر ہو جاتا ہے اسی طرح جان سالک کو مقام عشق مین بسبب اشتراکت نفس کے غذائے باطنی برائے تشبیہ لذائذ نفسانیہ مین پہونچتی ہے مثل سماع و حُسن پرستی وغیرہ کے جب کہ جان اس نفس سے نکل کر عالم امر مین مشاہدہ جمال الٰہی کرتی ہے تو وہ غذا براہ تنزیہ انکشاف عوارف مین جان کو ملتی ہے پس اس غذا کے حاصل کرنے کو جان عالم امر کو گئی اس واسطے بیان مثنوی مین تاخیر ہوئی چنانچہ اگلے شعر مین جان کے آنے و جانے کا حال بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۲ ضیاء الحق الخ ۲ شعر جو ضیاء الحق حسام الدین نے اوج فلک سے اس طرف باگ پھر پھیری جو کہ معراج حقائق کو گیا تھا بغیر بہار اسکے غنچہ دل نہیں کھلا واضح ہو کہ مولانا نے ضیاء الحق حسام الدین نام حضرت رسول مقبول کا مثنوی مین رکھا ہی چونکہ مراد رسول اللہ ہین پس یہان ضیاء الحق سے مراد رسول اللہ ہین یعنی میرا محبوب کہ معراج حقائق کو گیا تھا اوج فلک سے واپس آیا جب کہ دریا سے کنارے پر پھرا چنگ شعر مثنوی بجنے لگا مثنوی کہ صیقل روح تھی واپس آنا جان کا روز استفتاح تھا یعنے روز کشادگی و بسط قلب کا تھا جو کہ جان دریائے حقائق مین غرق ہو گئی تھی اُسکے واپس آنے سے پھر مثنوی کہنا جاری ہوا کیونکہ مثنوی سے جان کو صفائی حاصل ہوتی ہے مطلع تاریخ اس دفتر کا چھ سو باسٹھ ۶۶۲ ہجری تھا بلبل اس جا سے گیا تھا پھر باز ہو کر شکار معنی کیلیے یعنی جان میری کہ بسبب عشق کے بلبل چہکتی تھی اب اُدھر سے باز ہو کر واسطے شکار کرنے معرفت کے لوٹی ہے یعنی اِدھر سے عاشق ہو کر گئی تھی اور اُدھر سے عارف ہو کر لوٹی ہے آگے مناجات بیان کرتے ہین فافہم ۱۲

بلبلے زینجا برفت و باز گشت	بہر صید این معانی باز گشت	بلبل اس جا سے گیا تھا پھر پھرا	صید معنی کے لیے باز اک ہوا
ساعد شہ مسکن این باز باد	تا ابد بر خلق این در باز باد	دست شہ اس باز کی جا ہو جیو	خلق پر دائم یہ در وا ہو جیو
آفت این در ہوا و شہوت است	ورنہ آنجا شربت اندر شربت است	آفت اس در کی ہے شہوت اور ہوا	ورنہ شربت مین ہی شربت ہی بھرا
این دہان بر بند تا بینی عیان	چشم بند آنجہان حلق و دہان	یہ دہان کر بند تا دیکھے عیان	ہی نظر بند اس جہان کا یہ دہان
اے دہان تو خود دہان دوزخی	وے جہان تو بر مثال برزخی	اے دہان تو خود دہان دوزخ کا ہی	اے جہان ہم رنگ تو برزخ کا ہی
نور باقی پہلوے دنیاے دون	شیر صافی پہلوے جوہاے خون	نور باقی متصل دنیا کے ہے	شیر صافی متصل ہے خون کے
چون درو گامے زنی بے احتیاط	شیر تو خون میشود از اختلاط	جو قدم اسمین رکھے بے احتیاط	شیر تیرا خون ہو از رہ اختلاط
یک قدم زد آدم اندر ذوق نفس	شد فراق صدر جنت طوق نفس	رکھا آدم نے قدم با ذوق نفس	ہو گئی جنت کی فرقت طوق نفس
ہمچو دیو از وے فرشتہ میگریخت	بہر نانے چند آب از چشم ریخت	بھاگتے تھے دیو سان اس سے ملک	روئے روٹی کے سبب مدت تلک
گرچہ یک مو بد گنہ کو جستہ بود	لیک آن مو در دو دیدہ رستہ بود	بال سا اس سے گنہ گرچہ ہوا	پردہ پر بال اسکی آنکھون کا بنا
بود آدم دیدۂ نور قدیم	موے در دیدہ بود کوہ عظیم	تھا جو آدم دیدۂ نور قدیم	بال آنکھون مین ہوا کوہ عظیم
گر در آن حالت بکردی مشورت	در پشیمانی نکردی معذرت	گر وہ اس حالت مین کرتا مشورت	نے پشیمانی سے کرتا معذرت
زانکہ با عقلے چو عقلے جفت شد	مانع بد فعلی و بد گفت شد	عقل سے جو عقل اک باہم ملے	دور بد فعلی و بد گوئی کرے
نفس چون با نفس دیگر یار شد	عقل جزوی عاطل و بیکار شد	نفس سے جو نفس باہم یار ہو	عقل جزوی عاجز و بیکار ہو
گر ز تنہائی تو ناہیدے شوی	زیر ظل یار خورشیدے شوی	گر تو تنہائی سے جون ناہید ہو	زیر سایہ یار کے خورشید ہو

ف۱ دست شہ الخ شعر آشیانہ باز کی جا دست شاہ ہو جیو اور خلق پر یہ در کشادہ ہو جیو یعنی جان کو قرب الٰہی ہمیشہ حاصل ہو جیو اور مخلوق پر در معرفت مفتوح ہو جیو اس معرفت کی آفت ہوا و شہوت ہے ورنہ یہان شربت اندر شربت کے ہے یعنی معرفت کو شہوت اور ہوا آفت ہی ورنہ یہان دنیا مین معرفت اندر معرفت کے ہے اس دہن کو بند کر تا ظاہر دیکھے کہ اس جہان کی نظر بندی یہ دہن ہے یعنی دہن کو لقمۂ لذیذ نفسانی یا بیان قال سے بند کر کسواسطے کہ دہن اس جہان کی نظر بندی ہے کہ حقائق اس جہان کے سبب خالف فانی کے ظاہر نہین ہوتا ہے آگے مخاطب دہن سے ہین اے دہن تو خود دہن دوزخ کا ہے اور اے جہان تو ہم رنگ برزخ کا ہی یعنی یہ جہان درمیان جنت و دوزخ کے ہے اگر دہن بند لذائذ سے کیا جنت کو گیا اور اگر کھولا دوزخ مین پڑا اور نور باقی متصل اس دنیا کے ہے جیسے شیر صافی متصل خون کے ہے یعنی اگر رہ آتی ہی مثل شیر صاف ہی ورنہ کجی سے خون ناپاک ہے اسواسطے رستی سے نور دنیا مین حاصل ہی ورنہ کجی سے حسرت دنیا ہی اگر قدم دنیا مین بغیر احتیاط تو رکھے شیر تیرا خون ہو بسبب اختلاط دنیا کے یعنی بسبب اختلاط امور دنیا کہ حسنات تیرے سیئات ہو جاوینگے اسکی مثال فرماتے ہین فافہم ۱۲ ف۲ رکھا آدم نے الخ شعر جیسے آدم ع نے ساتھ ذوق نفس کے قدم رکھا فرقت جنت سے ہوئی اور فرقت جنت کی طوق نفس کی ہو گئی یعنی بسبب خواہش نفسانی کے خارج جنت سے ہوے اور فراق جنت نفس کو وبال ہوا فرشتے مثل دیو کے انسے بھاگتے تھے اور مدت تک روٹی کے واسطے وہ روئے اگرچہ بال کے برابر انسے گنہ سرزد ہوا لیکن انکی آنکھ مین وہ پربال بنا کیونکہ آدم دیدہ نور قدیم تھے بال انکی آنکھ مین کوہ عظیم ہوا اگر اس حالت مین آدم مشورہ کرتے پشیمانی سے معذرت نہ کرتے آگے تعلیم فرماتے ہین کہ عقل سے جو ایک عقل باہم ہے بدفعلی و بدگوئی دور کرے نفس سے جو ایک نفس یار ہووے یہ عقل جزوی عاجز و بیکار ہووے یعنی اگر اہل عقل سے کہ مرشد ہے اگر عقل مشورہ کرے برائی دور ہو اور اگر نفس سے کہ غافل ہین ملے ظاہر و بیکار و عاجز ہو اسی طرح آدم علیہ السلام نے مشورہ حق سے نہ کیا اور اہل نفس یعنے حوّا کا کہنا کیا پشیمانی سے معذرت خواہ ہوے چنانچہ اس کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ف۳ گر تو تنہائی الخ شعر اگرچہ تو تنہائی سے مانند زہرہ کے ہو ولیکن یار کے زیر سایہ خورشید ہو یعنی اپنی راے سے اگر تو خلوت گیری کرے گا زہرہ کے مانند نوردار و بلند مرتبہ ہو ولیکن مرشد کی حضوری سے مثل خورشید کے روشن ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

رو بجو یار خدائی را تو زود — چون چنان کردی خدا یار تو بود
آنکہ در خلوت نظر بر دوخت ست — آخر آن را ہم زیار آموخت ست
خلوت از اغیار باید نے زیار — پوستین بہر دے آمد نے بہار
عقل با عقل دگر دوتا شود — نور افزون گشت و رہ پیدا شود
نفس با نفس دگر خندان شود — ظلمت افزون گشت و رہ پنہان شود
یار چشم تست اے مرد شکار — از خس و خاشاک او را پاک دار
ہین بجاروب زبان گردی مکن — چشم را از خس رہ آوردی مکن
چونکہ مومن آئنہ مومن بود — روے او ز آلودگی ایمن بود
یار آئنہ است جان را در حزن — بر رخ آئینہ اے جان دم مزن
تا نپوشد روے خود را از دمت — دم فرو بردن بباید از دمت
کم ز خاکی چونکہ خاکی یار یافت — از بہارے صد ہزار انوار یافت
آن درختے کو شود با یار جفت — از ہواے خوش ز سر تا پا شگفت
در خزان چون دید او یار خلاف — در کشید او رو و سر زیر لحاف
گفت یار بد بلا آشفتن ست — چونکہ او آمد طریقم خفتن ست
پس بخسپم باشم از اصحاب کہف — بہ ز دقیانوس باشد خواب کہف

جلد[1] جا کر ڈھونڈھ حق کے دوست کو — جو کرے ایسا تو حق کا دوست ہو
جس نے خلوت مین نظر کو بند کی — یار سے سیکھا ہے آخر اُس کو بھی
خلوت اغیاروں سے ہے نے یار سے — پوستین سردی مین نے گرمی مین ہے
عقل اک اور عقل سے جا کر ملے — ہو زیادہ نور اور رستہ کھلے
نفس اک اور نفس سے فرحت سے کھلے — ہو زیادہ ظلمت اور رستہ چھپے
اے[2] شکاری آنکھ تیری یار ہے — پاک رکھ اسکو خس و خاشاک سے
گرد جاروب زبان سے مت اڑا — اور خس رہ سے تو آنکھوں کو بچا
کیونکہ مومن آئنہ مومن کا ہے — اُسکا رو آلودگی کو کب رکھے
یار آئینہ ہے غم مین جان کا — آئینہ پر دم نہ مار اے جان ذرا
تا چھپائے رو نہ دم سے وہ ترے — روکنا بس چاہیے دم کو تجھے
خاک سے کیا کم ہے تو کہ پائے یار — خاک اور غنچے کھلائے سو بہار
جو شجر کہ یار سے اپنے ملے — بس ہوائے خوش سے سر تا پا کھلے
جو[3] خزان مین پائے وہ یار خلاف — تو چھپائے منھ کو وہ زیر لحاف
بولا یار بد سے ملنا رنج ہے — جو وہ آئے سونا مجکو گنج ہے
سو رہون تو ہون مین ہمرِ اصحاب کہف — اچھا دقیانوس سے ہے خواب کہف

[1] جلد جا کر الخ شعر بس جلد جا کر تو دوست حق کو تلاش کر کہ اس کام کے کرنے سے تو دوست حق کا ہو جس نے خلوت مین نظر بند کی آخر اسکو بھی یار ہی سے سیکھا ہے خلوت اغیار سے ہے نہ یار سے پوستین سردی مین ہوتا ہے نہ گرمی مین یعنی اگرچہ خلوت مین نظر بند کرتا اس نے یار سے سیکھا ہے کہ خلوت اغیار سے کرتے ہین اور راہ دیدہ کے یار سے نہیں کرتے ہین اگر ایک عقل دوسری عقل سے ملے تو زیادہ ہو اور راستہ کھلے اور اگر ایک نفس دوسرے نفس سے راحت پذیر ہو ظلمت زیادہ ہو اور راستہ پوشیدہ ہو یعنی دیدین دوئی یار ہے تامل کر کہ روشنی حاصل ہو اور راہ سلوک پائے اور پوست نفس سے مت مل کہ ظلمت دل مین بڑھے چنانچہ اس بد کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] اے شکاری الخ شعر اے شکاری تیری آنکھ یار ہے اسکو خس و خاشاک سے پاک رکھ یعنی اے عارف تیری چشم از راہ دید کے تیری یار ہے کہ اُسی سے تو شکار معرفت کو پکڑتا ہے خس و خاشاک غیر سے کہ مت آنے دے کہ دید مین نقصان نہ ہو جاروب زبان سے گرد مت اڑا اور خس راہ سے آنکھ کو بچا یعنی قال بیہودہ نہ کر کہ چشم دید خیال بد تیرے لیے تیرہ ہو جائے کیونکہ مومن آئینہ مومن کا ہے اُسکا رو آلودگی نہیں رکھتا ہے جان کے غم مین یار آئینہ ہے تو اے جان آئینہ پر دم نہ مار تا یار رو چھپائے دم سے تیرے بس دم کو تجھے روکنا چاہیے یعنی مومن آئینہ مومن کا ہے بموجب حدیث المؤمن مرآة المؤمن یعنی ذات حق کہ معشوق ہے آئینہ عارف کی تمام عالم کو دیکھتی ہے جیسے آئینہ مین صورت اس مشاہدہ مین مشہور ہوتا ہے کہ تمام عالم حق ہے اور وہ آئینہ روئے معشوق ہے اور آلودگی نہیں رکھتا ہے تو اس آئینہ پر اے جان دم نہ مار کہ مکدر ہونے سے یار منھ نہ چھپائے یعنے براہ شہوت غیر حق اس روے معشوق کو مت دیکھ کہ ذات حق منھ نہ چھپائے بحر العلوم آگے مثال ہے تو گویا خاک سے کم ہے یار کو خاک پائے اور سو غنچے بہار کھلائے جو شجر اپنے یار سے ملے ہوائے خوش سے سر تا پا کھلے یعنی تیرا مرتبہ خاک سے کم نہیں ہے دیکھ خاک اپنے یار بہار سے جو ملتی ہے تو گیاہ گل و بوٹا کھلاتی ہے اگر تو اپنے یار ذات حق سے ملے گا تو کیا کچھ مرتبہ پائے گا اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] جو خزان مین الخ شعر جو شجر خزان مین یار خلاف پائے تو منھ کو چھپائے زیر لحاف شجر نے کہا کہ یار بد سے ملنا باعث رنج ہے اگر وہ آئے تو مجھ کو سو رہنا گنج ہے یعنے خزان یار بد ہے اس سے شجر بہت جھڑ ہو کر پوشیدہ ہو جاتا ہے ایسے ہی نفس یار بد ہے اس سے دور ہونا چاہیے سو رہوں تو اصحاب کہف ہو جاؤں کہ دقیانوس سے خواب کہف بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

یقظ شان مصروف قیانوس بود — خواب شان سرمایۂ ناموس بود
انکا جگنا صرف قیانوس تھا — سونا انکا مایۂ ناموس تھا

خواب بیداریست چون با دانش است — وای بیداری کہ با نادان نشست
سونا جگنا ہی جو ہے دانش کے ساتھ — حیف وہ جگنا کہ نادان کے ہے ساتھ

چونکہ زاغان خیمہ بر گلشن زدند — بلبلان پنہان شدند و تن زدند
خیمہ گلشن مین جو زاغون نے کیا — بلبلین سب جا بسین اک اک جدا

زانکہ بی گلزار بلبل خامش است — غیبت خورشید بیداری کش است
بلبلین خامش ہین بے گلزار کے — غیبت خور کھوتی بیداری کو ہے

آفتابا ترک این گلشن کنی — تاکہ تحت الارض را روشن کنی
آفتابا ترک یہ گلشن کرے — تو زمین کا تحت تو روشن کرے

آفتاب معرفت را نقل نیست — مشرق او غیر جان و عقل نیست
آفتاب معرفت کو نقل نے — مشرق اسکا غیر جان و عقل نے

خاصہ خورشید کمال کان سریست — روز و شب کردار او روشن گریست
خاص اس سے جو ہے شمس کمال — رات دن روشن کرے ہے اسکا حال

مطلع شمس آی اگر اسکندری — بعد ازان ہر جا روی نیلوفری
آ تو مطلع خور مین گر طالب ہے تو — بعدہ جائے جہان صاحب ہے تو

بعد ازان ہر جا روی مشرق بود — شرقہا بر مغربت عاشق شود
بعدہ جائے جہان مشرق بنے — مشرقین عاشق ہون مغرب پر ترے

حس خفاشت سوی مغرب دوان — حس در پاشت سوی مشرق روان
حس خفاشی تری مغرب کو آئے — حس انواری تری مشرق کو جائے

راہ حس راہ خران است ای سوار — ای خران را تو مزاحم شرم دار
راہ حس رہ ہے گدھونکی اے شتر — تو گدھونکا ہووے راغب شرم کر

پنج حسی ہست جز این پنج حس — آن چو زر سرخ و این حسہا چو مس
پانچ حس کے اور سوا ہین پانچ حس — وہ مثال زر ہین اور یہ مثل مس

اندران بازار کایشان ماہرند — حس مس را چون حس زر کی خرند
جو کہ ہین آگاہ اُس بازار مین — حس مس کو مثل حس زر نہ لین

حس ابدان قوت ظلمت میخورد — حس جان از آفتابی می چرد
حس تن ظلمت کی کھاتا ہے غذا — حس جان خورشید سے لے ہے ضیا

ای ببردہ رخت حسہا سوی غیب — دست چون موسی برون آور ز جیب
اے حسون کو غیب مین تو لے گیا — دست موسیٰ سا دکھادے معجزا

ای صفاتت آفتاب معرفت — و آفتاب چرخ بند یک صفت
اے تری صفتین ہین شمس معرفت — آفتاب چرخ رکھے اک صفت

۱؎ انکا جگنا الخ یہ شعر کیونکہ انکا بیدار رہنا مصروف قیانوس اور سونا باعث ننگ و ناموس تھا وہ سونا جاگنا ہے کہ جو عقل کے ساتھ ہو افسوس اس جاگنے سے کہ نادانی کے ساتھ ہو یعنے اگر باخبری کے ساتھ سونا ہے وہ بیداری ہے اس سونے سے کہ بیخبری سے سوئے جیسے اصحاب کہف کہ انکا سونا اور دن کی بیداری سے بہتر ہے زاغون نے خیمہ گلشن مین کیا اور بلبلین گلشن سے چلی گئین بلبلین خاموش ہین بے خبر گلزار کے غیبت خورشید کی بیداری کو کھوتی ہے یعنی ظل پیر کہ خورشید ہے اگر عارف کے دل سے اٹھ گیا زاغ نفس کو غلبہ ہوا اور بلبل جان خاموش ہو کیونکہ بیداری ان ظل پیر سے ہے چنانچہ اس آفتاب کے حقائق آگے ہین ۱۲ فافہم ۲؎ آفتابا الخ یہ شعر اے آفتاب تو اس گلشن کو ترک کرتا تحت زمین کا تو روشن کرے آفتاب معرفت کو نقل نہین ہے اسکا مشرق سوا جان عقل کے نہین خاص کر اس سے کہ آفتاب کمال ہے رات دن روشن کرے اسکا حال ہے یعنی آفتاب معرفت کہ حق کی طرف سے ہو وہ کب مثل اس آفتاب کے غروب ہوتا ہے بلکہ ہمیشہ روشن رہتا ہے نہیں تو اس مطلع خورشید مین پھر تو جہان چاہے جا صاحب ہے تو یعنی مطلع خورشید معرفت کہ دل مرشد ہے اسکے زیر سایہ آ کہ پھر تجکو کچھ نقصان نہ ہوگا بعدہ تو جہان جائے مشرق ہے اور تیرے مغرب پر مشرقین عاشق ہو وین یعنی پھر تو مرشد ہو جائے گا اور سب کے دل پر تیرے وجود پر عاشق ہو وین گے حس خفاشی تیرے مغرب کی طرف آئے حس انواری تیری مشرق کی طرف آئے یعنی تیرا جسم مغرب جان مشرق شمس معرفت ہو تو حس تیرا دلونکی تیرے جان کی جانب اور حس بیداریون کی تیری جان کی جانب رجوع کرین گے باقی حال حس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ۳؎ راہ حس الخ ۶ شعر راہ حس راہ گدھون کی ہے تو گدھون کا راغب ہووے شرم کر اسکا پانچ حس کے سوا اور پانچ حس ہیں کہ وہ مثال حس کے ہین یعنی حس جان ان حسون تن سے علیحدہ ہے جو لوگ کہ آگاہ ہین اسی بازار مین حس مس کو مانند حس زر کے نہین لیتے ہین حس تن ظلمت کی غذا کھاتا ہے اور حس جان خورشید سے ضیا لیتے ہیں کہ اس سے ظلمت آتی ہے اے تو حسون کو غیب مین لے گیا دست موسیٰ کا معجزہ دکھا دے یعنے اے مرشد تیرے حس تن کی بسبب جاننے غیب کے ہم صفت جان کے ہوئی ہین تو مثل دست موسیٰ کے صفت ان کو ہاتھ سے ظاہر کر کیونکہ دست موسیٰ سے اثر جان کا ظاہر ہوتا تھا نہ اثر دست کا اے مرشد تیری صفتین شمس معرفت ہین اور آفتاب چرخ ایک صفت رکھتا ہے یعنی اے مرشد تو جامع جمیع صفات ہے اور آفتاب فلک مین ایک صفت روشنی کی ہے چنانچہ ان صفتون کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

گاہ خورشید و گہے دریا شوی — گاہ کوہ قاف و گہ عنقا شوی
گاہ[۱] خورشید اور گہ دریا ہو تو — گاہ کوہ قاف و گہ عنقا ہو تو

تو نہ این باشی نہ آن در ذات خویش — اے فزون از وہمہا و ز بیش بیش
تو نہ یہ نے وہ ہی اپنی ذات مین — تجکو افزون وہم سے جانون ہون مین

روح با علم است و با عقل است یار — روح را با تازی و ترکی چہ کار
روح علم و عقل سے یاری رکھے — تازی و ترکی سے بے غرضی رکھے

از تو اے بے نقش با چندین صور — ہم مشبہ ہم موحد خیرہ سر
تجھ سے اے بے نقش با چندین صور — ہین مشبہ اور موحد خیرہ سر

گہ مشبہ را موحد می کند — گہ موحد را صور رہ می زند
گہ مشبہ کو موحد تو کرے — گہ موحد کو دوئی مین تو رکھے

گر ترا گوید ز مستی بو الحسن — یا صغیر السن یا رطب البدن
گہ تجھے مستی سے کہوے بو الحسن — یا تجھے امرد کہے یا گلبدن

گاہ نقش خویش ویران می کند — آن پئے تنزیہ جانان می کند
گاہ نقش اپنے کو وہ ویران کرے — ظاہر التنزیہ جانان کے لیے

چشم حس را ہست مذہب اعتزال — دیدہ عقل ست سنی در وصال
چشم[۲] حس رکھتی ہے مذہب اعتزال — سنی چشم عقل ہے اندر وصال

سخرہ حس اند اہل اعتزال — خویش را سنی نماید از ضلال
حس کے ہین پابند اہل اعتزال — سنی خود کہلاتے ہین از رہ ضلال

ہر کہ در حس ماند او معتزلی است — گرچہ گوید سنیم از جاہلی است
جو رہا حس مین وہ ہے معتزلی — خود کو سنی جانے از رہ جاہلی

ہر کہ بیرون شد ز حس او سنی است — اہل بینش چشم حس خویش بست
جو کہ چھوٹا حس سے بس سنی ہے وہ — اہل بینش باندھے حس کی چشم کو

ہر کہ از حس خدا دید آیتے — در بر حق ہست بہر طاعتے
جس نے حس حق سے پایا ہی پتا — اسکی طاعت بس ہے مقبول خدا

گر بدیدی حس حیوان شاہ را — پس بدیدی گاؤ خر اللہ را
دیکھتی گر حس حیوان شاہ کو — دیکھتے بس گاؤ خر اللہ کو

گر نبودی حس دیگر مر ترا — جز حس حیوان ز بیرون ہوا
دوسری حسین نہوتین گر تجھے — حس حیوان کے سوا اور حرص سے

پس بنی آدم مکرم کے بدے — کے بحس مشترک محرم شدے
پس بنی آدم مکرم ہوتے کب — حق کو حس مشترک سے پاتے کب

---

۱ گاہ خورشید الخ شعر کبھی خورشید اور کبھی دریا ہو کبھی کوہ قاف کبھی عنقا ہو تو نہ یہ ہے نہ وہ ہے اپنی ذات مین قائم ہے تجکو وہم سے افزون جانتا ہون مین علم و عقل سے روح یاری رکھتی ہے ترکی و تازی سے کچھ غرض نہین رکھتی ہے تجھ سے اے بے نقش کہ تو اتنی صورتین رکھتا ہے مشبہ اور موحد حیران ہین یعنے اے ذات مرشد یہ سب صفات تیری ہین مگر تو اپنی ذات مین مستقل ہے اور با وجود بے صورتی کے سب صورتین تیری ہین اہل تشبیہ اور اہل تنزیہ تجھ سے حیران ہین کیونکہ مشبہ کو تو موحد کرے اور کبھی موحد کو تو دوئی مین رکھے تجھے مستی کے سبب کامل کہین اور کبھی تجھے امرد یا گلبدن کہین کبھی نفس اپنے کو وہ ویران کردے تنزیہ جانان کے لیے یعنے ذات مرشد بسبب فنائیت ذات حق کے یہ سب صفتین رکھتی ہے اور حس تن کی پابند نہین رہتی ہے چنانچہ اس کا حال فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۲ چشم حس الخ شعر چشم حس مذہب اعتزال رکھتی ہے اور چشم عقل اندر وصال کے سنی ہے واضح ہو کہ مذہب معتزلہ رویت حق کو محال جانتے ہین دنیا و ہم آخرت مین اور سنی رویت حق کے قائل ہین دنیا و ہم آخرت مین جو کہ رویت حق چشم حس سے نہین ہوتی ہے اس واسطے مولانا چشم حس کو معتزلہ چشم عقل کو سنی کہتے ہین از بحر العلوم اس واسطے حس کے پابند ہین اہل اعتزال اور خود کو سنی کہلاتے ہین از راہ گمراہی کے پس جو شخص حس مین رہا وہ معتزلی ہے اور خود کو سنی جانتا ہے از راہ جاہلی کے جو حس سے چھوٹا وہ سنی ہے اور اہل بینش چشم حس کو بند کرتے ہین جس نے حق کی حس کا پتا پایا اُس کی اطاعت مقبول خدا ہے یعنے جس نے از راہ دید کے حس حق کو دیکھا ہے اس کی اطاعت مقبول ہے اگر حس حیوان شاہ کو دیکھتی تو گاؤ خر خدا کو دیکھے اگر تجھ کو حس حیوان و حرص کے سوا دوسری حس نہ ہوتی پس بنی آدم مکرم کب ہوتے اور حق کو حس مشترک سے کب پاتے یعنے وہ حس کہ خدا و بندہ مین مشترک ہے وہ نظر دید ہے کہ بندہ اس سے خدا کو دیکھتا ہے نہ یہ حس مشترک کہ جو حواس خمسۂ باطنی مین ہے چنانچہ اسکا بیان آگے ہے فافہم ۱۲

نامصور یا مصور گفتنت — باطل آمد نے زصورت رفتنت
نامصور یا مصور تو کہے — ہو نہ باطل تو نہ صورت سے چھٹے

نامصور یا مصور پیش اوست — کہ ہمہ مغز است و بیرون شد ز پوست
نامصور یا مصور اسکو ہے — جو ہے مغز اور پوست سے بالکل چھٹے

اگر تو کوری نیست بر اعمی حرج — ورنہ رو الصبر مفتاح الفرج
گر تو اندھا ہی تو تجکو کیا حرج — ورنہ جا الصبر مفتاح الفرج

پردہ ہای دیدہ را داروی صبر — ہم بسوزد ہم بسازد شرح صدر
آنکھ کے پردونکی ہے داروے صبر — بھی جلائے بھی بنائے شرح صدر

آئینہ دل چون شود صافی و پاک — نقشہا بینی برون از آب و خاک
آئینہ دل کا جو ہووے صاف و پاک — نقش دیکھے تو سوائے آب و خاک

ہم ببینی نقش و ہم نقاش را — فرش دولت را و ہم فراش را
نقش کو دیکھے تو اور نقاش کو — فرش کو دیکھے تو اور فراش کو

چون خلیل آمد خیال یار من — صورتش بت معنی او بت شکن
جون خلیل آیا خیال اب یار کا — بت شکن معنی و صورت بت ہوا

شکر یزدان را کہ چون او شد پدید — در خیالش جان خیال خود ندید
شکر حق کو جبکہ وہ آئے خیال — بس خیال اسکے مین جان ہو بیخیال

خاک درگاہت دلم را می فریفت — خاک بر وی کو ز خاکت می شکیفت
خاک در تیری لبھائے دل مرا — خاک اسپر خاک سے تیری پھرا

گفتم ار خوبم پذیرم این از و — ورنہ خود خندید بر من زشت او
سوچا گر ہون خوب یہ کر لے قبول — ورنہ مجھپر خود ہنسے زشت و فضول

چارہ آن باشد کہ خود را بنگریم — در خورانیم یا نا در خوریم
ہی علاج اب تو نہیں خویش بین — لائق اسکے ہون و یا لائق نہین

او جمیل است و یحب الجمال — کے جوان نو گزیند پیر زال
ہی جمیل اور وہ یحب الجمال — کب پسند آئے جوان کو پیر زال

طیبات از بہر کہ للطیبین — خوب خوبی را کند جذب از یقین
طیبات اب کسلیے للطیبین — خوب خوبی کو ہی لیتا بالیقین

خوب خوبی را کند جذب این بدان — طیبات و طیبین بر وی بخوان
خوب خوبی کو ہی لیتا جان تو — طیبات و طیبین اس پر پڑھو

۵ نامصور الخ ۵ شعر نامصور یا مصور تو کہوے یہ باطل نہ ہووے اگر تو صورت سے نہین چھٹتا ہے اور نامصور یا مصور اس کو کہنا لائق ہے جو کہ مغز ہے اور بالکل پوست سے چھوٹا ہے یعنی نامصور تنزیہ و مصور تشبیہ کو کہتے ہین پس جو شخص پابند صورت کا ہے اور تشبیہ و تنزیہ کو بیان کرتا ہے اس کا کہنا باطل ہے کہ وہ سیر دید کو تشبیہ تنزیہ مین کیا جانتا ہے اگر تو اندھا ہے تو تجھ کو کیا حرج ہے اور اگر اندھا نہین ہے تو جا صبر کر صبر کنجی کشادگی کی ہے یعنی صبر کرنے سے کشود کار ہوتا ہے کیونکہ آنکھ کے پردون کی دارو صبر ہے کہ جلاتی و بناتی شرح صدر کو ہے یعنی جیسے طب مین معالجہ چشم مین صبر آتا ہے اسی طرح کشود چشم مین صبر آتا ہے اسی طرح کشود چشم صدر مین صبر آتا ہے کہ کثافت کو جلا کر صدر کو صدر کرتا ہے آئینہ دل جو صاف پاک ہووے سوائے آب و خاک کے تو نقش دیکھے یعنی نقوش باطن آئینہ دل مین دکھائی دیوین چنانچہ اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔ نقش کو الخ ۹ شعر تو نقش کو دیکھے اور نقاش کو اور تو فرش کو دیکھے اور فراش کو خیال یار کا اب مانند خلیل اللہ کے آیا صورت مین بت شکن ہوا یعنی ہیبت مرشد مانند خلیل کے آئینہ دل صافی مین آئی کہ بظاہر بت ہے و بمعنی بت شکن کیونکہ بظاہر وہ ہیبت اپنے ساتھ مشغول کرتی ہے مانند بت کے و باطن مین بت نقش کو کہ حجاب حق ہے توڑتی ہے مثل خلیل اللہ کے شکر اللہ کا کہ جب خیال مرشد آئے تو جان خود بینی کا بھول جائے اے مرشد تیری خاک درگاہ میرے دل کو لبھاتی ہے اور اس شخص پر خاک ہو جیو کہ تیری خاک سے برگشتہ ہو سوچا مین کہ اگر مین خوب ہون یہ قبول کر لے ورنہ خود زشت مجھپر ہنسے اب یہ صلاح ہے کہ مین خود کو دیکھون کیونکہ لائق اسکے ہون نہین ترجمہ وہ خوبصورت ہے اور دوست رکھتا ہے خوبصورت کو کب پیر زال پسند آئے جوان کو ترجمہ پاک عورتین اب کس لیے واسطے پاک مردون کے خوبصورت خوبی کو لیتا ہے یقین کر خوبصورت خوبی کو لیتا ہے جان لے آیۂ طیبات و طیبین کو اس پر پڑھو یعنے پاک دل واسطے پاک مردون کے ہین اسی طرح پاک دل واسطے ہیبت پاک مرشد کے ہین کہ جنسیت اس مین اثر کرتی ہے و منزل مقصود کو پہونچاتی ہے چنانچہ اس جنسیت کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۔

در ہر آن چیزی کہ تو ناظر شوی / میکند با جنس سیرای معنوی
در جہان ہر چیز چیزی جذب کرد / گرم گرمی را کشیدہ سرد سرد
قسم باطل باطلان را می کشند / باقیان از باقیان ہم سرخوشند
ناریان مر ناریان را جاذبند / نوریان مر نوریان را طالبند
صافیان ہم صافیان را غب شوند / دردراہم تیرگان جاذب بوند
زنگ را ہم زنگیان باشند یار / روم را با رومیان افتاد کار
چشم چون بستی ترا جانکندنی ۱ بست / چشم را از نور روزن صبر نیست
چشم چون بستی ترا تاسہ گرفت / نور چشم از نور روزن می شگفت
تاسۂ تو جذب نور چشم بود / تا بپیوندد بنور روزن زود
چشم باز ار تاسہ گیرد مر ترا / وانکہ چشم دل ببستی بر کشا
این تقاضای دو چشم دل شناس / کو ہمی جوید ضیای بیقیاس
چون فراق آن دو نور بی ثبات / تاسہ آورد و کشادی چشمہات
پس فراق آن دو نور پایدار / تاسہ چون آرد مر آنرا پاسدار
او چو میخواند مرا من بنگرم / لایق جذبم و یا بدپیکرم
گر لطیفی زشت را در پی کند / تسخری باشد کہ او بر وی کند

جب ۱ نظر جس چیز پر تیری پڑیگا / جنس کی کرتا ہے سیر اے معنوی
کھینچے شے ہر شے کو عالم مین ہے جو / گرم گرمی کو و سردی سرد کو
قسم باطل کھینچتے باطل کو ہین / اور عاقل کھینچتے عاقل کو ہین
ناریونکو ہے کشش ناری کیساتھ / نوریونکو ہے کشش نوری کیساتھ
صاف کی خواہش رکھے ہین صافیان / اور کدورت چاہتے ہین تیرہ دلان
زنگ کے ہین زنگیان ہوتے ہین یار / روم سے ہے رومیون کو لیکہ کار
جانکنی ۲ ہو آنکھ جو باندھے تو اب / آنکھ کو بے نور روزن صبر کب
چشم جو باندھے تو ہوئے بیقرار / نور روزن سے ہین آنکھین نوردار
جذب نور چشم سے بیکل تھا تو / تاکہ ملجائے وہ نور روز کو
گر کھلی آنکھون سے تو بیتاب ہے / جان چشم دل بندھی ہین کھولدے
یہ تقاضے دونون آنکھین دلکو جان / کہ ضیا کو ڈھونڈھتی ہین وہ عیان
جو فراق اُن دونون نور غیبت کا / کر دے بیتابی سے تیری چشم وا
پس فراق اُن دونون نور ثبت کا / کرتا ہی بیتاب جان اُسکو دلا
وہ ۳ بلائے مجکو دیکھون آپ کو / جذب کے لائق ہون یا ہون زشت رو
گر شکیل اک زشت کو پیچھے رکھے / سب ہنسین کہ یاری اس سے یہ رکھے

۱ جب نظر الخ ہ شعر جبکہ نظر تیری جس چیز پر پڑے ہی سیر جنس کی کرتا ہے اے معنوی یعنی جب ہیبت مرشد کی دل مین قائم ہوئی تو اُس وقت نظر ارزانی دید کی جس شے پر پڑیگی سیر جنس کی اُس شے مین کریگی کیونکہ ہیبت مرشد معنی ہے پس سیر معنی کی معنی کرتا ہے از راہ جنسیت کے بموجب قول معروف الجنس مع الجنس انیس یعنی جنس محبت رکھتی ہے جنس سے کیونکہ شے ہر شے کو عالم مین کھینچتی ہے گرم گرمی و سرد سردی کو قسم باطل کھینچتی ہین باطل کو اور عاقل کھینچتے ہین عاقل کو ناریونکو کشش ناری کے ساتھ ہے نوریونکو کشش نوری کے ساتھ ہے یعنی ناری صورت پرست و نوری اہل معنی صاف کی خواہش رکھتے ہین صافی اور کدورت چاہیے تیرہ حال زنگ کے زنگی یار ہوتے ہین روم سے رومی کام رکھتے ہین یعنی اسی طرح چشم باطن ہر شے مین اپنی جنس کو مشاہدہ کرتی ہے چنانچہ اس چشم باطنی کا حال آگے فرماتے ہین بمثال چشم ظاہر فافہم ۱۲ ۲ جانکنی ہو الخ شعر جو تو آنکھ بند کرے جانکندنی ہو کیونکہ آنکھ کو بے نور روزن صبر کب ہے جو تو چشم کو بند کرلے تو بیقرار ہووے از نور روزن سے چشم نور رکھتی ہے تو بیقرار تھا کشش نور سے کہ تا نور روزن سے نکل جاوے اگر کھلی آنکھون سے بیقرار ہے تو جان لے کہ چشم دل کی بند ہے اس کو کھول دے پس جان لے کہ یہ دونون تقاضے دل کی آنکھون کی ہین کہ روشنی کو وہ ظاہر ڈھونڈھتی ہین یعنی بند چشم کو کھلی چشم سے جو بیقراری ہے جان لے کہ یہ دونون چشم دل کے تقاضے ہین جو فراق اُن دونون نور غیبت تیرے کا چشم ظاہر کو بیقراری سے کھول دے یعنی نور روزن چشم ظاہر و نور روزن باطن کے فراق سے تو آنکھین کھولتا ہے کہ تسکین ہوا ایسے ہی فراق اُن دونون نور کا بہت تجکو بیقرار کرتا ہے یعنی نور چشم دل نور باطن کے فراق سے تیرا دل گھبراتا ہے پس تو ہیبت مرشد کو حاصل کرکے چشم دل کو کھول کرتا تسکین تجھ کو ہووے چنانچہ آگے اس دید کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۳ وہ بلائے الخ ہ شعر وہ یار مجکو بلائے دل مین دیکھون آپکو کہ اُس کی کشش کے مین لائق ہون یا زشت راہ ہون مثال فرماتے ہین کہ اگر ایک شکیل بدصورت کو اپنے پیچھے پھرائے سب لوگ ہنسین کہ ایسے سے دوستی رکھتا ہے پس مین دیکھون اپنی شکل کو کہ کس رنگ کا ہون مبرا گورا رنگ ہے یا سیاہ رنگ ہے باقی جان کا نقشہ ڈھونڈھتا ہوں لیکن کسی بین وہ نقشہ نہین ملا باقی حال آگے سے فافہم ۱۲

که ببینم نقش خود را ای عجب ⁂ تا چه رنگم همچو روزم یا چو شب
نقش جان خویش می جستم بسے ⁂ هیچ می ننمود نقشم از کسے
گفتم آخر آئینه از بهر چیست ⁂ تا نه بیند هر کسے کو چیست کیست
آئینهٔ آهن براے لونهاست ⁂ آئینهٔ سیماے سنگین بهاست
آئینهٔ جان نیست الا روے یار ⁂ روے آن یاری که باشد زان دیار
گفتم اے دل آئینهٔ کل را بجو ⁂ رو بدریا کار بر ناید زجو
زین طلب بنده بکوے تو رسید ⁂ درد مریم را بخرما بن کشید
دیدهٔ تو چون دلم را دیده شد ⁂ صد دل نادیده غرق دیده شد
آئینهٔ کلی ترا دیدم ابد ⁂ دیدم اندر چشم تو من نقش خود
گفتم آخر خویش را من یافتم ⁂ در دو چشمش راه روشن یافتم
گفت وهمم کان خیال تست هان ⁂ ذات خود را از خیال خود بدان
نقش من از چشم تو آواز داد ⁂ که منم تو تو منے و اتحاد
اندرین چشم منیر بے زوال ⁂ از حقائق راه کے یابد خیال
در دو چشم غیر من تو نقش خود ⁂ گر به بینی آن خیالی دان و رد
آنکه سرمهٔ نیستی در می کشد ⁂ باده از تصویر شیطان میچشد
چشم او خانهٔ خیالست و عدم ⁂ نیستها را هست بیند لاجرم

دیکھون اپنی شکل ہون کس رنگ کا ⁂ رنگ گورا ہے و یا کالا مرا
ڈھونڈھتا ہون نقش اپنی جان کا ⁂ پر کسی مین وہ نہین نقشہ ملا
سوچا[1] مین کہ آئینہ ہے کس لیے ⁂ تا کہ دیکھے ہر کوئی وہ کون ہی
آئینہ آہن ہے رنگون کیلیے ⁂ آئینہ سیماے جان قیمت رکھے
آئینہ جان نے ہے الا روے یار ⁂ یار وہ کہ ہووے جسکا وہ دیار
سوچا کل کا آئینہ ڈھونڈھ لائے لا ⁂ بحر مین جا نہر سے ہو کام کیا
اس طلب سے بندہ پہونچا تیرے پاس ⁂ درد سے مریم گئی خرما کے پاس
میرے دل کو دیکھا تیری چشم نے ⁂ سو دل نادیدہ غرق چشم ہے
آئینہ کل کا جو اک دیکھا تجھے ⁂ اپنا نقشہ آنکھ مین دیکھا ترے
پایا آخر آپ کو سوچا یہ مین ⁂ راہ روشن پائی دونون آنکھ مین
وہم[2] بولا ہی وہ سب تیرا گمان ⁂ ذات اپنی کو خیال اپنے سے جان
بولا نقشہ میرا تیری آنکھ سے ⁂ کہ مین تو اور تو ہی مین سب ایک ہے
چشم روشن ہین کہ جسکو ہے زوال ⁂ راہ کب پائے حقائق سے خیال
میری آنکھون کے سوا گر نقش خود ⁂ دیکھے تو وہ خیال اک جان بد
نیستی کا سرمہ جو کوئی لے رکھے ⁂ بادہ وہ تصویر شیطان سے چکھے
بس خیالون کا گھر اسکی آنکھ ہی ⁂ نیستون کو ہست دیکھے اس لیے

[1] سوچا مین الخ شعر دل مین سوچا کہ آئینہ کس لیے ہے تاکہ ہر کوئی دیکھے وہ کون ہے آئینہ آہن واسطے رنگ دیکھنے کے ہے سیماے جان بیش قیمت ہی یعنی چہرہ آئینہ ہی جان کا کہ اہل دید جان پوشیدہ تن کو اسمین مشاہدہ کرتے ہین اسواسطے وہ آئینہ بیش قیمت ہے چنانچہ آگے اسی آئینہ رو کا بیان ہے وہ آئینہ جان نہین ہے روے یار ہی اور یار وہ ہے کہ اس دریا سے ہو یعنی وہ آئینہ مرشد کا روے پاک ہے کہ یار اسمین دکھائی دیتا ہے پھر مین سوچا کہ اے دل آئینہ کل کا ڈھونڈھ دریا مین جا نہر سے کیا کام ہوتا ہے اے مرشد اس طلب سے مین پہونچا تیرے پاس جیسے درد سے مریم خرما کے پاس گئین تیری چشم نے چہرے دل کو دیکھا کہ سو دل نادیدہ غرق چشم ہین یعنی سیکڑون دل تیری چشم پر مرتے ہین پس تجھکو ایک آئینہ بالکل کا پایا اور اپنا نقشہ تیری آنکھون مین دیکھا آخر کو آپ پایا اور مین یہ سوچا کہ دونون آنکھون مین راہ روشن آئی یعنی مقام دید کا راستہ چشم مرشد مین کھلا چنانچہ دھوکے نفس کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] وہم بولا الخ شعر وہم نے کہا کہ تیرا یہ خیال گمان ہے اپنی ذات کو اپنے خیال سے دیکھا ہے پس میرا نقشہ تیری آنکھ ہے مین نے کہا کہ مین تو اور تو مین سب ایک ہین چشم روشن مین جو بے زوال ہے از راہ خیال کے حقائق مین کب راہ پائے یعنی خیال حقائق کو چشم زدن مین کب پا سکتا ہے کیونکہ محل خیال قوت دماغی ہے نہ بصیرت قلبی اگر نقشہ اپنا میری آنکھون کے سوا تو دیکھے اسکو خیال بد جان یعنی چشم مرشد کے سوا اور چشمون مین اگر راز کھلے وہ خیال بد ہے کیونکہ خیال سے دقایق نہین معلوم ہوتے ہان مرشد مین جو راز کھلتا ہے وہ عین حقایق ہے خیال نہین ہے یہ دھوکا وہم نقش کا ہے عارف کو اس جا پر ہوشیار رہنا چاہیے اور نیستی کا سرمہ جو کوئی رکھتا ہے وہ صورت شیطان سے شراب پیتا ہے اس کی آنکھ خیالون کا گھر ہے اس واسطے کہ نیستون کو ہست دیکھتا ہے یعنے اس کی آنکھ صورت پرست ہے اس مین حقائق کب دکھائی دیتے ہین اور جو کچھ اس مین دیکھا ہے خیال ہے چنانچہ آگے قول مرشد ہے فافہم ۱۲

چشم من چون سرمہ دید از ذو الجلال	خانہ ہستی ست نہ خانہ خیال	آنکھ میری رکھے سرمہ ذو الجلال[۱]	خانہ ہستی ہے نے خانہ خیال
تا یکے مو باشد از تو پیش چشم	در خیالت گوہری باشد چو شیم	تا ترے اک بال ہووے پیش چشم	ہو خیال اندر گہر مانند شیم
شیم را آنگہ شناسی از گہر	کز خیال خود کنی کلی گذر	سنگ و گوہر کو تو اُس دم جانے	کہ خیال اپنے سے تو بالکل چھٹے
یک حکایت بشنو اے گوہر شناس	تا بدانی تو عیان را از قیاس	اک حکایت سن تو اے گوہر شناس	تا کہ جانے تو عیان از رہ قیاس

ہلال پنداشتن آن شخص خیال را در عہد عمر رضی اللہ عنہ و تنبیہ نمودن او را

ہلال جاننا ایک شخص کا خیال کو عہد میں عمر رضی اللہ عنہ کے اور تنبیہ کرنا اُس پر

ماہ روزہ گشت در عہد عمرؓ	بر سر کوہے دویدند آن نفر	ماہ رمضان آیا در عہد عمرؓ[۲]	اک پہاڑی پر گئے وہ سب نفر
تا ہلال روزہ را گیرند فال	آن یکی گفت اے عمر اینک ہلال	تا ہلال روزہ سے وہ لیوین فال	ایک بولا اے عمر یہ ہے ہلال
چون عمرؓ بر آسمان مہ را ندید	گفت کین مہ از خیال تو دمید	آسمان پر تے عمر کو مہ ملا	بولے مہ تیرے خیال اندر اُگا
ورنہ من بیناترم افلاک را	چون نمی بینم ہلال پاک را	ورنہ میں دیکھوں فزون افلاک کو	کیوں نہ دیکھوں میں ہلال پاک کو
گفت تر کن دست و بر ابرو بمال	آنگہان تو بر نگر سوے ہلال	بولے پانی ہاتھ سے ابرو پہ ال	بعدہ تو کر نظر سوے ہلال
چونکہ او تر کرد ابرو مہ ندید	گفت اے شہ نیست مہ شد ناپدید	تر جو ابرو اُسنے کی پھر مہ نہ تھا	بولے اے سلطان وہ غائب مہ چھپا
گفت آرے موئے ابرو شد کمان	سوے تو افگند تیرے از گمان	بولے ابرو کا ترے ٹیڑھا تھا بال	پس تجھے دکھتا تھا وہ شکل ہلال
چون یکے مو کژ شد از ابروی او	شکل ماہ نو نمود آن موے او	جو کہ بال ابرو کا اُسکے خم ہوا	شکل ماہِ نو وہ بال اُسکو ہوا
موے کژ چون پردۂ گردون شود	چون ہمہ اجزات کژ شد چون بود	بال اک خم پردہ جو گردون کا ہو[۳]	جو کہ سب اجزا ہوں ٹیڑھے کیا کہو

[۱] آنکھ میری الخ یہ شعر اور میری آنکھ رکھتی ہے سرمہ ذو الجلال کا خانہ ہستی ہے خانہ خیال نہیں ہے یعنی مرشد کی آنکھ میں بسبب نور حق کے حقائق دیکھتا ہے اور غیر کی آنکھوں میں خیال رکھتا ہے چنانچہ اسکی مثال آگے فرماتے ہیں کہ تا تیرے پیش چشم ایک بال ہووے خیال میں گوہر مانند سنگ شیم کے ہو سنگ و گوہر کو تو اس دم جانے کہ اپنے خیال سے تو بالکل چھٹے یعنی نظر عنایت مرشد کی اسکے چشم باطن کو از راہ بیعت قائم کرنے کے بینا کرے تا خیال دوئی اسکی چشم سے دور ہو جاوے اُس دم معلوم ہو کہ یہ سنگ و یہ گوہر یعنی حق و باطل ہے چنانچہ اس خیال دوئی کے دور ہونے میں ایک حکایت آگے بیان فرماتے ہیں ایک حکایت تو سن اے گوہر شناس تا کہ نہ جانے عیان کو قیاس سے فافہم ۱۲ [۲] حکایت دوم فرق عیان و قیاس میں تا کہ تجھکو فرق دوئی معلوم ہو کہ یہ شے عیان ہے و یہ قیاس ہے ۱۲ [۳] ماہ رمضان الخ یہ شعر عہد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ماہ رمضان آیا سب لوگ دیکھنے پہاڑ پر گئے تا کہ ہلال رمضان سے سب فال لیں ایک نے کہا اے عمرؓ ہلال ہے اور عمر کو آسمان پر ماہ نہ دکھائی دیا فرمایا کہ یہ تیرا خیال ہے ورنہ میں آسمان کو سب سے سوا دیکھتا ہوں پھر کیوں نہ میں ہلال کو دیکھوں پھر فرمایا کہ ابرو پانی سے دھو پھر ہلال کو دیکھ ابرو تر کرتے سے ماہ نہ دیکھا عرض کی کہ اے سلطان ماہ چھپ گیا فرمایا کہ ایک بال تیرے ابرو کا ٹیڑھا تھا وہ تجکو شکل ہلال نظر آتا تھا جو ایک بال اسکے ابرو کا ٹیڑھا ہوا بصورت ہلال وہ بال اُسکو معلوم ہوا آگے حقائق اسکے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ [۴] بال اک خم الخ یہ شعر جبکہ ایک بال ٹیڑھا حجاب آسمان کا ہو جو سب اجزا ٹیڑھے ہوں تو اُسکا کیا کہنا ایک بال ٹیڑھا پردہ راہ کا ہوا اور ماہ دیکھنے کا دعوی جھوٹا کیا پس تو اجزا کو سیدھا کر ان سیدھوں سے اور روگردان ٹیڑھوں سے یعنی حضوری مرشد سے کہ یہ سیدھے ہیں دل نہ ہو اور اپنی کجی اجزا کو انکے پرتو سے سیدھا کر آگے مثال بیان فرماتے ہیں ترازو کو ترازو سچا بھی کرتی ہے اور ترازو کو ترازو ہی جھوٹا کرتی ہے یعنی صحبت نیکوں سے عقل سیدھی ہوتی ہے و صحبت بدوں سے عقل ٹیڑھی ہوتی ہے آگے صحبت پیران ریاکار کا بیان ہے فافہم ۱۲

چون یکے موکژ شد او را راہ زد / تا بدعوی لاف دید ماہ زد
راست کن اجزاے از راستان / سرمکش ای راست وزان آستان
ہم ترازو را ترازو راست کرد / ہم ترازو را ترازو کاست کرد
ہر کہ با ناراستان ہم سنگ شد / در کمی افتادہ عقلش دنگ شد
رو اشداء علی الکفاد باش / خاک بر دلداری اغیار پاش
بر سر اغیار چون شمشیر باش / ہین مکن روباہ بازی شیر باش
تا ز غیرت از تو یاران نگسلند / زانکہ آن خاران عدوے آن گلند
آتش اندر زن بگرگان چون سپند / زانکہ این گرگان عدوے گوسفند
جان بابا گویدت ابلیس ہین / تابدم بفریبدت دیو لعین
اینچنین تلبیس با بابات کرد / آدمی را آن سیہ دل مات کرد
بر سر شطرنج چست است این غراب / تو مبین بازی بچشم نیم خواب
زانکہ فرزین بندہا داند بسے / کو بگیرد در گلویت چون خسے
در گلو ماند خسے او سالہا / چیست آن خس مہر جاہ و مالہا
مال خس باشد چو ہست اے بے ثبات / در گلویت مانع از آب حیات
گر برد مالت عدوے پر فنے / رہزنے را بردہ باشد رہزنے

بال اک خم راہ کا پردہ ہوا / دعویٰ جھوٹا دیکھنے مہ کا کیا
کر جزون کو سیدھا ان سیدھون سے تو / پھیرمت سر انبیاان سیدھون سے تو
بھی ترازو کو ترازو سیج کرے / بھی ترازو کو ترازو کج رکھے
جو کوئی نالائقون کے ساتھ ہو / آبرو کھوئے گمائے عقل کو
جا اشدآء علے الکفا سا ہو / ڈال یاری پر عدو کی خاک کو
سر پہ غیرون کے تو جون شمشیر ہو / روبہ بازی مت کرے تو شیر ہو
تا نہو وین یار غیرت سے جدا / کہ عدو ہین خار اس گل کے سدا
آگ ان گرگون کی جانمین تو لگا / ہین عدو یہ گرگ یوسف کے سدا
جان بابا یون تجھے شیطان کہے / تا فریب اپنے مین وہ دم دے تجھے
مکر ایسا تیرے بابا سے کیا / مات آدم کو سیہ دل نے دیا
چست بیٹھا زاغ یہ شطرنج پے / دیکھ مت بازی تو چشم سست سے
کیونکہ فرزین بند آتا ہے اُسے / وہ گلو مین مثل تنکے کے پھنسے
اُسکا تنکا حلق مین برسون رہے / کیا ہے تنکا حب جاہ و مال ہے
مال تنکا ہی جو ہے وہ بے ثبات / حلق مین روکے ترے آب حیات
گر چرالے مال کو دشمن ترا / راہزن اک راہزن کو لے گیا

دزدیدن شخصے مارے را از مار گیرے وگزیدن مار دزد را و کشتن او

چرالیجانا ایک شخص کا سانپ کو سانپ والیکے پاس سے اور مرجانا چور کا سانپ کے کاٹنے سے

سلہ جو کوئی الخ شعر جو کوئی نالائقون کی صحبت مین ہو آبرو کھوئے اور عقل گنوائے ترجمہ جانون پر کافرون کے شدت کرنے والا ہو اور دشمن کی دوستی پر خاک ڈال غیرون کے سر پر مانند شمشیر کے رہ مکرمت کر اور شیر رہ تاکہ یار بسبب غیرت کے تجھ سے جدا نہ ہو دین کہ ہمیشہ دشمن ہین خار گل کے یعنے ریاکار دشمن اولیا ہین گرگون کی جان مین آگ لگا کیونکہ یہ گرگ دشمن یوسف کے ہین جو تجھے شیطان باباجان کہے تا از راہ فریب تجھ کو دم دے جب کہ ایسا مکر تیرے بابا سے کیا اور آدم کو اس سیہ دل نے مات دیا یہ زاغ چست بیٹھا ہے شطرنج پر تو بازی کو سست ہو کر نہ دیکھ یعنے بازی شطرنج دنیا پر شیطان چالاک بیٹھا ہے تو غافل نہ ہو کر مات اس کا نکھا جائے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کیونکہ الخ مہ شعر کیونکہ اس کو فرزین بند آتا ہے وہ مثل تنکے کے گلے مین نہ پھنسے اس کا تنکا برسون حلق مین ہے اور وہ تنکا کیا ہے حب جاہ و مال ہے وہ مال تنکا ہے کہ جو بے ثبات ہے اور تیرے حلق مین وہ آب حیات کو روکے یعنے جب مال و جاہ دنیا معرفت کو دل مین نہین آنے دیتا ہے اگر کوئی دشمن تیرے مال کو چرالے تو گویا ایک راہزن راہزن کو لے گیا یعنے یہ مال دنیا تیرا دشمن ہے اگر کوئی اس کو چرا دے تو گویا ایک دشمن دشمن کو لے گیا چنانچہ اس کی شان مین قصہ سانپ والے کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

عہ شدید اوپر کافرون کے ۱۲

دزدکے از مارگیرے مار برد	ز ابلہی آن را غنیمت می شمرد	سانپ والے سے چرایا سانپ کو	اور غنیمت جانے ابلہ پن سے وہ
وارہید آن مارگیر از زخم مار	مار کشت آن دزد را بس زار زار	سانپ والا بچگیا اُس سانپ سے	چور کو کشتہ کیا اُس سانپ نے
مارگیرش دید پس بشناختش	گفت از جان مار من پرداختش	سانپ والے نے اُسے پہچان کے	سوچا میرے سانپ نے مارا اُسے
در دعا می خواستی جانم ازو	کش بیابم مار بستانم ازو	مانگتا تھا مین دعا تو اس لیے	کہ مین چھینون سانپ کو اُس شخص سے
شکر حق را کان دعا مردود شد	من زیان پنداشتم آن سود شد	شکر حق میری دعا وہ رد ہوئی	جانا تھا نقصان وہ بہبود تھی
بس دعاہا کان زیانست و ہلاک	وز کرم می نشنود یزدان پاک	وہ دعا جسمین زیان ہی خلق کا	نے کرم سے اُسکو سنتا ہی خدا
مصلح است و مصلحت را داند او	کان دعا را باز میگرداند او	ہی وہ مصلح مصلحت جانے ہے وہ	اس دعا کو مسترد کردے ہے وہ
وان دعا گویند شاکی میشود	می برد ظن بد و آن بد بود	وہ دعا گو اسلیے شکوہ کرے	اور گمان بد اسکی نسبت وہ کرے
می نداند کو بلاے خویش خواست	وز کرم حق آن بدو ناورد راست	یہ نہ جانا چاہتا تھا وہ بلا	اور کرم سے نے رکھا حق نے روا

التماس کردن ہمراہی عیسیٰ علیہ السلام زندہ کردن استخوان را

عرض کرنا ہمراہی کا عیسیٰ علیہ السلام سے واسطے زندہ کرنے ہڈیوں کے

گشت با عیسیٰ یکے ابلہ رفیق	استخوانہا دید در گولے عمیق	ساتھ عیسیٰ کے جو اک نادان ہوا	اک گڑھے مین دیکھی ہڈی تو کہا
گفت اے روح اللہ آن نام سنی	کہ بدان تو مُردہ زندہ میکنی	بولا روح اللہ نام اُس پاک کا	جس سے تو زندہ کرے مردہ سدا
مر مرا آموز تا احسان کنم	استخوانہا را بدان باجان کنم	وہ بتادے مجکو تا احسان ہو	ہڈیون مین ڈالون اس سے جان کو
گفت خامش کن کہ آن کار تو نیست	لائق انفاس و گفتار تو نیست	بولے چپ رہ وہ نہ تیرا کام ہے	وہ نہ دم کہنے کے لائق ہے ترے

لہ سانپ والا الخ شعر کسی چور نے سانپ والے کے پاس سے سانپ کو چرایا اور احمق پن سے غنیمت جانا چرانے والیکو اس سانپ نے کشتہ کیا اس کو سانپ والے نے پہچان کر دل مین سوچا کہ میرے سانپ نے اس کو مارا ہے مین تو دعا اس لیے مانگتا تھا کہ مین سانپ کو چھینون اُس شخص سے خدا کا شکر ہے کہ وہ میری دعا رد ہوئی مین نقصان جانتا تھا اور اس مین میرا نفع تھا آگے حقائق کا بیان ہے وہ دعا کہ جسمین مخلوق کا زیان ہو اس کو کرم سے خدا نہین سنتا ہے وہ صلاحیت دیتا ہے اور مصلحت جانتا ہے اور اس دعا کو مسترد کردیتا ہے اسلیے وہ دعا گو شکوہ کرتا ہے اور گمان بد اسکی نسبت کرتا ہے نہین جانتا کہ وہ خود بلا چاہتا تھا اور کرم سے حق نے اُسے روا نہ رکھا یعنے انسان اپنے نفع و نقصان کو نہین جانتا ہے ایک شے ہے کہ وہ اس کے واسطے نقصان ہے مگر وہ اس کو نفع جان کر چاہتا ہے اور دعا مانگتا ہے مگر خداوند عالم اس دعا کو قبول نہین کرتا ہے اور اگر اس کے درپے ہونے سے قبول کرتا ہے تو انجام کار اس سے نقصان پہونچتا ہے چنانچہ اس کی مثال مین قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مولانا بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ ساتھ عیسیٰ کے الخ ۱۰ شعر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک آدمی تھا اس نے ایک گڑھے مین ہڈی کو دیکھا تو کہا اے میرے ہمراہی اس اسم اعظم کو کہ جس سے تو مردہ ہمیشہ زندہ کرتا ہے وہ مجھ کو بتادے تا احسان ہو اور ہڈیون مین ڈالون اُس سے جان کو فرمایا چپ رہ وہ تیرا کام نہین ہے اور وہ تیرے کہنے کے لائق نہین ہے وہ دم زبان پاک کو چاہتا ہے کہ فرشتے سے چالاک تر چلے ایک عمر چاہیے کہ تا دم پاک ہوتا خزانۂ افلاک پائے مثال آگے بیان فرماتے ہین ہاتھ مین اپنے بیان عصا پکڑا پھر ہاتھ کو ہاتھ موسیٰ علیہ السلام کا کہا ہے عرض کی اگر مین لائق اس بھید کے نہین ہون تو ہڈیون پر اس نام کو پھر پڑھ دے حضرت عیسیٰ نے درگاہ حق مین عرض کی کہ یارب یہ کیا بھید ہے اور اس نادان کی خواہش اس کہنے سے کیا ہے اس بیمار کو اپنا غم کیون نہین ہے اور اس مردار کو اپنی جان کا غم کیون نہین ہے باقی حال آگے سے فافہم ۱۲۔

کان نفس خواهد زبان پاک تر ۔ وز فرشته در روش چالاک تر
عمرها بایست تا دم پاک شد ۔ تا امین مخزن افلاک شد
خود گرفتی این عصا در دست راست ۔ دست را دستان موسیٰ از کجاست
گفت اگر من نیستم اسرار خوان ۔ هم تو بر خوان نام را بر استخوان
گفت عیسیٰ یا رب این اسرار چیست ۔ میل این ابله درین گفتار چیست
چون غم خود نیست این بیمار را ۔ مردهٔ خود را رها کرد ست او
گفت حق ادبار هم ادبار جست ۔ خار روئیدن جزای کشت دست
آنکه تخم خار کارد در جهان ۔ های های او را مجو در گلستان
گر گلے گیرد بکف خارے شود ۔ در سوی یاری رود ماری شود
کیمیاے زهر مارست آن شقی ۔ بر خلاف کیمیاے متقی
هین مکن بر قول و فعلش اعتماد ۔ کو ندارد میوه مانند بید

دم وہ چہتا ہے زبان کو پاک تر ۔ اور فرشتہ سے چلے چالاک تر
چاہیے اک عمر تا دم پاک ہو ۔ تاکہ پائے مخزن افلاک کو
ہاتھ میں اپنے عصا پکڑا یہاں ۔ ہاتھ کو پھر ہاتھ موسیٰ کا کہان
بولا اگر لائق نہین اس بھید کے ۔ ہڈیون پر پڑھ دے تو اس نام سے
بولے عیسیٰ یا رب اسمین سر ہے کیا ۔ خواہش اس نادان کی اس کہنے سے کیا
کیون نہ غم اپنا ہے اس بیمار کو ۔ کیون نہ غم جانکاہ ہے اس مردار کو
اپنے مردے کی نہ رکھی جستجو ۔ دوسرے مردونکا ڈھونڈھے ہے رفو
بولا حق بدبخت گر ڈھونڈھے برا ۔ خار اگتا اُسکی کھیتی کی جزا
جو کوئی بوے جہان مین تخم خار ۔ ڈھونڈھ گلشن مین نہ اُسکو زینہار
ہاتھ مین گر گل کو لیوے خار ہو ۔ یار سے جا کے ملے تو مار ہو
وہ شقی ہے کیمیاے زہر مار ۔ عکس ہے وہ کیمیاے نیک کار
قول و فعل اُسکے سے تو مت کر امید ۔ کہ تجھے میوہ نہ دے مانند بید

اندرز کردن صوفی خادم را در تیمار بهیمهٔ او

نصیحت کرنا صوفی کا خادم کو واسطے نگہبانی جانور اپنے کے

صوفی می گشت در دور افق ۔ تا شبے در خانقاهی شد قنق
یک بهیمه داشت در آخر ببست ۔ او بصدر صفه با یاران نشست
پس مراقب گشت با یاران خویش ۔ دفترے باشد حضور یار پیش
زاد دانشمند آثار قلم ۔ زاد صوفی چیست انوار قدم

ایک صوفی تھا جو سیاح زمان ۔ تھا وہ اک شب خانقہ مین میہمان
جانور اپنا طویلہ مین رکھا ۔ اور صفہ پر وہ خود جا کر رہا
ساتھ یارون کے مراقب وہ ہوا ۔ بس حضور یار کا دفتر کھلا
توشہ دانشمند کا نقش قلم ۔ توشہ صوفی کا ہے کیا نور قدم

۵۱ اپنے مردہ کی الخ شعر اپنے مردہ حق کی جستجو نہین کرتا ہے دوسرے مردہ کا رفو ڈھونڈھتا ہے حق نے کہا اگر بدبخت برائی ڈھونڈھتا ہے خار اگتا اُس کی کھیتی کی جزا ہے کوئی جہان مین تخم خار بوے اُس کو گلشن مین ہرگز نہ ڈھونڈھا اگر وہ گل کو ہاتھ مین لے تو خار ہو وے یار سے جا کر ملے تو مار ہووے وہ شقی کیمیاے زہر مار ہے اور برعکس ہے متقی کا اُس کے قول و فعل پر اعتماد مت کر کہ وہ میوہ مانند بید کے نہین رکھتا ہے یعنے جو شخص از راہ ریاکاری کے قول و فعل کرتا ہے تو اس کے قول پر اعتماد مت کر کہ اس سے نفع حاصل نہ ہوگا چنانچہ اس اعتماد کی مثال مین قصہ صوفی کا مولانا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۵۲ صوفی ایک تھا الخ شعر ایک صوفی سیاح زمانہ کا تھا ایک شب خانقاہ مین آکر مہمان ہوا اپنا جانور اصطبل مین باندھا اور خود چبوترہ پر رہا یارون کے ساتھ وہ مراقب ہوا اور حضوری یار کا دفتر کھلا یعنی دل مین ہنگام مراقبہ کے مکاشفہ ہوا آگے اس مکاشفہ کا بیان ہے دفتر صوفی مین سیاہی و حرف نہین سفیدی اُن کے دل مین ہے مثل برف کے یعنی نور سفید دل مین معرفت کا ہوا کرتا ہے توشۂ راہ عالم کا نقش قلم ہے اور توشہ راہ صوفی کا نور قدم ہے یعنی علما زاہد قیل و قال سے راہ حق کی ڈھونڈھتے ہین اور صوفی عارف نور دل سے راہ حق کی چلتے ہین چنانچہ اس راہ چلنے کی بیان مین مثال آگے فرماتے ہین جیسے شکاری پیچھے شکار کے پھرے نقش قدم آہو کا کھوج لیکر تھوڑی دور نقش قدم آہو پر چلے پھر بوے نافہ آہو رہبری کرے یعنی عارف ہنگام مراقبہ کے تلاش آہوے یار کی اول نقش قدم یعنی خیال سے کرتا ہے بعدہ بوے نافہ یعنی

همچو صیادی سوی اشکار شد	گام آهو دید و بر آثار شد	جون شکاری صید کے پیچھے پھرے	نقش پا آہو کا بس وہ کھوج لے
چند گاهش گام آهو درخورست	بعد از آن خود ناف آهو رهبرست	تھوڑی دیر اُس نقش آہو پر چلے	رہبری پھر ناف آہو کی کرے
دفتر صوفی سواد و حرف نیست	جز دل اسپید همچون برف نیست	دفتر صوفی مین نے ظلمات حرف	ہے سفیدی دل کی اُنکے مثل برف
چونکه شکر گام کرد و ره برید	لاجرم زان گام در کامی رسید	کھوج کا شکر ہو رستہ چلا	کھوج سے آخر کو بس مقصد ملا
رفتن یک منزلی بر بوی ناف	بهتر از صد منزل گام و طواف	ایک منزل جانا لیے ناف کے	کھوج کی سو منزلوں سے بیش ہے
سیر زاهد هر مهی تا پیشگاه	سیر عارف هر دمی تا تخت شاه	سیر زاہد ہر مہینے تا نگاہ	سیر عارف ہر گھڑی تا تخت شاہ
آن دلی کو مطلع مهتابهاست	بهر عارف فتحت ابوابهاست	مطلع مہتاب جب کہ دل ہوا	بہر عارف فتحت ابوابہا
با تو دیوارست و با ایشان درست	با تو سنگ و با عزیزان گوهرست	تجھکو ہے دیوار اور انکو ہے در	تجھکو سنگ اور ہے عزیزوں کو گہر
آنچه تو در آینه بینی عیان	پیر اندر خشت بیند بیش از آن	آئینہ مین جو عیان تجھکو ہوا	پیر دیکھے خشت مین اُس سے سوا
پیر ایشانند کین عالم نبود	جان ایشان بود در دریای جود	پیر وہ ہین جبکہ یہ عالم نہ تھا	اُنکی جان اُس بحر مین تھی آشنا
پیشتر از این تن عمرها گذاشتند	پیشتر از کشت بر برداشتند	عمر کی تھی پہلے اس تن سے بسر	اور لیا کھیتی سے تھا پہلے ثمر
پیشتر از نقش جان پذرفته اند	پیشتر از بحر دُرها سفته اند	پہلے اس صورت سے جان کو پالیا	پہلے دریا سے گہر کو چن لیا

مشورہ کردن خداوند تعالیٰ با فرشتگان در ایجاد خلق

مشورہ کرنا خداوند عالم کا فرشتون سے پیدائش خلق مین

مشورہ میرفت در ایجاد خلق	جان شان در بحر قدرت تا بحلق	مشورہ کرتا تھا با ایجاد خلق	تھے وہ غرق بحر قدرت تا بحلق
چون ملائک مانع آن می شدند	بر ملائک خفیه خنبک می زدند	جو ملائک اُنکے مانع ہوتے تھے	بس ملائک پر وہ خفیہ ہنستے تھے
مطلع بر نقش هر که هست شد	پیش از آن کین نقش گل پابست شد	مطلع صورت پہ وہ ہستی کے تھے	اُس سے پہلے کہ وہ نقش گل بنے

ل۱ کھوج کا الخ ۷ شعر کھوج کا شکر کرے کہ رستہ چلا آخر کو کھوج سے رستہ ملا ایک منزل بوئے نافہ پر جانا کھوج کی سو منزلون سے زیادہ ہے یعنی ایک منزل راہ سلوک نور عرفان سے جانا خیال کی سو منزل سے بہتر ہے سیر زاہد کی ایک مہینے مین تا مدنظر ہے اور سیر عارف کی ہر دم تخت شاہ تک ہے کیونکہ زاہد از راہ خیال کے جاتا ہے اور عارف از راہ شرق کے جاتا ہے جو دل کہ جائے طلوع مہتاب جان کا ہوتا ہے واسطے عارف کے فتحت ابوابہا یعنی دروازے کھلین گے تجھکو دیوار اور انکو در ہے تجھکو سنگ اور عزیزون کو گوہر ہے جو تجھکو آئینہ میں عیان ہوا پیر خشت مین اُس سے سوا دیکھتا ہے یعنی مشاہدہ یار کا پیر عارف کو ہوتا ہے مثل آئینہ کے ہوتا ہے پیر وہ ہین کہ جب عالم نہ تھا انکی جان اس بحر مین آشنا تھی اس تن سے پہلے عمر بسر کی تھی اور کھیتی سے پہلے ثمر لیا تھا اس صورت سے پہلے جان کو لیا تھا یعنی پیدائش سے پہلے امر معنی انکی جانکو حاصل تھا جیسے جان آدم کو سب اسما کا علم تھا بوقت مباحثہ فرشتون کے پیش حقتعالی چنانچہ مشورہ حق کا فرشتون سے مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ل۲ مشورہ الخ شعر حق تعالی فرشتون سے مشورہ کرتا تھا ایجاد خلق مین اور جانین اولیاء اللہ کی غرق تھین بحر قدرت مین حلق تک جو ملائک انکے مانع ہوتے تھے وہ پوشیدہ ملائکہ پر ہنستے تھے باقی حال آگے ہے ۱۲ ل۳ مطلع الخ ۸ شعر مطلع اس صورت پر تھے کہ جو پیدا ہوئی اُس سے پہلے گویا وہ نقش گل بنے ہر چیز سے پہلے دیکھا کیونکہ ان کو اور اجناس سے پہلے دیکھا ان کو بغیر دماغ و دل کے وہ فکر رکھتے تھے اور بغیر سپاہ و فوج کے نصرت رکھتے تھے وہ ان کو عیان اور تجھکو فکر ہے در نہ رویت ہے نسیبت و ریکے یعنی جان اولیا کو وہ مقام عیان تھا اور تجھکو فکر ہے در نہ رویت بہ نسیبت و رکے ہے یعنی رویت از راہ فکر کے اس مقام مین تجھکو لے زاہد ہوتی ہے اور ان جانون کو وہ مقام عیان تھا کیونکہ فکر ماضی و مستقبل مین ہوتی ہے جو اس سے دور ہے مشکل حل کرتا ہے یعنی رویت حق پاتا ہے بلکہ چگون کو مثل بے چگون کے دیکھا اور پہلے کان سے دیکھا زر نیک و بد کو یعنی ذات حق بے چگون خلق با چگون پس جان اولیا نے خلق کو مثل ذات حق کے دیکھا جیسے زر کو پہلے کان سے دیکھا پیشتر پیدائش سے انگور کی شراب پی مستی و گرمی شدت گرمی مین سردی دیکھتے تھے دھوپ مین سایہ کو دیکھتے تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پیشتر زافلاک کیوان دیدہ اند	پیشتر از دانہا نان دیدہ اند
بے دماغ ودل پر از فکرت بدند	بے سپاہ وجُند بر نصرت زدند
آن عیان نسبت بایشان فکرتست	ورنہ خود نسبت بدوران رویتست
فکرت از ماضی ومستقبل بود	چون ازین دو رست مشکل حل شود
دیدہ بے کیف ہر باکیف را	دیدہ پیش از کان صحیح وزیف را
پیشتر از خلقت انگورہا	خوردہ میہا ونمودہ شورہا
در تموز گرم می بینند دے	در شعاع شمس می بینند فے
در دل انگور مے را دیدہ اند	در فنائے محض شے را دیدہ اند
آسمان در دور ایشان جرعہ نوش	آفتاب از جود شان زربفت پوش
چون ازیشان مجتمع بینی دو یار	ہم یکے باشند وہم شش صد ہزار
بر مثال موجہا اعداد شان	در عدد آوردہ باشد بادشان
مفترق شد آفتاب جانہا	در درون روزن ابدانہا
چون نظر بر قرص داری خود یکیست	آنکہ شد محجوب ابدان در شکیست
تفرقہ در روح حیوانی بود	نفس واحد روح انسانی بود
گفت حق رش علیہم نورہ	مفترق ہرگز نگردد نور او
روح انسانی کنفس واحدست	روح حیوانی سفال جامدست
عقل جز از رمز این آگاہ نیست	واقف این سر بجز اللہ نیست

پہلے دیکھا چرخ سے کیوان کو	پہلے دیکھا ناج سے ہرنان کو
بے دماغ ودل وہ با افکار تھے	بے سپاہ وفوج نصرت لیتے تھے
جو عیان انکو وہ تجکو فکر ہے	ورنہ رویت ہی نسبت دور کے
ماضی مستقبل مین ہوتی فکر ہے	جو ہیں اس سے دور مشکل حل ہے کھلے
باچگون کو دیکھا مثل بے چگون	دیکھا پہلے کان سے نیک وبد یون
پہلے پیدائش سے کل انگور کے	پیتے تھے مے اور مستی کرتے تھے
شدت گرمی مین سردی دیکھتے	دھوپ مین وہ سایے کو بھی دیکھتے
دل مین انگور ونکی وہ مے دیکھتے	اور فنائے محض مین شے دیکھتے
دور مین انکے فلک زلہ ربا	شمس انکے جود سے زرین قبا
جو بہم دیکھے تو انمین سے دو یار	تھی وہ اک ہین بھی وہ ہون چھ سو ہزار
مثل موجو نکے عدد انکے ہوے	پس عدد انکے لیے ہین بادنے
مفترق جو کہ ہوا ہی شمس جان	روزنون کے جسم سے یان ہے عیان
قرص کو جو دیکھے تو خود اک ہے	جو ہے محجوب بدن وہ شک ہے کھلے
تفرقہ یہ روح حیوانی مین ہے	نفس واحد روح انسانی مین ہے
حق کہے رش علیہم روح کو	نور متفرق نہووے بعدہ
روح انسانی کنفس واحدہ	روح حیوانی ہے خشت جامدہ
عقل جز اس رمز سے آگہ نہین	واقف اس سر کا بجز اللہ نہین

سلہ دل مین الخ شعر وہ دل مین انگورون کے شراب دیکھتے تھے اور فنائے محض مین شے کو دیکھتے تھے فلک انکی دور مین زلہ ربا تھا اور شمس ان کی بخشش سے زرین قبا جو اُن مین سے دو یار کو باہم دیکھے بھی وہ ایک ہون بھی وہ چھ سو ہزار ہون یعنی اُن جان اولیا مین تو دو کو باہم دیکھے وہ بھی ایک ہون وہ لاکھ ہون چنانچہ اُس کی مثال آگے فرماتے ہین مثل موجون کے وہ متعدد ہوئے اور بادنے اُن کے عدد کیے جو کہ شمس جان متفرق ہوا تنے روزنون مین جسم کے یہان پر عیان جو ہو تو قرص کو دیکھے تو ایک ہے جو محجوب تن مین ہین وہ شک کھتے مین یعنی وہ جانین اولیا کے آپس مین ایک ہی ہین وہ متعدد بھی ہین جیسے موجین دریا کی صورت مین ہوا سے متعدد ہین مگر باعتبار آب دریا کے ایک ہین یا پر تو آفتاب کہ اصل مین ایک نور بسیط ہے مگر بسبب روزنون کے مکان کے متعدد دکھائی دیتا ہے اسی کو توحید کہتے ہین باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ تفرقہ الخ شعر یہ تفرقہ روح حیوانی مین ہے اور روح انسانی نفس واحد ہے حق تعالٰے فرماتا ہے ترجمہ برسایا اوپر اُن کے نور اپنا بعدہٗ اسکا متفرق نہ ہوئے روح انسانی کنفس واحدہ یعنی مثل نفس واحد کے ہے روح حیوانی متعدد ہے اور روح انسانی کل ایک ہے اور روح اولیا کی کل طرف ہے روح انسانی کی اور اشارہ ہے طرف اس آیہ کے الذی خلقہا من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا یعنی اللہ وہ ہے کہ پیدا کیا تم کو نفس واحد سے زوجہ اسکی اور پیدا کیا اُن دونون کو بہت مرد وعورت کہ مین آدم وحوا سے مراد لیتے ہین اور صوفیہ کرام نفس واحد سے عقل کل اور روح سے نفس کل مراد لیتے ہین کہ عقل کل ونفس کل کے جوڑے سے تمام عالم پیدا ہوا عقل کل ونفس کل جوڑے کیے گئے ہین روح انسانی مین بقول بحر العلوم پس روح انسانی کا کل وہ میثاق پیدا ہوا اور مولانا نے اسکو باہم جان اس مثنوی مین تعبیر کیا ہے عقل جزوی اس رمز سے آگاہ نہین ہے اور واقف اس اسرار کے بجز اللہ کے کوئی نہین عقل کو کیا کام اس راز سے ہر جیسے بہرے کو کام کیا آواز سے آگے رجوع طرف قصہ کے ہے فافہم ۱۲ عہ برسایا اوپر انکے نور اپنا ۱۲ عہ مثل نفس واحد کے ہے ۱۲

عقل را اندر حنین سودا چه کار — کر مادر زاد را سرنا چه کار
یک زمان بگذار ای همره ملال — تا بگویم وصف خالی زان جمال

عقل کو کیا کام ہے اس ان سے — بہرے مادر زاد کو آواز سے
چھوڑ لے ہمراہ دم بھر تو ملال[1] — تا کہوں اوصاف میں خال جمال

در بیان ناید جمال خال او — هر دو عالم چیست عکس خال او
کب بیاں ہووے جمال اس خال کا — ہیں دو عالم عکس خال باصفا

چونکہ من از خال خوبش دم زنم — نطق میخواہد کہ بشگافد تنم
ہمچو مورے اندرین خرمن خوشم — تا فزون از خویش باری می کشم
کے گذارد آنکہ رشک روشنی است — تا بگویم آنچہ فرض و گفتنی است
بحر کف پیش آرد و سدی کند — جر کند وز بعد جر مدے کند

گر میں ادا اس خال کا ظاہر کروں — نطق کہتا ہے بدن کو پھاڑ دوں
شل چیونٹی خوش میں اس خرمن میں ہوں — بار میں خود سے زیادہ تا اٹھوں
چھوڑتا کب ہے وہ رشک و شنی — تا کہوں میں جو ہے فرض و گفتنی
بحر کف لائے درہ کا سد کرے — جر کرے اور بعد جر کے مد کرے

بستہ شدن تقریر معنی حکایت بسبب میل مستمعان باستماع صورت ظاہر حکایت وغیر آن
موقوف کرنا بیان معانی حکایت بسبب راغب ہونے سننے والوں کے طرف صورت ظاہری حکایت وغیرہ کے

این زمان بشنو چہ مانع شد مگر — مستمع را رفت دل جای دگر
خاطرش شد سوی صوفی قنق — اندران سودا فرو شد تا عنق
لازم آید باز رفتن زین مقال — سوی آن افسانہ بہر وصف حال
صوفی صورت مپندار ای عزیز — ہمچو طفلان تا کے از جوز و مویز
جسم ما جوز و مویز است ای پسر — گر تو مردی زین دو چیز اندر گذر

تم سنو[2] اس دم کہ کیا مانع ہوا — سننے والوں کا گیا دل اور جا
دل گیا صوفی کی جانب ان کا اب — تا گردن ڈوبے اس خواہش میں سب
لازم آیا پھرنا پھر اس قول سے — جانب اس قصے کے کہنے کیلیے
صوفی صورت کو نہ جان اے نیک پے — مثل طفلاں کب تلک بازی کرے
جسم خاکی اپنا ہے جوز و مویز — مرد گر ہے چھوڑ دے یہ دونوں چیز

[1] چھوڑ الخ شعر یعنی فرماتے ہیں کہ اے ہمراہی ایک دم تو ملال کو چھوڑ دے تاکہ میں کہوں اوصاف خال جمال کا کب بیان اسکے جمال وخال کا ہو سکے کہ دونوں عالم عکس ہیں خال باصفا خال کا بیان کروں تو نطق چاہتا ہے کہ بدن کو پھاڑ دوں یعنی جمال سے مراد جمال الٰہی وخال سے مراد اسماء الٰہی ہیں کہ اُسکے بیان راز سے جان قالب میں نہ ٹھہرے میں مثل چیونٹی کے اس خرمن دنیا میں خوش ہوں اور خود سے بوجھ زیادہ اُٹھاتا ہوں وہ رشک روشنی کب چھوڑتا ہے تاکہوں میں جو کہ فرض ہے و لائق کہنے کے ہے یعنی مراد روشنی ظہور سے اسرار رشک روشنی سے غیرت الٰہی ہے کہ وہ اسرار کو ظاہر نہیں کرنا چاہتی ہے دریا کف لائے و سد راہ کرے جاری کرے و بعد جاری کے بند کرے یعنے وہ دریائے ذات نطق راز گوئی کا پاس دیتا ہے بسبب رشک کے چنانچہ اس کا حال مثلاً آگے اس حکایت میں بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ [2] تم سنو الخ شعر اس دم تم سنو کہ کیا مانع ہوا سننے والے کا دل اور جگہ گیا اُن کا دل صوفی کی جانب گیا اور وہ گردن تک اس خواہش میں ڈوبے تو پھر پھرنا لازم آیا اس قول سے اس قصے کی طرف کہنے کے لیے یعنے میں تو چاہتا تھا اس قصے کا معنے بیان کرنا مگر سننے والے کا ذہن صورت قصہ کی طرف گیا اس واسطے صورت قصہ بیان کرتا ہوں بس اے شخص صورت کو نہ جان مثل لڑکوں کے کب تک تو جوز و مویز سے کھیلے گا جسم خاکی جوز و مویز کی مانند ہے اگر تو مرد ہے دونوں چیزوں کو چھوڑ دے اگر تو اندر نہ جا سکے فضل حق تجھ کو نہ طبق آسمان میں پہونچا دے واضح ہو کہ اس حکایت میں صوفی سے مراد روح انسانی و خر سے مراد جسم عنصری و خانقاہ سے مراد دنیا و خادم سے مراد نفس امارہ و خواب شب سے مراد مرگ و بیداری سے مراد بعث و نشر ہے پس صورت قصہ کو اُن مرادوں سے جان کر راز معلوم کرنا چاہیے کہ فضل حق تعالے تجھے معنے میں رسائی دے گا چنانچہ اس قصے کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲

در تو اندر نگزری اکرام حق | بگزراند مر ترا از نہ طبق

گر نہ اندر جا سکے تو فضل حق | بس تجھے پہونچائے اندر نہ طبق

التزام کردن خادم تیمار بہیمہ را و تخلف نمودن

بشنو اکنون صورت فسانہ را | لیک ہین از کہ جدا کن دانہ را
حلقۂ آن صوفیان مستفید | چونکہ در وجد و طرب آخر رسید
خوان بیاوردند بہر میہمان | از بہیمہ یاد آورد آن زمان
گفت خادم را کہ در آخر برو | راست کن بہر بہیمہ کاہ و جو
گفت لاحول این چہ افزون گفتن است | از قدیم این کارہا کار من است
گفت تر کن آب جو را از نخست | کان خرک پیر است و دندانہاش سست
گفت لاحول این چہ می گوئی مہا | از من آموزند این ترتیبہا
گفت پالانش فرونہ پیش پیش | دارو ے منہل بنہ بر پشت ریش
گفت لاحول آخر این حکمت گذار | جنس تو مہمانم آید صد ہزار
جملہ راضی رفتہ اند از پیش ما | ہست مہمان جان ما و خویش ما
گفت آبش دہ و لیکن شیر گرم | گفت لاحول از توام بگرفت شرم

اختیار کرنا خادم کا خدمتگزاری جانور کو اور خلاف کرنا اسکا

صورت[1] قصہ سنو تم اب ذرا | لیک دانہ سے جدا کر تو گیا
حلقہ جو اُن صوفیون فیض کا | وجد اور حالت سے آخر ہو چکا
کھانا لائے واسطے مہمان کے | جانور کی یاد جب آئی اُسے
بولا خادم سے طویلہ مین تو جا | گھانس دانہ جانور کو میرے لا
بولا لاحول آپ کیا فرمائے ہین | مین ہمیشہ رہتا ہون اس کام مین
بولا[2] دانہ اُسکا کر پہلے سے تر | دانت ہین کمزور کہ بوڑھا ہے خر
بولا لاحول اب یہ کیا کہنے کی بات | مجھسے کوئی سیکھ لے یہ سب صفات
بولا تو خوگیر علیحدہ اس سے کر | زیب دے کھدے اُسکے زخم پشت پر
بولا لاحول اب چھوڑو فکر کار | مجھسے مہمان یہان پہ آئے ہین ہزار
سب گئے راضی ہین مجھسے یہان | ہین مرے مہمان جان اور مہربان
بولا پانی اُسکو دے پر شیر گرم | بولا لاحول اب مجھے آتی ہے شرم

سلہ صورت قصہ الخ یعنی شعر اب ذرا تم صورت قصہ کو سنو لیکن دانہ کو گھانس سے جدا تم کرو واضح ہو کہ یہان مولانا قصہ موسیٰ کی طرف اشارہ کرتے ہین کہ جب موسیٰؑ نے بدرگاہ حق تعالے عرض کی کہ اے رب تو انسانون کو پیدا کرکے کیون مارتا ہے حکم ہوا کہ تم کھیتی کرو اسکا حال معلوم ہو جائیگا چنانچہ موسیٰؑ نے گندم بوئے بعد تیار ہونے کے کاٹکر خرمن مین جمع کیے حکم ہوا اے موسیٰ تم نے اس کھیتی کو کیون کاٹکر خراب کیا عرض کی کہ رب دانہ اس مین تیار ہوا ہے اب مین دانہ کو گھانس سے پاک کرتا ہون حق تعالے نے فرمایا کہ اے موسیٰ اسی طرح انسانون کی جان کو پوست تن سے ہم پاک کرتے ہین کہ تاسف نہ ہو پس مولانا سننے والون سے کہتے ہین کہ معنی قصہ کو صورت قصہ سے ایسے ہی حاصل کرو جب کہ ان صوفیون کا حلقہ حال و قال سے آخر کو پہونچا کھانا واسطے مہمان کے لائے جب اس کو جانور کی اپنے یاد آئی خادم سے کہا کہ طویلہ مین جا اور گھانس و دانہ میرے جانور کو دے خادم نے کہا لاحول آپ کیا فرماتے ہین مین ہمیشہ اسی حال مین اسی کام مین رہتا ہون باقی حال اس بیان کا آگے اس کے لکھا گیا ہے دیکھنے مین آوے گا ۱۲ سلہ بولا دانہ الخ ۱۲ شعر صوفی نے کہا کہ پہلے سے اسکا دانہ تر کردے کہ خر بوڑھا ہے و دانت اس کے کمزور ہین تو لاحول یہ کیا کہنے کی بات ہے مجھسے کوئی سیکھ لے یہ سب صفتین کہا تو خوگیر اس سے علیحدہ کر اور زیب کو کوٹکر اسکے زخم پشت پر رکھدے بولا لاحول یہ فکر کام کی تو چھوڑ دے کہ تجھ سے یہان مہمان ہزارون آتے ہین سب مجھ سے راضی ہین میرے مہمان جان و مہربان ہین کہا پانی اسکو شیر گرم دے بولا لاحول اب مجھے شرم آتی ہے کہا جو مین بس کم تر ملا بولا لاحول یہ بات چھوڑ کہا اب اس کا تھان صاف کر اگر جا بے تر ہو اس پر خاک ڈال کر خشک کردے بولا لاحول اے پدر تو لاحول کر دیدہ اہل پر تاکید نہ کر کہا خر پر تو جاکر کھریرہ کر بولا لاحول اے پدر تو حیا کر کہا اس کی پچھاڑی کو تنگ کر لوٹنے کے وقت وہ نہ اٹھے بولا لاحول اتنا گریہ نہ کر اور خر کے واسطے گون مین نہ پھنس کہا اس پر جھول کو اڑھادے کیونکہ شب کو سردی سوا ہوتی ہے بولا لاحول اس قدر تم مت کہو جا تو کہ بڑی دودھ مین کب ہوتی ہے مین تجھ سے اس کام مین استاد ہون اچھے برے یہان سب مہمان آتے ہین حالات کے لائق مین خدمت کرتا ہون اور مثل گل و سوسن کے ہوا ہون یعنی نفس امارہ ایسے حیلے کر کے روح انسانی کو غافل کرتا ہے اور جسم کو راہ سفر آخرت مین بسبب دیکھے غذا ریاضت وغیرہ کے عاجز رکھتا ہے چنانچہ باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

گفت اندر جو تو کمتر کاہ کن — گفت لاحول این سخن کوتاہ کن
بولا اندر جو کے کمتر کاہ کر — بولا لاحول اب سخن کو تاہ کر

گفت جایش را بروب از سنگ و پشک — ور بود تر ریز بر وے خاک خشک
بولا اب تو تھان اُسکا صاف کر — خاک ڈال اور خشک کر گر جا ہو تر

گفت لاحول اے پدر لاحول کن — با رسول اہل کمتر گو سخن
بولا لاحول اے پدر لاحول کر — مت کرو تاکید بندہ اہل پر

گفت بستان شانہ پشت خر بخار — گفت لاحول اے پدر شرمی بدار
بولا خر کو تو کھریرہ جا کے کر — بولا لاحول اب حیا کر اے پدر

گفت دم افسار را کوتہ ببند — تا ز غلطیدن نیفتد او بہ بند
بولا تو اُسکی پچھاڑی تنگ کر — تا نہ اُچھلے جو کہ وہ لوٹے مگر

گفت لاحول اے پدر چندین مقال — بہر خر چندین مرو اندر جوال
بولا لاحول اسقدر گریہ نہ کر — گون کے اندر نہ پھنس تو بہر خر

گفت بر پشتش فگن جل زود تر — زانکہ شب سرماست اے کان ہنر
بولا اُس پر جھول کو دے تو اُڑھا — کیونکہ شب کو سردی آتی ہے سوا

گفت لاحول اے پدر چندین مگو — اُستخوان در شیر نبود تو مجو
بولا لاحول اس قدر تم مت کہو — اُستخوان کب شیر میں ہی جان لو

من ز تو اُستاترم در فن خود — میہمان آید مرا از نیک و بد
تجھ سے میں اُستاد ہون اس کام میں — نیک و بد آتے یہان مہمان ہیں

لائق ہر میہمان خدمت کنم — من ز خدمت چون گل و چون سوسنم
حسب مہمان کی کرون میں خدمتیں — چون گل سوسن ہوا خدمت سے میں

خادم این گفت و میان بر بست چست — گفت رفتم کاہ و جو آرم نخست
۱ے یہ کہا خادم نے اور باندھی کمر — بولا گھانس اور جو کو لاؤں بیشتر

رفت و از آخور نکرد او ہیچ یاد — خواب خرگوشی بدان صوفی فتاد
وہ گیا اصطبل سے غافل ہوا — خواب خرگوشی میں وہ صوفی پڑا

رفت خادم جانب اوباش چند — کرد بر اندرز صوفی ریشخند
چند اوباشوں میں جا خادم ملا — اور صوفی کی نصیحت پر ہنسا

صوفی از رہ ماندہ بود و شب دراز — خوابہا میدید با چشم فراز
جو تھکا صوفی تھا اور شب بھی بڑی — دیکھتا یہ خواب تھا وہ اے اخی

کان خرش در چنگ گرگے ماندہ بود — پارہا از پشت و رانش میربود
کہ وہ خر کو پھاڑتے ہیں بھیڑیے — اور لیے جاتے ہیں ٹکڑے گوشت کے

گفت لاحول این چہ مالیخولیاست — اے عجب آن خادم مشفق کجاست
بولا لاحول اب یہ کیسا ہی جنون — کہ وہ خادم ہے کہاں اس سے کہوں

باز میدید آن خرش در راہ رو — گہ بچاہے میفتاد گہ بہ گو
۲ے دیکھا پھر خر کو چلا جاتا ہے راہ — گہ گڑھے میں گرتا ہے اور گہ بچاہ

گونا گون میدید نا خوش واقعہ — فاتحہ می خواند با القارعہ
ہر طرح کا دیکھتا تھا واقعہ — فاتحہ پڑھتا تھا اور القارعہ

۱ے یہ کہا الخ شعر یہ کہا خادم نے اور کمر باندھی اور کہا کہ گھانس و دانہ پہلے لاؤں وہ خادم اصطبل سے گیا اور غافل ہوا اور صوفی خواب خرگوشی میں پڑا چند اوباشوں میں وہ خادم جا کر ملا اور صوفی کے نصیحت کرنے پر ہنسا جو کہ صوفی تھک گیا تھا اور شب بڑی تھی تو یہ خواب میں دیکھتا تھا یعنے خواب مرگ میں اپنے جسم کا یہ حال دیکھتا تھا کہ میرے خر کو بھیڑیے پھاڑتے ہیں اور اُس کے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے لیے جاتے ہیں صوفی نے کہا لاحول یہ کیسا جنون ہے وہ خادم کہاں ہے کہ اُس سے کہوں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ے دیکھا پھر الخ شعر پھر خر کو دیکھا کہ راہ چلا جاتا ہے کبھی گڑھے میں اور کبھی چاہ میں گرتا تھا ہر طرح کا وہ واقعہ دیکھتا تھا سورہ فاتحہ وہ پڑھتا تھا اور القارعہ یعنے یہ سورتیں واسطے دفع خواب بد کے ہیں دل میں کہا کہ اس کا کیا علاج کریں یار اب تھک گئے اور سب سو گئے اور بند دروازے کیے اور یعنی حال و قال کے سبب سب تھک کر یاران دنیا سو گئے گویا خواب عدم کو چلے گئے پھر وہ صوفی کہتا تھا وہ خادم ہے کہ نہیں اُسنے زلہ ربائی کی ہے میں نے اُس پر لطف و کرم کیا ہے کس لیے وہ اُلٹا مجھ کو رنج دیوے ہر عداوت کے واسطے ایک سبب چاہیئے ورنہ جنسیت تو وفا پیدا کرتی ہے یعنے عداوت ایک سبب سے ہوتی ہے پس کوئی سبب ایسا نہیں پیدا ہوا کہ جس سے وہ خادم عداوت کرتا بلکہ میری اس سے جنسیت ہے چاہیے وفاداری کرنا نہ کہ عداوت اُس نے کی پس ثابت ہوا کہ روح کو نفس کے ساتھ ایک جنسیت ہے اس واسطے حق تعالے نے روح کو نفس کے ساتھ شریک دنیا میں کیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

گفت چارہ چیست یاران خستہ اند	رفتہ اند و جملہ درہا بستہ اند
باز میگفت ای عجب آن خادمک	نے کہ با ما گشت ہم نان و نمک
من نکردم با وے الا لطف و لین	او چرا با من کند بر عکس کین
ہر عداوت را سبب باید سند	ورنہ جنسیت وفا تلقین کند
باز میگفت آدم با لطف و جود	کے بران ابلیس جورے کردہ بود
آدمی مر مار و کژدم را چہ کرد	کہ ہمی خواہند او را مرگ و درد
گرگ را خود خاصیت بدریدن است	کین حسد در خلق آخر روشن است
باز میگفت این گمان بد خطاست	بر برادر این چنین ظنم چراست
صوفی اندر وسوسہ وان خر چنان	کہ چنین بادا جزاے دشمنان
آن خر مسکین میان خاک و سنگ	کژ شدہ پالان دریدہ پالہنگ
کشتہ رہ جملۂ شب بے علف	گاہ در جان کندن و گہ در تلف
خر ہمہ شب ذکر کردہ اے الہ	جو رہا کردم کم از یک مشت کاہ
با زبان حال میگفت اے شیوخ	رحمتے کہ سوختم زین خام شوخ
انچہ آن خر دید از رنج و عذاب	مرغ خاکی بیند اندر سیل آب
پس بپہلو گشت آن شب تا سحر	آن خر بیچارہ از جوع البقر
نالہ میکرد از فراق کاہ و جو	مستمند از اشتیاق کاہ و جو
ہمچنین در محنت و در درد و سوز	نالہا میکرد از شب تا بروز

بولا کیا چارہ کہ یار اب تھک گئے	سب گئے اور بند دروازے کیے
پھر وہ کہتا تھا عجب خادم بنا	نے کہ وہ میرا ہوا زلہ ربا
مین نے اُسپر تو کیا لطف و کرم	کسلیے اُلٹا وہ دے مجکو الم
ہر عداوت کو سبب اک چاہیئے	ورنہ جنسیت وفا پیدا کرے
پھر وہ کہتا[۱] آدم با جود نے	کب کیا تھا ظلم اس ابلیس پے
کیا کیا انسان نے بچھو سانپ سے	مرگ و درد انکے لیے ہین چاہیئے
پھاڑنے کی گرگ پس عادت رکھے	خلق پر ظاہر حسد یہ اُن کا ہے
پھر وہ کہتا یہ گمان میرا خطا	بھائی پر ایسا گمان کب ہو روا
وسوسہ مین صوفی اور خر کا یہ حال	جیسے دشمن کی جزا ہوئے مآل
خاک[۲] و پتھر مین خر مسکین کا	پس اگاڑی ٹوٹی کج خوگیر تھا
رہ کا مارا رات بھر بے کاہ تھا	جانکنی مین گاہ و گہ اندر بلا
رات بھر یہ ذکر خر تھا اے الہ	جو کو چھوڑا پر نہ پائی مشت کاہ
با زبان حال کہتا اے شیوخ	ہووے رحمت مجکو مارے خام شوخ
خر نے وہ تکلیف و رنج اب پاے ہین	مرغ خاکی دیکھے جو سیلاب مین
پس زمین[۳] پر پڑ رہا خر رات بھر	بھوک کے مارے جو تھی جوع البقر
نالہ کرتا کاہ و جو کے واسطے	شوق رکھتا کاہ و جو کے واسطے
بس وہ محنت اور درد و سوز سے	نالہ کرتا رات بھر تھا اس لیے

لہ پھر وہ الخ۔ شعر پھر وہ صوفی کہتا کہ آدم علیہ السلام نے کب ظلم کیا تھا ابلیس سے انسان نے کیا کیا بچھو و سانپ کے ساتھ کہ وہ اُن کے لیے مرگ و درد چاہتے ہین گرگ پھاڑنے کی عادت رکھتا ہے اور یہ حسد اُسکا خلق پر ظاہر ہے یعنی بے سبب عداوت ہوا کرتی ہے کچھ سبب پر منحصر نہین ہے پھر صوفی کہتا یہ گمان میرا غلط ہے بھائی پر ایسا گمان کب روا ہے پھر صوفی کہتا ہوشیاری بدگمانی ہے تیری جو بدظن نہ ہو بلا سے کب بچے صوفی وسوسہ مین اور خر کا یہ حال جیسے دشمن کی جزا آخر مین ہووے یعنی صوفی خواب مین یہ خیالات دیکھتا تھا اور خر اُسکا شدت گرسنگی مین بیقرار تھا اسی طرح بعد مرگ روح عالم برزخ مین عذاب قبر سے بیقرار ہوتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ٢ہ خاک و پتھر مین الخ۔ شعر خر مسکین خاک و پتھر مین خوگیر کج اور گاڑی شکستہ رکھتا تھا راہ کا مارا ہوا رات بھر بے گھانس تھا کبھی جانکنی مین اور کبھی بلا مین تھا اور رات بھر خر کا یہ ذکر تھا کہ اے اللہ جو کو چھوڑا مٹھی بھر گھانس بھی نہ پائی اور زبان حال سے کہتا تھا کہ اے شیخ رحمت ہووے مجکو مارا خام شوخ نے خر نے وہ تکلیف و رنج پائے ہین کہ جیسے مرغ خاکی رنج دیکھے سیلاب مین یعنی نفس خاک سے پیدا ہے اور اُس عالم مین کہ وہ بحر ہی کیون نہ تکلیف پائے ہان جب تک کہ صحبت روح سے پاک مثل روح کے نہ ہو جائے جب اُس بحر مین اسکو رنج و تکلیف نہ ہوگی باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ٣ہ پس زمین الخ۔ شعر پس زمین پر وہ خر رات بھر لوٹا بھوک کے مارے کہ جو اُسکو جوع البقر تھی نالہ رکھتا تھا کاہ و جو کیواسطے پس وہ محنت و درد و سوز سے نالے کرتا تھا رات بھر جب دن ہوا تو خادم نے آکر جلد خوگیر اُسپر کسا اور خر فروشونکی طرح آر سے چبھا کر جو سگ کے کرتے ہین وہ خر سے کیا یعنی چست و چالاک کر دیا خر ہوا چالاک و تیز اُس آر دن سے زبان نہ تھی کہ اپنا حال کہتا یعنی بروز محشر جسم اسیطرح پیدا کر کے روح کو دیا جائیگا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

روز شد خادم بیامد بامداد — زود پالان جست بر پشتش نهاد
خرفروشانه دوسه زخمش بزد — کرد با خر آنچه با سگ می سزد
خر جهنده گشت از تیزی نیش — کو زبان تا خر بگوید حال خویش

دن ہوا تو صبح سے خادم نے آ — جلد خوگیر اسکے اوپر بس کسا
خرفروشونکی طرح آرین چبھا — سگ سے جو کرتے ہین وہ خر سے کیا
خر ہوا اچھالا کہ تیز اس نیش سے — نے زبان تھی حال کہتا خویش سے

گمان بردن کاروانیان که مگر بهیمهٔ صوفی رنجور است — گمان ہونا اہل قافلہ کو کہ شاید جانور صوفی کا بیمار ہے

چونکه صوفی بر نشست و شد روان — رو در افتادن گرفت او هر زمان
هر زمانش خلق بر می داشتند — جمله رنجورش همی پنداشتند
آن یکی گوشش همی پیچید سخت — وان دگر در زیر گامش جست لخت
وان دگر در نعل او می جست سنگ — وان دگر در چشم او میدید رنگ
باز گفتی حزم سوء الظن تست — هر که بدظن نیست کے ماند درست
باز میگفتند اے شیخ این ز چیست — دے همی گفتے که شکر این خر قوی است
گفت آن خر کو بشب لاحول خورد — جز بدین شیوه نتاند راه برد
چونکه قوت خر بشب لاحول بود — شب مسبح بود روز اندر سجود
چون ندارد کس غم تو ممتحن — خویش کار خویش باید ساختن
آدمی خوارند اغلب مردمان — از سلام علیک شان کم جو امان
خانهٔ دیو است دلهاے همه — کم پذیر از دیو مردم دمدمه
از دم دیو آنکه او لاحول خورد — همچو آن خر در سر آید در نبرد
هر که در دنیا خورد تلبیس دیو — وز عدوے دوست رو تعظیم و ریو
در ره اسلام و بر پول صراط — در سر آید همچو آن خر از خباط

جب سوار اسپہ ہوا وہ صوفی چلا — ٹھوکرین ہر دم وہ کھا گرنے لگا
ہر گھڑی اسکو اٹھاتے لوگ تھے — اور اسے بیمار سب تھے جانتے
ایک کان اسکے مروڑے تھا کھڑا — دوسرا سم ٹوٹا اس کا دیکھتا
تیسرا نعلون مین اسکے دیکھے سنگ — چوتھا اسکی آنکھ کا دیکھے تھا رنگ
پھر وہ کہتا حزم سوء الظن ترا — جو نہ ہو بدظن بلا سے کب بچا
کہتے وہ اے شیخ یہ ہے کسلیے — وہ یہ کہتا ہے قوی خر شکر ہے
بولا لاحول اسنے کھائی راتکو — اسلیے بس چل نہین سکتا ہے وہ
شب کو جو خر کی خورش لاحول تھی — شبکو تسبیح دن کو ہے سجدہ گری
جو نہین ہے کوئی تیرا غمگسار — خود ہی کرنا چاہیے کام اپنا یار
ہین جو مردم خوار اغلب مردمان — کب سلام انکے سے پاؤ تم امان
ان کا دل تو خانۂ شیطان ہے — دھوکا مت کھا مردم ابلیس سے
اگر شیطان سے جو ہین لاحول خوار — بس گرین گے مثل خر روز شمار
جسنے دھوکا یان یہ کھایا دیو سے — اور دشمن و دوست کے ریو سے
پل صراط اور بس رہ اسلام پے — لغزش پا سے وہ مثل خر گرے

ل جب سوار اُس پر ہوا الخ ۸ شعر جب وہ صوفی اُس پر سوار ہوکر چلا ٹھوکرین کھاکر ہر دم گرنے لگا ہر دم اُس کو لوگ اٹھاتے تھے اور سب اُس کو بیمار جانتے تھے ایک کان اُس کا مروڑتا تھا دوسرا اُس کا سم ٹوٹا دیکھتا تھا تیسرا نعل مین اُس کے سنگ دیکھتا تھا چوتھا اُس کی آنکھ کا رنگ دیکھتا وہ کہتے اے شیخ یہ کس لیئے ہے وہ یہ کہتا قوی ہے خر شکر ہے صوفی نے کہا لاحول اس نے رات کو کھائی ہے اسلیے چل نہین سکتا ہے شب کو جو خورش خر کی لاحول تھی گویا شب کو تسبیح و دن کو سجدہ گری رکھتا ہے یعنی خادم نے بجاے کاہ و دانہ کے اُسکو شب بھر لاحول کھلائی ہے اسواسطے یہ سجدہ کو سر کے بل گرتا ہے چنانچہ حال بیوفائی مردم کا آگے فرماتے ہین ۱۲ ل۲ جو نہین الخ ۶ شعر جو تیرا کوئی غمگسار نہین ہے تو خود ہی اپنا کام کرنا چاہیے یہ مردم اکثر مردم خوار ہین انکے سلام سے کب تم امن پاؤ انکا دل خانۂ شیطان ہے تو دھوکا مت کھا مردم شیطان سے مگر شیطان سے جو لاحول کھاتے ہین بروز محشر مثل خر کے منھ کے بل گرین گے جس نے دھوکا یہان پر دیو سے کھایا اور دشمن و دوست صورت کے مکر سے وہ راہ اسلام پل صراط پر لغزش پا سے مثل خر کے گرے یعنی دنیا مین جو شیطان کا بندہ رہا بروز حشر وہ مثل اُس خر کے پل صراط پر لغزش کھاکر گریگا پل صراط کی ایک راہ باریک مثل بال کے دوزخ پر ہے کہ جنتی اُسپر سے جنت کو جاوینگے جو راہ طریقت مین یہان ثابت قدم نہین رہا اور شیطان کی راہ پر چلا ہے وہ پل صراط سے گرے گا عیاذاً باللہ ۱۲۔

عشوہ ہاے یار بد منوش ہین — دام بین ایمن مرو تو بر زمین
صد ہزار ابلیس لاحول آر بین — آدما ابلیس را در مار بین
دم دہد گوید ترا اے جان و دوست — تا چو قصابے کشد از دوست پوست
دم دہد تا پوستت بیرون کشد — وائے آن کز دشمنان افیون چشد
سر نہد بر پاے تو قصاب وار — دم دہد تا خونت ریزد زار زار
ہمچو شیرے صید خود را خویش کن — ترک عشوہ اجنبی و خویش کن
ہمچو خادم دان مراعات خسان — بیکسی بہتر ز عشوۂ ناکسان
در زمین مردمان خانہ مکن — کار خود کن کار بیگانہ مکن
کیست بیگانہ تن خاکی تو — کز براے اوست غمناکی تو
تا تو تن را چرب و شیرین می دہی — جوہر جان را نہ بینی فربہی
گر میان مشک تن را جا شود — روز مردن گند او پیدا شود
مشک را بر تن مزن بر دل بمال — مشک چہ بود نام پاک ذوالجلال
آن منافق مشک بر تن می نہد — روح را در قعر گلخن مے نہد
بر زبان نام حق و بر جان او — گندہا از کفر بے ایمان او

یار بد[۱] کے مکر کی تو چال دیکھ — مت چلے بے غم زمین پر چال دیکھ
دیکھ لاکھ ابلیس ہین لاحول خوان — دیکھ آدم مار ہین شیطان یہان
تجکو دم دیتا ہے اور کہتا ہے دوست — مثل قصابون کے کھینچے تیرا پوست
تجکو دم دیکے ہے کھینچے پوست وہ — حیف ہے دشمن سے لے افیون جو
رکھے سر پاے پر تیرے قصاب وار — اور دم دیکر کرے تجکو شکار
خود کو کر مانند شیر اپنا شکار — چھوڑ عشوہ غیر اور اپنے کا یار
جان[۲] جون خادم برون کی آشتی — عشوۂ ناکس سے بہتر بیکسی
مت بنا تو دوسرون کی جا مین گھر — کام اپنا کر تو غیرون کا نہ کر
غیر کیا ہے تیرا خاکی جسم ہے — واسطے اسکے جو تو غمناک ہے
چرب و شیرین تن کو جبتک دے اخی — جوہر جان کی نہ دیکھے فربہی
مشک مین گر تن کو اپنے تو رکھے — بعد مرنے کے وہ بیشک بس سڑے
مشک تو تن پر نہ ڈال اور دل پہ ڈال — مشک کیا ہے نام پاک ذوالجلال
[۳] وہ منافق مشک جو تن پر ملے — روح کو گلخن کے اندر ہے رکھے
ہے زبان پر نام حق اور جان پے — انکی بدبو کفر و بے ایمان سے

سلہ یار بد کے الخ۔ شعر تو یار بد کے مکر کی چال دیکھ اور بے غم زمین پہ چل اور دام دیکھ تو دیکھ لاکھ ابلیس ہین لاحول پڑھنے والے اور دیکھ لے آدم یہان شیطان کو مار مین یعنی دنیا مین ہزارون شیطان ہین مردم صورت لاحول پڑھنے والے اے شخص مثل آدم کے مار مین شیطان کو دیکھ جیسے شیطان جنت مین منہ مین مار کے بیٹھ کر گیا تھا یہ جسم انسان مین شیطان ہے تجکو وہ دم دیتا ہے اور دوست کہتا ہے تاکہ مثل قصابون کے تیرا پوست کھینچے تیرا دم دیکر پوست کھینچے افسوس ہے کہ تو دشمن سے افیون لیوے کہ تا وہ تجکو ضرر پہونچاوے یعنی نفع دنیا شیطان کا دنیا مین ایسا ہے جیسے افیون دشمن سے لیتا ہے کہ بظاہر افیون بسبب نشہ کے بہتر ہوتی ہے مگر آخر کو ہلاک کرتی ہے تیرے پاؤن پر مثل قصاب کے سر رکھے اور دم دے کر تجھے شکار کرے تو چھوڑ عشوہ اپنے و بیگانہ کا یعنی تو خود کو راہ مولا مین فنا کر اور اپنے اور بیگانہ کا فریب نہ کھا کہ کوئی تیرا دوست نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ **سلہ** جان جون الخ۔ شعر مثل خادم کے تو برون کی دوستی کو جان عشوۂ نااہل سے بیکسی بہتر ہے تو دوسرون کی جگہ مین گھر مت بنا و کام اپنا کر غیرون کا نہ کر اور وہ غیر کیا ہے تیرا جسم خاکی ہے تو اس کے واسطے غمگساری کرتا ہے چرب و شیرین جبتک تو تن کو غذا دے گا جوہر جان کی فربہی نہین دیکھے گا تو اپنے جسم کو اگر مشک مین رکھے بعد مرنے کے وہ بیشک سڑے گا تو مشک تن پر مت ڈال دل پر ڈال اور وہ مشک کیا ہے نام پاک ذوالجلال کا ہے یعنی ذکر زبانی نہ کر ذکر قلبی کر کہ باقی رہے کیونکہ زبان فنا ہونے والی ہے وہ ذکر زبانی بھی فنا ہوگا تیرے ساتھ باقی نہ رہے گا باقی حال آگے ہے ۱۲ **سلہ** وہ منافق الخ۔ شعر آہ منافق جو مشک تن پر ملتا ہے روح کو گلخن مین رکھتا ہے ان کی زبان پر نام حق ہے اور جان پر بدبو کفر اور بے ایمانی سے ہے ذکر ان کا جیسے سبزہ گلخن پر ہے اور گھورے پر گل سوسن اگا ہے وہ سبزہ اس جا پر یقینی درجہ عاریت کھتا ہی لیکن اس گل کی جا محفل مین ہے یعنی پیران ریاکار ظاہر اذکر خدا کا بیان کر کے مخلوق کو فریب دیتے ہین اور دل مین صاحب دنیا کفر و بے ایمانی طریقت سے رکھتے ہین پس وہ ذکر انکا گویا سبزہ گھورے پر عارضی ہے کہ بعد مردن کچھ باقی نہ رہے گا پس طیبات ہے طیبین کے واسطے اور خبیثات ہے خبیثین کیلیے یعنی کلمہ طیب واسطے پاکون کے ہے اور کلمہ خبیث واسطے خبیثون کے ہے بحر العلوم یعنی توحید و عوارف بیان کرنا واسطے پاکون کے ہے کہ اثر کرے نہ واسطے ریاکارون کے پس کینہ کیونکہ اس سے جو کینہ رکھتا ہے کیونکہ انکی گور اہل کینہ کے پاس ہے اصل کینہ کی دوزخ ہے اور کینہ خود اس کل کا دشمن دین کا ہے تو جزو دوزخ کا ہے ہوشیار رہو کیونکہ جزو کہ اپنے کل مین قرار ہوتا ہے یعنی تو کینہ رکھ ورنہ یہ جزو دوزخ کا ہے

ذکر با او ہمچو سبزہ گلخن است — بر سر مبرز گل ست و سوسن است
آن نبات آنجا یقین عاریت است — جائے آن گل مجلس ست و عشرت است
طیبات آمد بسوئے طیبین — للخبیثین الخبیثات است ہین
کین مدار آنہا کہ از کین گمرہند — گورشان پہلوئے کین داران نہند
اصل کینہ دوزخ ست و کین تو — جزو آن کل ست خصم دین تو
چون تو جزو دوزخی پس ہوشدار — جزو سوئے کل خود گیرد قرار
ور تو جزو جنتی اے نامدار — عیش تو باشد چو جنت پائدار
تلخ با تلخان یقین ملحق شود — کے دم باطل قرین حق شود
اے برادر تو ہمین اندیشہ — مابقی تو استخوان و ریشہ
گر گل است اندیشہ تو گلشنے — ور بود خارے تو ہیمہ گلخنے
گر گلابے بر سرت جیبت زنند — ور تو چون بولی برونت افگنند
طبلہا در پیش عطاران ببین — جنس را با جنس خود کردہ قرین
تو رہائی جو ز ناجنسان بجد — صحبت ناجنس گورست و لحد
جنسہا با جنسہا آمیختہ — زین تجانس زینتے انگیختہ
گر در آمیزند عود و شکرش — بر گزینند یکیک از ہمدیگرش
طبلہا بشکست و جانہا ریختند — نیک و بد را ہمدیگر آمیختند
حق فرستاد انبیا را ہمر این — تا جدا گردد ز ایشان کفر و دین
حق فرستاد انبیا را با ورق — تا گزید این دانہا را بر طبق
مومن و کافر مسلمان و جہود — پیش از ایشان جملہ یکسان می‌نمود

ذکر ان کا سبزہ جون گلخن پہ ہے — اور گھورے پہ گل سوسن اُگے
عاریت وہ سبزہ اُس جا پہ رکھے — لیکن اُس گل کی جگہ مجلس مین ہے
طیبات اب طیبین کے واسطے — اور خبیثات اب خبیثین کیلیے
کینہ مت رکھ اُس سے جو کینہ رکھے — گور انکی پاس اہل کین کے ہی
اصل کینہ کی ہے دوزخ کین ترا — جزو اس کل کا ہی دشمن دین کا
جزو دوزخ کا ہی تو تو ہو ہوشیار — جزو کو اپنے کل مین ہو نا ہی قرار
گر تو جنت کا ہے جزو اے نامدار — عیش تیرا جون جنان ہو پائدار
تلخ بس تلخون کے شامل ہے رہتا — کب دم باطل قرین حق رہے
اے برادر یونہی اندیشہ ہی تو — اور باقی استخوان ریشہ ہی تو
گل ہے اندیشہ ترا گلشن ہی تو — خار ہے گر ہیزم گلخن ہے تو
گر گلاب اب ہے سر و پا پر ملین — گر تو ہے پیشاب باہر پھینکدین
دیکھ تو صندوق عطارونکے پاس — جنس کو جنس اپنی کے رکھتا ہی پاس
پس ہائی ڈھونڈھ ناجنسون سے تو — صحبت ناجنس آفت جان کو
جنس کو ہوتی ہی رغبت جنس سے — جنسیت سے کیونکہ زینت بڑھتی ہی
گر کرین عود و شکر باہم حلول — ایک کو بس دوسرا کرلے قبول
ٹوٹی سب صندوق ہجان پیدا ہوئین — نیک و بد آپس مین سب باہم ملین
حق نے بھیجا انبیا کو اس لیے — تا جدا ہون اہل دین کفار سے
حق نے بھیجا انبیا کو با ورق — تا کہ دانہ چن لین یہ اندر طبق
مومن و گبر و مسلمان کافران — اس سے پہلے دکھتے سب ایکسان

۱ گر تو جزو شعر اگر تو جزو جنت ہی عیش تیرا مانند جنت کے پائدار رہیگا مثال آگے ہے جیسے تلخ پاس تلخون کے رہتا ہی کب دم باطل نزد یک حق کے رہتا ہے اے برادر تو یہی اندیشہ ہی اور باقی استخوان و ریشہ ہے یعنی انسان نام اسی اندیشہ کا ہی اور باقی چرم و پوست ہی اگر تیرا اندیشہ گل ہی تو گلشن ہی اور اگر خار ہی تو ہیزم گلخن یعنی قابل جلنے نار دوزخ کے ہی اگر تو گلاب ہے تو سر و رو پر ملین اگر تو پیشاب ہے باہر پھینکدین آگے مثال فرماتے ہین تو صندوق عطارونکے پاس دیکھ کہ ہر جنس کا عطر جنس کے پاس رکھتے ہین تو رہائی نا جنسون سے ڈھونڈھ کہ صحبت ناجنس جان کو آفت ہے کیونکہ جنس کو رغبت ہوتی ہے جنس سے کیونکہ جنسیت سے زینت بڑھتی ہی اگر عود کو شکر کے ساتھ شامل کرین ایک کو دوسرا قبول کرلے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ۲ ٹوٹی سب صندوق الخ ۲ شعر صندوق ٹوٹے وجان پیدا ہوئین اینک و بد آپسمین سب باہم ملین یعنی صندوق عدم کی یا رحم مادر کی ٹوٹے و جانین اس جہان مین پیدا ہوئین حق نے انبیا کو اسلیے بھیجا کہ اہل دین کفار سے جدا ہون حق نے انبیا کو بھیجا مع کتاب کے تا کہ دانہ کے مانند چن لین طبق زمین پر نیک و بد باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ۳ مومن الخ ۲ شعر مومن و گبر و مسلمان و کفار اس سے پہلے سب ایکسان معلوم ہوتے تھے اس سے پہلے ایکسان ہم سب تھے او رخود کو نیک و بد کوئی نہین جانتا تھا سب کھرے کھوٹے عالم مین جاری تھے مثل شب کے عالم تھا اور ہم مانند شبروان کے تھے جبکہ آفتاب انبیا کا چمکا کہا کہ اے کھوٹے جا اور کھرے تو آ آنکھ جانتی ہی رنگ کے فرق کر نیکو اور آنکھ جانتی ہی لعل کو اور سنگ کو آنکھ گوہر و خاشاک سے واقف ہی اسواسطے خاشاک آنکھ مین کھٹکتا ہی دمنے یہ کھوٹے دشمنی رکھتے ہین اور کھرے دوست و ستی رکھتے ہین کیونکہ دن انکے حال کا آئینہ ہی تا کہ کھوٹے کھرے کو پہچانے یعنی روشنی مین اچھا برا معلوم ہوتا ہی اسیطرح نور دل حبیب علیہ کے پیدا ہوتا ہی جب اپنے عیب مین دو سر کے عیب دیکھتا ہی ۱۲

پیش ازایشان ما ہمہ یکسان بدیم　　کس ندانستی کہ ما نیک و بدیم
بود نقد و قلب در عالم روان　　چون ہمان شب بود و ما چون شبروان
تا بر آمد آفتاب انبیا　　گفت اے غش دور شو صافی بیا
چشم داند فرق کردن رنگ را　　چشم داند لعل را و سنگ را
چشم داند گوہر و خاشاک را　　چشم را زان می خلد خاشاکہا
دشمن روزند این قلابگان　　عاشق روزند این زرہای کان
زانکہ روزست آئینۂ تعریف او　　تا ببیند اشرفی تشریف او
حق قیامت را لقب زان روز کرد　　روز بنماید جمال سرخ و زرد
پس حقیقت روز سر اولیاست　　روز پیش ماہ شان چون سایہ ہاست
عکس راز مرد حق دانید روز　　عکس ستاریش شام چشم دوز
زان سبب فرمود حق والضحیٰ　　والضحیٰ نور ضمیر مصطفےٰ
قول دیگر کین ضحی را خواست دوست　　از برائے آنکہ این ہم عکس اوست
ورنہ بر فانی قسم خوردن خطاست　　خود فنا چہ لائق گفت خداست
از خلیلے لا احب الافلین　　پس فنا چون خواست رب العالمین
لا احب الآفلین گفت آن خلیل　　کے فنا خواہد ازین رب جلیل
باز واللیل ست ستاری او　　وین تن خاکی و زنگاری او
آفتابش چون بر آمد زان فلک　　با شب تن گفت ہین ماودعک

اس سے پہلے ایک سان تھے ہم سبھی　　نیک و بد خود کو نجانے تھا کوئی
سب کھرے کھوٹے تھے عالم مین روان　　مثل شب عالم تھا ہم چون شبروان
جب کہ نکلا آفتاب انبیا　　لئے کھوٹے جا کھرے تو یان پہ آ
آنکھ جانے فرق کرنا رنگ کو　　آنکھ جانے لعل کو اور سنگ کو
آنکھ واقف گوہر و خاشاک سے　　آنکھ مین خاشاک کھٹکے اس لئے
دن سے یہ کھوٹے رکھے ہین دشمنی　　اور کھرے دن سے رکھے ہین دوستی
کیونکہ دن آئینہ اُنکے حال کا　　تاکہ یہ دیکھے کوئی وہ کھوٹا کھرا
حق نے محشر کو لقب دن کا دیا　　دن دکھائی رنگ سرخ و زرد کا
در حقیقت دن ہے سر اولیا　　اُنکے مہ کے آگے یہ دن ہے سایا
عکس سر اولیا دن جان لے　　رات ان کی عکس ستاری کا ہے
اسلئے فرمایا حق نے والضحیٰ　　والضحیٰ نور ضمیر مصطفےٰ
پھر کہا کہ اس ضحیٰ کو یار نے　　اسلئے کہ یہ بھی اسکا عکس ہے
ورنہ فانی کی قسم کھانا خطا　　کب ہے فانی لائق قول خدا
لا احب الآفلین جانے خلیل　　چاہے کیون فانی کو پھر رب جلیل
لا احب الآفلین کہوے خلیل　　اس فنا کو چاہے کب رب جلیل
اس کی ستاری کی پھر واللیل ہے　　یہ تن خاکی ہے اُنکا جان لے
شمس ان کا نکلا از راہ فلک　　اور شب تن سے کہا ماودعک

۱ حق نے الخ ۵ شعر حق نے محشر کا نام دن رکھا ہے کیونکہ دن سرخ و زرد کا رنگ دکھاتا ہے پس حقیقت مین دن سر اولیا ہی اور ان کے لئے ماہ کے روبرو یہ دن سایہ کے مانند ہے عکس سر اولیا کو دن جان لے اور رات ان ستاری کی عکس ہے یعنے وہ دن نور دل اور رات وجود عنصری عارف کا ہے اس لئے حق تعالےٰ نے فرمایا والضحیٰ نور دل مصطفےٰ ہے پھر اسے والضحیٰ کس واسطے فرمایا کہ یہ بھی اس کا عکس ہے باقی اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ ورنہ فانی کی الخ ۵ شعر ورنہ فانی کی قسم کھانا خطا ہے کب فانی لائق قول خدا ہے یعنے خدا کب فانی کی قسم کھاتا ہے لا احب الافلین خلیل اللہ جانتے ہین پھر فانی کو کیون چاہے خدا عز وجل ترجمہ نہین دوست رکھتا ہون چھپنے والے کو خلیل اللہ فرمائین پس اس فنا کو کب چاہے خدا یعنے ماہ و مہر کو خلیل اللہ فانی جانتے ہین پس خدا فانی کی قسم کیون کھائے ثابت ہوا کہ وہ سمجھے روشنی باطن حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہے نہ روشنی اور دینا اُس کے ستارے کی پھر واللیل یعنے قسم ہے رات کی انکے تن خاکی کو تو رات جان لے یعنے لیل سے مراد وجود عنصری جناب رسول مقبول صلعم سے ہے ان کا شمس نکلا فلک سے اور شب تن سے کہا ماودعک یعنی نہین رخصت کیا تجھکو واضح ہو کہ نور دل حضرت رسول مقبول کو ضحیٰ و وجود اطہر کو لیل حق نے فرمایا یعنے دل و رات قلب و قالب حضور کو کہا چونکہ آفتاب نکلتا ہے شب نہین رہتی ہے مگر خوبی نسبت حضور کے فرماتا ہے کہ شمس نور محمدی تمھارا افلاک سے زمین پر چمکا مگر تمھاری شب وجود اطہر کو نہین رخصت کیا یعنے قائم رکھا چنانچہ حقائق اس کے آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

وصل پیدا گشت از عین بلا | زان حلاوت شد عبارت ما قلا
ہر عبارت کو نشان حالتیست | حال چون دست و عبارت آلتیست
آلت زرگر بدست کفش گر | ہمچو دانہ کشت کردہ ریگ در
آلت اسکاف پیش برزگر | پیش سگ کہ استخوان در پیش خر
بود انا الحق در لب منصور نور | بود انا اللہ در لب فرعون زور
شد عصا اندر کف موسیٰ گوا | شد عصا اندر کف ساحر ہبا
زین سبب عیسی بدان ہمراہ خود | در نیاموزید آن اسم احد
کو نداند نقص بر آلت نہد | سنگ بر گل زن تو آتش کے جہد
دست و آلت ہمچو سنگ و آہن است | جفت باید جفت شرط زادن است
آنکہ بے جفت است و بے آلت یکیست | در عدد شک ست و آن یک بے شکیست
آنکہ دو گفت و سہ گفت و بیش ازین | متفق باشند در واحد یقین
احولی چون دفع شد یکسان شوند | دو سہ گویان یکی گویان شوند
گر یکی گوئی تو در میدان او | گرد بر میگرد از چوگان او
گوے آنگہ راست بے نقصان شود | کو ز دست زخم شہ بے نقصان شود
گوش دار اے احول اینہا را بہوش | داروے دیدہ بکش از راہ گوش
پس کلام پاک در دلہاے کور | می نپاید میرود تا اصل نور

وصل کے باعث ہوئی عین بلا | اس مزے سے ہی عبارت ما قلا
ہر عبارت ہے نشان اک حال کا | حال ہے دست اور عبارت آلہ سا
آلہ زرگر کا بدست کفش گر | جیسے کی اک تخم ریزی ریگ پر
کفشگر کا آلہ پیش قلبہ ران | کاہ سگ کے پیش و خر کے استخوان
تھا انا الحق بالب منصور نور | تھا انا اللہ بالب فرعون جور
دست موسیٰ میں عصا تھا بس گوا | دست ساحر میں عصا ناچیز تھا
اس سبب عیسیٰ نے اُس ہمراہ کو | نے سکھایا پاک اسم اللہ کو
کہ بجانے نقص آلہ پر رکھے | سنگ گل پر مارے کب آتش جھڑکے
دست و آلہ مثل سنگ آہن کے ہیں | زوجہ شوہر سے ملے بچے جنے
جو کہ بے جفت اور آلہ وہ ہی ایک | شک عدد میں ہے نہ شک کو لکھے ایک
جو کوئی دو تین یا زیادہ کہیں | کر یقین وہ متفق واحد میں ہیں
احولی ہو دور تو ہوں ایک سان | کہتے جو دو تین ہیں ہوں یک بیان
گر موحد ہے تو اُسکی گیند ہو | اُسکی چوگان سے تو پھر ہر سمت کو
گیند اُس دم سیدھی بے نقصان ہو | ضرب دست شہ سے بے نقصان ہو
کان رکھ اے احول اُسپر ہوش سے | آنکھ کی لے دوا تو گوش سے
تیرہ دل میں یہ کلام پاک ہو | بے سمائے جائیں اصل نور کو

لہ وصل کی الخ شعر عین بلا باعث وصل کی ہوئی اس مزے سے عبارت ہے ما قلا یعنی دشمن تیرا نہیں ہے یعنی جسم کہ باعث فراق روح کا ہے اصل اسکی ہی گر جسم عارف کا باعث وصال حق ہوا ہر عبارت ایک نشان حال کا ہے مثل دست اور عبارت آلہ ہے زرگر کا آلہ کفشگر کے ہاتھ میں اس طرح ہے جیسے ریگ پر تخم ریزی کی کفشگر کا آلہ آگے کاشتکار کے اسطرح ہے جیسے سگ کے آگے کاہ و خر کے آگے استخوان ہے انا الحق لب منصور پر نور تھا اور انا اللہ لب فرعون پر مکر تھا دست موسیٰ میں عصا گواہ تھا اور دست ساحر میں عصا ذلیل و ناچیز تھا اس لیے عیسیٰ ؑ نے اپنے ہمراہی کو وہ اسم خدا کا نہیں سکھایا کہ وہ اس بات کو نجانے اور نقصان آلہ پر رکھے کیونکہ سنگ گل پر مارنے سے آتش نہیں جھڑتی ہے یعنی راز الٰہی پر ہر ایک کو آگاہی نہیں ہوتی ہے اور وہ اپنی برائی کو نہیں دیکھتا ہے اور مرشد کے بے معنی ہونے پر نظر ڈالتا ہے پس مرشد کو چاہیے کہ جبتک مرید قابل نہیں خرد اور دور دیشی سے اس کو خبردار نہ کرے ورنہ وہ تخم زمین شور میں ضائع ہو جاوے گا چنانچہ اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ دست وآلہ الخ شعر دست وآلہ مثل سنگ و آہن کے ہے زوجہ شوہر سے ملتی ہے بچہ پیدا ہوتا ہے جو کوئی بے جفت والا ہے وہ ایک ہے شک تو عدد میں ہے ایک میں نہیں ہے جو کوئی دو یا تین یا زیادہ کہے تو یقین کر کہ وہ ایک میں متفق ہے اگر احولی دور ہو تو وہ ایکسان ہو جو کہ دو تین کہتے ہیں وہ ایک بیان ہوں یعنی جو دو خدا یزدان و اہرمن کو کہتے ہیں اور نصرانی تین خدا حضرت عیسیٰ و بی بی مریم و روح کو مانتے ہیں پس وہ احد میں دونوں متفق ہیں پس اے سالک دوئی کو چھوڑ دے کہ وحدت حاصل ہوا اور اگر تو موحد ہے اسکی گیند ہو اور اسکی چوگان سے تو ہر طرف پھر یعنی ذات حق میں تو خود کو فنا کر اور مردہ بدست زندہ ہو گیند اسدم سیدھی اور بے نقصان ہو کہ ضرب دست شہ سے قصان ہو کان رکھ اے احول اسپر اور ہوشیار ہو دوا آنکھ کی دوا تو نے کان سے یعنی اس میرے قول کو گوش شنوا سے تو سن اور اسپر عمل کر کہ مشاہدہ وحدت تجھکو حاصل ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ تیرہ دل الخ شعر تیرہ دل میں یہ کلام پاک نہیں سمائیں در اصل نور کو جائیں کیونکہ دل کج میں افسون شیطان کے ہیں جیسے کفش کج پاے کج میں کج ہے اگرچہ تلوار دوں سے تو حکمت کو لائے جو کہ تو نا اہل ہے وہ تجھ سے جاتی رہے اگرچہ تو اُسے لکھے اور نشان اُسپر کرے اور اگرچہ شیخی سے اُسپر بیان کرے وہ تجھسے منہ چھپائے

دان فسون دیو را در لہاے کژ ۔ میرود چون کفش کژ در پاے کژ
گرچہ حکمت را بتکرار آوری ۔ چونتو نا اہلے شود از تو بری
گرچہ بنویسی نشانش می کنی ۔ ورچہ می لافی بیانش می کنی
او ز تو رو در کشد اے پرستیز ۔ بندہا را بگسلد وز تو گریز
ورنہ خوانی او بہ بیند سوز تو ۔ علم باشد مرغ دست آموز تو
او نپاید پیش ہر نا اوستا ۔ ہمچو باز شہ بخانہ روستا

بس دل کج مین فسون شیطان کے ۔ مثل پا کج کفش کج مین بس رہے
گرچہ تکرارون سے تو حکمت کو لائے ۔ جو کہ تو نا اہل ہے وہ تجھ سے جائے
گرچہ تو لکھے نشان اُس پر کرے ۔ گرچہ شیخی سے بیان اُس پر کرے
منھ چھپائین تجھ سے وہ ای پر زیان ۔ اور تڑائین بھاگنے کو رسیان
گر نہ چاہے تو وہ دیکھے سوز کو ۔ مرغ دست آموز تیرا علم ہو
کب رہے نا اہل کے پاس اک زبان ۔ جیسے شہ کا باز دہقانی کے یان

یافتن شاہ باز خویش را در خانہ کمپیر و مبتلا شدن

پانا بادشاہ کا اپنے باز کو پیرزال کے یہان اور مبتلا ہونا اسکا

علم آن باز ست کو از شہ گریخت ۔ سوے آن کمپیر کو می آرد بیخت
تا کہ تتماجی پزد اولاد را ۔ دید آن باز خوش خوش زاد را
پایکش بست و پرش کوتاہ کرد ۔ ناخنش ببرید و قوتش کاہ کرد
گفت نا اہلان نکردند بساز ۔ پر فزود از حد و ناخن شد دراز
دست ہر نا اہل بیمارت کند ۔ سوے مادر آ کہ تیمارت کند
مہر جاہل را چنین دان اے رفیق ۔ کژ رود جاہل ہمیشہ در طریق
جاہل ار با تو نماید ہمدلی ۔ عاقبت زخمت زند از جاہلی
روز شہ در جستجو بیگاہ شد ۔ سوے آن کمپیر و آن خرگاہ شد
دید ناگہ باز را در دود و گرد ۔ شہ برو بگریست زار و نوحہ کرد
گفت ہر چند این جزاے کار تست ۔ کہ نباشی در وفاے ما درست
چون کنی از خلد در دوزخ قرار ۔ غافل از لا یستوی اصحاب نار

علم[1] ہے وہ باز بھاگا شاہ سے ۔ پیرزن کی سو کہ آٹا چھانتے ہی
تا پکائے آش بچون کے لیے ۔ دیکھا وہ خوش باز کہ خوش رنگ ہے
پاؤن اُسکے باندھے اُسنے کترے پر ۔ کاٹے ناخن گھانس دے کھانیکو پر
بوئی تیری کچھ نہ کی بس غور ہی ۔ پر و ناخن تیرے جو حد سے بڑھے
دست ناکس کر دے بیمار اب تجھے ۔ مان کے پاس آ غور تا تیری کرے
مہر[2] جاہل کی تو ایسی جان لے ۔ راہ پر جاہل سدا ٹیڑھا چلے
گر ترا جاہل سدا ہمدم رہے ۔ جاہلی سے تجھکو آخر رنج دے
جستجو مین شہ کو دن آخر ہوا ۔ پیرزن کے گھر کی جانب وہ گیا
دیکھا گرد آلود ناگہ باز کو ۔ شاہ رویا اُسپہ بس پُر درد ہو
بولا یہ تیری جزاے کار ہے ۔ جو وفا سے میری تو بیزار ہے
تو کرے جنت سے دوزخ مین قرار ۔ نے پڑھا لا یستوی اصحاب نار

[1] علم ہے الخ شعر یعنی معلوم ہے وہ باز شاہ سے بھاگا پیرزن کی طرف کہ وہ آٹا چھانتی تھی تاکہ بچون کے واسطے آش پکالے دیکھا اُس باز کو کہ خوش رنگ ہے اُس کے پاؤن باندھے اور پر کترے اور ناخن کاٹے و گھانس دی کھانے کو اور بولی کہ تیری کچھ غور نہ کی پر اور ناخن جو حد سے بڑھ گئے دست ناکس تجھ کو بیمار کردے مان کے پاس آکہ تا تیری غور کرے آگے دقائق فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] مہر جاہل کی تو جان لے کہ راہ پر ہمیشہ جاہل ٹیڑھا چلتا ہے اگر تیرا جاہل ہمیشہ ہمدم رہے آخر جاہلی تجھ کو رنج دے شاہ کو جستجو مین دن آخر ہوا وہ پیرزن کے گھر کی جانب گیا تاکہ دیکھا باز کو گرد آلودہ پس شاہ رویا اُس پر پُر درد ہو کر اور کہا یہ تیری جزاے کار ہے جو میری وفا سے تو بیزار ہے جو کوئی جنت سے دوزخ مین قرار پکڑے کیا نہین پڑھا لا یستوی اصحاب النار و اصحاب الجنۃ یعنے ایکسان نہین ہین اصحاب دوزخ و اصحاب جنت کے یعنے اس عارف کی سزا ہے جو یار سے غافل ہو کر طرف مشاغل دنیوی کے راجع ہوا علم معرفت اس سے مثل باز کے بھاگے اور جب توفیق ازلی وہ پھر راہ پر آئے اور عذر معذرت سے سوز و گداز اُسکے دل مین پیدا ہو تو وہ علوم معرفت بے طلب اُسکو نصیب ہون چنانچہ اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲

این سزای آنکه از شاہ خبیر
خیرہ بگریزد بخانہ گندہ پیر

گندہ پیر جاہل این دنیا دنی است
ہر کہ مائل شد بدو خوار و غبیست

ہست دنیا جاہل و جاہل پرست
عاقل آن باشد کزین جاہل برست

ہر کہ با جاہل بود ہمراز باز
آن رسد با او کہ با آن شاہباز

باز می مالید پر بر دست شاہ
بی زبان میگفت من کردم گناہ

پس کجا زارد کجا نالد لئیم
گر تو نپذیری بجز نیک ای کریم

لطف شہ جان را جنایت جو کند
زانکہ شہ ہر زشت را نیکو کند

رو مکن زشتی کہ نیکیہای ما
زشت آید پیش آن زیبای ما

سر کجا بنہد ظلوم شرمسار
جز بدرگاہ تو ای آمرزگار

خدمت خود را سزا پنداشتی
تو لوای جرم زان افراشتی

چون ترا ذکر و دعا دستور شد
زان دعا کردن دلت مغرور شد

ہم سخن دیدی تو خود را با خدا
ای بسا کس زین گمان گردد جدا

گرچہ با تو شہ نشیند بر زمین
خویشتن بشناس نیکوتر نشین

باز گفت ای شہ پشیمان میشوم
توبہ کردم نو مسلمان میشوم

آنکہ تو مستش کنی و شیرگیر
گر ز مستی کژ رود عذرش پذیر

گرچہ ناخن رفت چون باشی مرا
بر کنم من پرچم خورشید را

ورچہ پرم رفت چون بنوازیم
چرخ بازی گم کند در بازیم

یہ سزا اُسکی ہی جو کہ شاہ سے
پیرزن کے یان پہ جاے بھاگ کے

ہی وہ جاہل پیرزن دنیاے دون
اسکا راغب جو ہو وہ بس ہی زبون

بس ہی دنیا جاہل اور جاہل پرست
وہ ہی عاقل جو نہ ہو جاہل سے شکست

جو کہ اس جاہل سے اب ہمراز ہو
پہنچے اُسکو وہ جو پہنچا باز کو

باز پر ملتا تھا دست شاہ پے
بے زبان کہتا گنہ مجھسے ہوے

بد کہاں جا نالہ و زاری کرے
گر نہیں بخشے سوا تو نیک سے

جان گنہ شہ کی عنایت پر کرے
کیونکہ بد کو شاہ کرتا نیک ہے

کر نہ بد ہرگز کہ اپنی نیکیاں
ہین بدی آگے خدا کے اے میان

سر کہاں رکھے یہ شرمندہ بھلا
تیرے در کے ماسوا اے میرے خدا

اپنی خدمت کو کچھ اچھا جان کے
جرم کا اس سے علم برپا کرے

جو تری ذکر و دعا عادت ہوئی
اس دعا سے تجکو بس نخوت ہوئی

ہمکلام اپنے کو جانے با خدا
اس گمان سے ہوگئے اکثر جدا

شہ زمین پر بیٹھے تیرے پاس گر
قدر اپنی جان و بیٹھ اس سے بتر

باز بولا مین پشیمان ہوتا ہون
توبہ کی اور نو مسلمان ہوتا ہون

شیرگیر اور مست تو جسکو کرے
گر کجی مستی مین ہو معذور ہے

گر کٹے ناخن مگر تو پاس ہو
نوچ ڈالون پرچم خورشید کو

پر ہین کترے گر کرے مجھ پر کرم
بازی چرخ ہو مری بازی سے کم

۱ یہ سزا الخ شعر یہ سزا اُسکی ہے کہ جو شاہ سے پیرزن کے یہان بھاگ کے جا دے ۲ وہ جاہل پیرزن دنیاے دون ہے جو اس کا راغب ہو وہ خراب ہے بس دنیا جاہل ہے اور جاہل سے مغلوب نہ ہو جو کوئی اس جاہل کے ہمراز ہووے اُسکو وہ پہونچے جو پہونچا باز کو یعنی پیرزال سے جو اُسکے موافق ہوا بادشاہ حقیقی سے بھاگا اس کا بھی وہی حال ہو جو کہ اُس باز کا ہوا باز اپنے پر ملتا تھا دست شاہ پر اور کہتا تھا کہ مجھ سے گناہ ہوا بد کہان جا کر نالہ وزاری کرے اگر تو سواے نیک کے نہین بخشے یہ شرمندہ سر کہان جا کر رکھے نہیں سوا درگاہ تیری کے اے خدا بادشاہ کی عنایت پر جان گناہ کرے کیونکہ بادشاہ بد کو نیک کرتا ہے یعنی اے رب اگرچہ مین برا ہون مگر تیرے سوا کس سے نالہ و فریاد کرون کیونکہ بد کو تو نیک کرتا ہے اس واسطے مجھ سے یہ گناہ ہوا تو عفو کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ کر نہ بد الخ شعر جا تو برائی کر کہ ہماری نیکیان حق کے روبرو برائی ہین یعنی تو نیت کر کہ ہماری نیکیان بسبب غرور کرنے طاعت کے پیش حق برائی ہے پس تو اپنی خدمت سے لائق جان کر اُس سے جرم کا علم برپا کرتا ہے جو کہ تیرے ذکر و دعا کی عادت ہوتی ہے ہمکلام خود کو جانتا ہے ساتھ خدا کے اکثر اس گمان سے مردود ہو گئے ہین اگر بادشاہ زمین پر تیرے پاس بیٹھے تو اپنی قدر و منزلت جان اور اُس سے نیچے بیٹھ یعنی تو عنایت بادشاہ پر مغرور نہ ہو اور خود کو ذلیل اُسکے روبرو جان آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۳ باز بولا الخ شعر باز نے کہا مین پشیمان ہوتا ہون مین نے توبہ کی اور مسلمان ہوتا ہون تو جسکو شیرگیر اور مست کرے اگر مستی سے کجی ہو تو معذور رکھے اگرچہ میرے ناخن کٹے ولیکن تو پاس ہو کہ نوچ ڈالون پرچم خورشید کو پر کترے ہین اگر تو مجھ پر کرم کرے بازی چرخ کی میری بازی سے کمتر ہو مین تیری مدد سے کوہ کو خم کردون ورادتی ککک سے علم کو توڑ دون مجھ سے کم نہین ہین ملک نمرودی تیرے خدا کردن ذبح کو ضعیفی مین ابابیل کرا دے سر کو تھی صاحب فیل کو بقدرت تیرے اگر مین کنکر مارون سو کو بھی کے مثل اثر کھا رکھے بقدر تخم کے ہی لیکن مقابل مین نیک کو چھوٹے نہ خود کو باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

گر کمر بخشیم کہ را ابر کنیم	ور دہی کلکے علمہا بشکنم	مین مدد سے تیری کردون کوہ خم	اور ادنی کلک سے توڑون علم
آخر از پشہ نہ کم باشد تنم	ملک نمرودی بپر برہم زنم	کم نہ پشہ سے ہے آخر تن مرا	ملک نمرودی کرون پر سے فنا
در ضعیفی تو مرا بابیل گیر	ہر یکے خصم مرا چون پیل گیر	تو ضعیفی مین مجھے بابیل کر	میرے دشمن کو تو صاحب فیل کر
قدر فندق افگنم بندق حریق	بندقم در فعل صد چون منجنیق	قدر پستہ مارون مین کنکر اگر	مثل سو گوپھن کے وہ رکھے اثر
گرچہ سنگم ہست مقدار نخود	لیک در ہیجا نہ سر ماند نہ خود	گرچہ کنکر ہے بمقدار نخود	پر لڑائی مین وہ چھوڑے سر نہ خود
موسیٰؑ آمد در وغا با یک عصاش	زد بران فرعون بہ شمشیر ہاش	موسیٰؑ آئے جنگ مین لیکر عصا	توڑی تیغ اور پھوڑا سر فرعون کا
ہر رسولے یک تنہ کان در زدہ است	بر ہمہ آفاق تنہا بر زدہ است	ہر نبی پیدا ہوا ہے ایک تن	سارے عالم مین ہی تنہا صف شکن
نوح چون شمشیر در خواہید ازو	موج طوفان کرد حق شمشیر او	نوحؑ نے جو تیغ حق سے کی طلب	موج طوفان سے دی اسکو تیغ تب
احمدا خود کیست اسپاہ زمین	ماہ بین بر چرخ و بشکافش جبین	اے محمدؐ کیا زمین پر ہے سپاہ	چرخ پر تو نے کیا ہی شق ماہ
تا بداند سعد و نحس بے خبر	دور تست این دور نے دور قمر	تاکہ جانے سعد و نحس بے خبر	دور یہ تیرا ہی نے دور قمر
دور تست این دور موسیٰؑ کلیم	آرزو می برد زین دورت مقیم	تیرا وہ ہے دور کہ موسیٰ کلیم	آرزو رکھتے ہین مین ہوؤن مقیم
چونکہ موسی رونق دور تو دید	کاندرو صبح تجلے می دمید	دیکھی موسیٰؑ نے جو رونق دور کی	کہ تجلی کی سحر اس مین کھلی
گفت یارب این چہ دور رحمت است	آن گذشت از رحمت اینجا رویت است	بولا یارب دور یہ رحمت لکھے	اسنے رحمت دیکھی رویت ہکو ہے
غوطہ دہ موسی خود را در بحار	از میان دورۂ احمد برآر	بحر مین موسیٰ کو اپنے توڑو با	دور احمدؐ مین نکال اسکو خدا
گفت یا موسیٰ بدان بنمودمت	راہ آن خلوت بدان بکشودمت	بولا اے موسیٰ دکھایا اس لیے	اس در خلوت کو کھولا اس لیے

ف۱ موسیٰؑ آئے الخ یہ شعر موسی جنگ مین عصا لیکر آئے تیغ توڑی اور سر فرعون کا پھوڑا ہر ایک نبی یا تن پیدا ہوا مگر تمام عالم کی صف کو توڑا نوح نے جو حق سے تیغ طلب کی موج طوفان کی اسکو تیغ دی اے محمدؐ زمین پر سپاہ کیا چیز ہی چرخ پر تو نے قمر کو شق کیا ہے یعنی تو جسکو اے خدا مقبول کرے تمام عالم کو دم بھر مین زیر و زبر کر دے پس کرم کر اور قصور گمراہی میری کا عفو کر پس جو سالک کہ تعلقات دنیا سے رجعت مین پڑے چاہیے اسیطرح معذرت کر کے عفو تقصیرات اپنے کرے کہ تا راہ سلوک پھر جاری ہو چنانچہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اس پیرایہ مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ف۲ تاکہ جانے الخ یہ شعر تاکہ سعد و نحس بیخبر جانے کہ یہ دور تیرا ہے دور قمر کا نہین ہے تیرا وہ دور ہے کہ موسیٰؑ کلیم اللہ آرزو رکھتے تھے اسمین رہنے کی جو کہ موسیٰ نے رونق اس دور کی دیکھی کہ صبح تجلی کی اسمین کھلی یعنی تجلیات الٰہی عہد رسول مقبول مین ایسا ہین کہ طالبان حق دیکھتے ہین اور انبیا کے زمانے مین بجز نبی کے ہر ایک کو کشف تجلیات نہ تھا تو موسی نے آرزو اس عہد کی کی تھی موسی نے کہا کہ اے خدا یہ دور رحمت کا تھا ہے اسنے رحمت دیکھی اور رویت ہکو ہی یعنی موسی عم نے رحمت حق رسول مقبول کی دیکھی تھی اور ہم اہلبیت کو رویت حق کی حاصل ہے موسیٰؑ بدرگاہ حق تعالیٰ عرض کرتے ہین کہ اے خدا تو اپنے دریا مین مجھ موسی کو ڈوبا اور دور احمدؐ مین نکال یعنی عہد احمدؐ مین مجھکو پیدا کر اگرچہ قول حق کلام ہی فافہم ۱۲ ف۳ بولا اے موسیٰ الخ یہ شعر حق نے فرمایا اے موسی دور احمد کو اسلیے دکھایا اور اس خلوت کو اسلیے کھولا کہ اے کلیم تیرا دور یعنی دور احمدی ہی پاؤن مت کھینچ یہ کلیم بڑی حرص ہی یعنی دور موسی و دور احمدی مین ہے کیونکہ دور احمدی بہت بڑا ہی کہ سب انبیاء کے اسمین داخل ہین کس واسطے کہ محمدؐ اسوقت مین نبی تھے کہ آدم پیدا نہین ہوے تھے اور مخلوق قبل آنے اس عالم دنیا کے امت دعوت محمدیہ مین داخل ہے کہ بروز حشر موسیٰ کا حشر بھی بسبب خواہش پیدا ہونے امت احمدی کے ہمراہ امت محمدیؐ ہوگا اور ہمراہ انبیا کے بھی ہوگا اس سبب سے موسیٰؑ کی فضیلت اور انبیا پر ہوگی از شرح بحر العلوم مین سیم ہون اور زبان دکھاتا ہون کہ طمع سے بندہ زیادہ روتے آگے اسکی مثال ہے جیسے مان بچہ کی ناک اسلیے ملتی ہے تاکہ وہ بیدار ہو اور دودھ اسکا پیے کیونکہ وہ بھوکا سویا ہے وہ بیہوش ہے اور پستان اسکی دودھ سے پھٹی جاتی ہین ترجمہ تھا مین ایک خزانہ رحمت کا پوشیدہ پس اٹھایا مین نے مخلوق کو ہدایت کی گئی کہ جس کرامت کو تو جان ڈھونڈھتا ہے حق نے دکھلائی ہے جب تو طمع کرتا ہے یعنے حق مخلوق کیلیے ایسا ہے جیسے مادر مشفقہ بچے کو دودھ پلانے کیلیے بیدار کرتی ہے بسبب محبت کے پس بہت بت احمد نے یہان توڑے تب امت نے کہا یا رب آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

گر توزان دوری این ورای کلیم	پا بکش زیرا درازست این گلیم	دور تیرا درد وہ ہی ہے کلیم	پا نہ کھینچ آ تو بڑی ہے یہ گلیم
من کریمم نان نمایم بنده را	تا بگریاند طمع آن زنده را	ہون کریم اور ہین دکھاتا نان ہون	تا طمع سے روئے بندہ بس فزون
بینی طفلے بمالد مادرے	تا شود بیدار وا جوید خورے	تاک بچے کی ملے مان اس لیے	تا جگے اور دودھ وہ اُسکا پیے
کو گرسنہ خفتہ باشد بے خبر	وان دو پستان میخلد از مہر در	کہ وہ بھوکا سویا اور بیہوش ہے	چھاتیان اسکی پھٹی ہین دودھ سے
کنت کنزا رحمة مخفیة	فانبعثت امة مهدیة	کنت کنزا رحمة مخفیة تھا مین اک رحمت کا خزانہ پوشیدہ ۱۲	فانبعثت امة مهدیة پس اٹھایا مین نے مخلوق کو ہدایت کی گئی ۱۲
ہر کرامت اکہ می جوئی بجان	او نمودت تا طمع کردی در ان	جس کرامت کو تو ڈھونڈھے جان	اُسنے دکھلائی طمع تو جب کرے
چند بت بشکست احمد در جہان	تا کہ یارب گوے گشتند امتان	بت بہت سے توڑے احمدؐ نے یہان	تب کہا امت نے یارب بس عیان
گر نبودی کوشش احمدؐ تو ہم	می پرستیدے چو اجدادت صنم	گر نہوتی کوشش احمدؐ اتم	پوجتے جون باپ دادا تم صنم
این سرت وارست از سجدہ صنم	تا بدانی حق او را بر امم	بُت کے سجدے سے تمہارا سر چھٹا	جانو تا امت پہ حق اسکا ہی کیا
گر بگوئی شکر این رستن بگو	کز بتِ باطن ہمت برہاند او	گر کرے شکر اس رہائی کا تو کر	کہ بت باطن سے چھڑاتا اے بشر
مر سرت را چون رہانید از بتان	ہم بدان قوت تو دل را وارہان	سر کو تونے جو چھڑایا بت سے ہے	دلکو بھی اپنے چھڑا اس طور سے
سر ز شکر دین ازان برتافتے	کز پدر میراث مفتش یافتے	شکر دین سے سر کو تو پھیرے اسلیے	باپ سے میراث پائی مفت ہے
مرد میراثی چہ داند قدرِ مال	رستمے جان کند مجان یافت زال	مرد میراثی کو ہو کب قدر مال	جان رستم کھوئے پائے مفت زال
چون بگریانم بجوشد رحمتم	آن خروشندہ بنوشد نعمتم	مین رلاتا ہون کہ رحمت کا ہو جوش	پائین نعمت کو مری اہل خروش
گر نخواہم داد خود ننمایمش	چونش کردم بستہ دل بکشایمش	چاہون گر دینا دکھادون آپ کو	کھولدون اُسکا اگر دل بند ہو
رحمتم موقوف آن خوش گریہاست	چون گریست از بحر رحمت موج خاست	میری رحمت گریہ پر موقوف ہے	موج زن رحمت ہو گر گریہ کرے
تا نگرید ابر کے خندد چمن	تا نگرید طفل کے جوشد لبن	تا نہ روئے ابر کب گلشن کھلے	تا نہ روئے طفل کب شیر اُسکو دے

حلوا خریدن شیخ احمد خضرویہ جہت غریمان بالہام حق تعالیٰ — حلوا خریدنا شیخ احمد خضرویہ کا واسطے قرضخواہوں کے بموجب الہام حق

بود شیخے دائما او وام دار	از جوانمردی کہ بود او نامدار	دائما اک شیخ رہتا قرضدار	پر سخاوت سے تھا بس وہ نامدار
دہ ہزاران وام کردی از مہان	خرج کردی بر فقیران جہان	قرض اسودون سے لیتا دس ہزار	اور فقیرون پر وہ کرتا تھا نثار

۵۱ گر نبودی الخ۔ اشعر اگر احمد صلعم کی کوشش نہوتی تم مثل باپ دادا کے بت پوجتے ہوتے تو نکے سجدہ سے تمہارا سر چھوٹا پس امت پر ان کا حق جانو کہ کس قدر ہے اگر تو اس رہائی کا شکر کرے تو اے بشر بت باطنی سے تو چھوٹا ہے جیسے تو نے سر کو چھڑایا ہے بت سے ویسے ہی دل کو اپنے بھی چھڑا تو اسلیئے دین کے شکر سے سر کو پھیرتا ہے کہ باپ سے میراث مفت پائی ہے مرد میراثی کو کب قدر مال کی ہوتی ہے کہ جان رستم نے کھوئی اور میراث مفت پائی زال نے مین اسواسطے رلاتا ہون کہ تا رحمت جوش مین آئے اور اہل خروش میری رحمت پائیں اور اگر مین چاہون دینا تو آپ کو دکھادون اور کھول دون اگر اس کا دل بند ہو میری رحمت رونے پر موقوف ہے دریائے رحمت موجزن ہو اگر گریہ کرے جبتک نہ ابر روئے گلشن کم کھلے اور جبتک طفل نہ روئے لبان دودھ اُسکو پلائے یعنی رحمت حق کی گریہ پر موقوف ہے اگر کوئی رحمت چاہے تو بہت روئے حق اُسپر رحمت نازل کریگا جیسے طفل حلوائی و یا او رحمت جوش مین آئی چنانچہ اسکا قصہ مثال ہین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۵۲ دائما الخ۱۲ شعر ایک شیخ ہمیشہ قرضدار رہتا تھا ولیکن سخاوت سے وہ نامدار تھا اسودون سے دس ہزار قرض لیتا اور فقرا کو بخشش کرتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

هم بوام او خانقاهی ساخته — خان و مان و خانقه در باخته
احمد خضرویه بودی نام او — خدمت عشاق بودی کام او
وام او را حق ز هر جا می گزارد — کرد بهر حق خلیل از ریگ آرد
گفت پیغمبر که در بازارها — دو فرشته میکنند دائم ندا
کای خدا تو منفقان را ده خلف — وی خدا تو ممسکان را ده تلف
خاصه آن منفق که جان انفاق کرد — حلق خود قربانی خلاق کرد
حلق پیش آورد اسمٰعیل وار — کارد بر حلقش نیارد کرد کار
پس شهیدان زنده زان رو و خوش اند — تو بدان قالب بمنگر گبروش
چون خلف دادست شان جان بقا — جان ایمن از غم و رنج و شقا
شیخ وامی سالها این کار کرد — می ستد می داد همچو پایمرد
تخمها می کاشت تا روز اجل — تا بود روز اجل میر اجل
چونکه عمر شیخ در آخر رسید — در وجود خود نشان مرگ دید
وامداران گرد او بنشسته جمع — شیخ در خود خوش گدازان مثل شمع
وامخواهان گشته نومید و ترش — درد دلها یار شد با درد شش
شیخ گفت این بدگمانان را نگر — نیست حق را چار صد دینار زر
کودکی حلوا ز بیرون بانگ زد — لاف حلوا بر امید دانگ زد
شیخ اشارت کرد خادم را که رو — بر و آن جمله حلوه را بخر

بھی[1] بنا تا قرض لے کر خانقہ — خان و مان و خانقہ کرتا تباہ
احمد خضرویہ اسکا نام تھا — خدمت عشاق اسکا کام تھا
ہر طرح قرض اسکا حق کرتا ادا — ریگ ابراہیمؑ کو آٹا کیا
حکم پیغمبر ہے پس بازار مین — دو فرشتے یہ ندا دائم کرین
کہ خدا تو منفقون کو دے پسر — اے خدا تو ممسکون کو دے ضرر
خاص وہ منفق کہ جان قربان کرے — راہ حق مین وہ گلا اپنا رکھے
حلق رکھے آگے اسمٰعیل وار — پر بچاتا ہے چھری سے کردگار
پس شہید اسواسطے زندہ ہوا — تو نہ اس قالب سے جان اُسکو مرا
جو پسر اُن کو دیا جان سعید — رنج سے ایمن ہوئی جان شہید
شیخ[2] پس برسون سے لیتا قرض تھا — اور لیکر دیتا جون اہل سخا
بیج بوتا تھا اجل تک کا جو وہ — تا اجل کے روز وہ سردار ہو
شیخ کی جو عمر بس آخر ہوئی — اور علامت مرگ کی ظاہر ہوئی
قرضخواہ آکر ہوے گرد اُسکے جمع — شیخ خوش گھلتا تھا خود مین مثل شمع
قرضخواہ[3] نومید اُسکے ہو گئے — درد دل و درد جگر اُسکے ہوے
شیخ بولا بدگمان کو دیکھ تو — حق نہین دینار رکھتا چار سو
طفل حلوائی نے ایک آواز دی — مول لے حلوا کوئی ہی مشتری
شیخ نے اپنے یہ خادم سے کہا — جا کے سب حلوے کو تو اب مول لا

[1] بھی بناتا الخ ۹ شعر بھی قرض لیکر خانقاہ بناتا تھا اور گھر و خانقاہ کو برباد کرتا احمد خضرویہ اُسکا نام تھا عاشقون کی خدمت کرنا اُسکا کام تھا ہر طرح قرض اُسکا حق ادا کرتا تھا جیسے ریگ ابراہیم علیہ السلام کو آٹا کیا حضرت رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ بازار مین دو فرشتے یہ ندا کرتے ہین کہ اے خدا نفقہ دینے والے کو پسر دے، و اے خدا بخیلون کو ضرر دے خاصکر وہ نفقہ دینے والا کہ جان قربان کرے وہ راہ حق مین اپنا گلا رکھے اسمٰعیل کے مانند لیکن حق چھری سے بچاتا ہے اسواسطے شہید زندہ ہووے تو اس قالب مین انکو مرا مت جانے پس انکو پسر دیا جان کا رنج سے ایمن ہوئی جان شہید کی یعنی شہید کہ راہ خدا مین جان دیتے ہین مثل اسمٰعیل کے حق اُس عالم مین اُن کو جان دیتا ہے کہ وہ ہمیشہ زندہ اُس سے رہتے ہین گویا یہ جان اُن کو پسر دینا ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۱۲ [2] شیخ الخ ۹ شعر شیخ برسون سے قرض لیتا تھا اور مثل اہل سخا کے دیتا تھا جو کہ وہ تخم اجل تک بوتا تھا تاکہ بروز اجل سردار ہو جب کہ شیخ کی عمر آخر ہوئی اور علامتین مرگ کی ظاہر ہوئین قرضخواہ اُس کے گرد آکر جمع ہوے اور شیخ مثل شمع کے خوش مرض سے گلتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] قرضخواہ الخ ۹ شعر اُس کے قرضخواہ ناامید ہو گئے درد دل اُن کے درد جگر ہو گئے شیخ نے بدگمان اُن کو دیکھ کر کہا کہ کیا چار سو دینار حق نہین رکھتا ہے ایک طفل حلوائی نے آواز دی کہ کوئی خریدار ہے حلوا مول لے شیخ نے اپنے خادم سے کہا کہ جا سب حلوے کو مول لا اور قرضخواہون کو یہ حلوا کھلا تاکہ مجھ پر اب کڑوے نہ ہون اسی گھڑی خادم گھر سے باہر گیا تا حلوا خریدے اس طفل سے جا کر پوچھا کیا قیمت ہے حلوے کی اے پسر بولا نصف دینار سے زیادہ ہے خادم نے کہا زیادہ صوفی سے نہ لے نصف دینار مین تجھکو دیتا ہون شیخ کے آگے اُسنے طباق رکھا شیخ کی اب کرامات دیکھ کیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

تا غریمان چونکہ حلوا را خورند
در زمان خادم برون آمد ز در
گفت او را کین ہمہ حلوا بچند
گفت نے از صوفیان افزون مجو
او طبق بنہاد اندر پیش شیخ
کرد اشارت با غریمان کین نوال
بہر فرمان جملگی حلقہ زدند
چون طبق خالی شد آن کودک ستد
شیخ گفتا از کجا آرم درم
کودک از غم زد طبق را بر زمین
نالہ میکرد و فغان ہاے ہاے
کاشکے من گرد گلخن گشتمے
صوفیان طبل خوار لقمہ جو
از غو کودک آنجا خیر و شر
پیش شیخ آمد کہ اے شیخ درشت
گر روم من پیش او دست تہی
دان غریمان ہم بانکار و جحود
مال خوردی مظالم می بری
تا نماز دیگر آن کودک گریست

یک زمانی کیچ در من ننگرند
تا خرد آن جملہ حلوا زان پسر
گفت کودک نیم دینار است و اند
نیم دینارت و ہم دیگر مگو
تو ببین اسرار سر اندیش شیخ
یک تبرک خوش خورید این حلال
خوش ہمی خوردند حلوا ہمچو قند
گفت دینارم بدہ اے با خرد
دام دارم میروم سوے عدم
نالہ و گریہ بر آورد و حنین
کاے مرا بشکستہ بودے ہر دو پاے
بر در این خانقہ نگذشتمے
سگ دلان ہمچو گربہ روے شو
گرد آمد گشت بر کودک حشر
تو یقین دان کہ مرا استاد کشت
او مرا بکشد اجازت میدہی
رو بشیخ آورد کاین بازی چہ بود
از چہ بود این ظلم دیگر بر سری
شیخ دیدہ بست و در وے ننگریست

قرضخواہون کو تو یہ حلوا کھلا
گھر سے باہر اُس گھڑی خادم گیا
پوچھا کیا قیمت ہے حلوے کی پسر
بولا زیادہ صوفیون سے تو نہ لے
شیخ کے آگے طباق اُسنے رکھا
قرضخواہون سے کہا بے قیل و قال
گرد ہو سب نے بموجب حکم کے
جو طبق خالی ہوا لڑکے نے لے
شیخ بولا مین کہان سے دون درم
طفل نے پھینکا طبق کو بر زمین
نالہ و فریاد کرتا ہاے ہاے
کاش جا کر بھاڑ مین گر جاتا مین
صوفیان سیر خور دنیا طلب
شور سے لڑکے کے وان اچھے برے
آگے آ کہنے لگا وہ شیخ سے
ہاتھ خالی دیکھ مارے گا مجھے
قرضخواہون نے کہا بھی شیخ سے
مال کھا کر تو ستم ہم پر کرے
تا نماز ظہر وہ رویا کیا

تا کہ اب کرتے تہون مجھپر ذرا
تا خریدے حلوا اُس لڑکے سے جا
بولا زیادہ نصف سے دینار زر
نصف دینار اب مین دیتا ہون تجھے
شیخ کی دیکھو کرامت اب ہے کیا
یہ تبرک کھاؤ تم اب ہے حلال
کھایا حلوے کو جو مثل قند ہے
بولا دینار اسکی قیمت مجھکو دے
قرضدار اب جاتا ہون سوے عدم
شور و غل کرنے لگا از بس وہ مین
کہ یہ ٹوٹے ہوتے دونون پاؤن اے
اور نہ در پر خانقہ کے آتا مین
سگدل اور جون گربہ دھو مین منہ کو
جمع گرد اُسکے ہوے جون حشر کے
کہ یقین اُستاد مارے گا مجھے
تو اجازت دیتا ہے اس بات سے
کہیے تو یہ آپ کا کیا کھیل ہے
کسلیے یہ ظلم اور اس پہ رکھے
شیخ آنکھین بند کر سو یا کیا

۱ قرضخواہون سے الخ یہ شعر قرضخواہون سے کہا بے قیل و قال کھاؤ تم یہ تبرک حلال ہے سب نے بموجب حکم کے گرد ہو کر کھایا حلوے کو جو مثل قند کے تھا
جب طباق خالی ہوا تو طفل نے لیکر کہا کہ دینار اسکی قیمت کے مجھکو دو شیخ نے کہا کہ مین درم کہان سے دون مین قرضدار جاتا ہون طرف عدم کے میرے پاس بھلا
اسوقت دام کہان ہین جو تجھکو دون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ طفل نے الخ یہ شعر طفل نے طباق کو زمین پر پھینکا اور از بس شور و غل کرنے لگا نالہ و
فریاد کرتا اور ہاے ہاے کہ یہ دونون پاؤن ٹوٹے ہوتے افسوس ہے کہ کاشکے مین گلخن مین پڑ جاتا اور خانقاہ کے دروازے پر نہ آتا صوفی پیٹ بھرے
اور روٹی چاہنے والے سگدل اور مثل گربہ کے منہ کو دھوئے طفل کے غل کرنے سے سب برے بھلے گرد اسکے جمع ہوے مانند حشر کے آگے آکر
وہ کہنے لگا شیخ سے کہ یقین کر اُستاد مجھے مارے گا مجھے خالی ہاتھ دیکھ کر مارے گا تو اجازت دیتا ہے اس بات سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ قرضخواہون نے الخ
یہ شعر قرضخواہون نے کہا شیخ سے از راہ انکار کے یہ کیا کھیل ہے تو مال کھا کر ہم پر ستم کرتا ہے کس لیے یہ ظلم تو دوسرے پر رکھتا ہے نماز ظہر تک وہ
لڑکا روتا رہا اور شیخ آنکھ بند کرکے سوتا رہا شیخ بے غم تھا جفا و درد سے اور منہ چھپائے چادر مین تھا مانند ماہ کے اجل سے خوش تھا اور دل
سے شادکام تھا اور طعنہ مردم سے بے خوف تھا بالکل جس کی جان بامزہ ہو مانند قند کے کب ترش روئی عالم سے وہ ڈرے یعنے
جو کہ معرفت الٰہی سے باذوق ہے اُسکو برا بھلا کہنے مردم سے کیا غم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ -

شیخ فارغ از جفاؤ از خلاف ۔ در کشیده روی چون مه در لحاف
با اجل خوش با دل خوش شادکام ۔ فارغ از تشنیع و گفت خاص و عام
آنکه جان در روی او خندد چو قند ۔ از ترش روی خلقش چه گزند
آنکه جان بوسه دہد بر چشم او ۔ کے خورد غم از فلک و ز خشم او
در شب مہتاب مه را بر سماک ۔ از سگان و عوعو ایشان چه باک
سگ وظیفه خود بجا می آورد ۔ مه وظیفه خود برخ می گسترد
کارک خود میگزارد ہر کسے ۔ آب نگزارد صفا بہر خسے
خس خسانه میرود بر روی آب ۔ آب صافی میرود بے اضطراب
مصطفےٰ مه می شگافد نیم شب ۔ ژاژ می خاید ز کینه بولہب
آن مسیحا مرده زنده میکند ۔ وان جہود از خشم سبلت میکند
بانگ سگ ہرگز رسد در گوش ماه ۔ خاصه ماہے کو بود خاص اله
می خورد شه بر لب جو تا سحر ۔ در سماع از بانگ چغزان بیخبر
ہم شدے توزیع کودک دانگ چند ۔ ہمت شیخ آن سخا را کرد بند
تا کسے ندہد به کودک ہیچ چیز ۔ قوت پیران ازان بیش ست نیز
شد نماز دیگر آمد خادمے ۔ یک طبق بر سر ز پیش حاتمے
صاحب مالے و حالے پیش پیر ۔ ہدیه بفرستاد کز وے بد خبیر
چار صد دینار بر گوشه طبق ۔ نیم دینارے دگر اندر ورق
خادم آمد شیخ را اکرام کرد ۔ آن طبق بنهاد پیش شیخ فرد

شیخ فارغ تھا جفاؤ درد سے ۔ منہ چھپا چادر مین تھا جون ماہ کے
تھا اجل سے خوش وہ دل سے شادکام ۔ طعنۂ مردم سے فارغ تھا تمام
بامزہ جان جسکی ہو جون قند کے ۔ کب ترش روئی سے عالم کی ڈرے
جسکی[۱] جان بوسہ دے اُسکی آنکھ لے ۔ غصۂ افلاک سے کیا ڈر اُسے
آسمان پر چاندنی مین ماہ کو ۔ شور و غوغا سے سگون کے ڈر نہو
سگ وظیفہ اپنا کرتا ہے ادا ۔ مہ وظیفہ اپنا رکھتا ہے روا
چھوڑتا ہے کون اپنے کام کو ۔ کب صفائی آب و خس سے دور ہو
خس حقیرانہ روان پانی پہ ہو ۔ اضطرابی ہو نہ آب صاف کو
مصطفےٰ تو کرتے ہین شق القمر ۔ بولہب کینہ سے بکتا بیشتر
وہ مسیحا زندہ مُردون کو کرے ۔ وہ جہودی داڑھی نوچے رنج سے
بھونکنا[۲] کتے کا کب سنتا ہی ماہ ۔ خاص وہ مہ جو کہ ہے خاص اله
نہر پر پیتا ہے مے شہ رات بھر ۔ راگ مین مینڈک کے غل سے بیخبر
دام حلوا دیتے وہ تقسیم کر ۔ ہمت شیخ اُنکی مانع جود پر
تا نہ دیوے کوئی کچھ اس طفل کو ۔ قوت پیران ہی زیادہ اُس سے تو
ظہر کے بعد ایک حاتم کا غلام ۔ ایک طبق سر پر رکھے لایا تمام
اہل مال و حال تھا وہ باخبر ۔ تحفہ بھیجا پیر کو اُس نے مگر
اُس طبق مین چارسو دینار تھا ۔ نصف دینار ایک کاغذ مین جدا
پیشکش[۳] خادم نے وہ لاکر کیا ۔ شیخ کے آگے طبق لاکر رکھا

[۱] جسکی جان الخ، شعر جسکی جان چشم یار پر بوسہ دے غصۂ افلاک سے کیا خوف ہے آگے مثال بیان فرماتے ہین کہ آسمان پر ماہ کو شور و غوغائے سگون سے کیا خوف ہو سگ اپنا وظیفہ ادا کرتا ہے اور ماہ اپنا وظیفہ روا رکھتا ہے اپنے کام کو کون چھوڑتا ہے کب صفائی آب کی خس سے دور ہو خس حقیرانہ پانی پر روان ہے آب صاف کو اضطرابی نہ ہو مصطفےٰ تو شق القمر کرتے ہین بولہب کینہ سے بیہودہ بکتا ہے وہ مسیحا مُردون کو زندہ کرتا ہے اور جہودی داڑھی نوچتا ہے رنج سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] بھونکنا ہے الخ، شعر ماہ کتون کا بھونکنا کب سنتا ہے خاص کردہ ماہ جو خاصان خدا سے ہے شاہ رات بھر نہر پر مے نوشی کرتا اور راگ سنتا ہے مگر مینڈکون کے غل سے بیخبر ہے یعنی عارفین مشاہدۂ تجلیات مین مدہوش اور شور مردمان دنیا سے بیخبر ہین آگے رجوع بقصہ ہے لوگ حلوے کے دام خود تقسیم کرکے دیتے مگر ہمت شیخ اُنکی بخشش کی مانع تھی تاکہ کوئی شخص اُس طفل کو خود نہ دیوے کیونکہ قوت پیرون کی اس سے زیادہ ہے بعد ظہر کے ایک حاتم کا غلام ایک طباق سر پر رکھکر لایا وہ اہل مال و حال باخبر تھا اسواسطے اس پیر کو کچھ تحفہ بھیجا تھا اُسکے طباق مین چارسو دینار تھے اور نصف دینار کاغذ مین جدا لپٹا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] پیشکش الخ، شعر خادم نے لاکر وہ پیشکش کیا اور شیخ کے آگے وہ طباق لاکر رکھا جبکہ خوان سے سرپوش اُٹھایا خلق نے وہ کرامات شیخ کی دیکھی سب لوگ آہ و زاری کرنے لگے کہ یہ کیا ہے اے بادشاہ شیخون زمانے کے یہ کیا بھید ہے اور کیا سلطانی ہے اے مالک ہم اہل جفا کے ہین ہم تم کو نہ سمجھے تھے معاف کرو اور ہم نے بالکل بیہودہ بکا تھا لاٹھی اندھو کی طرح بے اٹکل ہم مارتے ہین اس لیے قندیلین توڑتے ہین مثل بہرون کے ہم نے ایک خطاب نہین سنا اور بیہودہ ہم نے جواب دیا یعنی ہم نے تمھارا مرتبہ نہ جانا اور تمھاری نسبت بُرا بھلا کہا گویا عارفین اسطرح خود کو مثل خلوت طعون کرکے چھپے رہتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ -

چون طبق پوش از طبق برداشت او / خلق دیدند آن کرامت را ازو
آه و افغان از ہمہ برخاست زود / کای سر شیخان و شاہان این چہ بود
این چہ سرّ ست این چہ سلطانی ست باز / اے خداوند خداوندان راز
ما ندانستیم ما را عفو کن / بس پراگندہ کہ رفت از ما سخن
ما کہ کورانہ عصاہا می زنیم / لاجرم قندیلہا را بشکنیم
ما چو کرّان ناشنیدہ یک خطاب / ہرزہ گویان از قیاس خود جواب
ما ز موسیٰؑ پند نگرفتیم کو / گشت از انکار خضرؑ زرد رو
با چنان چشمے کہ بالا می شتافت / نور چشمش آسمان را مے شگافت
کرد با چشمت تعصب موسیا / از حماقت چشم موش آسیا
شیخ فرمود آن ہمہ انکار و قال / من بحل کردم شما را آن جدال
سرّ آن این بود کز حق خواستم / لاجرم بنمود راہ راستم
گفت این دینار اگرچہ اندک ست / لیک موقوف غریو کودک ست
تا نہ گرید کودک حلوا فروش / بحر بخشایش نمی آید بجوش
اے برادر طفل طفل چشم تست / کام خود موقوف زاری دان نخست
کام خود موقوف زاری دل ست / بے تضرع کامیابی مشکل ست
گر ہمی خواہی کہ مشکل حل شود / خار محرومی بگل مبدل شود
گر ہمی خواہی کہ آن خلعت رسد / پس بگریان طفل دیدہ بر جسد

جب اُٹھایا خوان سے سرپوش کو / خلق نے دیکھی کرامت اُسکی وو
آہ و زاری سب لگے کرنے وہان / کیا ہے یا ای شاہ شیخان زمان
کیا ہے یہ بھید اور سلطانی ہے کیا / اے خداوند دل اہل صفا
یہ نہ سمجھے ہم تھے ہم کو عفو کر / بس بکا بیہودہ ہم نے سربسر
لاٹھی اندھونکی طرح مارین ہین ہم / اسلئیے قندیلین توڑی ہین ہم
مثل بہرون کے سنا نہ اک خطاب / اور بیہودہ دیئے ہمنے جواب
[1] ہمنے موسیٰؑ سے نصیحت نے سنی / اُسکو ہوئی جو خضر سے شرمندگی
چشم ایسی ہے کہ اعلیٰ پر چڑھے / آسمان کو نور اُس کا پھاڑ دے
چشم تیری سے تعصب جو کیا / ہے حماقت چشم موش آسیا
شیخ بولا مین نے وہ سب قیل و قال / تم کو بخشا اور وہ جنگ و جدال
بھید اسکا یہ تھا چاہی حق سے تھی / راہ سیدھی سے دے مجکو آگہی
[2] بولا یہ دینا اگرچہ کچھ نہ تھے / پر یہ تھے موقوف گریہ طفل پے
تا نہ روتا طفل یہ حلوا فروش / بحر بخشش کا نہین ہوتا بجوش
اے برادر طفل تیری آنکھ ہے / منحصر ہین کام گریہ پر ترے
زاری دل پر ہین جو موقوف کام / ہو بجز زاری کے کب مشکل تمام
گر تو یہ چاہے کہ مشکل ہوئے حل / اور گل ہو خار حرمان کا بدل
گر تو یہ چاہے کہ وہ خلعت ملے / طفل چشم اپنا رولائے جسم پے

ترسانیدن شخصے زاہدے را کہ کم گری کہ کور نہ شوی

ڈرانا ایک شخص کا زاہد کو کہ تو کم رو تا تیری آنکھیں جاتی نہ رہین

زاہدے را گفت یاری در عمل / کم گری تا چشم را ناید خلل

[3] ایک زاہد کو کہا ایک یار نے / تو نہ رو تا آنکھ نے جاتی رہے

[1] ہم نے موسیٰؑ سے الخ ۵ شعر ہمنے موسیٰ سے نصیحت نہین سنی کہ اُسکو خضر سے شرمندگی ہوئی ایسی چشم کہ اعلیٰ پر چڑھے اور آسمان کو اُسکا نور پھاڑ دے تیری چشم سے جو تعصب کیا حماقت ہے چشم موش آسیا کی یعنی ہم نے اُس شیخ سے کہ موسیٰ سے نصیحت نہین سنی اور اُس موسیٰ کو خضر سے شرمندگی ہے اُس بڑی چشم سے کہ آسمان کو نور اُسکا پھاڑے چشم موش آسیا کہ غافلون کی ہے تعصب کرے جائے تعجب ہے شیخ نے کہا وہ سب قیل و قال مین نے تم کو بخشا جنگ و جدال اور اس فعل مین بھید یہ تھا کہ حق سے مینے راہ سیدھی چاہی کہ تا مجھکو آگہی دے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [2] بولا یہ الخ ۶ شعر شیخ نے کہا کہ اگرچہ یہ دینار کچھ نہ تھے لیکن یہ موقوف تھے گریہ طفل پر جبتک یہ طفل حلوا فروش نہ روتا بحر بخشش حق کا کب جوش مین آتا آگے حقائق اسکے بیان فرماتے ہین اے برادر تیری آنکھ طفل ہے اور تیرے کام منحصر ہین گریہ پر دل کی زاری پر جو کام موقوف ہین وہ بجز زاری کے کب مشکل حل ہووے اور خار محرومی کا بدل کر گل ہووے اور اگر تو چاہتا ہے کہ وہ خلعت ملے تو طفل چشم اپنے کو جسم پر رُلا یعنی رونے سے مشکل حل ہوتی ہے کہ دریائے بخشش الٰہی رونے سے جوش مین آتا ہے کہ مشکل بندہ کو حل کرتا ہے چنانچہ قصہ زاہد کا اسکی مثال مین مولانا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [3] ایک زاہد الخ ۶ شعر ایک زاہد کو ایک یار نے کہا مت رو کہ تا آنکھ نہ جاتی رہے زاہد نے کہا کہ دو طرح پر اسکا حال ہے کہ یا وہ جمال حق چشم دیکھے یا نہ دیکھے اگر دیکھے نور حق تو پھر کیا غم ہے اور بمقابل وصل حق کے چشم ادنیٰ دم ہے اور اگر نہ دیکھے حق کو تو کہہ دو وہ جائے ایسی چشم شقی اندھی ہو آنکھ سے مت ڈر کہ وہ عیسیٰ تیرا موجود ہے بشرط ہمت حل کر تا تجکو آنکھ سیدھی دے یعنی روح عیسیٰ ہے کہ تجھ مین حاضر ہے اُس سے فتح حاصل کر کہ وہ فتحمندی کمی ہے یعنی آنکھو نکی ع

گفت زاہد از دو بیرون نیست حال ‏ چشم بیند یا نہ بیند آن جمال
گر بہ بیند نور حق خود چہ غم ست ‏ در وصال حق دو دیدہ کہ کم ست
ور نخواہد دید حق را گو برو ‏ اینچنین چشم شقی گو کور شو
غم مخور از دیدہ کان عیسیٰ ترا ست ‏ چپ مرو تا بخشدت دو چشم راست
عیسیٰ روح تو با تو حاضر ست ‏ نصرت از وے خواہ کو خوش ناصر ست
لیک بیگار تن پر استخوان ‏ بر دل عیسیٰؑ منہ تو ہر زمان
ہمچو آن ابلہ کہ اندر داستان ‏ ذکر او کردیم بہر راستان
زندگی تن مجو از عیسیت ‏ کار فرعونی مخواہ از موسیت
بر دل خود کم نہ اندیشہ معاش ‏ عیش کم ناید تو بر درگاہ باش
این بدن خرگاہ آمد روح را ‏ یا مثال کشتی مر نوح را
ترک چون باشد بیابد خرگہے ‏ خاصہ چون باشد عزیز درگہے

بولا زاہد دو طرح ہے اسکا حال ‏ چشم دیکھے یا نہ دیکھے وہ جمال
گر یہ دیکھے نور حق پھر کیا ہے غم ‏ وصل حق میں آنکھ ہے ادنیٰ و کم
گر نہ دیکھے حق کو کہدو جائے وہ ‏ ایسی یہ چشم شقی بس کور ہو
آنکھ سے مت ڈر کہ عیسیٰ تیرا ہے ‏ ٹیڑھا مت چل سیدھی تجکو آنکھ دے
روح عیسیٰ ہے کہ حاضر تجھ میں ہے ‏ فتح اس سے لے فتحمندی رکھے
لہ پر یہ بیگار اس تن پر خاک کی ‏ مت دل عیسیٰ پہ رکھ تو ہر گھڑی
مثل اُس ابلہ کے جو پہلے کیا ‏ داستان میں ذکر اُس کا برملا
زندگی تن کی نہ لے عیسیٰؑ سے تو ‏ کام فرعونی نہ لے موسیٰؑ سے تو
فکر روزی دل میں لا تو مت کبھے ‏ عیش دائم ہو جو در پر رہے
یہ بدن خرگہ ہوا ہے روح کو ‏ مثل کشتی کے ہے یا یہ نوح کو
ترک جو ہو سردار لے خرگاہ کو ‏ خاص جو درگاہ کا مقبول ہو

تمامی قصہ زندہ شدن استخوان بدعاے عیسیٰؑ

آخر قصہ زندہ ہونا ہڈیوں کا عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے

چونکہ عیسیٰ دید کان ابلہ رفیق ‏ جز کہ استیزہ نمیداند طریق
می نگیرد پند را از ابلہی ‏ بخل می پندارد او از گمرہی
خواند عیسیٰؑ نام حق بر استخوان ‏ از برای التماس آن جوان
حکم یزدان از پے آن خام مرد ‏ صورت آن استخوان را زندہ کرد
از میان بر جست یک شیر سیاہ ‏ پنجہ برزد کرد نقشش را تباہ
کلہ اش بر کند و مغزش ریخت زود ‏ ہمچو جوزی کاندرو مغزی نبود

دیکھا عیسیٰؑ نے کہ ابلہ ہے وہ یار ‏ اور سوا لڑنے کے اُسکا ہے نہ کار
ابلہی سے کچھ نصیحت نہ سنی ‏ گمرہی سے بخل سمجھا وہ شقی
نام حق عیسیٰؑ نے ہڈی پہ پڑھا ‏ بس موافق کہنے اُسکے برملا
حکم حق نے واسطے اُسکے اخی ‏ صورت اُن ہڈیوں سے زندہ کی
جلد اک پیدا ہوا شیر سیاہ ‏ مار کر پنجہ کیا اُس کو تباہ
سر کو پھوڑا اُسکے پھینکا مغز کو ‏ جسطرح اخروٹ کہ بے مغز ہو

لہ پر یہ بیگار الخ ۲ شعر لیکن یہ بیگار اس تن خاکی کی مت دل عیسیٰؑ پہ رکھ تو ہر گھڑی مثل اُس ہمراہی احمق کے کہ جو پہلے گیا داستان میں ذکر اس کا زندگی تن کی تو عیسیٰ سے مت چاہ کام فرعون کا تو موسیٰؑ سے مت چاہ فکر روزی کی تو دل میں مت کر ہمیشہ عیش ہو کہ جو درگاہ حق میں تو رہے یہ بدن روح کا خرگاہ ہوا ہے یا مثل کشتی کے نوح کو ہے اگر تو سردار ہے خرگاہ کا جو کہ خاص درگاہ کا مقبول ہو یعنے یہ جسم روح کا خیمہ ہے اگر تو عارف ہے اُس کو قبول کر ورنہ وہ جسم غافل کو ہلاک کریگا جیسے ہڈیوں نے دم عیسیٰؑ سے شیر بن کر اُسی ہمراہی کو ہلاک کیا چنانچہ اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ ٭ ۲ دیکھا عیسیٰؑ نے الخ ۶ شعر عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ یار احمق ہے اور سوائے لڑنے کے اُس کا کام نہیں ہے اُس نے بہ سبب احمقی کے کچھ نصیحت نہیں سنی اور بہ سبب گمراہی کے بخل سمجھا آخر عیسیٰ علیہ السلام نے نام حق ہڈیوں پر پڑھا اُس کے کہنے کے موافق حکم خدا سے اُس کے لیے ایک صورت ان ہڈیوں سے زندہ کی جلدی ایک شیر سیاہ پیدا ہوا اور پنجہ مار کر اس کو تباہ کیا اُس کے سر کو پھوڑا اور پھینکا مغز کو جیسے اخروٹ بے مغز ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گر درا مغزے بدے زاشکستنش — خود نبودے نقص الا بر تنش
گفت عیسیٰ چون شتابش کوفتی — گفت زان رو کہ تو زو آشوفتی
گفت عیسیٰ چون نخوردی خون مرد — گفت در قسمت نبودم رزق خورد
اے بسا کس ہمچو آن شیر ژیان — صید خود ناخورد رفتہ از جہان
قسمتش کاہے نہ و حرصش چو کوہ — ناموجہ کرد تحصیل وجوہ
جمع کردہ مال و رفتہ سوے گور — دشمنان در ماتم او کردہ سور
اے میسر کردہ بر ما در جہان — سخرہ و بیگار ما زاد رہان
طعمہ بنمودہ بما وان بودہ شست — آنچنان بنما بما آنرا کہ ہست
گفت آن شیر اے مسیحا این شکار — بود خالص از براے اعتبار
گر مرا روزی بدی اندر جہان — خود چہ کارستے مرا با مردمان
این سزاے آنکہ یابد آب صاف — ہمچو خر در جو بشاشد از گزاف
گر بداند قیمت آن جوے خر — او بجاے پا نہد در جوے سر
او بیابد آنچنان پیغمبرے — میر آبے زندگانی پرورے
چون نمیرد پیش او کز امر کن — اے امیر آب ما را زندہ کن
ہین سگ این نفس را زندہ مخواہ — کو عدوے جان تست از دیرگاہ
خاک بر سر استخوانے را کہ آن — مانع این سگ بود از صید جان

ہوتا[۱] اگر با مغز وہ اُس ضرب سے — جز بدن نقصان نہوتا کچھ اُسے
بولا عیسیٰ جلد کیون مارا اُسے — شیر بولا رنج تھا اُس سے مجھے
بولے اسکا خون کیون کھایا نہین — بولا بس قسمت مین رزق اپنا نہین
اے بہت سے مرد مثل اُس شیر کے — صید بے کھائے یہان سے وہ گئے
مثل کہ حرص اور دکھ قسمت مین ہے — بے وجہ تحصیل کے اسباب سے
جمع کر کے مال اپنی جان دی — دشمنون نے اُنکے غم مین کی خوشی
اے[۲] خدایا ہم نے جو بوجھا رکھا — اب تو اس بیگار سے ہم کو چھڑا
طعمہ ہم نے جانا اور وہ شست تھی — جیسا وہ ہے ہم کو وہ دکھلا سبھی
بولا وہ شیر اے مسیحا یہ شکار — واسطے عبرت کے تھا اپنی نہار
ہوتی گر روزی مری اندر جہان — بس مجھے کیا کام تھا مردون سے یان
یہ سزا اُنکی کہ آب صاف مین — لاف سے جو خر کرین پیشاب مین
جانتا گر قدر آب جو کی خر — پاؤن کی جا رکھتا اُس پانی مین سر
ایسے پیغمبر کو پاے جو کوئی — کہ امیر آب ہووے زندگی
کیون[۳] نہ آگے اُسکے اپنی جان دے — امر کن سے میر زندہ کر مجھے
زندگی اس نفس کتے کی نہ چاہ — دشمن جان ہے تری مدت سے آہ
خاک اُس ہڈی کی سر پہ ہو کہ وہ — مانع اُس سگ کی شکار جان ہو

[۱] ہوتا الخ یہ شعر اگر ہوتا با مغز وہ اُس ضرب سے سوائے تن کے کچھ نقصان اُسے نہوتا عیسیٰ نے شیر سے کہا کہ اُسے کیون مارا شیر نے کہا کہ اُس سے رنج تھا مجھکو کہا اسکا خون تو نے کیون نہین کھایا شیر بولا میری قسمت مین رزق نہین تھا آگے حقائق بیان فرماتے ہین اے شخص بہت سے آدمی ہین مثل اس شیر کے بغیر کھائے شکار کے یہان سے چلے گئے اُنکی حرص مانند کوہ کے اور کوہ قسمت مین نہین ہر گہنہ کہ بے وجہ تحصیل کے اسباب سے مال جمع کر کے اپنی جان دی اور دشمن نے اُنکے غم مین خوشی کی یعنی اہل دنیا بسبب حرص و ہوا کے مال جمع کرتے ہین اور بغیر نفع حاصل کیے مرجاتے ہین اور بعد اُنکے دشمن اس مال سے عیش و عشرت پاتے ہین پس ایسے مال جمع کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے آگے اُسکے مناجات کرتے ہین فافہم ۱۲ [۲] اے خدا الخ یہ شعر اے خدایا بوجھا جو ہم پر رکھا اب اس بیگار سے ہم کو چھوڑا ہم نے طعمہ جانا اور وہ شست تھی وہ جیسا ہے ہمکو دکھائے یعنی حقیقت اشیاے دنیا کی ہم پر کھول دے بموجب حدیث شریف کے اللھم ارنا الاشیاء کما ہی یعنی اے خدا حقائق اشیا کے مجھکو بتا دے جیسے کہ ہین آگے رجوع بقصہ ہے شیر نے کہا اے مسیحا یہ شکار واسطے عبرت کے تھا ضرور کر اگر روزی میری ہوتی جہان مین مجھے کیا کام تھا مردون سے یہان اُنکی سزا ہے کہ آب صاف مین مثل خر کے پیشاب کرین لاف سے یہان آب صاف سے مراد انبیا و اولیا ہین یعنے جو کہ انبیا سے سرکش ہوا خرابی مین پڑا اگر قدر آب جو خر جانتا قدم کی جا اُس آب پر سر رکھتا جو کوئی ایسے پیغمبر کو پائے آب جو و زندگی بخش ہو یعنے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کہ امیر انبیا و اولیا کے ہین اور حیات ابدی فردست ہین جو کوئی آپ جیسے امیر کو پائے اور تعمیل حکم نہ کرے بدبخت ہے باقی اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] کیون نہ آگے الخ یہ شعر کیون نہ اُس کے آگے جان دے امر کن سے اے میر مجھکو زندہ کر آگے تعلیم ریاکارون کو ہے اے شخص زندگی اس نفس کی کتے کی مت چاہ کہ تیرا دشمن جان کا مدت سے ہے اُس ہڈی کے سر پر خاک ہو جو کہ وہ مانع اُس کتے کی شکار جان کی ہوئی تو کہتا نہین ہے کیون ہڈی پر مرتا ہے اور جونک کے مانند عشق خون کا رکھتا ہے یہان ہڈی سے مراد وجود اور سگ سے مراد نفس امارہ شکار سے مراد جان ہے پس اس وجود پر خاک ہو جو کہ نفس کو حصول جان سے باز رکھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سگ نۂ بر استخوان چون عاشقی / دیوچه وار انچه بر خون عاشقی
آن چه چشم است آنکه بینائیش نیست / ز امتحانها جز که رسوائیش نیست
سهو باشد ظنها را گاه گاه / این چه ظن است اینکه کور آمد ز راه
کردۂ بر دیگران نوحه گری / مدتے بنشین و بر خود میگری
ز ابر گریان شاخ سبز و تر شود / زانکه شمع از گریه روشن میشود
هر کجا نوحه کنند آنجا نشین / زانکه تو اولے تری اندر حنین
زانکه ایشان در فراق فانی اند / غافل از لعل بقائے کانی اند
زانکه بر دل نقش تقلید ست بند / رو بآب چشم بندش را بر ند
زانکه تقلید آفت هر نیکوئی است / که بود تقلید اگر کوه قوی است
گر ضریری لمتر ست و تیز خشم / گوشت پارش دان چو او را نیست چشم
گر سخن گوید ز مو باریک تر / آن سرش را زان سخن نبود خبر
مستی دارد ز گفت خود ولیک / از بر وے تا بمی راهیست نیک
همچو جوئیست[1] او نه آبے میخورد / آب از و بر آب خواران بگذرد
آب در جو زان نگیرد قرار / زانکه آن جو نیست تشنه آبخوار
همچو نائے نالۂ زاری کند / لیک بیگاری خریداری کند
نوحه گر باشد مقلد در حدیث / جز طمع نبود مراد آن خبیث
نوحه گر گوید حدیث سوزناک / لیک کو سوز دل و دامان چاک

سگ نہین ہڈی پہ کچھ جون تو مرے / جونک کے مانند عشق خون رکھے
آنکھ[1] وہ کیا ہے کہ جو بینا نہین / امتحان کے وقت وہ رسوا نہین
گہ بگہ آتا گمان کو سہو ہے / یہ گمان کیسا کہ اندھا راہ سے
دوسرون کے واسطے روتا ہی تو / اپنے اوپر بیٹھکر تو رو کبھو
شاخ گریہ ابر سے ہو سبز تر / شمع ہو گریہ سے روشن بیشتر
جس جگہ روتے ہین اُس جا بیٹھ تو / کیونکہ تو رونے مین ہی سب سے نکو
کیونکہ[2] فانی کا وہ رکھتے ہین فراق / اور نہین لعل بقا کا اشتیاق
کیونکہ دل پر نقش ہے تقلید کا / کر تو آب چشم سے اُسکو صفا
ہے بلا تقلید نیکی کے لیے / کاہ ہو تقلید گرچہ کوہ ہے
گر ہے اندھا کوئی موٹا تیز خشم / گوشت کا ٹکڑا ہی نے رکھتا ہی چشم
گرچہ[3] کرتا ہے نکات از بس بیان / بھید نکتون کا ہی پر اس سے نہان
گفتگو سے اپنی گر مستی رکھے / مستی بادہ سے لیکن دور ہے
نہر کے مانند نے پانی پیے / تشنگان آب کو وہ آب دے
نہر مین پانی نہ ٹھہرے اسلیے / کیونکہ پانی کی نہ تشنہ نہر ہے
مثل نے کے نالۂ زاری کرے / پر خریدارون کی بیگاری کرے
نوحہ گر ہے بس مقلد قال کا / جز طمع اسکو نہین ہی فائدا
نوحہ گر کرتا ہے باتین سوزناک / پر نہین ہی سوز سے دل اسکا چاک

[1] آنکھ وہ الخ ۵ شعر وہ آنکھ کیا ہے کہ جو بینا نہین ہے اور امتحان کے وقت وہ رسوا نہین ہے کبھی کبھی گمان کو سہو آتا ہے یہ کیا گمان کہ اندھا راہ سے آوے تو وہ دوسرون کے واسطے روتا ہے اپنے اوپر تو بیٹھ کر کبھی رو شاخ ابر کے گریہ سے سبز تر ہو شمع گریہ سے روشن بیشتر ہو جس جا روتے ہین تو اُس جا بیٹھ کیونکہ تو رونے مین سب سے سوا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] کیونکہ الخ ۴ شعر کیونکہ وہ دنیاے فانی کا فراق رکھتے ہین اور لعل بقاء روح کا اشتیاق نہین رکھتے کیونکہ اُن کے دل پر نقش ہے تقلید کا تو آب چشم سے اُسکو صاف کر دا سواسطے نیکی کے تقلید بلا ہے کاہ ہووے تقلید اگرچہ کوہ ہے اندھا فربہ تیز خشم گوشت کا ٹکڑا ہے وہ چشم نہین رکھتا ہے یعنی اگرچہ کچھ کو خواہشات دنیا ہے تو غافلانہ دنیا مین جا کر شریک ہو کہ تو دل پر تقلید کا نقش رکھتا ہے اور طالبان دنیا کا پیرو ہے چنانچہ پیروان کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [3] اگرچہ کرتا ہے الخ ۷ شعر اگرچہ نکات از بسکہ یہان بیان کرتا ہے ولیکن راز نکتون کا اس سے پوشیدہ ہے اگرچہ وہ گفتگو سے مستی رکھے ولیکن مستی بادۂ عرفان سے دور ہے آگے مثال ہے نہر کے مانند پانی نہین پیتا ہے اور تشنگان آب کو وہ پانی دیتا ہے نہر مین پانی اسلیے نہین ٹھہرتا ہے وہ نہر پانی کی تشنہ نہین ہے یعنی پیران ریاکار نکات عرفان کے بیان کر کے تشنگان معرفت کو نفع پہونچاتے ہین اور خود مثل نہر کے آب معرفت سے بے بہرہ ہین آگے مثال دوسری فرماتے ہین مثل نے کے خود نالۂ و زاری کرے لیکن خریدارون کے لیے بیگاری بنے نوحہ مقلد کا قال ہے بجز طمع کے اُس کو فائدہ نہین ہے نوحہ گر باتین سوزکی کرتا ہے لیکن سوز سے دل اُس کا چاک نہین ہے یعنی پیران ریاکار مثل نوحہ گردن کے عوارف بیان کر کے اورون کو رلاتے ہین اور خود دل مین اثر معرفت کا مطلق نہین رکھتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

از مقلد تا محقق فرقهاست
کین چو داود است وآن دیگر صداست

منبع گفتار این سوزے بود
وان مقلد کهنه آموزے بود

هین مشو غره بدان گفت حزین
بار بر گاو است بر گردون حنین

هم مقلد نیست محروم از ثواب
نوحه گر را مزد باشد در حساب

کافر و مومن خدا گویند لیک
در میان هر دو فرقی هست نیک

آن گدا گوید خدا از بهر نان
متقی گوید خدا از عین جان

الله الله میزنی از بهر نان
بے طمع بشن آؤ الله را بخوان

گر بدانستی گدا از گفت خویش
پیش چشم او نه کم ماندی نه بیش

سالها گوید خدا آن نان خواه
همچو خر مصحف کشد از بهر کاه

گر بدل در تافتی گفت لبش
ذره ذره گشته بودی قالبش

نام دیوے ره برد در ساحری
تو بنام حق پشیزے می بری

پس مقلد سے محقق ہے جدا
لحن داودی ہے یہ وہ ہے صدا

چشمۂ گفتار اسکا سوز ہے
اور مقلد پچھلی باتون کو کہے

مت کرے غره تو غم کی بات پے
بیل بوجھا کھینچے گاڑی چیخے ہے

پر مقلد کو بھی ملتا اجر ہے
نوحه گر کو مزد ہو حسب طور سے

کافر و مومن خدا کہتے ہین پر
فرق ہے دونون کے اندر بیشتر

وہ گدا کہوے خدا نان کے لیے
متقی کہوے خدا جان کیلیے

اللہ اللہ کہتا ہے نان کیلیے
بے طمع اللہ کہہ اپنے لیے

گفتگو گر جانتا اپنی گدا
بیش و کم اس کو نہ رہتا یہ سدا

وہ گدا برسون تلک کہوے اللہ
مثل خر قرآن لادے بہر کاہ

دل مین ہوتا قال کا گر کچھ اثر
ریزہ ریزہ ہوتا اسکا جسم و سر

نام اثر دیو نکا جادو مین کرے
تو خدا کے نام سے کوڑی کہے لے

خاریدن روستائی در تاریکی شیر را بظن آنکه گاو است

مالش کرنا دہقانی کا اندھیرے مین شیر کو بگمان گاو

روستائی گاو در آخر ببست
شیر گاوش خورد و بر جایش نشست

روستائی شد در آخر سوے گاو
گاو را میجست شب آن کنج کاو

گاو دہقان تھا طویلہ مین بندھا
شیر کھا کر اسکو بیٹھا اسکی جا

رات کو دہقان گیا بس اس جگہے
اور ڈھونڈھا گاو کو نادان نے

۱ھ پس مقلد الخ شعر مقلد محقق سے جدا ہے یہ لحن داودی ہے اور وہ صدا ہے اسکا چشمہ گفتگو با سوز ہے اور مقلد حال گزشت کو بیان کرتا ہے یعنی محقق درد و سوز کی باتین بیان کرتا ہے اور مقلد حال گزشتہ کو کہتا ہے بطور قصون کے تو غم کی باتون پر غرور نہ کر بیل بوجھا کھینچے اور گاڑی روتی ہے ولیکن مقلد کو بھی اجر ملتا ہے جیسے نوحه گر کو مزدوری ملتی ہے حقائق اسکے آگے ہین کافر و مومن خدا کہتے ہین ولیکن فرق دونون مین بڑا ہے گدا خدا کہتا ہے نان کے لیے اور متقی خدا کہتا ہے جان کے لیے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ھ اللہ اللہ الخ شعر گدا اللہ اللہ نان کے واسطے کہتا ہے بغیر طمع کے اللہ کہہ اپنے لیے اگر گفتگو اپنی گدا جانتا ادنے و اعلی کا خیال اسکو ہمیشہ نہ رہتا وہ گدا برسون تلک اللہ کہوے اور مثل خر کے قرآن لادے گھانس کے لیے یعنی دنیا کے لیے جس نے علم پڑھا ہے گویا قرآن لادا ہے گدھے پر گھانس کے لیے بموجب آیۂ کریمہ کے مثل الذین حملوا التوراة ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا یعنے حال ان لوگون کا کہ دیئے گئے توریت پھر نہین اٹھایا انھون نے توریت کو یعنی عمل اسپر نہین کرتے ہین مثال خر کے ہین کہ بوجھا اٹھاتے ہین کتابون کا دل مین اثر اسکا قال کا ہوتا اسکا جسم ریزہ ریزہ ہوتا جادو مین دیو کا نام اثر کرتا ہے تو خدا کے نام سے کوڑی پیسا لیتا ہے یعنی وہ ریاکار قال معرفت کا بیان کرتا ہے اگر اسکے دل ہین اس کا قال ہوتا جسم ریزہ ریزہ ہوجاتا دیکھو جادو مین دیوون کا نام اثر کرتا ہے اور وہ گدا خدا کے نام پر بھیک مانگتا ہے اس واسطے نام حق اثر نہین کرتا ہے کیونکہ گمان اسکا اور ہے اگر گمان اسکا سیدھا ہوتا ضرور نام حق کا اثر کرتا چنانچہ اس گمان کی مثال مین قصہ دہقان کا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۳ھ گاو دہقان الخ شعر گاو دہقان طویلہ مین بندھا تھا شیر نے اسکو کھا کر اسکی جا بیٹھا شب کو دہقان اس جگہ گیا اور گاو کو ڈھونڈھا پس وہ اسد مر ہاتھ پھیرنے لگا شیر کے پہلو و پشت پر شیر نے دل مین کہا کہ اگر روشنی ہوتی اسکا زہرہ پھٹتا اور جگر خون ہوتا اس لیے گستاخ مجھ کو ملتا ہے تیرو شب مین مجھ کو گاو سمجھتا ہے آگے حقائق مین حق اسلیے کہتا ہے کہ اے مغرور اندھے میرے نام سے کوہ طور ٹکڑے ہوا ہے اشارہ آیۂ کریمہ اگر نازل کرتا مین قرآن کو اوپر پہاڑون کے ضرور کرنہ ٹھہرتا و ٹکڑے ہوتا و خون ہوتا اسکا دل واضح ہو کہ اثر ہر شیٔ کا گمان پر ہوا کرتا ہے جیسے دہقان کو اثر شیر کا بسبب گمان گاو کے نہ ہوا اسی طرح اثر کلام الٰہی کا بسبب بدگمانی کے نہین ہوتا ہے چاہیئے کہ اپنا گمان حق کے ساتھ سیدھا کرے کہ اثر مرتب ہو آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

دست میمالید بر اعضائے شیر / پشت و پہلو گاه بالا گاه زیر
گفت شیر ار روشنی افزون بدی / بر دریدی زہره اش و دل خون شدی
اینچنین گستاخ زان میخاردم / کو درین شب گاو می پنداردم
حق ہمی گوید کہ اے مغرور کور / نے ز نامم پاره پاره گشت طور
کہ لو انزلنا کتابا للجبل / لانصدع ثم انقطع ثم ارتحل
از من ار کوه احد واقف بدے / پاره گشتی و دلش پر خون شدے
از پدر وز مادر این بشنیدهٔ / لاجرم غافل درین پیچیدهٔ
گر تو بے تقلید ازو واقف شوی / بے نشان بیجاے چون ہاتف شوی
بشنو این قصہ پئے تہدید را / ۱ تا بدانی آفت تقلید را

بس لگا وہ ہاتھ اُس دم پھیرنے / شیر کے پہلو پہ گاہے پشت پے
شیر بولا روشنی ہوتی اگر / زہرہ اُسکا پھٹتا خون ہوتا جگر
اسلیے گستاخ ملتا مجکو ہے / تیرہ شب مین گاؤ سمجھا ہے مجھے
اسلیے حق کہوے اے مغرور کور / نام سے ٹکڑے ہوا ہی میرے طور
کہ لو انزلنا کتابا للجبل / لانصدع ثم انقطع ثم ارتحل
(اگر ہم نازل کرتے قرآن کو اوپر پہاڑ کے / ضرور گر پڑتا ٹکڑے ہوتا و فنا ہو جاتا ۱۲)
مجھسے واقف ہوتا اگر کوہ اُحد / ٹکڑے اور خون ہوتا دل اُسکا اشد
ماں و باپ اپنے سے یہ تو نے سنا / اسلیے غافل تو اس سے ہو گیا
گر تو واقف ہوتا بے تقلید کے / مثل ہاتف کے تو ہوتا بے پتے
سن یہ قصہ واسطے تہدید کے / تاکہ نقصان جانے تو تقلید سے

فروختن صوفیان بہیمۂ صوفی مسافر را جہت سفره و سماع

بیچنا صوفیون کا خر صوفی کو واسطے کھانے اور گانیکے

صوفیئے در خانقه از ره رسید / مرکب خود برد و در آخر کشید
آبکش داد و علف از دست خویش / نے چنان صوفی کہ ما گفتیم پیش
احتیاطش کرد از سہو و خباط / چون قضا آید چہ سود است احتیاط
صوفیان درویش بودند و فقیر / کاد فقر ان یکن کفرا کبیر
اے توانگر تو کہ سیری ہین مخند / بر کژی آن فقیر دردمند
از ره تقصیر آن صوفی رمه / خر فروشی در گرفتند آن ہمه
گر ضرورت ہست مردارے مباح / بس فسادے کز ضرورت شد صلاح
ہم در آندم آن خرک بفروختند / لوت آوردند و شمع افروختند

صوفی آیا خانقہ مین دور سے / خر کو اپنے اُسنے باندھا اُس جگہے
گھانس دی پانی پلایا آپ جا / وہ نہ تھا صوفی کہ جو پہلے کہا
سہو سے اُسنے کری جو احتیاط / جب قضا آئے تو کب ہو احتیاط
صوفی تھے درویش اور بسکہ فقیر / کاد فقر ان یکن کفرا کبیر
اے تونگر سیر تو ہے مت ہنسے / دردمند فقر کے بس حال پے
اُس گروہ صوفیون نے اُسکا خر / از رہ تقصیر بیچا بے خطر
گر ضرورت ہی تو مردار اب مباح / بس فساد آیا ضرورت سے صلاح
بیچا اُس خر کو اُنھون نے اُس گھڑی / اور پکا کر کھانا بس محفل بھی کی

۱ ماں و باپ الخ یہ شعر یہ تو نے اپنے ماں باپ سے سنا ہے اسلیے تو حقیقت سے غافل ہو گیا ہے اگر تو واقف ہوتا بغیر تقلید کے مثل ہاتف کے تو بے پتہ ہوتا تو سن یہ مقدمہ واسطے ہدایت کے ہے تاکہ تو تقلید سے نقصان جانے یعنی تقلید آبا و اجداد کی دوئی مین کرنا وحدت سے باز رہنا چاہیے کہ عارفوں سے حقیقت عالم کی دریافت کرے اور اپنے آبا و اجداد کی خالق و مخلوق کے دور ہونے مین پیروی نہ کرے کہ گمراہی مین پڑے چنانچہ تقلید کا حال آگے قصہ صوفی مین مثالاً فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۲ صوفی آیا الخ یہ شعر ایک صوفی خانقہ مین دور سے آیا اُس نے اپنے خر کو اُس جگہ باندھا آپ جا کر اُسے گھانس دی و پانی پلایا نہ مثل اُس صوفی کے کہ جو پہلے قصہ اسکا کہا اُس نے سہو سے جو احتیاط کی جب قضا آئی احتیاط کیا ہو وہ سب صوفی از بسکہ فقیر اور محتاج تھے ترجمہ حدیث اکثر فقر دنا قہ کھینچتا ہے طرف کفر کے اے تونگر پیٹ بھرے تو مت ہنسے فقیر دردمند کے حال پر پس گروہ صوفیون نے اُسکا خر از راہ قصور کے بے خوف فروخت کیا آگے حقائق ہین کہ اگر ضرورت ہو تو مردار مباح ہے اکثر فساد حالت ضرورت مین صلاحیت اختیار کر لیتے ہین اُنھون نے اُس خر کو اُس گھڑی بیچا اور کھانا پکا کر محفل کری باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ —

ولوله افتاد اندر خانقه — کامشبان لوت وسماعست ووله
چند ازین صبر وازین سه روزه چند — چند ازین زنبیل واین ریوزه چند
با هم از خلقیم وجان داریم ما — دولت امشب میهمان داریم ما
تخم باطل را ازان میکاشتند — کانکه آن جان نیست جان پنداشتند
وان مسافر نیز از راهِ دراز — خسته بود ودید آن اقبال وناز
صوفیانش یک بیک بنواختند — نرد خدمتهاش خوش میباختند
آن یکے پایش همی مالید دست — وان یکے پرسیدش از جاے نشست
وان یکے افشاند گرد از رخت او — وان یکے بوسید دستش بادرو
گفت چون دید میلان شان بوے — گر طرب امشب نخواهم کرد کے
لوت خوردند وسماع آغاز کرد — خانقه تا سقف شد پُر دود وگرد
دود مطبخ گرد آن پاکوفتن — ز اشتیاق وجد وجان آشوفتن
گاه دست افشان قدم میکوفتند — گه بسجده صفه را می روفتند
دیریابد صوفی آز از روزگار — زان سبب صوفی بود بسیار خوار
جز مگر آن صوفی کز نورِ حق — سیر خورد او فارغست از ننگ ودق
از هزاران اندکے زین صوفیند — باقیان در دولت او میزیند
چون سماع آمد ز اول تا کران — مطرب آغازید یک ضرب گران
خر برفت وخر برفت آغاز کرد — زین حرارت جمله را انباز کرد
زین حرارت پاے کوبان تا سحر — کف زنان خر رفت وخر رفت اے پسر
از رهِ تقلید آن صوفی همین — خر برفت آغاز کرد اندر حنین

خانقہ مین ذوق وشوق انکو ہوا — آج شب کو کھانا گانا جو ہوا
کب تلک یہ صبر سہ روزہ رکھین — کب تلک زنبیل و دریوزہ رکھین
ہم مین مخلوق اور جان رکھتے مین ہم — آج دولت میہمان رکھتے مین ہم
تخم باطل اسلیے بوتے تھے وہ — جان نہین جو جان اُسے سمجھے تھے وہ
وہ مسافر دور سے آیا تھا جو — تھک گیا تھا دیکھا ناز وحال کو
کہ وہ صوفی اُسپہ کرتے تھے کرم — اور خدمت اُسکی کرتے تھے بہم
ایک اُسکے پاؤن کو تھا دابتا — ایک جا رہنے کی اُس سے پوچھتا
ایک اُسکی گرد ساماں جھاڑتا — ایک اُسکے ہاتھ منھ کو چومت
رغبت[1] اُنکی دیکھ کر اُس نے کہا — کیون نہوؤن مین شریک اُس حال کا
کھانا کھایا اور شروع گانا کیا — بھر گئی دھول اور دھوئین سے خانقاہ
کودنے کی دھول کھانے کا دھوان — اشتیاق وجد سے تھا اُس زمان
ہاتھ پھیلا کر کبھی تھے کودتے — اور کبھی تھے فرش پر وہ لوٹتے
آز صوفی کی مدت مین ملے — پیٹ بھر کے کھائے صوفی اسلیے
اس[3] سوا صوفی کے نورِ حق سے جو — سیر ہووے چھوڑے وہ ناموس کو
سیکڑون مین ایسے صوفی کم ہین اب — باقی اُنکے نام سے جیتے ہین سب
جبکہ گانا پہونچا آخر کو بکرب — مطربون نے کی شروع ایک ادھر ضرب
خر گیا اور خر گیا جاری کیا — سب کو اس گرمی سے بس کیف آگیا
رقص اس گرمی سے کرتے تا سحر — خر گیا کہتے تھے وہ سب سربسر
از رہِ تقلید وہ صوفی بہی — خر گیا کہتا تھا با دردِ خفی

[1] خانقہ مین الخ شعر خانقہ مین انکو ذوق وشوق ہوا کہ کب تک یہ صبر تین دن کا ہم رکھین کب تلک زنبیل وگداگری کرین ہم مخلوق ہین وجان رکھتے ہین آج دولت کو ہم مہمان رکھتے ہین تخم باطل اسلیے وہ بوتے تھے جان نہین تھی جو اُسے وہ جانتے یعنی معنی نہین رکھتے تھے اس واسطے اس بات کو جائز جانتے تھے جو کہ وہ مسافر دور سے آیا تھا وہ تھک گیا تھا اس نے دیکھا وہ حال کہ صوفی اُس پر کرم کرتے تھے اور خدمت اُسکی کرتے تھے باہم ایک اُس کے پاؤن کو دابتا تھا ایک جگہ رہنے کی اُس سے پوچھتا تھا ایک اُسکے سامان کی گرد جھاڑتا تھا ایک اُسکے ہاتھ منھ کو چومتا تھا باقی حال آگیا ہے فافہم ۱۲

[2] رغبت اُنکی الخ شعر اُنکی رغبت اُس نے دیکھ کر کہا کہ کیون نہون مین شریک اُن کے حال کا کھانا کھایا اور شروع گانا کیا خانقہ دھول دھوین سے بھر گیا کودنے کی دھول اور کھانے کا دھوان اشتیاق وجد سے اُسوقت زیادہ تھا ہاتھ پھیلا کر کبھی کودتے تھے اور کبھی فرش پر لوٹتے تھے آز صوفی کی جو کہ مدت مین ملتی ہے اسلیے صوفی پیٹ بھر کے کھاتے ہین باقی حال آگیا ہے فافہم ۱۲ [3] اس سوا الخ شعر سوا اس صوفی کے جو نور حق سے سیر ہووے چھوڑ دے ننگ وناموس کو باقی سب اُن کے نام سے جیتے ہین یعنی صوفی بامعنی کم ہین اور یہ صوفی بے معنی اُن کے نام سے دنیا حاصل کرتے ہین جبکہ گانا آخر کو ساتھ بیقراری کے پہونچا مطربون نے ایک ضرب شروع کی خر گیا اور خر گیا جاری کیا سب کو اس گرمی سے ایسا کیف ہوا صبح تک اس گرمی سے رقص کرتے خر گیا خر گیا سب کہتے از راہ تقلید کے وہ صوفی بھی یہی خر گیا کہتا تھا با درد باطنی باقی حال آگیا ہے فافہم ۱۲۔

چون گذشت آن نوش و جوش و آن سماع — روز گشت و جملہ گفتند الوداع
خانقہ خالی شد و صوفی بماند — گرد از رخت مسافر مے فشاند
رخت از حجرہ برون آورد او — تا بخر بندد آن ہمراہ جو
تا رسد در ہمرہان او می شتافت — رفت در آخر خر خود را نیافت
گفت آن خادم بآبش بردہ است — زانکہ خر دوش آب کمتر خوردہ است
خادم آمد گفت صوفی خر کجاست — گفت خادم ریش بین جنگی بخاست
گفت خر را من بتو بسپردہ ام — من ترا بر خر موکل کردہ ام
بحث با توجیہ کن حجت میار — آنچہ من بسپردہ ام واپس سپار
از تو خواہم آنچہ من دادم بتو — باز دہ آنچہ کہ بسپردم بتو
گفت پیغمبر کہ دستت آنچہ برد — بایدش در عاقبت واپس سپرد
ورنہ از سرکشی راضی باین — تک من و تو خانۂ قاضی دین
گفت من مغلوب بودم صوفیان — حملہ آوردند بودم بیم جان
تو جگر بندی میان گربگان — اندر اندازی و جوئی زان نشان
در میان صد گرسنہ یک گردۂ — پیش صد سگ گربۂ پژمردۂ
گفت گیرم کز تو ظلما بستدند — قاصد جان من مسکین شدند
تو نیائی و نگوئی مر مرا — کان خرت را می برند اے بینوا
تا خر از ہر کہ برد من واخرم — ورنہ توزیعے کنند ایشان زرم
صد تدارک بود چون حاضر بوند — این زمان ہر یک باقلیمے شدند
من کرا گیرم کرا قاضی برم — این قضا خود از تو آمد بر سرم

جبکہ گزرا جوش و نوش اور وہ سماع — دن ہوا اور سب ہوئے باہم وداع
خانقہ خالی ہوئی صوفی رہا — گرد ساماں کی مسافر جھاڑتا
لایا اُس حجرے سے وہ ساماں کو — خر پہ تا لادے وہ اور ہمراہ ہو
جلد ہمراہون کے پہونچے ساتھ وہ — خر طویلہ مین نہ پایا اُس نے جو
بولا خادم لے گیا پانی کو ہو — کہ پیا کل اُس نے کمتر آب کو
خادم آیا بولا صوفی خر بتا — بولا داڑھی دیکھ اور لڑنے لگا
بولا مین نے خر کو سونپا تجھ کو تھا — اور نگہبان اُسکا بس تجھکو کیا
بحث کر توجیہ سے حجت نہ کر — جو دیا تجھکو تھا واپس کر بشر
تجھسے مین لونگا جو سونپا تجھکو ہے — پھیر دے جو کچھ دیا مین نے تجھے
بولے پیغمبر کو جو تو نے لیا — چاہیئے واپس اُسے کرنا بھلا
سرکشی سے گر نہ راضی اسپہ ہے — مین و تو قاضی کے گھر چل تا سنے
بولا مین مغلوب تھا اور صوفیان — لائے حملہ اور مین تھا نیم جان
بلیون مین تو کلیجا ڈال کر — ڈھونڈھتا ہی پھر تو اُسکو اے بسیر
ایک ٹٹی آگے سو بھوکون کے ہو — گربہ عاجز آگے سو کتون کے ہو
بولا مانا ظلم کر تجھ سے لیا — قصد میری جان مسکین کا کیا
کیون نہ مجھ سے آکے یہ تو نے کہا — خر کو لیجاتے ہین وہ اے بینوا
مول لیتا جس نے خر کو لیلیا — ورنہ قیمت سب سے لیتا مین بھلا
کرتا سو تدبیر جو حاضر تھے وہ — ہو سکے کیا اب گئے ہر ملک وہ
کسکو قاضی پاس مین لیجاؤن اب — مجھ پہ آئی یہ بلا تیرے سبب

لہ جبکہ گزرا الخ یعنی شعر جبکہ ختم ہوا جوش و نوش و سماع ہو چکا روز روشن ہوا اور باہم رخصت ہوئے وہ خانقہ خالی ہوئی اور فقط صوفی رہا گرد ساماں کی وہ مسافر جھاڑتا تھا اور لایا حجرے سے اس ساماں کو تا خر پر لادے و ہمراہ ہو تا کہ ہمراہیون کے ساتھ جلد پہونچے خر طویلہ مین اسنے جو نہ پایا دل مین سوچا کہ خادم پانی پلانے کو لیگیا ہوگا کہ کل اُسنے کم پیا تھا جبکہ خادم آیا صوفی نے کہا کہ خر کہاں ہے بتا خادم نے کہا کہ تو داڑھی دیکھ اور لڑنے لگا صوفی نے کہا کہ مین نے تجھکو سونپا تھا اور نگہبان تجھکو کیا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۲ بحث الخ یعنی شعر تو بحث توجیہ سے کر اور حجت مت کر جو تجھکو دیا تھا واپس کر یعنی اے خادم تو جو گفتگو کرتا ہے دلیل کے ساتھ اور جھگڑا مت کر مین تجھ سے وہ لونگا جو تجھکو دیا ہے تو پھیر دے جو مین نے تجھکو دیا ہے پیغمبر نے فرمایا جو تو نے لیا ہے چاہیئے اُسے واپس کرنا یعنی حدیث مین آیا ہے کہ امانت بجنسہ واپس کرنا چاہیئے مین کو اگر تو سرکشی کرتا ہے اور اس بات پر راضی نہیں ہے مین اور تو قاضی کے یہاں چلیں خادم نے کہا مین اُسوقت مغلوب تھا اور صوفیون نے مجھ پر حملہ کیا اور مین اپنی جان سے ڈرا آگے مثال فرماتے ہین تو بلیون مین جگر کو رکھکر پھر اُسکو ڈھونڈھتا ہے جیسے ایک روٹی سو بھوکون کے آگے ہو یا گربہ عاجز آگے سو کتون کے ہو یعنی وہ خر اُن صوفیون کے روبرو ایسے مثال تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۳ بولا مانا الخ یعنی شعر صوفی نے کہا یہ مین نے مانا کہ اُنھون نے ظلم کر کے تجھ سے لیا اور قصد میری جان مسکین کا کیا مگر تو نے کیون نہیں مجھ سے آکر کہا کہ خر کو لیے جاتے ہین وہ اے بینوا مین اُس سے خر کو مول لیتا جسنے لیا ہے ورنہ قیمت مین اُن سب سے لیتا مین سو تدبیر کرتا جو وہ حاضر تھے اب کیا ہو سکتا ہے کہ وہ ہر ایک کو گئے کسکو اب قاضی کے پاس مین لیجاؤن یہ بلا تیرے سبب مجھ پر آئی تو نے مجھ سے یہ جو آکر نہ کہا اسلیے یہ ظلم مجھ پر ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون نیائی ورنہ گوئی اے غریب ... پیش آمد این چنین ظلم مہیب
گفت واللہ آمدم من بارہا ... تا ترا واقف کنم زین کارہا
تو ہمی گفتی کہ خر رفت اے پسر ... از ہمہ گویندگان با ذوق تر
باز می گشتم کہ او خود واقف است ... زین قضا راضی است مرد عارف است
گفت آنرا جملہ می گفتند خوش ... مر مرا ہم ذوق آمد گفتنش
مر مرا تقلیدشان بر باد داد ... کہ دو صد لعنت برین تقلید باد
خاصہ تقلید چنین بے حاصلان ... کابرو را ریختند از بہر نان
عکس ذوق آن جماعت میزدی ... وین دلم زان عکس ذوقے میشدی
عکس چندان باید از یاران خوش ... کہ شوی از بحر بے عکس آب کش
عکس کاول زد تو آن تقلید دان ... چون پیاپے شد شود تحقیق آن
تا نشد تحقیق از یاران مبر ... از صدف مگسل نگشتہ قطرہ دُر
صاف خواہی چشم عقل و سمع را ... بر دران تو پردہائے طمع را
زانکہ آن تقلید صوفی از طمع ... عقل او بر بست از نور و لمع
زانکہ صوفی را طمع بردش ز راہ ... ماند در خسران و شد کارش تباہ
طمع لوت و طمع آن ذوق سماع ... مانع آمد عقل او را از اطلاع

تونے جو آگر نہ یہ مجھ سے کہا ... اس لیے یہ ظلم مجھ پہ ہو گیا
بولا میں واللہ آیا چند بار ... تا کرون یہ راز تجھ پر آشکار
خر گیا کہتا تھا تو بھی بار بار ... کہنے والون سے تو زیادہ ذوق دار
پھر گیا مین شاید اب واقف ہے تو ... ہے قضا سے راضی جو عارف ہے تو
بولا سب کہتے تھے اسکو شوق سے ... مین بھی کہتا تھا یہ سنکر ذوق سے
مجھکو بدتر کر دیا تقلید نے ... لعنت اللہ ہو اُس تقلید پے
خاص بے معنون کے اس تقلید پے ... آبرو کھوتے ہین جو نان کے لیے
عکس ان کے ذوق کا مجھپر پڑا ... اُس سے دل پر ذوق اک پیدا ہوا
عکس یارون کا بس اتنا چاہیے ... بحر بے عکسی سے تا پانی ملے
عکس اول کو تو بس تقلید جان ... جو پیاپے ہو اُسے تحقیق مان
مت جدا یارون سے تا تحقیق ہو ... تا نہ قطرہ دُر ہو مت دے سیپ کو
صاف چاہیے گوش چشم اور عقل ہو ... پھاڑ دے تو پردہائے طمع کو
کہ وہ تھی تقلید صوفی طمع سے ... بند کی عقل اُسکی نور لمع سے
طمع نے صوفی کو بس گمرہ کیا ... وہ رہا بدبخت و کام ابتر ہوا
طمع کھانے اور ذوق اُس راگ کا ... اطلاع عقل سے مانع ہوا

سلہ بولا واللہ الخ شعر خادم نے کہا واللہ مین چند بار آیا تا یہ راز تجھ پر ظاہر کرون لیکن تو خر گیا کہتا تھا بار بار اور کہنے والون سے زیادہ ذوق کہتا تھا مین واپس پھرا کہ شاید تو واقف ہے اور قضا سے راضی ہے کیونکہ تو عارف ہے صوفی نے کہا کہ سب کہتے تھے شوق سے اسواسطے مین بھی کہتا تھا سنکر ذوق سے مجھکو بدتر کر دیا تقلید نے لعنت اللہ کی ہو اس تقلید پر آگے حقائق فرماتے ہین خاصکر لعنت ہو حیوان بے معنون کی تقلید پر کہ آبرو کھوتے ہین روٹی کے لیے آگے قول صوفی کا ہے فافہم سلہ عکس انکے الخ شعر انکے ذوق کا عکس مجھپر پڑا اس سے ایک ذوق دل پر پیدا ہوا آگے حقائق ہین بس عکس یارون کا اسقدر چاہیے کہ دریائے بے عکسی سے پانی یعنی فیضان انکے عکس سے دلمین پیدا ہو یہ بے ریائی کی نشانی ہے محبت عکس اول کو تو تقلید جان جو کہ پے در پے ہو اسکو تحقیق جان یعنی فیضان صحیح وغلطی کی شناخت بتاتے ہین کہ اگر عکس اول سے ایک بات دل مین پیدا ہو ہنگام سماع کے اور پھر نہ آئے وہ فیضان الٰہی نہین ہے جوش انسانی ہے اہل سماع کو یہ دھوکا ہوتا ہے اور اگر دم بدم پیدا ہو وہ فیضان ہے کیونکہ فیض حق واسطے تسکین عارف کے ایک دوسرے کی نسبت سے آہستہ آہستہ آتا ہے پس تو یاران طریقت سے تا تحقیق جدا نہو تا قطرہ گوہر نہو تو صدف کو مت چھوڑ یعنے جبتک تجھکو نسبت متعدی نہو خدمت مرشد سے علحدہ مت ہو تو چاہیے کہ صاف گوش وچشم وعقل ہو تو پھاڑ دے پردہ طمع کو کیونکہ وہ تقلید صوفی کی طمع سے تھی اور بند کی اسکی عقل کو نور روشن صوفی کو طمع نے گمراہ کیا اور وہ بدبخت رہا اور کام اسکا ابتر ہوا باقی حال آگے ہے فافہم سلہ طمع کھانے الخ شعر کھانے کا ذوق اگ کی طمع مانع ہوگی عقل کو اطلاع ہونے خر سے یعنی وہ صوفی بسبب طمع کھانے ولگانے کے اپنے خر سے غافل ہوا اگر آئینہ مین طمع ظہور کرے تو نفاق آئینہ سے دور ہو یعنے آئینہ بسبب نفاق جیسی صورت ہوتی ہے ویسی بتاتا ہے اگر اسمین طمع ہوتی یہ صفت نفاق کی آئینہ مین نہ رہتی کہ طمع امر واقع نہ بتاتا اگر ترازو طمع مال کی رکھتی تو کبھی راستی ہرگز نہ رکھتی آگے حقائق ہین ہر ایک نبی اپنی قوم سے کہتا تھا کہ مین مزدوری رسالت کی تم سے نہین چاہتا ہون کیونکہ مین ہادی ہون اور حق تمہارا مشتری ہے حق تعالیٰ نے مجھکو دونون جہان دیے ہین مزدوری لینا کا ہلال کا ہے مزدوری دے تاکہ وہ پھل کھائے یعنی حق نے مجھکو اسواسطے مزدوری مین دونون جہان دیے ہین تاکہ رسالت مین کوشش کرون اب میری مزدوری کیا ہے دیدار یار ہے اگرچہ ابوبکر نے دیے چالیس ہزار مزد نہین ہے کیک گوہر کی برابری کر سکتی ہے واضح ہو کہ حضرت ابوبکر صدیق نے حسب الحکم جناب رسول مقبول کے چالیس ہزار درہم کل سامان گھر کا فروخت کرکے نذر حضور کیا اور حضرت عمر نے نصف مال حضرت نے فرمایا کہ مرتبہ مین اتنا فرق ہے پس یہ مال مزدوری رسالت نہین ہے کیونکہ مزدوری کونین کے آگے یہ چالیس ہزار ایسے ہین کہ جیسے گوہر کے آگے پوت ہے غرضکہ نبی اللہ کو مخلوق سے طمع نہ تھی ورنہ وہ رسالت واسطے طمع دنیا کے کرتے بحر العلوم اسی طرح بیان فرمایا

گر طمع در آئینہ برخاستے	در نفاق آن آئینہ چون ماستے	آئینہ مین گر طمع کرتی ظہور	بس نفاق آئینہ سے ہو جاتا دور
گر ترازو را طمع بودی بمال	راست کے گفتی ترازو وصف حال	گر طمع رکھتی ترازو مال کی	راستی ہرگز نہ رکھتی وہ کبھی
ہر نبی میگفت با قوم از صفا	من نخواہم مزد پیغام از شما	ہر نبی کہتا تھا اپنی قوم سے	مزد پیغام اب نہ مجکو چاہیئے
من دلیلم حق شما را مشتری	داد حق دلالیم ہر دو سری	مین ہون ہادی حق تمہارا مشتری	حق نے دلالی مجھے دی ہر دو سری
ہست مزد کار مر دلال را	مزد باید داد تا گوید سزا	مزد لینا کام ہے دلال کا	مزد دے تا وہ کہے اچھا بھلا
چیست مزد کار من دیدار یار	گرچہ خود بوبکر بخشد چل ہزار	مزد میری کیا ہے اب دیدار یار	گرچہ خود بوبکر بخشے چل ہزار
چل ہزار او نباشد مزد من	کے بود شبہ شبہ در عدن	چل ہزار اسکی نہ میری مزد ہے	ہمسری دُر کی ہو کیونکر پوت سے
یک حکایت گویمت بشنو بہوش	تا بدانی کہ طمع شد بند گوش	اک حکایت کہتا ہون اب تم سنو	قید سمجھو گوش کی تا طمع کو
ہر کرا باشد طمع الکن شود	با طمع کے چشم دل روشن شود	جسکو ہووے طمع وہ گونگا ہوا	طمع نے بس دل کو کب روشن کیا
پیش چشم او خیال جاہ و زر	ہمچنان باشد کہ مو اندر بصر	پیش چشم اسکے خیالِ جاہ و زر	جیسے پیدا بال ہو اندر بصر
جز مگر مستی کہ از حق پر بود	گرچہ بدہی گنجہا او حر بود	پر سوا اُس مست کے کہ حق سے پر	گنج گر دیوے اُسے ہووے وہ حُر
ہر کہ از دیدار برخوردار شد	این جہان در چشم او مردار شد	جو کہ برخوردار ہے دیدار سے	اسکی نظرون مین جہان مُردار ہے
لیک آن صوفی ز مستی دور بود	لاجرم از حرص او بے نور بود	لیک وہ صوفی تھا بس مستی سے دور	حرص کی باعث نہین رکھتا تھا نور
صد حکایت بشنود مدہوش حرص	در نیاید نکتہ در گوش حرص	سو حکایت گر سنے مدہوش حرص	ایک نکتہ بھی نہ جانے گوش حرص

قصہ آن مفلس کہ در زندان بود و ز زندانیان آمدہ و در فغان

قصہ اُس مفلس کا کہ قید خانہ مین تھا اور قیدی اُس سے فغان مین

بود شخصے مفلسے بے خانمان	ماند در زندان و بند بے امان	مرد مفلس ایک تھا بے خانمان	قید خانہ مین تھا با قید گران

۱ ایک حکایت الخ ۸ شعر ایک حکایت مین کہتا ہون تم سنو تا کان کو طمع سے بند جانو جسکو طمع ہے وہ گونگا ہوا اس طمع نے کیسا دل کو روشن کیا اسکی آنکھ کے آگے خیال مال و جاہ کا ہو جیسے آنکھ مین ہر بال پیدا ہو لیکن سوا اُس مست کے کہ جو حق سے پر ہے اگر گنج اُسکو دیوے وہ مزد سے یعنی کچھ طمع عارف کو نہ ہووے کیونکہ جو دیدار یار سے سرفراز ہے وہ دنیا کی طمع ہرگز نہین رکھتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ لیک وہ صوفی الخ ۲ شعر لیکن وہ صوفی مستی حق سے دور تھا اور بسبب حرص کے نور باطن نہین رکھتا تھا اگرچہ سو حکایت حرص کی مدہوش سنے ایک نکتہ بھی گوش حرص تک نجائے یعنی وہ صوفی بسبب طمع دنیا کے حرص مین مبتلا تھا اسیطرح جو شخص طمع دنیا سے حرص مین گرفتار ہو اُسے معرفت الٰہی و نور باطن حاصل نہین ہے اور نہ بادۂ عرفان سے اُسکو خبر ہے بس حرص و طمع دنیا واسطے عارف کے رہزن ہے چنانچہ اسکا قصہ مولانا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۳ قصہ سوم خرابی طمع و حرص دنیا مین ۱۷ ۴ مرد مفلس الخ ۱۰ شعر ایک مرد مفلس تھا بے خانمان اور قید خانہ مین مقید تھا با قید گران قیدیون سے کھانا چھین کر کھا جاتا خلق کے دل پر تھا طمع سے مانند کوہ قاف کے کسکو طاقت تھی کہ سوا اُسکے کھانا کھاتا کیونکہ وہ جلدی لقمہ چھینتا تھا جو کہ عوض سے خدا کے وہ رہے وہ گدا ہے اگرچہ بادشاہ ہو یعنی تو قناعت نہین رکھتا ہے اگر بادشاہ ہو گدا ہے آخر اسنے مروت کو پامال کیا وہ قید خانہ اُس قیدی سے تنگ ہوا آگے حقائق مین اگر راحت کی امید پر کوئی بھاگے اُس طرف سے آفت زیادہ آئے بتغییر درندون کے کوئی جگہ نہین ہے مگر حق کی خلوتگاہ مین آرام جہان کے قید خانہ مین ہر جگہ سوائے مشقت اور محنت کے نہین ہے اگر تو موش کے سوراخ مین چھپے گر بلا کے پنجہ سے کب بچے یعنے دنیا ہے قید خانہ کوئی جگہ اسمین سوائے مشقت و محنت کی نہین ہے اگر آرام ہے تو خلوتگاہ حق مین ہے بس دنیا ترک کرکے خلوتگاہ مین جا اگر تو آرام چاہتا ہے آدمی فربہ خیالون سے ہوتا ہے اگر خیال جمیل کا اُسکو ہو اور اگر ناخوشی خیالون سے اُسکو ہو وے آگ سے مثل موم کے گلنے لگے یعنے انسان کا دبلا و موٹا پن خیالون سے ہے اگر خیال خوش سے موٹا ہوتا ہے و خیال ناخوش سے دُبلا اسواسطے دنیا کو خواب و خیال کہتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ -

لقمۂ زندانیان خوردی گزاف
بر دل خلق از طمع چون کوہ قاف

زہرہ نے کس را کہ لقمہ نان خورد
زانکہ آن لقمہ ربا چابک برد

ہر کہ دور از دعوت رحمان بود
او گدا چشم ست گر سلطان بود

مر مروت را نہادہ زیر پا
گشتہ زندان دوزخی ان نان ربا

گر گریزی بر امید راحتے
زان طرف ہم پیشت آید آفتے

ہیچ گنجے بے دد و بے دام نیست
جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

گنج زندان جہان ناگزیر
نیست بے پا مزد و بے دق الحصیر

واللہ از سوراخ موشے در روی
مبتلاے گربہ چنگالے شوی

آدمی را فربہی ہست از خیال
گر خیالاتش بود صاحب جمال

ور خیالاتش نماید ناخوشی
میگدازد ہمچو موم از آتشی

در میان مار و کژدم گر ترا
با خیالات خوشان دارد خدا

مار و کژدم مر ترا مونس بود
کان خیالت کیمیاے مس بود

صبر شیرین از خیال خوش شدست
کان فرح وان تازگی پیش آمدست

آن فرح آید ز ایمان در ضمیر
ضعف ایمان ناامیدی و زحیر

صبر از ایمان بیابد سر کلہ
حیث لا صبر فلا ایمان لہ

گفت پیغمبر خدایش ایمان نداد
ہر کرا نبود صبوری در نہاد

آن یکے در چشم تو باشد چو مار
ہم وے اندر چشم آن دیگر نگار

زانکہ در چشمت خیال کفر اوست
وان خیال مومنے در چشم دوست

کاندرین یک شخص ہر دو فعل ہست
گاہ ماہی باشد او گاہ شست

نیم او مومن بود نیمیش گبر
نیم او حرص آوری نیمیش صبر

قیدیون سے کھانا کھاتا تھا بہت
خلق کے دل پہ تھا جون کوہ طمع سے

کسکو طاقت کھانا کھائے اُس سوا
کسلیے وہ جلد لقمہ چھینتا

جو کہ دعوت سے خدا کے دور ہو
بس گدا ہے گرچہ وہ فغفور ہو

پائمال اُس نے مروت کو کیا
دوزخی اس قیدی سے وہ زندان ہوا

بھاگے گر راحت کی امید پر اگر
اُس طرف سے آفت آئے پیشتر

بے درندون کے نہین ہے کوئی گنج
خلوت حق مین نہین البتہ رنج

قیدخانہ مین جہان کے ہر کہین
جز مشقت اور محنت کے نہین

موش کے سوراخ مین گر تو چھپے
پنجۂ گربہ سے تو کیونکر بچے

آدمی فربہ خیالون سے بنے
گر خیالات جمیل اب ہوا ہے

تا خوشی گر ہو خیالون سے اُسے
آگ سے جون موم وہ گلنے لگے

سانپ بچھو انسیت تجھسے کرے
وہ خیال اک کیمیا تیری بنے

سانپ بچھو کے تجھے گر درمیان
با خیال خوش خدا رکھے یہان

صبر شیرین خیال خوش سے ہو ترا
کہ خوشی وہ آنیوالی ہے سوا

دل مین آئے وہ خوشی ایمان سے
ضعف ایمان ناامیدی سے ہے

صبر ہو ایمان سے با تاج و کلہ
حیث لا صبر فلا ایمان لہ

وہ نہین مومن یہ حضرت نے کہا
جس کسیکو صبر نہین ہے پس نہین اسکا ایمان نہین
نے صبوری جسکے فصل مین ہو ذرا

ایک تیری آنکھ مین ہو مثل مار
دوسرے کی آنکھ مین ہو وہ نگار

کیون خیال کفر تیری آنکھ مین
اور خیال مومن اُسکی آنکھ مین

شخص ایک رکھے یہ دونون فعل کو
گاہ مچھلی اور گہ وہ شست ہو

آدھا مومن آدھا کافر ہووے وہ
آدھا حارص آدھا صابر ہووے وہ

۱؎ سانپ بچھو الخ شعر اگر درمیان سانپ بچھو کے تجھے خدا رکھے ساتھ خیال خوش کے تو سانپ بچھو انسیت تجھسے کرینگے وہ خیال ایک کیمیا تیرے لیے بنے خیال خوش سے صبر شیرین تیرا ہو کہ وہ خوشی سوا آنے والی ہے وہ خوشی دل مین آئے ایمان سے اور ایمان ضعیف ناامیدی سے ہے صبر ہوا ایمان سے بارونق ترجمۂ حدیث جس کسیکو صبر نہین ہے اُسکا ایمان نہین ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ایمان نہین حق نے دیا کہ جسکی جبلت مین صبر نہو وے ذرا باقی حال آگے ہے فافہم ۲؎ شعر ۵ اک تیری الخ شعر ایک شخص تیری آنکھ مین مانند مار کے ہو دوسرے کی آنکھ مین وہ معشوق ہو کیونکہ خیال کفر تیری آنکھ مین ہے اور خیال مومن کا اُسکی آنکھ مین ہے اور ایک شخص مین دونون فعل رکھے گاہ مچھلی اور گاہ شست بنے آدھا مومن و آدھا کافر وہ ہووے آدھا حارص اور آدھا صابر وہ ہووے حق نے فرمایا ھو الذی خلقکم فمنکم کافر و منکم مومن یعنے تمکو کہ بعضے اجزا ہر واحد کے کافر و بعضے اجزا ہر واحد کے مومن ہین آگے مثال فرماتے ہین جیسے آدھا بیل سیاہ رنگ و آدھا سفید رنگ مانند کے ہو جو کوئی اس آدھے کو دیکھے رد کردے جو کوئی اس آدھے کو دیکھے کوشش کرے یعنی کفر و ایمان ہر ایک شخص مین ہے جو ذرا کفر کے دیکھتا ہے برا جانتا ہے جو ذرہ ایمان کے دیکھتا ہے بھلا جانتا ہے پس یہی باعث ہے کہ عارفون کو آدھے لوگ اکثر آدھے بہتر کہتے ہین جسمین غلبہ کفر کا ہے وہ برائی کیساتھ دیکھتے ہین اور جسمین غلبہ روح کا ہے وہ بھلائی کے ساتھ دیکھتے ہین ۱۲

گفت یزدانت فمنکم مؤمن / باز منکم کافر گبر کہن
ہمچو گاوے نیمۂ جلدش سیاہ / نیمۂ دیگر سپید وہمچو ماہ
ہر کہ این نیمہ بہ بیند رد کند / ہر کہ آن نیمہ بہ بیند کد کند
از جمال یوسف[1] اخوان بس نفور / لیک اندر دیدۂ یعقوب نور
از خیال بد نظرشان زشت دید / چشم فرع وچشم اصلی ناپدید
چشم ظاہر سایۂ آن چشم دان / ہر چہ آن بیند بگردد این بدان
سایۂ اصل ست فرع اما کجا / سایہ با خورشید پا دارد بجا
تو مکانے اصل تو در لامکان / این دکان بر بند وبکشا آن دکان
شش جہت مگریز زیرا در جہات / ششدرہ است وششدرہ ماتست مات
این سخن را نیست حد زندانیان / مضطرند از دست آن خر قلتبان

حق نے فرمایا فمنکم مومن / آیا منکم کافرون کا پھر سخن
جیسے آدھا گاؤ ہو رنگ سیاہ / اور سفید آدھا ہو وہ مانند ماہ
جو کہ اُس آدھے کو دیکھے رد کرے / جو کہ اُس آدھے کو دیکھے کد کرے
حُسن[1] سے یوسفؑ کے بھائی تھے نفور / دیدۂ یعقوبؑ میں لیکن وہ نور
زشت وہ دیکھا خیال بد سے یاں / آنکھ فرع نے وہ آنکھ اصلی کہاں
چشم ظاہر سایۂ اُن چشموں کا جان / جو وہ دیکھیں یہ پھرے اُس سے نہان
سایۂ فرع اصل ہے پر کب تلک / سایہ ہے پابند خورشید فلک
تو مکان ہے اصل تیری لامکان / یہ دکان کر بند کھول اُس دکان
شش جہت میں مت جا آ زیر جہات / جان ششدر ششدرہ ہے بات مات
بات یہ بیحد ہے بس انجام کار / ہاتھ سے مفلس کے قیدی بیقرار

شکایت کردن اہل زندان نزد وکیل قاضی از دست آن مفلس

با وکیل قاضی ادراک مند / اہل زندان در شکایت آمدند
کہ سلام ما بقاضی بر کنون / باز گو آزار ما زین مرد دون
کاندرین زندان بماند او مستمر / یاوہ تاز وطبل خوارست ومضر
مرد زندانے نیابد لقمۂ / در بصد حیلت کشاید طعمۂ
در زمان پیش آید آن دوزخ گلو / حجتش این کہ خدا گفتہ کلوا
چون مگس حاضر شود در ہر طعام / از وقاحت بے صلا و بے سلام

شکایت کرنا قیدیوں کا آگے وکیل قاضی کے اُس مفلس کے ہاتھ سے

جب وکیل[2] قاضی آیا اُس جگہ / سب لگے قیدی یہ کہنے بس گلہ
کہنا قاضی سے ہمارا تو سلام / رنج مردک سے ہمیں ہے دے پیام
گر رہے یہ قید خانہ میں سدا / رنج وہ بیہودہ گرد اور ٹھگ نرا
نے کسی قیدی کو کھانا مل سکے / لاکھ حیلے سے اگر کھانا رکھے
بس اُسی دم آئے وہ دوزخ گلو / لائے حجت یہ کہا حق نے کلوا
مثل[3] مکھی کے وہ کھائے ہر طعام / بیحیا ہے بے بلائے بے سلام

[1] حسن سے الخ یہ شعر حسن یوسفؑ سے بھائی نفرت کرتے تھے لیکن دیدۂ یعقوبؑ میں وہ نور تھے زشت رد آنکو دیکھا خیال بد سے چشم فرع نے اور چشم اصلی کہاں ہے چشم ظاہر کو سایہ اُن چشم باطن کا جان جو چشم باطن دیکھے یہ چشم ظاہر اُدھر پھرے سایہ فرع اصل کی ہے لیکن کہاں تک سایہ پابند خورشید فلک رہے یعنی سایہ کی رسائی اپنی اصل تک ہے جیسے سایہ خورشید کا خورشید تک جاتا ہے پس تو صاحب مکان ہے اور اصل تیری لامکان ہے تو اس دکان کو بند کر اور اس دکان کو کھول یعنی چشم ظاہر کو بند کر اور چشم باطن کو کھول اور مشاہدۂ حق ہو شش جہت میں مت پھر اور زیر جہات آ ششدر کو جان کہ ششدر رہ ہے مات کا یعنی سیر تشبیہ کی شش جہت میں مت کر نا پھر زیر جہات کہ تنزیہ ہے اور سیر تنزیہ کی کر کہ یہ ششدر دنیا کا ششدر رہاتی نرد ہے کہ مات ہو جاتا ہے بموجب قول حضرت غوثؒ ع عاشقان گشتند مست از لب تو بد عارفان ماندند گم در روی تو یا بوسے مراد صفات کہ سیر تشبیہ ہے اور رو سے مراد ذات کہ سیر تنزیہ ہے پس سیر تشبیہ عشق میں ہوتی ہے اور سیر تنزیہ معرفت میں ہوتی ہے بات یہ بیحد ہے انجام کار مفلس کے ہاتھ سے ہر قیدی بیقرار ہے آگے اُس قید حارص کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] جب وکیل الخ یہ شعر جب وکیل قاضی کا اُس جگہ آیا سب قیدی اس سے گلہ کرنے لگے کہ تو قاضی سے ہمارا سلام کہنا اور پیام پہنچا کر تکلیف اس مردک سے ہم کو ہے اگر یہ قید خانہ میں ہمیشہ رہے رنج دینے والا بیہودہ پھرنے والا ڈھاک منگا ہے تو کسی قیدی کو کھانا نہ مل سکے لاکھ حیلے سے اگر کھانا رکھے بس اسی دم آئے کہ حق نے کہا ہے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا یعنے کھاؤ پیو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] مثل مکھی کے الخ یہ شعر مانند مکھی کے طعام کھائے ساٹھ آدمی کا کھانا اُسکے آگے کیا چیز ہے اگر منع کریں بہرا بنے اس تین برس کے قحط سے ہم کو بچاؤ سایہ مولانا کا ہمیشہ ہو جیسے کہ مدد کہ زندان سے وظیفہ کھانے کو دو لے قاضی کہ تجھ سے سب مرد وزن خوش ہیں اور ہم کو دے لے فریاد رس باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پیش او بیست و بیست و شصت کس | کر کند خود را اگر گویش بس
زانچنین قحط سه ساله داد داد | ظل مولانا ابد پاینده باد
گو ز زندان نا رود این گاومیش | یا وظیفه کن ز وقفے لقمه ایش
اے ز تو خوش ہم ذکور و ہم اناث | داد کن المستغاث المستغاث
سوے قاضی شد وکیل با نمک | گفت با قاضی شکایت یک بیک
خواند او را قاضی از زندان به پیش | پس تفحص کرد از اعیان خویش
گشت ثابت پیش قاضی آن همه | که نمودند از شکایت آن رمه
گفت قاضی خیز زین زندان برو | سوے خانه مرده ریگ خویش شو
گفت خان و مان من احسان تست | همچو کافر جنتم زندان تست
گر ز زندانم برانی تو برد | خود بمیرم من ز درویشی و کد
همچو ابلیسے که میگفت اے سلام | رب انظرنی الی یوم القیام
کاندرین زندان دنیا من خوشم | تا که دشمن زادگان را می‌کشم
هر که او با قوت ایمانی بود | وز برای زاد ره نانی بود
می‌ستانم گه بمکر و گه به ریو | تا بر آرند از پشیمانی غریو
گه بدرویشی کنم تهدیدشان | گه بزلف و خال بندم دیدشان
قوت ایمانی درین زندان کم است | وانکه هست از قصد این سگ در خم است

ساٹھ کس کا کھانا جاتے ہیں سیج ہے | منع گر اُس کو کرے بہر اب نے
قحط سہ سالہ سے ہم کو داد دو | سایہ مولانا کا دایم ہو جیو
کہدو زندان سے نکالو بھینس کو | یا وظیفہ وقف سے کھانیکو دو
اے کہ تجھسے خوش ہین سب مرد و اناث | دادِ دے المستغاث المستغاث
پاس قاضی کے وکیل اسدم گیا | ماجرا ان کی شکایت کا کہا
اُسکو قاضی نے بلا کر روبرو | پوچھا ان لوگون سے اسکے حال کو
ہوگیا ثابت یہ قاضی کو کہ اب | ہے شکایت واجبی یہ اُنکی سب
بولا قاضی قید خانہ سے نکل | اپنے گھر کی سمت جا مرد دغل
بولا گھر میرا ترا احسان ہے | مجکو جون کافر جنان زندان ہے
مجھکو زندان سے اگر تو ردکھے | خود مرون مین بھیک در در مانگ کے
جیسے شیطان نے کہا تھا ای سلام | رب انظرنی الی یوم القیام
کہ مین قید زندگی مین شاد ہون | تا کہ دشمن زاد کو کشتہ کرون
جس کسیکی بس غذا ایمان ہو | اور زاد راہ کو وہ نان ہو
مکر و حیلہ کرکے مین وہ چھین لون | تا پشیمانی سے چلائین فزون
گہ گدائی سے مین تہدید اک کرون | گاہ زلف و خال پر مائل رکھون
کم ہے اس زندان مین قوت ایمان کا | اور جو ہو ابتر وہ اس سگ سے سوا

۱ پاس قاضی کے الخ شعر اُسدم وکیل پاس قاضی کے گیا اور انکی شکایت کا ماجرا کہا اُسکو قاضی نے روبرو بلاکر داروغون سے اس کا حال پوچھا قاضی کو ثابت ہوا کہ اب شکایت انکی واجبی سب ہے قاضی نے کہا کہ تو قید خانہ سے نکل اپنے گھر کی سمت جا اے مرد بجل قیدی نے کہا کہ میرا گھر تیرا احسان ہے مجھکو مثل کافر کے زندان جنت ہے اگر مجھکو زندان سے تو نکالے مین بھیک در در مانگ کر مرون جیسے شیطان نے کہا تھا رب انظرنی الی یوم القیام اے رب میرے مہلت دے مجھکو قیامت تک کی واضح ہو کہ قاضی نے قیدی سے کہا کہ تو اپنے گھر جا قیدی نے کہا کہ تیرا احسان میرا گھر ہے اور زندان مجھکو جنت ہے مثل کافر کے یعنے زندان دنیا شیطان کے لیے احسان حق سے جنت ہے کہ آرام سے رہتا ہے چنانچہ باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ کہ مین الخ یہ شعر کہ مین خوش ہون اس زندان دنیا مین تاکہ دشمن زاد کو کشتہ کرون جس کسی شخص کی ایمان غذا ہو اور زاد راہ کو وہ نان ہو وہ مین مکر و حیلہ سے چھین لون تاکہ پشیمانی سے بہت چلائین کبھی گدائی سے مین ڈراؤن وکبھی زلف وخال پر مائل رکھون یعنی شیطان اسی زندان دنیا مین اسواسطے خوش ہے کہ آدم اور ان کو بمکر و حیلہ مین الکر گمراہ کرتا ہے چنانچہ حقائق اسکے آگے مولانا فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۳ کم ہے الخ یہ شعر اس زندان دنیا مین کم ہے قوت ایمان کا اور اگر ہے تو اس کتّے سے ابتر ہوا ہے جو نماز و روزہ و عجز سے قوت ذوق کا آئے تو شیطان چرا لیتا ہے پناہ اللہ کی اس کے شیطان سے تحقیق ہلاک کیا ہم کو افسوس غلبہ اُسکے نے جو کوئی سرد کرے اس مین ہے دیو پوشیدہ اندر پوست سگ کے کتا ہے ہزارون مین گھسا ہوا جو کوئی اس مین گیا تو وہ اُس کا ہوا جو صورت نہ پائے تو آئے خیال مین تجھکو وہ خیال سے ڈالے وبال مین تجھ پر خیالون سے بلا آئی ہے جو خیال فاسد آتے ہین جابجا کے یعنے خیال فاسد وہ شیطان جابجا کے تیرے دل پر پیدا کرتا ہے کہ تاکہ تو بلا مین مبتلا ہو آگے ان خیالون کی تفصیل ہے کہ کبھی خیال سیر و کبھی دکان کبھی خیال علم و کبھی خان و مان کا کبھی خیال کسب و سوداگری کا کبھی تجارت و کبھی سرداری کا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ —

از نماز و صوم و صد بیچارگی　　قوت ذوق آید برون یکبارگی
استعیذ اللہ من شیطانہ　　قد ہلکنا آہ من طغیانہ
ہر یکے سردت کرد میدان کو درست　　دیو پنہان گشتہ اندر زیر پوست
یک سگ است و در ہزاران میرود　　ہر کہ در وے رفت او آن میشود
چون نیابد صورت آید در خیال　　تا کشاید آن خیالت در وبال
از خیالات تو سے آید بلا　　چون خیالت فاسد آید جابجا
گہ خیال فرجہ و گاہے دکان　　گہ خیالِ علم گاہے خانمان
گہ خیال مکسب و سوداگری　　گہ خیال تاجری و دادری
گہ خیال نقرہ و فرزند و زن　　گہ خیال بو الفضول و بو الحزن
گہ خیال کالہ و گاہے قماش　　گہ خیال مفرش و گاہے فراش
گہ خیال آسیا و باغ و راغ　　گہ خیال میغ و باغ و لیسیغ دلاغ
گہ خیال آشتی و جنگہا　　گہ خیال نامہا و ننگہا
ہین برون کن از سر این تخییلہا　　ہین بروب از دل چنین بد میلہا
ہان بگو لاحول ہا اندر زمان　　از زبان تنہا نہ بل از عین جان

جو نماز و روزہ و صد عجز سے　　قوت ذوق آئے تو وہ جوری کرے
استعیذ اللہ من شیطانہ　　قد ہلکنا آہ من طغیانہ
پناہ اللہ کی شیطان کی اسکے سے　　تحقیق ہلاک کیا ہم کو افسوس سرکشی اسکے سے
سرد تجھکو جو کرے وہ اسمین ہے　　دیو پوشیدہ ہے اندر پوست کے
ایک کتا ہے ہزارون مین گھسا　　جو گیا اسمین تو وہ اسکا ہوا
جو نہ صورت پائے آئے با خیال　　تجھکو ڈالے وہ خیال اندر وبال
تجھپہ آئے ہے خیالون سے بلا　　جو خیال فاسد آئے جابجا
گہ خیال سیر اور گاہے دکان　　گہ خیال علم و گاہے خانمان
گہ خیال کسب اور سوداگری　　گہ تجارت اور گاہے سروری
گہ خیال نقرہ و اولاد کا　　گہ خیال صرف زر اور داد کا
گہ خیال پارچہ اور تاش کا　　گہ خیال فرش و گہ فراش کا
گہ خیال باغ و گاہے آسیا　　گہ خیال بدلی گہ ہزل کا
گہ خیال صلح اور گہ جنگ کا　　گہ خیال نام اور گہ ننگ کا
ان خیالون کو نکال اب سر سے تو　　اور کدورت جھاڑ دے دل پر سے تو
ہان پڑھو لاحول کو ہر آن سے　　نے زبان سے بلکہ دل از جان سے

تتمۂ قصہ مفلس زندانی با قاضی

گفت قاضی مفلسی را وانما　　گفت اینک اہل زندانت گوا
گفت ایشان متہم باشند چون　　میگریزند از تو مے گریند خون
وز تو میخواہند تا ہم وارہند　　زین غرض باطل گواہی میدہند
جملہ اہل محکمہ گفتند ما　　ہم بر ادبار و بر افلاسش گوا
ہر کرا پرسید قاضی حال او　　گفت مولا دست ازین مفلس بشو

باقی قصہ مفلس قیدی کا ساتھ قاضی کے

بولا قاضی مفلسی اپنی بتا　　بولا سب قیدی ہین یہ تیرے گوا
بولا یہ تو متہم ہین اس لیے　　تجھ سے بھاگے کہتے ہین بدلا ملے
چاہتے ہین تجھ سے تا کہ ہم چھٹین　　اسلیے دیتے گواہی جھوٹ ہین
جملہ اہل محکمہ نے بس کہا　　اسکے ہین افلاس کے ہم بھی گوا
پوچھا قاضی نے یہ جس جس سے حال کو　　بولا اس مفلس کو مولا چھوڑ دو

ل۔ گہ خیال الخ ۸ شعر کبھی خیال روپیہ و اولاد کا کبھی خیال صرف زر اور داد کا کبھی خیال پارچہ اور تاش کا کبھی خیال فرش کا اور کبھی فراش کا کبھی خیال باغ و کبھی آسیا کبھی خیال آبرو کبھی ہوا کا کبھی خیال جنگ و کبھی صلح کا کبھی خیال نام و کبھی ننگ کا پس ان خیالون کو اب نکال تو اپنے سر سے اور کدورت جھاڑ دے دل کے اوپر سے ہان پڑھو لاحول کو ہر دقت زبان سے نہین بلکہ دل و جان سے یعنی اے عارف ان خیالات شیطانی کو دل سے دور کر اور جاروب لاحول سے جھاڑ کر دل کو صاف کر کہ صورت نزول فیضان الٰہی کی ہو چنانچہ حال اس قیدی کا مولانا آگے فرماتے ہین فافہم
ل۔ بولا قاضی الخ ۶ شعر قاضی نے کہا اے قیدی مفلسی کا ثبوت دے بولا کہ یہ سب قیدی میرے گواہ ہین قاضی نے کہا یہ تو متہم ہین اسلیے تجھ سے بھاگے ہین اور بدلا چاہتے ہین اور چاہتے ہین تجھ کہ تاہم چھوٹین اسلیے گواہی جھوٹ دیتے ہین یعنی قیدی خود مدعی ہین اور اہل غرض ہین پس گواہی مدعی و اہل غرض کی فقہ مین درست نہین آخر اہل محکمہ نے قاضی سے کہا کہ ہم اسکے افلاس کے گواہ ہین جس جس سے یہ حال قاضی نے پوچھا کہا کہ اے مولانا اسکو چھوڑ دو قاضی نے کہا اسکو ظاہر پھراؤ شہر مین کہ مفلس معاش ہے باقی حال آگے ہے فافہم

گفت قاضی کش بگردانید فاش ــ گرد شہر این مفلس ست و بد معاش
کو بکو او را منادیہا کنید ــ طبل افلاسش عیان ہر جا زنید
ہیچکس نسیہ بنفروشد بدو ــ قرض تدہد ہیچکس او را تسو
ہر کہ دعوئی آردش اینجا بفن ــ ہیچ زندانش نخواہم کرد من
پیش من افلاس او ثابت شدست ــ نقد و کالا نیستش چیزے بدست
آدمی در حبس دنیا زان بود ــ تا بود کافلاس او ثابت شود
مفلسی دیو را یزدان ما ــ ہم منادی کرد در قرآن ما
کو دغا و مفلس ست و بد سخن ــ ہیچ با او شرکت و سودا مکن
ور کنی او را بہانہ آوری ــ مفلس است و صرفہ از وے کے بری
حاضر آوردند چون فتنہ فروخت ــ اشتر کردی کہ ہیزم میفروخت
کرد بیچارہ بسے فریاد کرد ــ ہم موکل را بدانگے شاد کرد
اشترش بردند از ہنگام چاشت ــ تا شب و افغان او سودے نداشت
بر شتر بنشست آن قحط گران ــ صاحب اشتر پئے اشتر دوان
سو بسو و کو بکو می تاختند ــ تا ہمہ شہرش عیان بشناختند
پیش ہر حمام و ہر بازارگہ ــ کردہ مردم جملہ در شکلش نگہ
دہ منادی گر بلند آوازیان ــ ترک و کرد و رومیان و تازیان
جملگان آوازہا بر داشتہ ــ کین ہمہ تخم جفا ہا کاشتہ

بولا قاضی تم پھراؤ اسکو فاش ــ شہر میں مفلس ہے یہ اور بدمعاش
ہر گلی میں تم منادی جا کرو[1] ــ ڈونڈی اس افلاس کی تم پھیر دو
کوئی بیچے اب نہیں اسکو اُدھار ــ اور نہ دیجے قرض پیسہ زنہار
اُسپہ دعوی گر کوئی آکر کرے ــ قید ہرگز نے کروں گا میں اسے
مجکو افلاس اسکا ثابت ہو چکا ــ ہاتھ میں نے نقد و جنس اسکے ذرا
اسلیے ہے قید دنیا میں بشر ــ تاکہ افلاس اُسکا ہو اثبات تر
مفلسی[2] کو دیو کی اللہ نے ــ کر دی قرآن نے منادی کھولے
کہ وہ بدگو مفلس و بدکار ہے ــ لین دین اُس سے نہیں کوئی کرے
گر کرے اُس سے تو وہ حیلہ کرے ــ وہ ہے مفلس اُس سے کب ہوں فائدے
جب کھلا یہ بھید تو حاضر کیا ــ اونٹ کردی کا جو لکڑی بیچتا
پس بہت فریاد کردی نے کری ــ اور کچھ رشوت بھی اُن لوگوں کو دی
صبح سے تا شام اونٹ اُسکا لیا ــ سود فریاد وں سے نے اُسکے ہوا
اونٹ پر بیٹھا تھا وہ قحط گران ــ اونٹ والا اُسکے پیچھے تھا دوان
شہر میں اُسکو پھرایا کو بکو ــ آگہی تا اُس سے ہو ہر ایک کو
آگے[3] ہر حمام و ہر بازار کے ــ دیکھتا اُسکو ہر اک اُس شکل سے
پہنچتے تھے دس منادی گر وہان ــ ترک و کرد اور رومیان و تازیان
سب نے ملکر کے کہا بس زور سے ــ ظلم کا اک اُس نے بویا بیج ہے

---

[1] ہر گلی میں الخ یعنی شہر کی گلی کوچہ میں منادی کرو اور ڈونڈی اُسکے افلاس کی تم پھیر دو کوئی اُسکو اُدھار نہ بیچے اور نہ پیسہ قرض دیوے اگر کوئی آکر اُس پر دعوی کریگا میں ہرگز قید نہ کروں گا مجکو اسکا افلاس ظاہر ہو چکا ہے نقد و جنس اُسکے ہاتھ میں ذرا نہیں ہے آگے حقائق اسکے ہیں اسلیے انسان دنیا میں قید ہے کہ تا افلاس اُسکا ثابت ہو یعنی یہ انسان بسبب مقیدی دنیا کے اپنے پاس کچھ نہیں رکھتا ہے محض مفلس ہے بروز قیامت ثبوت افلاس سے نجات ہو آگے افلاس دیو کا حال ہے فافہم ۱۲ [2] مفلسی کو الخ شعر شیطان کی مفلسی کی حق تعالٰی نے قرآن میں منادی کر دی ہے کہ وہ بدگو اور مفلس و مکار ہے کوئی لین دین اُس سے نہ کرے اگر کرے تو وہ اس سے حیلہ کرے کیونکہ وہ مفلس ہے اُس سے کب فائدے ہوں جبکہ بھید قیدی کا کھلا تو لوگوں نے حاضر کیا اونٹ کردی کہ وہ لکڑی بیچتا تھا پس کردی بہت رویا اور واویلا کیا اور اُن لوگوں کو رشوت بھی دی صبح سے شام تک اُسکا اونٹ لیا اور اُسکی فریاد نے کچھ فائدہ نہ کیا اونٹ پر وہ قحط گران بیٹھا تھا اور اونٹ والا اُسکے پیچھے پھرتا تھا تمام شہر میں کوچہ بکوچہ اُسکو پھرایا تاکہ آگہی ہر ایک کو اس سے ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] آگے الخ شعر آگے ہر ایک حمام و ہر بازار کے پھرایا کہ ہر ایک اُسکو اُس شکل سے دیکھتا تھا اور دس منادی گر وہاں پہنچتے تھے ترک و کرد اور رومی اور تازی سب نے مل کر زور سے کہا کہ اس نے ظلم کا ایک بیج بویا ہے بیوا اور ریا اور بیوفا اور بھک منگا اور بدتر گدا اور بیحیا ہے یہ مفلس کوئی چیز نہیں رکھتا ہے تاکوئی قرض اسکو کوڑی نہ دے نہ ظاہر و باطن کوڑی نہیں رکھتا ہے یہ مفلس بدی اور دغا بازی کرتا ہے اس سے آپ دوستی ہرگز مت کرو اگر گرہ محکم ہو قینچی لائے اگر کوئی اُس کو محکمہ میں لائے میں کبھی اُس کو قید نہ کروں گا خوش زبان ہے اور بڑا گلو رکھتا ہے اگر کھاتا ہے اور گر وہ بیٹھا از راہ مکر کے جامہ زیب ہوا ہے ولیکن برہنہ ہے کہ تا فریب دے ظاہر اُس کا اچھا معلوم ہوتا ہے ولیکن باطن میں فریب و مکر بھرا ہے گویا یہ منادی ابلیس لعین کی ہے آگے حقائق ریا کاروں کے ہیں فافہم ۱۲

بینوائے بدادائے بے وفا / تان ربائے برگدائے بیحیا
مفلس ست واین ندارد هیچ چیز / قرض تاندهد کسے اورا پشیز
ظاهر و باطن ندارد حبۂ / مفلسے قلبے دغائے دبۂ
هان دهان باد و ریفے کم کنید / چونکه گاز آرد گره محکم زنید
در محکم آرید این مرده را / من نخواهم کرد زندان مرده را
خوش دست و دگلو پیش بس فراخ / با شعار نو دثار شاخ شاخ
گر بپوشد بهر مکر آن جامه را / عاریه است او تا فریبد عامه را
حرف حکمت بر زبان ناحکیم / حلّهاے عاریت دان اے سلیم
گرچه دزدے جامۂ پوشیده است / دست تو چون گیرد آن ببریده دست
چون شبانگه از شتر آمد بزیر / کرد گفتش منزلم دورست و دیر
بر نشستے اشترم را از پگاه / جو رها کردم کم از اخراج کاه
گفت تا اکنون چه میکردیم پس / هوش تو کو نیست اندر خانه کس
چرخ افلاسم شنید اے پر طمع / تو نه نشنیدی بگوش بے لمع
گوش تو پر بوده است از طمع خام / پس طمع کر میکند کور اے غلام
تا کلوخ و سنگ نشنید این بیان / مفلس ست و مفلس ست این قلتبان
تا بشب گفتند و در صاحب شتر / بر نزد کو از طمع پر بود پر
هست بر سمع و بصر مهر خدا / در حجب بس صورت است و بس صدا
انچه او خواهد رساند این بچشم / از جمال و از کمال و از کرشم

بے نوا اور بیدادا اور بیوفا / بھیکما بد تر گدا اور بیحیا
یہ نہین رکھتا ہے مفلس کوئی چیز / قرض تا کوئی نہ دے اُسکو پشیز
ظاہر و باطن نہین کوڑی لے رکھے / یہ ہے مفلس بد دغا بازی کرے
ہرگز اُس سے دوستی اب مت کرو / قینچی لائے جو گرہ محکم رکھو
اُسکو لاے محکمہ مین گر کوئی / مین کرونگا قید نے اُسکو کبھی
خوش زبان ہے اور فراخ اُسکا گلا / انگرکھا ثابت ہے اور کرتا پھٹا
مکر کی خاطر ہوا ہے جامہ زیب / ہے برہنہ تا وہ دے سب کو فریب
[1] نے حکیم اور حرف حکمت کے کہے / عاریت پہنا لباس اگ اُسنے ہی
چور گرچہ جامہ پہنے ہے نیا / ہاتھ تیرا کیسے پکڑے ہے کٹا
اونٹ سے اُترا وہ جبکہ رات کو / کر دیو لا گھر ہے دور اے دوست تو
اونٹ پر بیٹھا ہے تو اب صبح سے / مین نے چھوڑے جو ولیکن گھانس دے
[2] بولا کیا کرتے تھے ہم اب تک بھلا / ہوش اندر گھر کے نے کس ہے ترا
مفلسی کا آسمان تک غل گیا / پر نہین یہ واقعہ تو نے سُنا
کان تیرے پُر ہین طمع خام سے / اندھا اور بہرا طمع تجھکو کرے
سنگ و مٹی تک نے یہ حال اب سنا / کہ یہ مفلس ہے یہ مفلس ہے سدا
اونٹ والے سے کہا یہ رات بھر / کب سُنے وہ طمع سے پر تھا مگر
[3] بس ہے کان اور آنکھ پر مُہر خدا / کیونکہ پردہ مین ہے صورت و صدا
جو کہ وہ چاہے دکھا دیوے بچشم / ہم جمال اور ہم کمال اور ہم کرشم

[1] نے حکیم الخ یہ شعر حکیم نہین ہے اور باتین حکمت کی کرتا ہے گویا لباس عاریت اُس نے پہنا ہے اگرچہ چور جامہ پہنے ہوے ہے تیرا ہاتھ کیسے پکڑے کہ ہاتھ کٹا ہوا ہے یعنے پیران ریاکار توحید کی باتین کرتے ہین اور خود بے معنی ہین اور دست باطن نہین رکھتے ہین کہ دستگیری کرین جبکہ وہ قیدی اونٹ سے رات کو اُترا کردے کہا کہ دیر ہو گئی ہے اور میرا گھر دور ہے تو اونٹ پر بیٹھا ہے صبح سے مین نے جو چھوڑے و لیکن تو گھانس تو دے آگے جواب اس قیدی کا ہے فافہم ۱۲

[2] بولا ابتک الخ یہ شعر قیدی نے کہا کہ اب تک ہم کیا کرتے تھے ہوش تیرا خانہ وجود مین نہین ہے آسمان تک مفلسی کا غل گیا پر تو نے یہ واقعہ نہین سنا طمع خام سے کان تیرے پُر ہین اور طمع تجھ کو اندھا و بہرا کرتی ہے یہ حال سنگ و مٹی تک نے سنا کہ مفلس ہے یہ مفلس ہے ہمیشہ اونٹ والے سے یہ رات بھر کہا کب وہ سنتا ہے کہ طمع سے پُر تھا یعنے قیدی نے کہا اونٹ والے سے کہ مین مفلس ہون اور تمام روز تو نے میری مفلسی کا شور و غل سنا مگر طمع خام سے تیرے کان بند ہین کہ تو مجھ سے گھانس کی طمع رکھتا ہے چنانچہ حقائق اسکے آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

[3] بس ہے الخ یہ شعر بس مہر خدا کان و آنکھ پر ہے کیونکہ پردہ مین ہے صورت و صدا یعنے آنکھ صورت تجلیات و کان صداے حق کو بہ سبب مہر خدا کے دیکھ سکتے ہین نہ سن سکتے ہین جب کہ خدا چاہے دکھا دے چشم کو ہم جمال و ہم کمال و ہم کرشمہ جب کہ خدا چاہے سنا دے گوش کو ہم سماع و ہم بشارت و ہم خروش اگرچہ تم اس سے غافل رہے وقت حاجت کے حق اُسے ظاہر کردے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ —

وانچه او خواهد رساند او بگوش — از سماع و از بشارت وز خروش
گرچه تو هستی کنون غافل ازان — وقت حاجت او کند او را عیان
گفت پیغمبر که یزدان مجید — از پی هر درد درمان آفرید
گرچه درمان گوئی و جوئی بجان — کای خدا درمان کار من رسان
لیک زان درمان نه بینی رنگ و بو — بهر درد خویش بی فرمان او
کون پر چاره است و هیچش چاره نی — تا که نگشاید خدایت روزنی
چشم را ای چاره جو در لامکان — هین بنه چون چشم کشته سوی جان
این جهان زانجهت پیدا شده است — که زبیجائی جهان را جا شده است
باز گرد از هست سوی نیستی — گر تو جان از طالب مولاستی
جای دخل است این عدم از وی مرم — جای خرج است این وجود بیش و کم
کارگاه صنع حق چون نیستی است — جز معطل در جهان هست کیست

جو کہ وہ چاہے سنا دیوے بگوش — ہم سماع و ہم بشارت ہم خروش
تو اگرچہ اُس سے بس غافل رہے — وقت حاجت حق اُسے ظاہر کرے
بولے پیغمبر کہ حق نے اے اخی — پیدا ہر اک درد کی دارو کری
گرچہ درمان تم ڈھونڈھو اور جانسے کہو — اے خدا تو بھیجدے درمان مجھے
لیکن اُس درمان سے نے نفع ملے — درد اپنے کو بے اُسکے حکم کے
چار عالم مین ہے نے چارہ تجھے — تا خدا روزن نہین کھولے ترے
آنکھ سوے لامکان رکھ چارہ جو — چشم کشتہ دیکھے جیسے جان کو
بے جہت سے یہ جہان پیدا ہوا — کہ جہان بیجاے سے ہر جا ہوا
نیستی کی سمت تو پھر ہست سے — گر تو جان سے طالب مولا کا ہے
بھاگ مت تو ہے عدم آنے کی جا — اور تیرا جسم ہے جانے کی جا
صنع حق کی کارگہ ہے نیستی — ہست عالم مین ہین بیکار اب بھی

در مناجات

مناجات مین

ای خدای پاک بی انباز و یار — دستگیر و جرم ما را در گزار
یاد ده ما را سخنهای رقیق — که ترحم آورد آن ای رفیق
گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن — مصلحی تو ای تو سلطان سخن

اے خدا تو بے شریک و یار ہے — کر کرم اور جرم میرا بخشدے
باتین رقت کی سکھاوے تو مجھے — تاکہ رحم آوے تجھے اس بات سے
گر خطا ہو مجھ سے اصلاح اُسمین دے — تو ہے مصلح اور سخن کا شاہ ہے

۵ بولے پیغمبر الخ، شعر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے ہر درد کی دارو پیدا کی ہے اگرچہ درمان ڈھونڈھے اور از راہ جان کے کہے کہ اے خدا تو درمان مجھکو بھیجدے ولیکن اس درمان سے اپنے درد کو نفع نہ پہونچے بغیر حکم اسکے تمام عالم سے تجھکو چارہ نہین جب تک خدا روزن تیرے نہ کھولے یعنے جبتک خدا تیری آنکھ مین روزن نہ کھولے اور فراق کی تجھ کو نہ ملے چنانچہ آگے ملاحظہ سیر تنزیہ کا کسب فرماتے ہین اپنے چارہ جو آنکھ طرف لامکان کے رکھ جیسے جان کو چشم کشتہ کی دیکھتی ہے یعنی تو اپنی چشم کو کھلا رکھ اور نظر ڈال تنزیہ مین جیسے ہنگام مرگ کے آنکھ مردے کی کھلی رہتی ہے بسبب تکنے کے سوے جان کہ جب تن سے نکلتی ہے بموجب حدیث شریف کے اذا خرج الروح تبعه بصره یعنے جسوقت کہ روح نکلتی ہے بصر متوجہ ہوتی ہے طرف روح کے بحر العلوم بجہت سے یہ جہان پیدا ہوا کہ جہان بیجائی سے برجا ہوا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۲، ۲ نیستی کی الخ، شعر تو نیستی کی سمت پھر ہست سے اگر تو جان سے طالب مولا کا ہے تو مت بھاگ کہ عدم آنے کی جا ہے اور تیرا جسم جانے کی جا ہے کیونکہ صنعت حق کی گاہ نیستی ہے عالم ہست مین بیکار سب ہین یعنی خدا کی صنعت کے کام کی جگہ عدم ہے اور اس عالم دنیا مین سب بیکار ہین پس تو اس عالم سے عدم کی جانب پھر اگر کام کرنا چاہتا ہے یعنی ملاحظہ تنزیہ مین آنکھین کھول کے کہ تیری نظر کو اُس عالم مین رسائی ہو واضح ہو کہ اہل دید مقام عشق مین سیر تشبیہ کی کرتے ہین کہ تا مشاہدہ تجلیات ہو اور مقام معرفت مین سیر تنزیہ کی آنکھین کھولکر کرتے ہین اور اسکو ملاحظہ کہتے ہین کہ تا معائنہ ذات سے محویت پیدا ہو اور امور ات کھلین پس مولانا اس ملاحظہ کی بیان تعلیم فرماتے ہین چنانچہ اس حال کی مناجات آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲، ۳ اے خدا الخ، شعر اے خدا تو بے شریک ہے اور تو ہی مددگار ہے تو میری مدد کر گناہ میرے بخشدے باتین رقت کی مجھے سکھا دے تاکہ رحم تجھ کو آوے اُس بات سے تجھی سے دعا اور تجھی سے اجابت ہے تجھ ہی سے اور تجھ ہی سے ہیبت ہے اگر مجھ سے خطا ہو تو اسمین اصلاح دے تو مصلح ہے اور سخن کا بادشاہ ہے تو کیمیا گر ہے اسکو بدل دے اگرچہ جب خون ہے تو اُسے آب دو نیل کرے ایسی بھی کاری تیرا کام ہے اور ایسی کیمیا اسرار تیرا ہے تو نے بانی اور مٹی ملایا اور اُس سے جسم آدم کو پیدا کیا اسکو نسبت بچا اور جوکی وجفت کی ذکر غم و شادی کی دی بعض نکو آزاد اس کیا اور اُس غم و شادی سے جدا کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

کیمیا داری کہ تبدیلش کنی — گرچہ جوے خون بود نیلش کنی
اینچنین میناگریہا کار تست — اینچنین اکسیرہا ز اسرار تست
آب را و خاک را برہم زدی — ز آب و گل نقش تن آدم زدی
ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو — ایمنی از تو مہابت ہم ز تو
نسبتش دادی بجفت و خال و عم — با ہزار اندیشہ و شادی و غم
باز بعضے را رہائی دادۂ — زین غم و شادی جدائی دادۂ
بردۂ از خویش و پیوند و سرشت — کردۂ در چشم او ہر خوب زشت
ہرچہ محسوس است او رد میکند — وانچہ ناپیدا است مسند میکند
عشق او پیدا و معشوقش نہان — یار بیرون فتنہ او در جہان
این رہا کن عشقہاے صورتے — عشق ہر صورت نہ بر روے ستے
انچہ معشوقست صورت نیست آن — خواہ عشق اینجہان خواہ آنجہان
انچہ بر صورت تو عاشق گشتۂ — چون برون شد جان چرایش ہشتۂ
صورتش برجاست این سیری چیست — عاشقا وا جو کہ معشوق تو کیست
انچہ محسوس است اگر معشوقہ است — عاشقستی ہر کہ او را حس ہست
چون وفا آن عشق افزون میکند — کے وفا صورت دگرگون میکند
پرتو خورشید بر دیوار تافت — تابش عاریتے دیوار یافت
بر کلوخے دل چہ بندی اے سلیم — واطلب اصلی کہ تابد او مقیم
اے کہ تو ہم عاشقی بر اصل خویش — خویش را صورت پرستان میندیش

کیمیا گر ہے بدل دے اس کو تو — نیل کر دے گرچہ ہووے خون کی جو
ایسی میناکاری تیرا کار ہے — ایسی اکسیرین ترا اسرار ہے
تو نے پانی اور مٹی کو ملا — پیدا اس سے جسم آدم کو کیا
ہم دعا و ہم اجابت تجھسے ہے — ایمنی تجھ سے و ہیبت تجھسے ہے
اسکو نسبت بس چچا ماموں کی دی — اور غم و شادی کی فکر اور جفت کی
بعض کو آزاد بس اس سے کیا — اور کیا شادی و غم سے بھی جدا
[۱] خویش و بیگانہ سے دور اسکو کیا — آنکھ میں نیک اس کو بدتر کر دیا
جو کہ ہے محسوس اسے کرتا ہے دور — جو ہے ناپید اسے رکھے حضور
عشق ظاہر ہے نہان معشوق ہے — یار باہر اور جہان پر فتنے سے
عشق صورت کو تو اے دل چھوڑ دے — عشق صورت پہ نہ اور عورت کے بھی
جو ہے معشوق اسکی صورت نے عیان — خواہ یان کا عشق ہو یا ہو وہان
[۲] جو کہ صورت پہ تو اب عاشق ہوا — جان نکلی اسکو کیوں ہے پھینکتا
شکل وہ قائم ہے نے خواہش تجھے — عاشقا کہ کون اب معشوق ہے
گر ہے اب محسوس معشوقہ ترا — کیوں نہ ہر اک اہل حس عاشق ہوا
جو وفا کو کرتا افزون عشق ہے — کب وفا صورت کو دیگر گون کرے
چمکے پرتو شمس کا دیوار سے — عاریت پائی چمک دیوار نے
کسلیے ڈھیلے پہ باندھے دل کو تو — اس چمک کی کر طلب تو اصل کو
اے کہ تو عاشق ہے اپنی اصل پہ — جانتا صورت پرست اپنے کو ہے

[۱] خویش الخ شعر خویش و بیگانہ سے اسکو دور کیا اور اسکی آنکھ میں نیک کو بدتر کر دیا جو کہ محسوس ہے اسکو دور کرتا ہے جو کہ ناپید اہے اسکو حضور کرتا ہے یعنی حق چشم عارف میں صورت تعینات کو محو کرتا ہے اور اشکال تجلیات کو مشاہدہ کرتا ہے عشق اسکا ظاہر اور معشوق پوشیدہ ہے یار باہر ہے اور فتنہ اسکا یہان ہے یعنے عشق اس ذات کا ظاہر ہے اور معشوق ذات و تعینات میں پوشیدہ ہے یا راس جہان سے باہر ہے اور اسکا فتنہ جہان میں موجود ہے اے عاشق عشق صورت کو تو چھوڑ دے کیونکہ عشق صورت پر نہیں ہے خواہ یہان کا ہو یا وہان کا عشق یعنی یہ عشق تیرا اے عاشق صورت پر نہیں ہے اور حسن معشوق پر کہ یہ عشق ہے وہ پوشیدہ ہے خواہ عشق مجازی ہو یا حقیقی اس مین صورت کو معشوق نہ جان آگے اسکی دلیل ہے فافہم ۱۲ [۲] جو کہ صورت پہ الخ شعر جو کہ اب تو صورت پر عاشق ہوا ہے جان نکلی ہے کیون اس صورت کو پھینکتا ہے وہ صورت تو قائم ہے تجھ کو خواہش نہیں ہے اے عاشق تو بتا کہ کون تیرا معشوق ہے یعنے اصل میں روح معشوق ہے اور عاشق مجازی اس صورت کو معشوق جانتا ہے اگر اب محسوس تیرا معشوق ہے تو ہر ایک اہل حس کیون نہیں عاشق ہوتا ہے جو کہ عشق وفا کو زیادہ کرتا ہے تو کب صورت دیگر گون کرے یعنے قائم رہنے دے آگے اس کی مثال فرماتے ہین جیسے پرتو خورشید کا دیوار پر چمکے پس دیوار نے وہ چمک عاریت پائی ہے تو کسلیے ڈھیلے پر دل کو باندھتا ہے اس چمک کی اصل تو طلب کر یعنے اس جسم کی چمک کی اصل کو ذات حق سے طلب کر اور اس ذرہ چمک پر قانع نہ ہو اے شخص کہ تو عاشق ہے اپنی اصل پر اور خود کو صورت پرست جانتا ہے عقل پر تو وہ تیرے حس پر ہے عاریت جانو کہ یہ لمع حس پر ہے یعنے تیرے حس پر عقل کا جو عکس پڑتا ہے اس سبب سے تو صورت پر مبتلا ہو رہا ہے پس اسکو تو عاریتی جان جیسے دیوار پر تو خورشید سے چمکتی دکھائی دیتی ہے اور ڈھیلے کی بر خدید دمعلوم ہوتی ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

پرتو عقل ست آن بر حس تو	عاریت میدان ذہب بر مس تو	عقل کا پرتو وہ تیری حس پہ ہے	عاریت جانو ملمع مس پہ ہے
چون زر اندودست خوبی در بشر	ورنہ چون شد شاہد تو پیر خر	جون[1] ملمع ہے یہ خوبی بشر	ورنہ وہ معشوق ہی اک پیر خر
چون فرشتہ بود ہمچون دیو شد	کان ملاحت اندرو عاریہ بد	تھا فرشتہ دیو کی صورت ہوا	وہ ملاحت عاریت تھی اک ذرا
اندک اندک می ستانند آن جمال	اندک اندک خشک میگردد نہال	تھوڑا تھوڑا اس سے لیتا ہی جمال	تھوڑا تھوڑا خشک ہوتا ہی نہال
رو نعمرہ ننکسہ بخوان	دل طلب کن دل منہ بر استخوان	جا نعمرہ ننکسہ پڑھو (زیادہ عمر مین کبڑا ہوا ۱۲)	دل طلب کر دل نہ ہڈی پہ رکھو
کان جمال دل جمال باقی است	دولبش از آب حیوان ساقی است	ہے جمال دل جمال باقی اب	آب حیوان کا ہے ساقی اسکا لب
خود ہم او آبست و ہم ساقی و مست	ہر سہ یک شد چون طلسم تو شکست	خود ہے ساقی خود ہی مست او خود ہی آب	تینوں اک ہوں جون طلسم تن ہو خراب
آن یکے را تو ندانی از قیاس	بندگی کن ژاژ کم خا ناشناس	عقل سے کب جانے تو اس ایک کو	بندگی کر اور نہ ہو بیہودہ گو
معنی تو صورت است و عاریت	بر مناسب شادی و بر قافیت	تیرا معنی[2] صورت اک ہی عاریت	نسبت اک شادی کی ہی اور قافیت
آن بود معنی کہ بستاند ترا	بی نیاز از نقش گرداند ترا	وہ ہی معنی خودی سے تجکو لے	بے نیاز اس شکل سے تجکو کرے
نبود آن معنی کہ کور و کر کند	مر ترا بر نقش عاشق تر کند	نے وہ معنی بہرا اور اندھا کرے	خاص تم کو شکل پر عاشق بنا رکھے
کور را قسمت خیال غم فزاست	بہرۂ چشم این خیالات فناست	حصہ اندھوں کا خیال غم فزا	حصہ آنکھوں کا خیالات فنا
حرف قرآن را ضریران معدن اند	خر نہ بینند و بپالان بر زنند	حرف قرآن کے خزانے کور ہین	خر نہ دیکھیں اور پالان پر رہین
چون تو بینائی پئے خر رو کہ جست	چند پالان دوزی اے پالان پرست	گر ہی بینا ڈھونڈھ خر کو یار مست	کب تلک پالان سیے پالان پرست

ل۱ جون ملمع الخ، شعر یہ حسن و خوبی بشر کے مانند ملمع کے ہے ورنہ وہ معشوق ایک بوڑھا گدھا ہے فرشتہ تھا دیو کی صورت ہوا وہ ملاحت عاریت تھی تھوڑا تھوڑا حق وہ جمال اس سے لیتا ہے جیسے تھوڑا تھوڑا درخت خشک ہوتا ہے جا تو پڑھ نعمرہ ننکسہ کو یعنی زیادہ عمر مین کبڑا ہوتا ہے اور دل طلب کر ہڈی پر دل نہ رکھ یعنے جب کہ حق نے فرمایا کہ جسم آخر عمر مین بدصورت ہو جاتا ہے پس تو دل کو طلب کر کہ یہ سب خوبی حسن و جمال اُس کا ہے اور صورت جسم کو چھوڑ دے کیونکہ جمال دل کا جمال باقی ہے اور لب اُس کا آب حیوان کا ساقی ہے وہ خود ہی ساقی و خود ہی مست و خود ہی آب ہے تینوں پر ایک ہو جائین جو طلسم تن کا ابتر ہو جاوے اُس ایک کو تو عقل سے کب جانے بندگی کر و بیہودہ گو نہ ہو یعنے طاعت کر کے حال پیدا کرو از راہ معرفت کے چشم باطن سے دیکھ کہ یہ حقیقت تجھ پر منکشف ہو اور بیہودہ گوئی قال مین نہ کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ع۲ تیرا معنی الخ، شعر تیرا معنے ایک صورت عاریت ہے بہ نسبت شادی و تعلقات کے معنے وہ ہے کہ خودی سے تجھ کو لے لے اور اس صورت سے تجھکو بے نیاز کر دے نہ ایسا معنے کہ اندھا و بہرا کر دے اور خاص کر صورت کا عشق تیرا در حقیقت معنے پر ہے اور تو جس کو معنے جانتا ہے وہ معنے نہین ہے بلکہ وہ عین صورت ہے بہ نسبت تعلقات کے کیونکہ تو حسن صورت کو مشاہدۂ حق جانتا ہے اور وہ حسن موروثی اعضا کا ہی کہ چشم سر سے تجھ کو دکھائی دیتا ہے مشاہدہ حق نہین ہے اور اگر حقیقت مین مشاہدہ حق ہے تو صورت جمیلہ و زشت دونون مین برابر ہونا چاہیے پس معنی وہ ہے کہ تیری خودی کو دور کرے تجھ کو صورت سے بے نیاز کر دے اور وہ معنی نہین ہے کہ تجھ کو صورت پر عاشق کر دیے بحر العلوم کیونکہ اندھوں کا حصہ خیال غم فزا ہے اور حصہ بینا کا خیال فنا ہے یعنی جس خیال سے کہ حزن و ملال پیدا ہو وہ حصہ ان اندھوں کا ہے کہ ظاہر مصنوع کو دیکھتے ہین اور صنع صانع سے بیخبر ہین اور جن خیالات سے کہ قیامت پیدا ہو وہ حصہ اہل دید کا ہے کہ یار ہین ہر دم فنا ہوتے ہین صنعت صانع کو دیکھ کر آگے مثال اسکی ہی اندھے حرف قرآن کے خزانہ ہین جیسے خر کو نہ دیکھین اور پالان پر رہین اگر تو بینا ہے خر کو ڈھونڈھ کب تک اے پالان پرست پالان سیے گا یعنے عاشق صورت کا مثل اندھے کے حافظ قرآن ہی رہے گا مگر معنے سے کچھ خبر نہین یا خر کو نہین دیکھتے اور پالان کی آراستگی کرتے ہین یعنے مثل خر ہے اور چشم مانند پالان کے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲۔

خر چو ہست آید یقین پالان ترا — کم نباشد نان چو باشد جان ترا
خر چو باشد کم نیاید اے عمو — خود بہ پشتش رو نہد پالان او
پشت خر دکان و مال و مکسب است — جان تو سرمایہ صد قالب است
خر برہنہ بر نشین اے بوالفضول — خر برہنہ نہ کہ راکب شد رسول
النبی قد رکب معروریا — والنبی قیل سافر ماشیا
بلکہ آن شہ ہم پیادہ رفتہ است — بار این و آن بسے پذرفتہ است
شد خر نفس تو بر میخش ببند — چند بگریزد ز کار و بار چند
بار صبر و شکر او بردنی است — خواہ در صد سال خواہی سی و بیست
ہیچ وازر وزر غیرے بر نداشت — ہیچکس ندرود تا چیزے نکاشت
طمع خام است آن مخور خام اے پسر — خام خوردن علت آرد اے بشر
کان فلانے یافت گنجے ناگہان — من ہمان خواہم چرا جویم دکان
کار بخت است آن و آن ہم نادر است — کسب باید کرد تا تن قادر است
کسب کردن گنج را مانع کے است — پا مکش از کار آن خود در پے است
تا نگردی تو گرفتار اگر — کہ اگر این کردمے یا آن دگر
کز اگر گفتن رسول باوفاق — منع کرد و گفت ہست آن از نفاق
کان منافق در اگر گفتن بمرد — وز اگر گفتن بجز حسرت نبرد

خر اگر ہے کر یقین پالان ملے — کم نہ ہو روٹی جو تیری جان رہے
خر جو ہووے پاے تو سب مدعا — پالان اسکی پشت پر خود آئیگا
پشت خر دکان و کسب و مال ہے — جان تیری سو تن کی سرمایہ رکھے
خر برہنہ پر تو بیٹھ اے بوالفضول — اور برہنہ خر پے بیٹھے ہیں رسول
النبی قد رکب معروریا — والنبی قیل سافر ماشیا
(ضرور کہ نبی سوار ہوے ننگی پیٹھ پر) — (کہا گیا کہ تحقیق نبی نے سفر کیا پیادہ پا)
بلکہ اکثر پیادہ پا وہ شہ چلے — بوجھ اوروں کا اٹھایا آپنے
نفس خر ہے باندھ اسکو میخ سے — کب تلک یہ کام سے بھاگا پھرے
بار صبر و شکر لے جانا پڑے — سو برس یا تیس میں اور بیس میں
کوئی وازر وزر غیر کا نہ لے — جب تلک بوئے نہ کاٹے کھیت سے
طمع ہے خام اور نہ کھا تو خام کو — خام کھانے سے بشر بیمار ہو
کہ فلان نے گنج پایا ناگہان — میں بھی ڈھونڈوں پھر کروں کیوں دکان
کام قسمت کا ہے اور شاذ ہے — کسب کر جبتک کہ قدرت ہے تجھے
کسب کرنا گنج کا مانع ہے کب — پاؤں مت کھینچ اس سے وہ در پے ہے اب
تو گرفتار اگر ہرگز نہ ہو — کہ اگر کرتا یہ میں یا اور وہ
کہ اگر کہنے کو حضرت نے کیا — منع اور اسکو نفاق از بس کہا
گر کے کہنے میں منافق مر گیا — بس سوا حسرت نہ گرہ لے گیا

۱؎ خر اگر الخ، شعر اگر خر ہے تو یقین کر کہ پالان ملیگا اور اگر جان تیری ہے تو روٹی کم نہ ہوگی اگر خر ہووے سب مدعا تجھکو حاصل ہو اور خر اور پالان اسکے پشت پر آئے خر کسب و مال کی دکان ہے اور تیری سو جسم کی سرمایہ رکھتی ہے یعنی اگر جان تیری سلامت ہے تو ایسے قالب ملجائینگے تو خر برہنہ پر سوار ہو اے بوالفضول کیا نہیں برہنہ خر پر سوار ہوے ہیں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ ضرور کہ نبی سوار ہوے ننگی پیٹھ پر اور کہا گیا کہ نبی نے پیادہ پا سفر کیا بلکہ اکثر وہ شاہ پیادہ پا ہو چلے اور دوسروں کا بوجھ اٹھایا آپ نے یعنی تو عشق میں صورت کا پابند نہ ہو معنی کا ہو دیکھ کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام و زیبائش صورت تن کی نہیں چاہی آگے بیان نفس خر ہے ۲؎ نفس خر الخ، شعر تیرا نفس خر ہی اسکو میخ سے باندھ کام سے کبتک یہ بھاگا پھرے گا صبر و شکر کا بوجھ لیجانا پڑے گا سو برس میں خواہ تیس یا بیس میں ترجمہ آیہ کوئی بوجھ اٹھانے والا بوجھ غیر کا نہ لیگا اور جبتک نہ بوئیگا کھیتی نہ کاٹے گا یعنی جو تو کرے گا وہ پائے گا اور تیرا بوجھ اور کوئی دوسرا نہ اٹھائے گا بس تو طمع سے کیوں بیکار رہتا ہے اپنا کام کر بس طمع خام ہے تو خام کو نہ کھا خام کے کھانے سے انسان بیمار ہوتا ہے آگے اسکی مثال ہے جیسے فلانے نے ناگہان گنج پایا میں بھی ڈھونڈھوں اور دکانداری کیوں کروں یہ کام قسمت کا ہے اور نادر ہے تو کسب کر جب تک کہ تجھ میں قدرت ہے کسب کرنا کب گنج کا مانع ہے تو پاؤں مت کھینچ وہ تیرے در پے ہے یعنی تو اس طمع سے کہ حق نے بلا سبب معنے اور دنکو دیا ہے کسب و دیانت نہ کر یہ امر تقدیر سے ہے کسب کرنا مانع عنایت بے سبب کا نہیں ہے تو کوشش کر کہ وہ یار خود تجھ سے ملنا چاہتا ہے تو شک و شبہ میں مت پڑ کہ شک اس راہ سلوک میں حجاب اکبر ہے اور یقین کو کھوتا ہے چنانچہ اس شک کا حال آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ ۳؎ تو گرفتار الخ، شعر تو ہرگز اگر میں گرفتار نہ ہو کہ اگر یہ میں کرتا یا وہ کرتا اور اگر کہنے کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور نفاق کہا ہے جو اگر کے کہنے میں موافق ہو گیا بس سوا حسرت کے اگر سے نہ لیگیا ایسے بہت سے اگر و مگر میں مر گئے اور جان عافیت سے ثمر نہ لے گئے اگر نقصان اگر سے نہیں پایا ہے یہ بات تو سن لے کہ شاید تو پائے یعنی تو کوشش کرنے میں اگر مگر مت کر اور جو مرشد نے بتایا ہے اسپر قائم ہو جا کہ یہ شک بموجب حدیث کے نفاق ہے اور اگر تجھکو اس اگر سے نقصان نہیں ہے تو قصہ مسافر کا سن لے کہ تا برائی اگر کی تجھکو معلوم ہو چنانچہ وہ قصہ مسافر کا آگے مثال میں ہے فافہم ۱۲

ای بسا کس مردہ در بوک و مگر ‖ از جمال عافیت ناخوردہ بر
درنیابی تو نقصان اگر ‖ این سخن بشنو کہ دریابی مگر

ای بہت سے گر مگر مین مر گئے ‖ نے جمال عافیت سے پھل ملے
گر نہین پاتا ہے نقصان اگر ‖ یہ سخن سن لے کہ تو پالے مگر

تمثیل بر حقیقت سخن و اطلاع بر کشف آن

یک غریبی خانہ می جست از شتاب ‖ دوستی بردش سوی خانہ خراب
گفت او این را اگر سقفی بدی ‖ پہلوی من مر ترا مسکن شدی
ہم عیال تو بیاسودی اگر ‖ در میانہ داشتی حجرہ دگر
گر رسیدی میہمان روزی ترا ‖ ہم بیاسودی اگر بودیت جا
کاشکی معمور بودی این سرا ‖ خانۂ تو بودی این معمور را
گفت آری پہلوی یاران خوش است ‖ لیک ای جان در اگر نتوان نشست
این ہمہ عالم طلبگار خوش اند ‖ وز خوش تزویر اندر آتش اند
طالب زر گشتہ جملہ پیر و خام ‖ لیک قلب را ز زر نداند چشم عام
پرتوی بر قلب زد خالص ببین ‖ بی محک زر را مکن از ظن گزین
گر محک داری گزین کن ور نہ رو ‖ نزد دانا خویشتن را کن گرو
این محک یابد میان جان خویش ‖ ور نداری رہ مرو تنہا بپیش
بانگ غولان ہست بانگ آشنا ‖ آشنائی کو کشد سوی فنا
بانگ میدارد کہ ہان ای کاروان ‖ سوی من آئید نک نام و نشان

مثال حقیقت سخن کی اور مطلع کردینا کشف حقیقت سے اسکی

اک[1] مسافر آیا بس گھر ڈھونڈھتا ‖ دوست اسکو اک کھنڈر مین لیگیا
بولا وہ چھت ہوتی اس گھر کی اگر ‖ پاس میرے تیری ہوجاتی گزر
ہوتی راحت تیرے بچون کو مگر ‖ کوٹھری یان دوسری ہوتی اگر
گر ترے پاس آتا کوئی میہمان ‖ پاتا راحت گر جگہ ہوتی یہان
کاشکے آباد ہوتا یہ مکان ‖ تیرا گھر ہوتا یہ میرا خانمان
بولا سچ ہمسایہ خوش ہے یار کا ‖ پر اگر مین بیٹھنا کب ہے روا
بس خوشی کی سب جہان خواہش مین ہے ‖ اور خوشی مکر سے آتش مین ہے
طالب[2] زر ہوگئے سب پیر و خام ‖ پر نہ کھوٹے کو کھرے سے جانین عام
ڈالو پرتو قلب پر دیکھو کھرا ‖ بے کسوٹی زر تو ہے شک سے بھرا
گر کسوٹی ہے تو لو ورنہ چلو ‖ پاس دانا کے مقید جاکے ہو
یہ کسوٹی اپنی جان مین چاہیے ‖ ورنہ تنہا راہ پر مت جائیے
بانگ غولون کی ہے بانگ آشنا ‖ آشنا وہ ہے کہ جو دیوے فنا
بانگ[3] دیتا ہے کہ ہان ای کاروان ‖ میری جانب آئیے نام و نشان

سلہ اک مسافر الخ یہ شعر ایک مسافر گھر ڈھونڈھتا آیا ایک دوست اسکو ایک کھنڈر مین لیگیا اور کہا کہ اگر چھت اس گھر کی ہوتی میرے پاس تیری گزر ہوجاتی اگر تیرے بچون کو راحت ہوتی اگر یہان دوسری کوٹھری ہوتی اگر تیرے پاس کوئی مہمان آتا راحت پاتا اگر جگہ یہان ہوتی کاشکے یہ مکان آباد ہوتا یہ میرا خانمان یہ گھر ہوتا مسافر نے کہا یار کا ہمسایہ ہونا اچھا ہے ولیکن اگر مین بیٹھنا روا نہین ہے آگے حقائق اسکے ہین کہ سب جہان خوشی کی خواہش مین ہے مکر کی خواہش سے آتش مین ہے یعنی سب اہل جہان خواہش حصول خوشی کی رکھتے ہین اور خوشی بے معنی سے آتش مین ہین چنانچہ آگے اس خواہش کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ طالب زر الخ ۵ شعر سب پیر و خام طالب زر ہوگئے ولیکن کھوٹے کھرے کو نہیں جانتے ہین عوام یعنے اہل معنی کے سب طالب ہین مگر اچھے و برے کو نہین جانتے ہین اُس کا پرتو قلب پر اپنے ڈالو اور کھرا دیکھو اور بغیر کسوٹی کے زر نہ لو شک کا بھرا اگر کسوٹی ہے تو لو ورنہ جاؤ پاس دانا کے مقید ہو یعنی مرشد اختیار کرو اور اُس کے حکم کے پابند رہو یہ کسوٹی اپنی جان مین چاہیے ورنہ یہ راہ تنہا نہ جائے یعنے بغیر حصول آگہی باطنی کے راہ سلوک تنہا نہ چلنا چاہیے کیونکہ آواز غولون کی ہم آواز آشنا کے ہے اور آشنا وہ ہے کہ جو جیانت دیوے یعنے خطرات شیطانی و نفسانی ہم وضع خطرات رحمانی کے ہین اور زمانی وہ ہین کہ جس سے جلنیہ پیدا ہو چنانچہ آگے خطرات شیطانی و نفسانی کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ بانگ دیتا ہے الخ ۲ شعر وہ غول آواز دیتا ہے کہ ہان اے کاروان سلوک میری طرف آؤ یہ ہمارا نام و نشان ہے نام لے کر وہ غول کہوے کہ اے فلانے تاکہ خواجہ کو زبان گمراہ کرے جبکہ وہان پہونچے تو گرگ و شیر کو دیکھے عمر ضائع و راہ دور و دیر جو وہ آواز غول کی کیا ہے آخر تو کہہ یعنی مال و جاہ و آبرو چاہتا ہون یعنی وہ خطرات نفسانی و شیطانی یہ ہون کہ مال و جاہ و آبرو دنیا کی چاہیے پس راہ سلوک مین عارف کو چاہیے کہ خطرات خواہشات دنیوی کو اپنے باطن مین نہ آنے دے کہ یہ خطرے نفسانی و شیطانی ہین بعضون نے خطرات خلاف شرع کو شیطانی خطرات موافق شرع کہ خواہشات دنیوی سے ہون نفسانی کہا ہے لیکن سالک کو دونون قسم مین ان خطرات رحمانی کو استقامت قلبیہ سے پہچاننے اور اسپر عمل کرے باقی

نام هرکه میبرد غول ای فلان — تاکند آن خواجه را از آفلان
نام لیکر غول کہوے اے فلان — تاکرے گمراہ خواجہ کو وہ ملان

چون رسد آنجا به بیند گرگ و شیر — عمر ضائع راه دور و روز دیر
پہونچے وان دیکھے وہ گرگ و شیر کو — عمر ضائع راہ دور اور دیر ہو

چه بود آن بانگ غول آخر بگو — مال خواهم جاه خواهم آبرو
بانگ غول اب کیا ہے آخر کہہ تو — چاہتا ہون مال و جاہ و آبرو

از درون خویش این آوازها — منع کن تا کشف گردد رازها
اندرون[۱] سے اپنے اس آواز کو — روک تو تا کشف تجھ پر راز ہو

ذکر حق کن بانگ غولان را بسوز — چشم چون نرگس این کرگس بدوز
ذکر حق کر بانگ غولون کو جلا — آنکھ نرگس سی تو کرگس سے چھپا

صبح صادق را ز کاذب واشناس — رنگ مے را باز دان از رنگ کاس
صبح صادق سے تو کاذب جان لے — رنگ مے پہچان رنگ جام سے

تا بود کز دیدگان هفت رنگ — دیده پیدا کند صبر و درنگ
دیدگان ہفت رنگی سے ہوتا — ایک دیدہ پیدا با صبر و وفا

رنگها بینی بجز این رنگها — گوهران بینی بجاے سنگها
رنگ[۲] دیکھے تو سوا اس رنگ کے — اور گہر دیکھے بجاے سنگ کے

گوهر چه بلکه دریاے شوی — آفتاب چرخ پیماے شوی
ہے گہر کیا بلکہ دریا ہووے تو — آفتاب چرخ پیما ہوئے تو

کارکن در کارگه باشد نهان — تو برو در کارگه بینش عیان
کاریگر ہے کارخانہ مین نہان — دیکھ اُسے تو کارخانہ مین عیان

کار چون بر کارکن پرده تنید — خارج آن کار نتوانیش دید
کاریگر کو کام نے اخفا کیا — اُسکو خارج کام سے کب پا سکا

کارگه چون جاے باش عاقلست — آنکه بیرون هست از وے غافلست
کارخانہ جاے کاریگری ہے — اُس سے باہر ڈھونڈھے وہ غفلت رکھے

پس در آ در کارگه یعنی عدم — تا به بینی صنع و صانع را بهم
کارخانہ کیا عدم ہے اُسمین آ — صنع و صانع تا کہ دیکھے بر ملا

کارگه چون جاے روشن دیدگیست — پس برون کارگه پوشیدگیست
کارخانہ ہے جگہ بس دیدگی — اُس سے جو باہر ہے وہ پوشیدگی

رو بهستی داشت فرعون عنود — لاجرم از کارگاهش کور بود
اپنی ہستی[۳] دیکھی جو فرعون نے — کارخانہ سے ہے اندھا اسلیے

لاجرم میخواست تبدیل قدر — تا قضا را باز گرداند ز در
تھا وہ یون خواہان تبدیل قدر — تا قضا کا مین نہونے دون گزر

---

۱ اندرون سے الخ یہ شعر اس آواز غول کو اپنے اندرون سے روک تا راز تجھ پر کشف ہو ذکر حق کر اور آواز غول کو جلا اور آنکھ اپنی اس کرگس نفس مردار خوار سے چھپا یعنے خطرات نفسانی کو ذکر حق کر کے دل سے دور کر بس بعضے ذکر زبانی و بعضے ذکر قلبی و بعضے ذکر روحی سے دفع خطرات کرتے ہین الاسب مین ذکر روحی بہتر ہے اگر حاصل ہو پس تو صبح کاذب سے صبح صادق کو جان لے رنگ مے رنگ جام سے پہچان لے یعنی نور نفس سے کہ وہ صند ہلا ہے نور دل کہ روشن ہے جان لے اور رنگ دل کا کہ سرخ ہے رنگ جسم سے پہچان لے دیدگان ہفت رنگ سے تا ایک دیدہ پیدا ہو با صبر و وفا یعنے بسبب ذکر کے چشم ہفت رنگ سے کہ عبارت ہے ہفت پردہ خانہ چشم سے دوسری چشم دل پیدا ہو کہ صبر و وفادار رکھے راہ سلوک مین کام دے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ رنگ دیکھے الخ یہ شعر تو رنگ دیکھے اس رنگ کے سوا اور گوہر دیکھے بجاے سنگ کے گوہر کیا ہے بلکہ تو دریا ہووے اور آفتاب چرخ کا ناپنے والا ہووے آگے شناخت تجلی افعال کے بتلاتے ہین کہ کاریگر کارخانہ مین پوشیدہ ہے تو اس کو کارخانہ مین ظاہر دیکھ کاریگر کو اُسکے کام نے پوشیدہ کیا ہے تو اس کو کام سے علیحدہ کب پا سکے کیونکہ کارخانہ جگہ کاریگری ہے اس سے جو باہر ڈھونڈھے غافل ہے یعنی ضائع کرے خود کو اس افعال دنیوی مین ظاہر کیا ہے جبکہ چشم باطن تجھکو حق سے پیدا ہو تو صانع کا ان افعال مین تجھکو مشاہدہ ہوا اُسکو تجلی افعال کہتے ہین وہ کارخانہ کیا ہے عدم ہے تو اسمین آ تا کہ صنعت و صانع کو تو ظاہر دیکھے پس کارخانہ جگہ دید کی ہے اور جو اس سے باہر ہے وہ پوشیدگی ہے یعنی مشاہدہ حق کا عدم مین ہوتا ہے جب تک نظر عدم مین نہ جائیگی مشاہدہ حق کا نہ ہوگا آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۳ اپنی ہستی الخ یہ شعر جو فرعون نے اپنی ہستی دیکھی اس لیے کارخانہ سے اندھا تھا اور اسلیے تبدیل قدر چاہتا تھا کہ تا قضا کو نہین آنے دون اور قضا اس مکار کی مونچھون پر زیر لب ہنستی تھی سیکڑون بچون کو بے گناہ مارا تا کہ تقدیر الٰہی پھر جائے اور نہ پیدا ہووے موسیٰ نبی ظلم اپنی گردن پر صد ہا کیے سب کچھ اُس نے کیا و لیکن موسیٰ پیدا ہوے اور اُس پر قہر کرنے کو آمادہ ہوے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ـــ

خود قضا بر سبلت آن حیله مند — زیر لب میکرد هر دم ریشخند
صد هزاران طفل کشت بیگناه — تا بگردد حکم و تقدیر اله
تا که موسیٰ نبی ناید برون — کرد بر گردن هزاران ظلم و خون
آن همه خون کرد موسیٰ زاده شد — واز برای قهر او آماده شد
گر بدیدی کارگاهِ لایزال — دست و پایش خشک گشتی ز احتیال
اندرون خانه اش موسیٰ معاف — وز برون میکشت طفلان از گزاف
همچو صاحب نفس کو تن پرورد — بر دگر کس ظن و حقدے می برد
کاین عدو و آن حسود و دشمن است — خود حسود و دشمن او آن تن است
او چو موسیٰ و تنش فرعون او — او به بیرون می دود کو عدو
نفس اندر خانهٔ تن نازنین — بر دگر کس دست میخاید بکین

اور قضا مونچھونپہ اُس مکار کی — زیر لب ہنستی تھی اے سرو سہی
سیکڑون بچون کو مارا بے گناہ — تا کہ پھر جائے وہ تقدیر آلہ
اور نہ پیدا ہوئے تا موسیٰ نبی — ظلم گردن پے لئے صد ہا اخی
سب کیا خون موسیٰ پہ پیدا ہوا — قہر کو اُسکے وہ آمادہ ہوا
دیکھتا[1] گر کار دبار حق کو وہ — خشک پاتا مکر سے پا دست کو
گھر کے اندر اُسکے تو موسیٰ بچے — اور باہر لڑکے وہ کشتہ کرے
تن کو پالے مثل صاحب نفس کے — اور گمان غیرونکا کینہ پہ رکھے
کہ یہ دشمن ہے مرا اور وہ حسود — ہے حسود و دشمن اُسکا خود وجود
وہ مثال موسیٰ تن فرعون ہے — وہ پھرے باہر کہ دشمن کون ہے
خانۂ تن مین ہے نفس نازنین — ہاتھ چابے غیر پہ از روئے کین

ملامت کردن مردمان شخصے را که مادر را به تهمت بکشت

ملامت کرنا لوگونکا ایک شخص کو کہ مان کو از رہ تہمت ہلاک کیا

آن یکے از خشم مادر را بکشت — هم بزخم خنجر و هم زخم مشت
آن یکے گفتش که از بدگوهری — یاد ناوردے تو حق مادری
هین تو مادر را چرا کشتی بگو — او چه کرد آخر بتو اے زشت خو
هیچکس کشت است مادر اے عنود — می نگوئی کو چه کرد آخر چه بود
گفت کارے کرد کان عار ویست — کشتمش کان خاک ستّار ویست
متهم شد با یکے زان کشتمش — غرق خون در خاک گو آغشتمش
گفت آنکس را بکش اے محتشم — گفت پس هر روز خلقے را کشم

مان کو آغصے مین مارا ایک نے — زخم خنجر اور ضرب مشت سے
ایک نے اُس سے کہا اے بدگہر — حق مادر کو تو اپنے یاد کر
مان کو مارا کس لیے اب یہ کہو — اُسنے تیرا کیا کیا اے زشت خو
مان کو مارا ہے کسی نے تو بتا — تو نہیں کہتا کہ اُسنے کیا کیا
بولا بے شرمی کا کام اُسنے کیا — مارا اُسکو خاک ہے پردہ ہوا
متہم وہ ایک کے ہمرہ ہوئی — غرق خون در گور وہ ماری گئی
بولا[2] مار اُس شخص کو اے نیکخو — بولا پس ہر روز مارون خلق کو

[1] دیکھتا اگر الخ شعر اگر کارخانہ حق فرعون دیکھتا مکر سے دست و پا خشک پاتا اُسکے گھر کے اندر موسیٰ بچے اور وہ باہر لڑکون کو کشتہ کرے آگے حقائق فرماتے ہین مثل صاحب نفس کے بدن کو پالے اور غیرون پر گمان کینہ کا رکھے کہ یہ دشمن ہے میرا اور وہ حسود ہے اور خود وجود اسکا دشمن و حسود ہے وہ مثل موسیٰ کے اور بدن مثل فرعون کے ہے اور وہ باہر پھرتا ہے کہ دشمن کون ہے نفس نازنین خانۂ تن مین ہے اور وہ ہاتھ غیرون پر چابتا ہے از راہ کینہ کے یعنی نفس مثل فرعون کے بدن کو پالتا ہے اور غیرون کو اپنا دشمن جانتا ہے اور حالانکہ بدن اسکا آخر کار دشمن ہے کہ ہلاک تنہ موسیٰ کے کرے گا پس وہ نفس فرعون تیرے بدن مین ہے اور تو کینہ سے غیرون پر ہاتھ چابتا ہے پس تو نفس کو ہلاک کر کہ غیرون کی بلا سے بچے چنانچہ اسکا حال ہونا آگے قصہ مثالی مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] مان کو الخ شعر ایک شخص نے غصہ مین آکر اپنی مان کو مار زخم خنجر و ضرب مشت سے ایک نے اس سے کہا کہ اے بدگوہر تو اپنی مان کے حق کو یاد کرتا نے اپنی مان کو مارا کسلیے یہ کہ اُس نے تیرا کیا کیا تو بتا کہ مان کو کسی نے مارا ہے تو نہین کہتا کہ اس نے کیا کیا ہے بولا کہ اُسنے بے شرمی کا کام کیا ہے اُسکو مارا کہ خاک سے پردہ ہوا وہ متہم ایک کے ہمراہ ہوئی غرق خون در گور رہے یو کہ وہ ماری گئی آگے اسکا جواب ہے فافہم ۱۲ [3] بولا مار الخ شعر کہا کہ اُس شخص کو مار اے نیکخو بولا کہ ہر روز خلق کو مارون مین نے اُسکو مارا اور خون خلق سے چھٹا اُسکا ذبح ہونا بہتر ہے ذبح خلق سے آگے اسکے حقائق ہین وہ در بدکردار تیرا نفس ہے اُسکا فساد عالم مین پوشیدہ ہے تو اسکو مار کہ اسکے لیے قصد عزیزون کا تو ہر دم کرتا ہے اُسکے خاطر و تیا تجھپر تنگ ہے اسکی خاطر خالق و خلق سے جنگ ہے نفس کو مار چھوٹا عذر سے یہان کوئی دشمن باقی ہے یعنی نفس کہ اصلی دشمن ہے اسکو

کشتم او را رستم از خونہاے خلق | نای او بُرّم بہ است از نای خلق
نفس تست آن اژدر بد خاصیت | کہ فساد اوست در ہر ناحیت
پس بکش او را کہ بہر آن دنی | ہر دمے قصد عزیزے میکنی
از وے این دنیاے خوش بر تست تنگ | از پے او با حق و با خلق جنگ
نفس کشتی باز رستی ز اعتذار | کس ترا دشمن نماند در دیار
گر شکال آرد کسے بر گفت ما | از براے انبیا و اولیا
کانبیا را نے کہ نفس کشتہ بود | پس چرا شان دشمنان بود و حسود
گوش نہ تو اے طلبگار صواب | بشنو این اشکال و شبہت را جواب
دشمن خود بودہ اند آن منکران | زخم بر خود می زدند ایشان چنان
دشمن آن باشد کہ قصد جان کند | دشمن آن نبود کہ خود جان میکند
نیست خفاشک عدوے آفتاب | او عدوے خویش آمد در حجاب
تابش خورشید او را می کشد | رنج او خورشید ہرگز کے کشد
دشمن آن باشد کزو آید عذاب | مانع آید لعل را از آفتاب
مانع خویش اند جملہ کافران | از شعاع جوہر پیغمبران
کے حجاب چشم آن فرد ند خلق | چشم خود را کور و کژ کردند خلق
چون غلام ہندوی کو کین کشد | از ستیزہ خواجہ خود را می کشد
سرنگون می افتد از بام سرا | تا زیانے کردہ باشد خواجہ را
گر شود بیمار دشمن با طبیب | ور کند کودک عداوت با ادیب
در حقیقت رہزن جان خودند | راہ عقل و جان خود را خود زدند
گازرے گر خشم گیرد ز آفتاب | ماہی گر خشم میگیرد ز آب

مارا اُسکو چھوٹا خون سے خلق کے | ذبح بہتر اُسکا ذبح خلق سے
نفس تیرا ہے وہ بدکردار مان | کہ فساد اسکا ہی عالم مین نہان
مار تو اُسکو کہ اُسکے واسطے | قصد ہر دم تو عزیزون کا کرے
اُسکی خاطر تجھپہ دنیا تنگ ہے | اُسکی خاطر خلق و حق سے جنگ ہے
نفس کو مارا و چھوٹا عذر سے | کوئی دشمن نے یہان باقی رہے
گر شکی کہے پے کوئی شک کرے | انبیا و اولیا کے واسطے
انبیا کا نفس بیشک کشتہ تھا | انکا دشمن کس لیے پیدا ہوا
کان رکھ تو اے طلبگار صواب | سن لے اس شک کا تو مجھسے اب جواب
وہ ہوے منکر ہین دشمن اپنے سب | خود کو زخمی آپ کرتے ہین عجب
وہی دشمن جو کہ قصد جان کرے | وہ نہین دشمن کہ اپنی جان دے
کب ہے چمگادڑ عدوے آفتاب | وہ عدو اپنی ہوئی اندر حجاب
روشنی خورشید کی مارے اُسے | رنج خورشید اُسکا نے ہرگز رکھے
وہ ہے دشمن جس سے تکلیف ہو | مانع جو خورشید سے ہو لعل کو
حملہ کافر اپنے خود مانع ہوے | انبیا کے پرتو انوار سے
خلق کب پردہ ہے انکی آنکھ پے | اپنی آنکھ اندھی کری مخلوق نے
جون غلام ہندوا کینہ سے جو | جنگ خواجہ سے ڈمارے آپکو
سرنگون ڈالے ہے خود کو بام سے | تاکہ خواجہ کو حرج ہو کام سے
گر معالج کا مریض اک ہو عدو | گر عدو لڑکا رکھے اُستاد کو
خود حقیقت مین ہین دشمن جان کے | عقل و جان اپنی کے خود رہزن ہوے
دھوبی گر غصہ ہوا خورشید پے | اور مچھلی غصہ ہووے آب سے

ف۱ اگر مرے الخ ۵ شعر اگر کوئی میرے کہنے پر شک کرے انبیا و اولیا کے واسطے کہ بیشک انبیا کا نفس کشتہ تھا اُنکا کسلیے دشمن پیدا ہوا یعنے مولانا فرماتے ہین اگر کوئی اعتراض کرے کوئی نفس مر گیا کوئی دشمن باقی نرہا تو انبیا کا نفس کیا تھا آگے اسکا جواب ہے تو کان رکھ اے طلبگار صواب اور مجھ سے اس شک کا جواب سن لے کہ وہ منکر سب اپنے دشمن ہوے اور خود آپ کو زخمی کرتے ہین دشمن وہ ہے کہ قصد جان کا کرے اور وہ دشمن نہین ہے کہ اپنی جان دے کہ آگے مثال ہے چمگادڑ کب دشمن آفتاب کی ہے وہ حجاب سے اپنی آپ دشمن ہوئی ہے اُسے مارے روشنی خورشید کی اور خورشید رنج اُسکا نہ ہرگز رکھے دشمن وہ ہے کہ جس سے تکلیف ہو لعل کے جو مانع خورشید سے ہو یعنی کفار اپنے دشمن آپ ہوے بسبب بغض کے اور خود کو آپ ہلاک کیا انبیا ہم تو اُنکو ہدایت کرتے اور اُنکی بہتری چاہتے تھے نہ برائی پس کفار دشمن خدا کے تھے نہ انبیا کے باقی اسکا حال آگے ہے فافہم
ف۲ حملہ کافر الخ ۸ شعر حملہ کفار خود اپنے مانع ہوے پرتو انوار انبیا سے خلق کب انبیا کی آنکھ پر پردہ ہے مخلوق نے اپنی آنکھ اندھی کی ہے آگے اسکی مثال ہے جیسے غلام ہندو از راہ کینہ کے بسبب لڑنے خواجہ کے آپکو مارے خود کو سرنگون ڈالے بام سے تاکہ خواجہ کو کام سے حرج ہو اگر بیمار دشمن طبیب کا ہو وا گر لڑکا دشمن اُستاد کا ہو وہ حقیقت مین خود دشمن اپنی جان کے ہین اور عقل و جان اپنی کے خود رہزن بنے ہین اگر دھوبی خورشید پر غصہ ہووے اور مچھلی آب سے غصہ ہووے تو دیکھو یہ نقصان کسکو ہوا اور کون آخر اُس سے بدقسمت ہا یعنی اسیطرح وہ سب کفار انبیا سے خود ہی غصہ ہوے خود اپنے کو ہلاک کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تونکو بنگر گرا دارد زیان ؎ عاقبت که بود سیاه اختر ازان
گر ترا حق آفریده زشت رو تو مشو هم زشت و هم زشت خو
ور بود کفشت مرو در سنگلاخ ور دو شاخستت مشو تو چار شاخ
تو حسودی کز فلان من کمترم می فزاید کمتری در اخترم
خود حسد نقصان و عیب دیگرست بلکه از جمله کمیها بدتر است
آن بلیس از ننگ و عار کمتری خویشتن افگند در صد ابتری
از حسد میخواست تا بالا بود خود چه بالا بلکه خون پالا بود
آن ابوجهل از محمدؐ ننگ داشت وز حسد خود را ببالا می فراشت
بوالحکم نامش بُد و بوجهل شد ای بسا اهل از حسد نااهل شد
من ندیدم در جهان جستجو هیچ اهلیت به از خوی نکو
انبیا را واسطه زان کرد حق تا پدید آید حسدها در قلق
درگزر از فضل و از جستی و فن کار خدمت دارد و خلق حسن
زانکه کس را از خدا عاری نبود حاسد حق هیچ دیاری نبود
آن کسے کش مثل خود پنداشتی زان سبب با او حسد برداشتی

دیکھ بس تو کسکو یہ نقصان ہوا کون آخر اس سے بد قسمت رہا
حق نے گر تجھکو کیا ہی زشت رو تو نہ ہم زشت رو و ہم زشت خو
جوتیاں گر ہین نہ جا پتھر کی راہ سینگ دو ہین چار سینگ اب تو نہ جا
تو ہے حاسد کہ فلان سے ہون مین کم ہے بڑھاتی یہ کمی قسمت کی غم
خود حسد نقصان و عیب اک اور ہے بلکہ بدتر سب کمی سے جان لے
بس کمی کے ننگ سے شیطان نے خود کو سو آفت مین ڈالا آپ سے
خود حسد سے چاہتا تھا برتری برتری کیا بلکہ خود آفت گری
بوجہل رکھتا محمدؐ سے تھا ننگ اور حسد سے برتری پر تھا وہ تنگ
بوالحکم ہو کر کے بوجہل اک بنے بس حسد سے اہل نا اہل اب ہوے
نے جہان مین دیکھی وقت جستجو کوئی اہلیت بجز خلق نکو
انبیا کو واسطہ حق نے کیا اسلیے تاکہ حسد ہو برملا
چھوڑ دے فضل و ہنر گر عقل ہے کام خدمت سے ہے اور اخلاق سے
ننگ حق سے نے کسیکو اسلیے کہ حسد حق سے نہین کوئی رکھے
جسنے جانا انکو مانند آپکے وہ حسد رکھتا تھا انسے اس لیے

۱ حق نے الخ یہ شعر اگر حق نے زشت رو پیدا کیا ہے تو زشت رو و زشت خو نہو یعنی تو زشت روئی کیساتھ زشت خوئی کر بلکہ نیکخو ہو کہ وہ زشت روئی تیری اس خوبی مین چھپ جاوے اگر جوتیاں ہین تو پتھرونکی راہ مین نہ جا اگر دو سینگ ہین تو چار سینگ نہ چاہ تو حاسد ہے کہ مین فلان سے کم ہون یہ غم قسمت کی بڑھاتی ہے غم کو خود حسد اور ایک نقصان و عیب ہے بلکہ سب سے بدتر ہے یعنی حسد کل اخلاق ذمیمہ کی جڑ ہے کہ سب بد اخلاق اس سے پیدا ہوتے ہین کیونکہ بسبب کمی کے مرتبہ جب حسد پیدا ہوا ضرور کینہ اس سے رکھیگا پھر غرور کریگا ریاکاری کے ساتھ پیش آویگا دہ بغض رکھیگا پھر ازراہ برائی کے غیبت اسکی کریگا یہی ساتون اخلاق ذمیمہ ایک حسد سے پیدا ہوتے ہین عارف کو چاہیے کہ اس ام الخبائث سے خود کو بچاوے چنانچہ اس حسد کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ بس کمی الخ یہ شعر بس کمی کی شرم سے شیطان نے خود کو سو آفت مین ڈالا کہ حسد سے خود چاہتا تھا برتری کیا بلکہ خود آفت گری اسکی مثال ہے جیسے بوجہل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ننگ رکھتا تھا بوالحکم ہوکر بوجہل ہوا بہت حسد سے اہل نا اہل ہوے مین نے جہان مین دیکھی وقت تلاش کے کوئی اہلیت بجز خلق نیک حق نے انبیا کو واسطہ کیا اسواسطے تاکہ حسد ظاہر ہو اگر عقل ہے فضل و ہنر کو چھوڑ دے کیونکہ کام خدمت اخلاق سے ہے اسلیے حق سے کسیکو ننگ نہین ہے کہ حسد سے حسد کوئی نہین رکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۳ جسنے جانا الخ یہ شعر جسنے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مانند جانا اسواسطے کہ وہ انسے حسد رکھتا تھا جبکہ پیغمبری نبی کی ثابت ہوگئی تو پھر کسیکو حسد کب آپ سے اسیطرح ایک ولی کی ہر وقت قائم رہتا ہے کہ تا قیامت امتحان حسد کا سدا رہے جسکی نیکخو ہے وہ مغفور رہے اور جو کوئی سست ثل ہے وہ مقہور رہے اس ولی کے ساتھ وہ ولی ایک امام حی سے قائم ہے آل عمرؓ سے ہو یا والد علیؓ سے ہو طالب وہی مہدی ہادی ہے وہی باطن مین ہے وہی ظاہر مین ہے واضح ہو کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل امت کو تین درجہ فرمائے ہین اصحاب و تابعین و تبع تابعین علماے ظاہر کہتے ہین کہ وہ تینون درجہ کے لوگ گزر گئے اور صوفیہ کرام کہتے ہین کہ وہ تینون درجہ کے لوگ تا قیامت رہین گے کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس نے مجھکو خواب مین دیکھا وہ برابر اسکے ہے جس نے مجھکو حیات مین دیکھا جو کہ اولیاء کرام حضور کو بچشم باطن و یا خواب مین دیکھتے ہین وہ اصحاب مین داخل ہین مانند اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے چونکہ ولی اللہ ہر وقت مین قیامت تک موجود ہین ان کو ہر ایک شخص امت کا دیکھتا ہے وہ تابعین ہوا اور جس نے اس کو دیکھا وہ تبع تابعین اس صورت مین کل امت کے لوگ تا قیامت اصحاب و تابعین ہوے اور جو کوئی اولیاء سے کہ ہر وقت مین بجاے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے یہان موجود ہے منکر ہوا وہ مثل منافقان عرب کے مقہور ہوا چنانچہ مولانا غوث و قطب و ابدال وغیرہ اولیا کے مدارج کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ -

چون مقرر شد بزرگی رسول	پس حسد ناید کسے را از قبول	جب بزرگی نبی ثابت ہوئی	پس حسد کب ہو کسی کو اے اخی
پس بہر دورے ولی قائم است	تا قیامت آزمایش دائم است	اک ولی ہر وقت مین قائم رہے	تا قیامت امتحان دائم رہے
ہر کرا خوئے نکو باشد برست	ہر کسے کو شیشہ دل باشد شکست	جسکی خوئے نیک ہے مغفور ہے	جو کوئی ہے سست دل مقہور ہے
پس امام حی قائم آن ولی است	خواہ از نسل عمرؓ خواہ از علیؓ است	پس امام حی ہے وہ قائم ولی	آل عمرؓ کی ہو کہ اولاد علیؓ
مہدی و ہادی وے است اے راہ جو	ہم نہان و ہم نشستہ پیش رو	مہدی و ہادی وہی ہے طالبا	وہی باطن مین وہی ہے ظاہرا
او چو نور است و خرد جبریل او	آن ولی کم از و قندیل او	وہ ہی نور اور عقل جبریل اُسکی ہے	جو ولی کم اس سے قندیل اسکی ہے
وانکہ زین قندیل کم مشکوٰۃ ماست	نور را در مرتبہ ترتیبہا ست	جو کہ کم قندیل سے مشکوٰۃ ہے	مرتبہ مین نور رہے ترتیب سے
زانکہ ہفصد پردہ دارد نور حق	پردہ ہائے نور دان چندین طبق	سات سو پردے رکھے جو نور حق	جانو پردے نور کے اتنے طبق
از پس ہر پردہ قومے را مقام	صف صف اند این پردہ ہاشان تا امام	ہر پس پردہ گروہ کا ہے مقام	صف بصف پردے ہین انکے تا امام
اہل صف آخرین از ضعف خویش	چشم شان طاقت ندارد نور پیش	اہل صف آخر کے اپنے ضعف سے	چشم نور افزون کی کب طاقت رکھے
وان صف پیش از ضعیفی بصر	تاب نارد روشنائی بیشتر	اور اگلی صف بصر کے ضعف سے	تاب کب اس روشنائی کی رکھے
روشنی او حیات اول است	رنج جان و فتنۂ این احول است	روشنی کہ وہ حیات اول کی ہے	رنج جان اور فتنہ اس احول کی ہے
احولیہا اندک اندک کم شود	چون ز ہفصد بگزرد او یم شود	تھوڑی تھوڑی احولی کم ہو تمام	سات سو سے جو کہ گزرے ہو امام
آتشے کا صلاح آہن یا زر است	کے صلاح آبی و سیب تر است	آگ جو اصلاح زر آہن رکھے	کب صلاح و سیب آبی کی کرے
سیب و آبی خامی دارد خفیف	نے چو آہن تابشش خواہد لطیف	سیب و آبی خامی رکھتا ہے خفیف	نے جو آہن اسکو ہو تابش لطیف
لیک آہن را لطیف آن شعلہا ست	کو جذوب تابش آن اژدہا ست	پر لطیف آہن کا وہ شعلہ ہوا	ہے کشش تابش کی اسکو اژدہا

لہ وہ ہے الخ یعنی وہ امام اولیا وہ نور ہے اور عقل اس کی جبریل ہے اور جو ولی اس سے کم ہے وہ مشکوٰۃ یعنی طاق ہے پس نور مراتب مین ترتیب وار ہے واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ یعنی اللہ نور ہے زمین و آسمان کا مثال اس نور کی کہ طاق مین چراغ ہو قندیل کے اندر پس وہ نور حقیقت محمدی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے غوث وقت مین آیا ہے کہ عقل اُسکی عقل کل ہے خبر رسانی مین مثل جبریل کے اور بعد انکے اوتاد مین مثل طاق کے کہ وہ نور قندیل اُنکے اندر تابان ہے علی ہذا القیاس اسی طرح درجہ بدرجہ کل اولیا مین وہ نور چمکتا ہے پس سات سو پردے رکھتا ہے نور حق وان پردون کو جانو اتنے طبق کہ اوپر تلے ہین اور بعد پردہ کے ایک گروہ اولیا کا مقام ہے پس امام تک صف بصف اُنکے پردے ہین اہل صف آخر کے اپنی صف سے چشم نور افزون کی کب طاقت رکھتے ہین اور اُن کی صف کے لوگ ضعف بصر سے تاب کب اس روشنائی کے رکھے روشنی کہ وہ حیات اول لوگون کی ہے رنج و فتنہ جان اس احولی کی ہے جبکہ تھوڑی تھوڑی احولی کم ہو بالکل سات سو پردون سے جو کہ گزرے امام ہو یعنی اس نور حق تک کہ غوث وقت ہے سات سو پردے ہین اور ہر پس پردہ اولیا کے مقام ہین صف بصف پس آخری کی صف والا اپنی سے اگلی صف والے کی روشنی کا متحمل نہین ہو سکتا ہے اور جو روشنی کہ اس اگلی کی حیات ہے وہ رنج و فتنہ جان اس آخر والی کی ہے کیونکہ یہ احول ہے باعتبار اگلے کے عوارف توحید کمال کے اسپر منکشف نہین ہوئے ہین وہ ہر دونی کے درجہ مین ہان جبکہ احولی دونی کی تھوڑی تھوڑی کم ہو گی تو عروج کر کے سات سو پردے طے کریگا تب دوئی سے بالکل نکل کر درجۂ امامت کو پہنچیگا بحر العلوم چنانچہ مثال اسکی آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ؎ ۲ آگ پر الخ یہ شعر جو آگ کہ زر و آہن کی اصلاح کرتی ہے وہ کب اصلاح سیب آبی کی کریگی سیب و آبی خامی خفیف رکھتا ہے مثل آہن کے اسکو تابش تیز ہو ولیکن آہن کو وہ شعلہ تیز ہوا اور کشش تابش کی اُسکو اژدہا ہے یعنی آہن شعلہ تیز سے نرم ہوتا ہے اور سیب آبی حرارت خفیف سے پختہ ہوتی ہے اسیطرح جو اولیا کہ استعداد قوی رکھتے ہین متحمل تیزی تجلی قوی کے ہوتے ہین اور جو کہ استعداد ضعف رکھتا ہے متحمل تیزی قوی کا نہین ہوتا ہے بحر العلوم پس وہ آہن نفیر جفاکش ہے کہ نیچے ہتھوڑے و آتش کے سرخ و خوش ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ــ

هست آن آهن فقیر سخت کش　　زیر پتک و آتش است او سرخ و خوش
حاجب آتش بود بی واسطه　　در دل آتش رود بی رابطه
بی حجاب آب و فرزندان آب　　پختگی زآتش نیابند و خطاب
واسطه دیگی بود یا تابهٔ　　همچو پا را در روش پاتابهٔ
یا مکانی در میان تا آن هوا　　میشود سوزان و وی آرد نما
بس فقیر آنست کو بی واسطه است　　شعلها را با وجودش رابطه است
پس فقیر آنست کو خود را دهد　　آب حیوانی که ماند تا ابد
پس دل عالم وی است ایرا که تن　　میرسد از واسطه این دل بفن
دل نباشد تن چه داند گفتگو　　دل نجوید تن چه داند جستجو
پس نظرگاه شعاع آن آهن است　　پس نظرگاه خدا دل نی تن است
باز این دلهای جزوی چون تن است　　با دل صاحبدلی کو معدن است
بس مثال و شرح خواهد این کلام　　لیک ترسم تا نلغزد فهم عام
تا نگردد نیکوئی ما بدی　　اینکه گفتم هم نبد جز بیخودی
پای کژ را کفش کژ بهتر بود　　مر گدا را دستگه بر در بود

ہے وہ آہن بس فقیر سخت کش　　نیچے گھن اور آگ کے ہے سرخ و خوش
پردہ[۱] ہووے آگ کا بے واسطہ　　جاوے دل مین آگ کے بے رابطہ
آب در فرزند آبی بے حجاب　　کب پکین وہ آگ سے اور لین خطاب
دیگ کا ہو یا توے کا واسطہ　　جیسے پاتابہ سے پاکو رابطہ
یا مکان کے درمیان ہوتا ہوا　　ہووے گرم اور وے اُسے نشو و نما
ہے فقیر اب وہ کہ ہے بے واسطہ　　تن سے شعلہ کو ہے اُسکے رابطہ
ہے فقیر اب وہ کہ دیوے آپ کو　　آب حیوان کہ سدا قائم ہو وہ
ہے[۲] وہ دل عالم کا جیسے یہ وجود　　واسطے سے دل کے رکھتا ہے نمود
دل نہووے جانے تن کیا گفتگو　　دل نہ ڈھونڈھے جانے تن کیا جستجو
پس نظرگاہ شعاع آہن ہوا　　ہے نظرگہ حق کا دل نے تن ہوا
پھر یہ جزوی دل مین مثل اک جسم سے　　اہل دل کے آگے اور معدن وہ ہے
پس مثال و شرح چاہے یہ کلام　　پر مین ڈرتا ہون نہ پھسلے فہم عام
میری نیکی تا نہو جاوے بدی　　یہ کہا جو کچھ پر راہ بیخودی
پائے کج کو کفش کج مرغوب ہے　　در بدر پھرنا گدا کا خوب ہی

امتحان کردن پادشاه آن دو غلام را که نو خرید بود　　امتحان کرنا بادشاہ کا ان دو غلام نو خرید کا

۱ پردہ الخ ۲ شعر آگ کا پردہ بے واسطہ ہووے دل مین آگ کے وہ بے رابطہ جاوے اور آب و فرزند آب کے بے پردہ کب پکین آگ سے خطاب لیوین دیگ کا یا توے کا واسطہ ہو جیسے پاکو پاتابہ کفش سے رابطہ ہو یا مکان کے درمیان ہو کر ہوا گرم ہو کر اُس کو نشو و نما دیوے یعنے آہن بے واسطہ آتش سے گرم ہوتا ہے اور آب سے جو شئے پیدا ہین مثل ثمر و بقولات کے دیواسطہ دیگ و توے کے پختہ ہوتے ہین یا مکان مین ہوا گرم ہو کر اُس سے نشو و نما ہوتی ہے اسی طرح فقیر فیض الٰہی کو بے واسطہ قبول کرتا ہے اور اولیا دوسرے واسطے کے ساتھ فیض الٰہی پاتے ہین پس فقیر اب وہ ہے کہ آب کو حیوان دیوے اور بے واسطہ ہے اور شعلہ کو اُس کے بدن سے رابطہ ہے کہ سدا قائم رہے آگے حقائق فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۲ ہے وہ دل الخ ۷ شعر وہ فقیر دل ہے عالم کا جیسے یہ وجود دل کے واسطے سے قیام رکھتا ہے دل نہ ہووے تن کیا جستجو جانے بدن کیا گفتگو جانے پس آہن نظرگاہ شعاع کا ہو یہ دل نظرگاہ خدا کا ہوا نہ بدن ہوا پھر یہ دل جزوے مثل ایک جسم کے ہین اہل دل کے آگے اور وہ معدن ہے یعنی دل غافلون کے مثل ایک جسم کے ہین اور اہل دل مثل دل کے ہین جیسے جسم دل کے اختیار مین ہے ایسے دل غافلون کے اہل دل کے اختیار مین ہین کہ جو چاہتے ہین وہ صرف کرتے ہین بہت یہ کلام مثال و شرح چاہتا ہے مین ڈرتا ہون کہ فہم عام کا پھسل نہ جائے کہ میری نیکی بدی ہو جائے اور یہ جو کچھ کہا ہے از راہ بیخودی کے کہا ہے کیونکہ پائے کج کو کفش کج مرغوب ہے اور گدا کا در بدر پھرنا محبوب ہے یعنی جو لوگ طبع کج رکھتے ہین وہ تیرے کلام کو کجی کی طرف لے جائین گے اور جو راستی رکھتے ہین وہ راستی کی طرف لے جائین گے جیسے وہ دونون غلام بادشاہ کے چنانچہ اُن کا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ ـ

بادشاہے دو غلام ارزان خرید ‏ با یکے زان دو سخن گفت و شنید
یافتش زیرک دل و شیرین جواب ‏ از لب شکر چہ زاید شکر آب
آدمی مخفی است در زیر زبان ‏ این زبان پردہ است بر درگاہ جان
چونکہ بادے پردہ را درہم کشید ‏ سر صحن خانہ بر ما شد پدید
کاندران خانہ گہر یا گندم است ‏ گنج زر یا جملہ مار و کژدم است
یا دران گنج است مارے برکران ‏ زانکہ نبود گنج زر بے پاسبان
بے تامل او سخن گفتے چنان ‏ کز پس پانصد تامل دیگران
گفتی اندر باطنش دریاستے ‏ جملہ دریا گوہر گویاستے
نور ہر گوہر کزو تابان شدے ‏ حق و باطل را ازو فرقان شدے
نور فرقان فرق کردی بہر ما ‏ ذرہ ذرہ حق و باطل را جدا
نور گوہر نور چشم ما شدے ‏ ہم سوال و ہم جواب از ما شدے
چشم کژ کردی دو دیدی قرص ماہ ‏ چون سوالست این نظر در اشتباہ
راست گردان چشم را در ماہتاب ‏ تا یکے بینی تو مہ را اینک جواب
فکرتت را کژ مبین نیکو نگر ‏ ہست ہم نور و شعاع آن گہر

ایک شہ نے دو غلام ارزان لئے ‏ ایک سے پھر یہ سخن شنے کئے
پایا اُسکو زیرک و شیرین جواب ‏ کیا لب شیرین سے ٹپکے شکر آب
آدمی پوشیدہ ہے زیر زبان ‏ یہ زبان پردہ ہے بادرگاہ جان
پس ہوا سے پردہ یہ جب کہ اُٹھا ‏ راز صحن خانہ ہم پر کھل گیا
گھر میں گوہر یا کہ گندم ہیں بھرے ‏ یا خزانہ یا کہ بچھو سانپ ہیں
یا خزانہ پر وہان اک سانپ ہے ‏ کہ خزانہ بے نگہبان نہ رہے
بے تامل بات وہ ایسی کرے ‏ کہ تامل سے نہ کوئی کر سکے
تو کہے باطن میں دریا اُسکے ہے ‏ سارا دریا گویا اک گوہر ہی ہے
اس سے تابان ہوتا ہر گوہر کا نور ‏ فرق حق باطل میں کرتا بس ظہور
نور فرقان فرق کرتا ظاہرا ‏ ذرہ ذرہ حق و باطل کو جدا
نور دیدہ نور دل ہوتا مرا ‏ ہم سوال و ہم جواب آتا مرا
آنکھ ٹیڑھی کی دو دیکھے قرص ماہ ‏ کیون نظر کو ہے سوال اشتباہ
آنکھ سیدھی کر تو سوے ماہتاب ‏ تا تو دیکھے ایک مہ یہ ہی جواب
فکر کو ٹیڑھا نہ دیکھ اور سیدھا دیکھ ‏ ہے شعاع و نور اس گوہر کا دیکھ

سلہ ایک شہ نے الخ ۱ شعر ایک بادشاہ نے دو غلام ارزان خرید کیے پھر ایک سے شاہ نے یہ سخن کہا اُسکو زیرک و شیرین جواب پایا لب شیرین سے کیا ٹپکے شکر آب آگے حقایق فرماتے ہیں کہ آدمی پوشیدہ ہے نیچے زبان کے اور یہ زبان پردہ ہے درگاہ جان پر جب کہ ہوا سے یہ پردہ اُٹھا ہم پر راز صحن خانہ کا کھل گیا کہ گھر میں گوہر یا گندم بھرے ہیں یا خزانہ یا سانپ بچھو یا وہاں ایک خزانہ سانپ کا ہے کہ خزانہ بغیر پاسبان نہیں رہتا ہے بے تامل وہ ایسے بات کرے کہ کوئی تامل سے نہ کر سکے یعنے وہ زبان اولیا کی ہے فافہم ۱۲ سلہ تو کہے الخ ۶ شعر تو کہے کہ اسکے باطن میں ایک دریا ہے تمام دریا ایک گوہر سے جاری ہے اُس سے ہر گوہر کا نور تابان ہو وحق باطل میں فرق کرتا جیسے نور فرقان کا ظاہراً فرق کرتا اور وہ ذرہ ذرہ حق و باطل کو جدا کرتا میرا نور دل نور دیدہ ہوتا ہم سوال و ہم جواب میرا آتا یعنے مثل اولیا کے میرا نور دل نور دیدہ ہوتا میں ہی سوال کرتا اور میں ہی جواب سنتا آگے مثال ہے آنکھ ٹیڑھی دو قرص ماہ دیکھے کیونکہ نظر و سوال اشتباہ کا ہے اگر تو سیدھی آنکھ کرے طرف ماہتاب کے تا ایک ماہ تجھے دکھائی دے یہ جواب ہے یعنے ٹیڑھی آنکھ کرنے سے دو ماہ دیکھے نظر نے اشتباہ سے سوال کیا سیدھی آنکھ سے ایک ماہ نظر آیا تو یہ جواب ملا اسی طرح سے چشم دل کے روشن ہونے سے دوئی جاتی ہے وتوحید کھلتی ہے گویا اپنا ہی سوال و اپنا ہی جواب ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ فکر کو الخ ۸ شعر اپنی فکر کو ٹیڑھا مت دیکھ سیدھا دیکھ کہ شعاع و نور اس گوہر کا ہے یعنے اسیطرح تو فکر کو مثل آنکھ کے ٹیڑھا مت دیکھ کہ نور شعاع گوہر دل کا تجھے معلوم ہو کیونکہ ہر جواب دل کان سے اور چشم سے کہے اُسے چھوڑ دے مجھ سے سن یعنی کان کے سننے سے تبین نہیں ہوتا ہے اور آنکھ کے دیکھنے سے عین الیقین کان دلال ہے اور چشم اہل وصال ہے چشم صاحب حال ہے اور کان وصال کان کے سننے سے صفات بدلتی ہے ومشاہدہ توحید ذات سے ذات بدلتی ہے یعنی توحید کے سننے سے صفات بشری بدلتی ہے ومشاہدہ و توحید سے ذات بشری بدلتی ہے ذات حق کا عین الیقین ہوتا ہے قال سے ولیکن تو حقیقی حاصل کر اور یقین پرست رہ جب تک تو نہ چلے عین الیقین نہ ہو اگر تو یقین چاہتا ہے آتش نشین ہو کان کامل ہو وے تو چشم بنے ورنہ کان قال سے پر رہے یعنے توحید کامل سننے سے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے کہ قال دلال وصال یار ہے غرضکہ توحید قالی پر تو قانع مت رہ مقام دید کو حاصل کر کہ راہ وصال یار کی تجھ کو ملے اور منزل مقصود کو تو پہونچے تو اب لوٹ یہ بات بے انتہا ہے بادشاہ نے ان غلامون سے کیا کہا چنانچہ آگے حال ان غلامون کا ہے فافہم ۱۲—

هر چہ اے کان زگوش آید بدل — چشم گفت از من شنو آنرا ابہل
گوش دلال است و چشم اہل وصال — چشم صاحب حال و گوش اصحاب قال
در شنود گوش تبدیل صفات — در عیان دیدہا تبدیل ذات
ز آتش از علمت یقین شد از سخن — پختگی جو در یقین منزل مکن
تا نہ سوزی نیست آن عین الیقین — این یقین خواہی در آتش در نشین
گوش چون نافذ بود دیدہ شود — ورنہ قل در گوش پیچیدہ شود
این سخن پایان ندارد باز گرد — تا کہ شہ با آن غلامانش چہ کرد

ہر جواب آتا ہے دل میں کان سے — چشم کہوے مجھ سے سن تو چھوڑ دے
کان ہے دلال و چشم اہل وصال — چشم صاحب حال کان اصحاب قال
کان کے سننے سے بدلے ہیں صفات — آنکھ کے دیکھنے سے بس بدلے ہے ذات
اُسکی ذات علم الیقین ہو قال سے — پختگی کا اور یقین پر مت رہے
تو جلے جبتک نہو عین الیقین — یہ یقین چاہے تو ہو آتش نشین
کان کامل ہووے تو دیدہ بنے — ورنہ کان اس قال سے بس گھِر رہے
لوٹ تو یہ بات ہے بے انتہا — بادشہ نے کیا غلاموں سے کہا

براہ کردن بادشاہ یکے ازان دو غلام را و از دیگرے احوال آن پرسیدن و باز گفتن او آنچہ در ویست

ہٹا دینا بادشاہ کا ایک کو اُن دونوں غلاموں سے اور دوسرے سے پوچھنا احوال اُسکا اور پھر کہنا اُسکا جو کہ اُس میں ہے

این غلامک را چو دید اہل ذکا — آن دگر را کرد اشارت کہ بیا
کاف رحمت گفتمش تصغیر نیست — جد گوید طفلکم تحقیر نیست
چون بیامد آن دوم در پیش شاہ — بود آن گندہ دہان دندان سیاہ
گرچہ شہ ناخوش شد از گفتار او — جستجوے کرد ہم از کار او
گفت با این شکل با گندہ دہان — دور بنشین مرکب این سوتر مران
تا علاج این دہان تو کنیم — تو مریض و ما طبیب پُر فنیم
کہ تو زاہل نامہ و رقعہ بدے — نے جلیس و یار ہم بقعہ بدے
بہر کیک تو گلیمے سوختن — نیست لائق از تو دیدہ دوختن
با ہمہ بنشین دو سہ دستان بگو — تا ببینم صورت عقلت نکو
آن ذکی را پس فرستاد او بکار — سوے حمامے کہ رو خود را بخار

یہ غلامک[1] دیکھا جو اہل ذکا — دوسرے کو پھر بلایا کہ تو آ
کاف رحمت کا کہا تصغیر نے — جد کہے طفلک مرا تحقیر سے نے
دوسرا آیا[2] جو آگے شاہ کے — دانت کالے اور دہن گندہ دیکھے
گرچہ بات اُسکی سے شہ ناخوش ہوا — جستجو خصلات کی پر کرنے لگا
بولا تو گندہ دہن گرچہ ہوا — دور بیٹھ اور آگے اس سے تو نہ جا
تا علاج اس تیرے منہ کا میں کروں — تو مریض اور میں طبیب ذو فنون
کہ تو لائق نامہ و پیغام ہے — نے جلیس اور یار صحبت کے لیئے
بس جلائے کملی پسو کے لیئے — آنکھ تجھ سے پھیرنا کب چاہیئے
باوجود اس سب کے بیٹھ اور بات کر — تا کہ دیکھوں میں تری عقل و ہنر
اُس ذکی کو بھیجا اُسنے کام کو — جانب حمام کہ جا صاف ہو

[1] یہ غلامک الخ یہ شعر اس غلامک کو جو دیکھا ذکی دوسرے کو بلایا کہ تو آ کاف رحمت کا کہا تصغیر نہیں ہے اگر جد میرا کہے طفلک تحقیر نہیں ہے یعنی بادشاہ نے دوسرے غلام کو بلایا بلفظ غلامک تو مولانا فرماتے ہیں کہ یہ کاف رحمت کا ہے یعنے از راہ محبت کے کہا جیسے دادا پوتے کو طفلک کہے اور یہ کاف نہ تصغیر کا ہے نہ تحقیر کا ہے کیونکہ علم صرف میں یہ کاف تصغیر و تحقیر کا آتا ہے ثابت ہوا کہ اگر بزرگ اپنے خرد کو کسی نام کے ساتھ پکارے رحمت و محبت جانے نہ حقارت سمجھے فہم من فہم ۱۲ [2] دوسرا آیا الخ یہ شعر دوسرا غلام جو آگے شاہ کے آیا دانت سیاہ و گندہ دہن رکھتا تھا اگرچہ اُسکی باتوں سے بادشاہ ناخوش ہوا لیکن اُسکی خصلات کی جستجو کرنے لگا کہا اگرچہ تو گندہ دہن ہوا ہے دور بیٹھ اور آگے مت بڑھ تا کہ علاج میں تیرے دہن کا کردوں تو مریض اور میں طبیب حاذق ہوں کیونکہ تو لائق نامہ و پیام ہے نہ لائق ہمنشینی و صحبت بازی کے ہے آگے مثال ہے کملی جلانا پسو کے لیے اور تجھ سے آنکھ پھیرنا کب چاہیئے باوجود اس سب حال کے تو بیٹھ اور بات کر تا کہ میں دیکھوں تیرے عقل و ہنر کو پس اس ذکی کو بھیجا اُس نے کام کے لیے طرف حمام کے تا صاف ہوے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

وین دگر را گفت تو چہ زیرکے / صد غلامے در حقیقت نے یکے
باز قابل تر بدی از یار خود / نز دما آکہ تو بہ زان یار بد
آن نہ کہ خواجہ تاش تو نمود / از تو ما را سرد می کرد آن حسود
گفت او دزد و کژ ست و کژ نشین / حیز و نامرد و چنان ست و چنین
گفت پیوستہ بدستا و راست گو / راست تر من کس ندیدستم ازو
راستی و نیک و خوئی و حیا / علم و دینداری و احسان و سخا
راست گوئی در نہادش خلقت ست / ہر چہ گوید من نگویم تہمت است
گر نگویم آن نکو اندیش را / متہم دارم وجود خویش را
باشد او در من بہ بیند عیبہا / من نہ بینم در وجود خود شہا
ہر کسے گر عیب خود دیدے ز پیش / کے بدی فارغ وے از اصلاح خویش
غافل اند این خلق از خود بے خبر / لاجرم گویند عیب ہمدگر
من نہ بینم روے خود را اے شمن / من بہ بینم روے تو تو روے من
آن کسیکہ او بہ بیند روے خویش / نور او از نور خلقان ست بیش
نور حسی نبود آن نورے کہ او / نور خود محسوس بیند پیش رو
گر بمیرد نور او باقی بود / زانکہ دیدش دید خلاقی بود
گفت تو ہم عیبہای او گو مو بمو / آن چنانکہ گفت از عیب تو او
تا بدانم کہ تو غمخوار منے / کدخدائے ملکت و کار منے
گفت اے شہ من نگویم عیبہاش / گرچہ ہست او مر مرا خوش خواجہ تاش

دوسرے سے بولا تو ہے عقل جو [1] / سو غلاموں کے برابر اک ہے تو
پھر تو قابل تر ہے اپنے یار سے / میرے پاس آ اب تو بہتر اس سے ہے
تو ہے کب ایسا کہ جو اس نے کہا / مجکو وہ تجھ سے جو کرتا بس خفا
وہ کہے تجکو کہ کجرو چور ہے / حیز ہے نامرد ہے کمزور ہے
بولا وہ سچ کہنے والا ہے مدام / اس سے صادق تر نہیں پایا تمام
راستی [2] اور نیک خصلت اور حیا / علم اور دینداری احسان و سخا
ذاتی سچ کہنا وجود اسکے میں ہے / ہے وہ تہمت جو کوئی اسکو کہے
کب کہوں ٹیڑھا میں نیک اندیش کو / متہم رکھوں وجود خویش کو
مجھ میں شاید دیکھتا وہ عیب ہو / دیکھتا ہوں میں نہ اپنے عیب کو
دیکھتا اگر کوئی اپنے عیب کو / فارغ اصلاح اپنی سے ہوتا نہ وہ
خود سے [3] غافل بے خبر مخلوق ہے / دوسروں کا عیب ڈھونڈھے اسلیے
میرا منہ معلوم کیونکر مجھکو ہو / میرا منہ معلوم لیکن تجھکو ہو
اس کسیکو اپنا منہ دکھلائی دے / نور جو مخلوق سے افزوں رکھے
نور حسی کب ہو مثل اس نور کے / کہ وہ نور اپنے کو ظاہر دیکھے
گر مرے نور اسکا بس باقی رہے / دید حق کی کیونکہ اسکی دید ہے
بولا [4] تو بھی عیب اسکا کر بیان / کرتا ہے وہ عیب کو تیرے عیان
تا میں جانوں تو میرا غمخوار ہے / ملک میرے کی لیاقت تو رکھے
بولا اے شہ عیب اسکے میں کہوں / گرچہ اک خواجہ کا بندہ میں وہ ہوں

سـ۱ دوسرے سے الخ ۲ شعر دوسرے غلام سے کہا تو عقلمند ہے اور سو غلاموں کے برابر ایک تو ہے پھر تو اپنے یار سے قابل تر ہے میرے پاس آ کہ اس سے تو بہتر ہے تو ایسا کب ہے جو اس نے کہا اور وہ مجھ کو تجھ سے خفا کرتا ہے وہ تجھ کو کہے کہ کجرو چور ہے اور حیز نامرد کمزور ہے غلام نے کہا کہ وہ سچ کہنے والا ہے ہمیشہ اس سے سادق زیادہ میں نے نہیں پایا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ۲ راستی الخ ۵ شعر راستی اور نیک خصلت اور حیا اور علم اور دینداری و احسان و سخا اور ذاتی سچ کہنا اسکے وجود میں ہے جو کوئی اسکو کہے وہ تہمت ہے ذکی اندیش کو کب میں ٹیڑھا کہوں متہم وجود اپنے کو رکھوں وہ شاید مجھ میں عیب دیکھتا ہو اگر کوئی اپنے عیب کو دیکھتا اپنی اصلاح سے وہ فارغ نہوتا آگے اسکا حال ہے فافہم ۱۲ سـ۳ خود سے الخ ۵ شعر مخلوق خود سے غافل اور بے خبر ہے اور دوسروں کا عیب اس لیے ڈھونڈھتے ہیں میرا منہ ازخود مجھ کو نہیں دکھائی دیتا ہے میرا منہ تجھ کو دکھائی دے اور تیرا مجھے نظر آوے اس شخص کو اپنا منہ ازخود دکھائی دیتا ہے جو مخلوق سے نور زیادہ رکھتا ہے نور حسی کب اس نور کے مانند ہو وہ نور خود کو محسوس و ظاہر دیکھے اور وہ مرے نور اس کا باقی رہے کیونکہ دید حق کی اس کی دید ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۱۲

سـ۴ بولا تو بھی الخ ۳ شعر بادشاہ نے کہا تو بھی اس کا عیب کہہ جیسے وہ تیرا عیب کہتا ہے تاکہ میں جانوں کہ تو میرا غمخوار ہے اور میرے ملک کی تو لیاقت رکھتا ہے غلام نے کہا کہ اے شاہ میں عیب اس کے کہوں اگرچہ بندہ ایک خواجہ کے ہیں اور وجہ بندے ہونے کی آگے بیان کی ہے فافہم ۱۲۔

عیب او مہر و وفا و مردمی / عیب او صدق و صفا و ہمدمی
کمترین عیبش جوانمردی و داد / آن جوانمردی کہ جان را ہم بداد
صد ہزاران جان خدا کردہ پدید / چہ جوانمردی بود کان را ندید
ور بدیدے کے بجان بخلش بدی / بہر یک جان کے چنین غمگین شدی
برلب جو بخل آب آنرا بود / کوز جوے آب نابینا شود
گفت پیغمبر کہ ہر کس از یقین / داند او پاداش خود در یوم دین
کہ یکے را دہ عوض می آیدش / ہر زمان جودے دگرگون زایدش
جود جملہ از عوضہا دیدن است / پس عوض دیدن ضد ترسیدن است
بخل نادیدن بود اعواض را / شاد دارد دید در خواض را
پس بعالم ہیچکس نبود بخیل / زانکہ کس چیزے نیارد بے بدیل
پس سخا از چشم آید نے ز دست / دید دارد کار جز بینا تراست
عیب دیگر آنکہ خود بین نیست او / ہست او در ہستی خود عیب جو
عیب گوے عیب جوے خود بدست / باہمہ نیکو و با خود بد بدست
گفت شہ جلدی مکن در مدح یار / مدح خود در ضمن مدح او میار
زانکہ من در امتحان آرم ورا / شرمساری آیدت در ماجرا

عیب[۱] اسکا مردمی مہر و وفا / عیب اُسکا ہمدمی صدق و صفا
عیب کم اسکا جوانمردی داد / وہ جوانمرد اب کہ جان کو دے بباد
سیکڑوں جان حق نے بس ظاہر کرین / کیا جوانمردی اُسے دیکھے نہین
دیکھتا کب بخل کرتا جان سے / غم نہ کھاتا ایک جان کے واسطے
بخل پانی کا کرے وہ نہر پر / آب جو کی کچھ نہ ہو جس کو خبر
بولے[۲] پیغمبر صاحب یقین سے ہر کوئی / اپنی جانے ہے سزا اعمال کی
کہ عوض مین ایک کے پاتا ہے دس / ہر گھڑی ہے دوسری اک جود بس
جو کہ کرتا ہے عوض کا دیکھنا / اور عوض کا دیکھنا ضد ہے خوف کا
نے عوض کا دیکھنا بس بخل ہے / غوطہ زن کو دید گوہر خوش رکھے
پس بخیل عالم مین اب کوئی نہ ہو / بے عوض پاوے نہ کوئی چیز کو
پس کرم آنکھوں سے ہے نے ہاتھ سے / دید رکھے کام بینا جھوٹا ہے
دوسرا[۳] عیب اُسکا خود بین ہے نہ وہ / اپنی ہستی مین ہے خود وہ عیب جو
عیب گو اور عیب جو ہے وہ بخود / ساتھ سب کے نیک اپنے ساتھ بد
شاہ بولا مدح یار اب تو نہ کر / ضمن مین تو مدح اپنی کو بھی کر
امتحان اُسکا کرونگا مین یہان / شرم تجکو ہو نہ آفت امتحان

قسم خوردن غلام بر صدق خود و طہارت ظن خود

قسم کھانا غلام کا اوپر صدق اپنے اور نیک گمانی اپنی کے

[۱] عیب اُسکا الخ شعر اس کا عیب مردمی اور مہر و وفا ہے اسکا ہمدمی و صدق و صفا ہے کمتر عیب اسکا جوانمردی و داد ہے جوانمرد وہ ہے کہ جان کو برباد دے آگے حقائق مین سیکڑوں جانین حق نے ظاہر کرین کیا جوانمردی ہے کہ جو اُس نے دیکھی اگر دیکھتا بخل کرتا جان سے اور غم نہ کھاتا ایک جان کے واسطے آگے مثال ہے وہ شخص نہر پر بخل پانی کا کرے کہ جسکو نہر کا پانی نہ معلوم ہو یعنی جان مثل آب نہر کے جاری ہے کہ ہر دم نو بنو آتی جاتی ہے اگر کوئی اسکی روانگی دیکھتا جان دینے مین تامل نہ کرتا آگے حقائق اسکے مین فافہم ۱۲ [۲] بولے پیغمبر الخ شعر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک یقین سے جانتا ہے اپنے سزائے اعمال کو کہ ایک کے عوض مین دس پاتا ہے اور ہر گھڑی ایک بخشش نہ دوسری ہے عوض کا دیکھنا ہے بخشش کرنا اور عوض کا دیکھنا ہے کہ بخل کرے کہ غوطہ زن کو گوہر کا دیکھنا خوش رکھتا ہے پس عالم مین کوئی بخیل اب نہووے کیونکہ کوئی چیز بغیر عوض کے نہین پاتا ہے پس کرم کرنا آنکھوں سے ہے ہاتھ سے نہین ہے یہ کام دید رکھتی ہے اور بینا جھوٹا ہے یعنی سخاوت کرنا کام اس دید کا کہ عوض سخاوت کا دیکھتا ہے پس جو کوئی عوض دیکھتا ہے وہ کرم کرتا ہے آگے قصہ ہے فافہم ۱۲ [۳] دوسرا الخ یہ شعر دوسرا عیب اسکا یہ ہے کہ وہ خود بین نہین ہے اپنی ہستی مین خود عیب کو ڈھونڈھتا ہے وہ اپنا عیب گو و عیب جو ہے سب کے ساتھ نیک ہے اور اپنے ساتھ بد ہے بادشاہ نے کہا کہ اے یار اب تو مدح نہ کر اور اُسکے ضمن مین تو اپنی مدح نہ کر مین اسکا امتحان کرونگا تجھ کو شرمندگی نہ ہووے یعنے عارف کو جب اپنا عیب کھلتا ہے تو دوسرے کا ہنر معلوم ہوتا ہے بس وہ اس طرح ہنر دوسرے کا بیان کرتا ہے پس عارف کو لازم ہے کہ عیب مین دوسرے کا ہنگام استفسار کے ہنر بیان کرے نہ عیب آگے اُس کے صدق بیان کا حال ہے فافہم ۱۲۔

گفت نے واللہ باللہ العظیم — مالک الملک رحمن الرحیم
آن خدائے کہ فرستاد انبیا — نے بحاجت بل بفضل و کبریا
آن خداوندے کہ از خاکِ ذلیل — آفرید او شہسواران جلیل
پاک شان کرد از مزاج خاکیان — بگذرانید از تنگِ افلاکیان
برگرفت از نار و نور صاف ساخت — وآنگہ او بر جملۂ انوار تافت
آن سنا برقی کہ بر ارواح تافت — تاکہ آدم معرفت زان نور یافت
آن کز آدم رست و دست شیث چید — پس خلیفش کرد آدم چون بدید کاان
نوح از ان گوہر چو برخوردار شد — در ہوائے بحرِ جان دربار شد
جان ابراہیم زان انوار رفت — بے حذر در شعلہای نار رفت
چونکہ اسمعیل در جویش فتاد — پیش دشنۂ آبدارش سر نہاد
جان داؤد از شعاعش گرم شد — آہن اندر دست بافتش نرم شد
چون سلیمان شد وصالش را رضیع — دیو گشتش بندہ فرمان مطیع
در قضا یعقوب چون بنہاد سر — چشم روشن کرد از بوئے پسر
یوسف مہ رو چو دید آن آفتاب — شد چنان بیدار در تعبیر خواب
چون عصا از دست موسیٰ آب خورد — ملکت فرعون را یک لقمہ کرد
جان جرجیس از فرش چون ارز یافت — ہفت نوبت جان فشاند و باز یافت
چونکہ زکریا ز عشقش دم زدی — کرد در جوف درختش جان فدی

بولا نے واللہ باللہ العظیم — مالک الملک رحمن الرحیم
وہ خدا کہ جس نے بھیجے انبیا — نے بحاجت بل بفضل و کبریا
وہ خدا کہ خاک سی ناچیز سے — شہسواران جری پیدا کیے
خاکیون سے پاک اُن کو کردیا — اور فرشتون سے کیا زیادہ سوا
نور صاف اُنکو کیا نے نار سے — نور اُنکا سارے عالم پر پڑے
وہ ستا برقی کہ چمکی روح پے — معرفت آدم نے کی اُس نور سے
شیث کو آدم سے وہ حاصل ہوا — پس خلیفہ اُسکو آدم نے کیا
نوح نے جب وہ گہر حاصل کیا — گوہرافشان بحر جان مین وہ ہوا
پر ہوئی جان خلیل اس نور سے — نار کے شعلے مین وہ بے ڈر گھسے
جو کہ اسمٰعیل اُس سے پُر ہوا — اُسکے بس خنجر کے آگے سر رکھا
گرم داؤد اسکی کرنون سے ہوا — نرم آہن ہاتھ مین اُسکے ہوا
جب سلیمان اس سے واصل ہوگیا — دیو ہر اک آپ کا تابع ہوا
جو قضا پر سر رکھا یعقوب نے — چشم روشن کی بوے فرزند سے
دیکھا وہ یوسف نے جبکہ آفتاب — بس لگا دیتے وہ کل تعبیر خواب
پانی موسیٰ سے عصا نے جو پیا — ملکت فرعون کو لقمہ کیا
پایا اسکا راز جو جرجیس نے — سات باری جان دیکر پھر جیے
زکریا اسکا جو بس عاشق ہوا — نخل کے تن مین کیا جان کو فدا

۱ بولا الخ یہ شعر غلام نے کہا قسم ہے اللہ بڑے کی کہ مالک ہے اپنے ملک کا اور رحمن اور رحیم ہے وہ خدا کہ جس نے انبیا کو بھیجا بسبب حاجت کے نہین بلکہ از راہ فضل و کبریائی کے وہ خدا کہ اس نے خاک ناچیز سے شہسواران انبیا علیہم السلام کو پیدا کیا اور اہل خاک سے اُنکو کیا فرشتون سے زیادہ رسا کیا نار سے اُنکو لیکر نور پاک کیا کہ نور اُسکا بڑھ گیا انوار سے وہ سنا برق یعنی تابش برق کی چمکی روح پر آدم نے اس نور سے نور معرفت حاصل کیا یعنی نور محمدی کو حق نے وہ مرتبہ دیا کہ اہل خاک و اہل نور سے اُنکا مرتبہ بڑھ گیا چنانچہ اسی نور کے سبب سے جمیع انبیا و اولیا کو مراتب طرح طرح کے حاصل ہوے اور اسی نور کی نسبت یہ آیت نازل ہوئی یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار یعنی نزدیک ہے تابش اسکی برق کی کہ نور چشم سے دور ہو ۱۲ ۲ شیث کا الخ یہ شعر وہ نور شیث کو آدم سے ملا کہ خلیفہ اُسکو آدم کا کیا نوح نے جب وہ گوہر پایا دریا ے جان مین وہ گوہر افشان ہوا جان خلیل کی اُس نور سے پر ہوئی شعلہ نار مین وہ بیخوف گھس گئے جبکہ اسمٰعیل اُس نور سے پُر ہوے اُسکے خنجر کے آگے سر رکھا داؤد اسکی کرنون سے گرم جان ہوے آہن نرم اُسکے ہاتھ مین ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ جب سلیمان الخ ۱۳ شعر سلیمان جب اُس نور سے واصل ہوگئے تو دیو و پری انکے مطیع ہوگئے یعقوب علیہ السلام نے جب دل قضا پر رکھا بوے فرزند نے چشم روشن کی یوسف نے جبکہ وہ آفتاب دیکھا وہ تعبیر خواب کی دینے لگے موسیٰ سے جو پانی عصا نے پیا بادشاہت فرعون کو لقمہ کیا جرجیس علیہ السلام نے جو اسکے مرتبہ کا راز پایا سات بار جان دیکر زندہ ہوے زکریا نے جو اُس نور کے عاشق ہوے تن نخل مین جان کو فدا کیا یونس نے ایک جام اُس مے سے پیا اندر مچھلی کے گھسکر آرام پایا یحییٰ جو اُسکے شوق سے مست ہوے سر طشت پر رکھدیا ذوق سے شعیب اس راہ سے آگاہ ہوے کھولدین آنکھیں لقا کے واسطے ایوب جو سات برس شاکر رہے دیکھے آثار وصال کی بلا مین خضر اور الیاس اُسکی مے کیواسطے آب حیات پاکر خودی سے گم گئے عیسیٰ کو جو اُسکی سیڑھی ملی چوتھے آسمان کی اُنھون نے راہ لی جبکہ احمد صلعم نے وہ ملک نعمت پایا قرص مہ کو ایک دم مین ٹکڑے کردیا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

چونکہ یونسؑ جرعۂ زان جام یافت	در درون ماہی او آرام یافت	ایک جام اس مے سے یونسؑ نے پیا	پایا آرام اندر اک مچھلی کے جا
چونکہ یحییٰؑ مست گشت از شوق او	سر بطشت او نہاد از ذوق او	مست ہو یحییٰؑ نے اُسکے شوق سے	رکھدیا سر طشت پر پس ذوق سے
چون شعیبؑ آگاہ شد زین ارتقا	چشم را در باخت از بہر لقا	جو شعیبؑ آگاہ ہوا اس راہ سے	کھو دین آنکھین بس لقا کیواسطے
شکر کرد ایوبؑ صابر ہفت سال	در بلا چون دید آثار وصال	سات سال ایوبؑ جو شاکر رہا	دیکھے آثار وصال اندر بلا
خضرؑ و الیاسؑ ازین چون دم زدند	آب حیوان یافتند و گم زدند	خضرؑ و الیاسؑ اسکی مے کیواسطے	آب حیوان پا کے از خود گم ہوئے
نردبانش عیسیٰؑ مریم چو یافت	بر فراز گنبد چارم فراشت	اسکی سیڑھی جو کہ عیسیٰؑ کو ملی	آسمان چوتھے کی اُس نے راہ لی
چون محمدؐ یافت آن ملک و نعیم	قرص مہ را کرد در دم او دو نیم	پایا احمدؐ نے جو وہ ملک نعیم	قرص مہ کو کر دیا دم مین دو نیم
چون ابوبکرؓ آیۂ توفیق شد	با چنان شہ صاحب و صدیق شد	پایا جب بوبکرؓ نے توفیق کو	یار و صدیق اک ہوا احمدؐ کا وہ
چون عمرؓ شیدائے آن معشوق شد	حق و باطل را چو دل فاروق شد	جو عمرؓ عاشق ہوا اُس شاہ کا	مثل دل فاروق حق باطل ہوا
چونکہ عثمانؓ آن عیان را عین گشت	نور فایض بود ذو النورین گشت	اس عیان کا عین جو عثمانؓ ہوا	اس سے ذو النورین کہلایا گیا
چون ز رویش مرتضیٰؓ شد درفشان	گشت او شیر خدا در مرج جان	درفشان اُس سے ہوئے جو مرتضیٰؓ	بیشۂ جان مین ہوئے شیر خدا
روشن از نورش چو سبطینؓ آمدند	عرش را اُدرین قرطین آمدند	جو ہوئے حسنینؓ روشن نور سے	عرش کے دو گوشوارے وہ ہوئے
آن یکے از زہر جان کردہ نثار	وان سر افگندہ براہش مست وار	زہر سے اک نے کیا جان کو نثار	دوسرے نے سر کٹایا مست وار
چون جنیدؒ از جند او دید آن مدد	خود مقاماتش فزون شد از عدد	تھا جنیدؒ عالی مقام اسواسطے	کہ جنود اسکے سے تھی پشتی اُسے
بایزیدؒ اندر مزیدش راہ دید	نام قطب العارفین از حق شنید	بایزیدؒ اسکی مزید اب رہ چلا	نام قطب العارفین حق سے سُنا
شاہ منصورؒ آنکہ نصرت یار شد	تخت را بگذاشت سوئے دار شد	اسلیے منصورؒ کو نصرت ملی	تخت کو چھوڑ اور راہ دار لی
چونکہ کرخیؒ کرخ او را شد حرس	شد خلیفۂ عشق و ربانی نفس	کرخ کا اسکے حرس کرخیؒ ہوا	شاہ عشق اور نفس ربانی ہوا
پور ادہمؒ مرکب آنسو راند شاد	گشت او سلطان سلطانان داد	پور ادہمؒ نے جو اسپ اس سو کیا	دادگر شاہون کا شاہنشہ ہوا
وان شقیقؒ از شق آن راہ شگرف	گشت او خورشید رائے تیز طرف	اسکی رہ شق کی شقیق بلخ نے	رائے روشن پائی جون خورشید کے
شد فضیلؒ از رہزنی رہ پیر راہ	چون بحظ لطف شد ملحوظ شاہ	رہزنی سے ہو گیا وہ پیر راہ	جب فضیلؒ اوپر ہوا فضل اِلٰہ

ف پایا جب الخ ۱۳ شعر جبکہ ابوبکرؓ نے پایا اس توفیق کو یار و صدیق وہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہوئے جب عمرؓ عاشق ہوئے اس شاہ پر مثال دل کے فرق کرنے والے ہوئے حق و باطل مین جو عثمانؓ اس عیان کے عین ہوئے اس سبب سے ذو النورین کہلائے جو مرتضیٰؓ درفشان اس سے ہوئے تو بیشۂ جان مین شیر خدا ہوئے جو حسنینؓ روشن اُس نور سے ہوئے دو گوشوارے عرش کے وہ ہوئے ایک نے زہر سے جان کو نثار کیا دوسرے نے سر کٹوایا مستو کے مانند جنید بغدادی عالی مقام اس واسطے تھا کہ اُسکے لشکر سے مدد رکھتا تھا بایزید بسطامی اُسکی راہ جو زیادہ چلا نام قطب العارفین اللہ سے سنا منصور حلاج کو نصرت اسواسطے ملی کہ تخت کو چھوڑ کر دار کی راہ چلے معروف کرخی اس کے کرخ کا جرس ہوا بادشاہ عشق اور نفس ربانی ہوا یعنے کرخ نام موضع کا ہے کہ حوالی بغداد کے مین واقع ہے ابراہیم بن ادھم نے جو اسپ اس طرف کو دوڑایا بادشاہان دادگر کا شہنشاہ ہوا شقیق بلخی نے اُس کی راہ شق یعنے طے کی رائے روشن مانند خورشید کے پائی راہزنی سے پیر راہ ہوگیا جو فضیل پر فضل خدا ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بشر حافی را بسیر شد ادب ۔ سر نہاد اندر بیابان طلب
چونکہ ذو النون از غمش دیوانہ شد ۔ مصر جان زاہیجو شکرخانہ شد
شد چو سری بیسر اندر راہ او ۔ بر سر سروران شد جاہ او
صد ہزاران پادشاہان جہان ۔ سرفراز اندر زانسوئے جہان
نام شان از رشک حق پنہان بماند ۔ ہر گدائے نام شان ابرنخواند
رحمت و رضوان حق در ہر زمان ۔ باد بر جان و روان پاک جان
حق آن نور و حق نورانیان ۔ کاندران بحرند ہمچو ماہیان
بحر جان و جان بحر ار گویمش ۔ نیست لائق نام تو میجویمش
حق این آن نے کہ این آن است زو ۔ مغزہا نسبت بدو باشند پوست
کہ صفات خواجہ تاش و یار من ۔ ہست صد چندان کہ این گفتار من
آنچہ میدانم ز وصف آن ندیم ۔ باورت ناید چہ گویم اے کریم
شاہ گفت اکنون از آن خود بگو ۔ چند گوئی آن این و آن داد
تو چہ داری و چہ حاصل کردہ ۔ از تگ دریا چہ دُر آوردہ
روز مرگ این حس تو باطل شود ۔ نور جان داری کہ یار دل شود

بشر حافی کو بشارت[۱] جو ہوئی ۔ سر رکھا راہ طلب میں یار کی
اُسکا جو ذو النون دیوانہ ہوا ۔ مصر جان کا جون شکر خانہ ہوا
جو سری بیسر ہوا اس راہ مین ۔ بس سر آرا ہوا وہ جاہ مین
سیکڑون سلطان اور شاہ جہان ۔ اس طرف سے اُنکا ہے عز و نشان
نام اُنکا رشک حق سے چھپ گیا ۔ ہر گدا نے نام نہ ان کا لیا
رحمت و رضوان حق ہو ہر زمان ۔ اُنکی جان و روح پر اے خوش بیان
حق نور[۲] ہے حق نورانیان ۔ کہ وہ اُس دریا مین ہین جون مچھلیان
بحر جان و جان بحر اُن کو کہون ۔ نے ہے لائق نام تیرا اُن سے یون
ہے قسم یہ دو کہ وہ اُس سے ہے ۔ مغز نسبت اُسکی ہے جون پوست کے
کہ صفات اُس خواجہ تاش و یار کی ۔ اُس سے افزون ہے کہ جو مین نے کہی
جانتا ہون صفت جو رکھے ندیم ۔ نے یقین تجکو کہون کیا اے کریم
بولا شہ اب کہہ کچھ اپنا حال تو ۔ کہوے کبتک اُسکے اُسکے وصف کو
رکھتا تو کیا ہے وہ کیا حاصل کیا ۔ اور تہ دریا سے کیا گوہر لیا
یہ تری حس[۳] ہووے باطل موت سے ۔ نور جان ہے دل کی جو یاری کرے

سه ۱ بشر حافی الخ ۲ شعر بشر حافی کو بشارت ہوئی یار کی راہ طلب میں سر رکھا جو ذو النون مصری اُس کا دیوانہ ہوا مصر جان کا مانند خانہ شکر کے ہوا جو سری سقطی بے سر ہوے اُس راہ و جاہ کا سر پر آرا ہوے سیکڑون سلطان اور بادشاہ اور سلطان کہ اُس جانب سے اسکا عز و نشان ہے نام اُن کا غیرت حق سے چھپ گیا ہر گدا نے نام اُن کا نہ لیا رحمت و رضا حق کی ہر دم ہو حیوان کی جان و روح پر یعنے اور بادشاہ کہ اولیاء اللہ ہوے ہین اور نام ان کا بسبب غیرت الٰہی کے پوشیدہ ہو گیا ہے گدایان دنیا ان کو نہین جانتے غرضکہ اس نور محمدی کے پرتو سے اس جہان مین جمیع انبیا و اولیا کو ان معنون کے ساتھ خداوند عالم نے ظاہر کیا ہے پس اُس خدا کی قسم ہے چنانچہ قسم کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ سه ۲ حق نور الخ ۲ شعر قسم ہے نور و بھی قسم ہے نورانی کی کہ وہ اُس دریا مین مانند مچھلیون کے ہین دریاے جان و جان دریا انکو کہون یہ نہین ہے لائق کہ نام تیرا اُن سے لون یعنی قسم ہے نور کی و انبیا و اولیا کی کہ وہ دریاے فرات مین مثل مچھلیون کے ہین دریاے جان و جان دریا انکو کہون کہ وہ ایک ذات ہین لائق نہین ہے کہ اسماے الٰہیہ اُن پر قائم کردن کیونکہ مقام ذات کو ہو تجے ہین آگے قسم تیسری کا بیان ہے قسم ہے یہ کہ یہ اس سے اُس کی نسبت مغز مانند پوست کے ہے کہ صفتین اُس خواجہ تاش و یار کی اس سے زیادہ ہین کہ جو مین نے کہی ہین مین جانتا ہون کہ جو وصف وہ ندیم رکھتا ہے تجھکو یقین نہین آئے تو مین کیا کہون بادشاہ نے کہا کہ اب اپنا حال تو کچھ کہہ تو کب تک اس کے اور اُسکے وصف کو کہیگا تو کیا رکھتا ہے کیا حاصل کیا ہے اور تہ دریا سے کیا گوہر لیا ہے یعنے تو نے دریاے معنے سے کیا لیا ہے اس کو بیان کر آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سه ۳ یہ تیری الخ ۲ شعر یہ تیرے حس باطل ہووے مرگ سے نور جان رکھتا ہے کہ جو دل کی مددگاری کرے نہ آنکھ تیری گور مین خاک ہے وہ بھی ہے جو گور کو وہ روشن کرے تیرا ہاتھ پاؤن جس دم کٹے بال و پر سے کہ تا جان تیری اُڑے لے یار غار نور دل کا جان سے ہے اور اس کو مستعار مت جان یہ جان حیوانی جس دم مرے ہے تو اُس جان پر جان باقی چاہیے یعنی یہ جان حیوانی کہ بقول حکما بخار لطیف ہے اور صحت جسمی اس پر منحصر ہے اگر نہ رہے مرگ سے تو وہ جان باقی کہ مراد جسم نوری سے ہے چاہیئے کہ جیسے عوض کو حق تعالیٰ فرماتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها یعنے جس کسی نے نیکی کی پس دس نیکیان وہ پاوے مثل اسکی شرط نہین کرنا چاہیئے بلکہ حس لیجائے طرف خدا کے یعنے عوض نیکی کو شرط نہ کرنا چاہیئے بلکہ نیکی کو طرف حق کے لے جانا چاہیئے چنانچہ آگے بیان ہے فافہم ۱۲

در لحد کین چشم را خاک آگند — ہست انچہ گور را روشن کند
گور میں یہ آنکھ تو بس خاک ہے — وہ بھی ہے جو گور کو روشن کرے

آن زمان کہ دست و پایت بر درد — پر و بالت ہست تا جان بر پرد
ہاتھ پاؤں تیرا یہ جسدم کٹے — بال و پر ہے تا کہ جان تیری اڑے

نور دل از جان بود اے یار غار — مستعار او را ندان اے ست عار
نور دل ہے جان سے اے یار غار — مستعار اسکو نہ جان اے سست عار

آن زمان کین جان حیوانی نماند — جان باقی بایدت بر جان نشاند
جان حیوانی نہ یہ جسدم رہے — جان باقی چاہیے اس جان پے

شرط من جا بالحسنہ نے کردن است — بل حسن را سوئے حضرت بردن است
شرط من جا بالحسن کرتا نہیں — بل حسن لیجا بر رب العالمین

جوہرے داری ز انسان یا خری — این عرضہا کہ فنا شد چون بری
تو خری[1] یا جوہر انسان رکھے — فانی ہووے یہ عرض جو لے چلے

این عرضہائے نماز و روزہ را — چونکہ لا یبقی زمانین انتفا
ہے عرض روزہ نماز اور ہو فنا — جو کہ لا یبقی زمانین اب کہا

نقل نتوان کرد مر اعراض را — لیک از جوہر برند امراض را
اس عرض کو نقل میں سب کر سکیں — پر مرض کو دور جوہر سے کریں

تا مبدل گشت جوہر زین عرض — چون ز پرہیزی کہ زائل شد مرض
تا کہ جوہر ہو بدل کر یہ عرض — جیسے ہو پرہیز سے زائل مرض

گشت پرہیز عرض جوہر بجہد — شد دہان تلخ از پرہیز شہد
پس عرض پرہیز سے جوہر ہوا — تلخ منھ پرہیز سے شکر ہوا

از زراعت خاکہا شد سنبلہ — داروی مو کرد مو را سلسلہ
خاص کھیتی سے ہوئی بس سنبلہ — بال دارو سے بنے ہیں سلسلہ

آن نکاح زن عرض بد شد فنا — جوہر فرزند حاصل شد زما
تھا نکاح زن عرض فانی ہوا — جوہر فرزند جو حاصل کیا

جفت کردن اسپ و اشتر را عرض — جوہر کرہ بزائیدن غرض
اونٹ[2] اور گھوڑے کی جفتی ہے عرض — جوہر اولاد ہوتا ہے غرض

ہست آن بستان نشاندن ہم عرض — گشت جوہر میوہ اش اینک غرض
ہے گلستان کا لگانا بھی عرض — جوہر میوہ ہے اب اس سے غرض

ہم عرض دان کیمیا کردن بکار — جوہرے زان کیمیا گر شد بیار
بھی عرض ہے کیمیا کا سیکھنا — کیمیا گر کا جو جوہر ہے تو لا

صیقلے کردن عرض باشد شہا — زین عرض جوہر ہمی زاید صفا
اور عرض کرنا ہے صیقل کا شہا — اس عرض سے ہے کہا جوہر صفا

پس مگو کہ من عملہا کردہ ام — دخل آن اعراض را بنما مرم
مت کہو کہ یہ عمل میں نے کیا — اس عرض کا دخل تو ہمکو بتا

این صفت کردن عرض باشد خمش — سایۂ بز را پے قربان مکش
یہ صفت کرنا عرض ہے چپ رہو — بھیڑ کے سایہ کو قربان مت کرو

گفت شاہا بے قنوط عقل نیست — گر تو فرمائی عرض را نقل نیست
بولا[3] شاہا یاس ہووے عقل کو — گر عرض کو تو کہے نے نقل کو

---

[1] تو خری الخ شعر تو جوہر انسانی یا خری لکھے یہ عرض فانی ہووے جو تو لیجاوے یعنی تو خری کھتا ہے یا جوہر انسانی کیونکہ یہ خری فی البشریت عرض ہے و انسانی جوہر ہے پس عرض فانی ہووے جو طرف حق کے لیجاوے تو روزہ و نماز عرض ہیں اور فنا ہووے جو کہ لا یبقے زمانین کہا ہے یعنی باقی نہیں رہیگا عرض چونکہ نماز روزہ بھی عرض ہیں یہ فنا ہوگا اور وہ نہ جائیگا اس عرض کو نقل کر سکیں لیکن عرض کو جوہر سے دور کریں آگے مثال ہے تا کہ یہ عرض بدلکر جوہر ہووے جیسے پرہیز سے مرض زائل ہووے پس عرض جوہر ہوا اور دہن تلخ پرہیز سے شکر ہوا خاک کھیتی سے سنبلہ ہوئی بال دوا کرنے سے سلسلہ ہوئے یعنی بال مثل سلسلہ کے پرتاب ہوئے نکاح زن عرض تھا فانی ہوا جب جوہر فرزند اس سے پیدا ہوا باقی مثالیں آگے ہیں فافہم ۱۲ [2] اونٹ الخ شعر اونٹ او رگھوڑے کی جفتی کرنا عرض ہے جوہر اولاد ہے اسیطرح باغ لگانا عرض ہے جوہر میوہ اس سے عرض ہے کیمیا کا سیکھنا عرض ہے کیمیا کا جوہر ہے وہ تو لا صیقل کرنا عرض ہے اور اس عرض کا جوہر کیا ہے صفائی مت کہو کہ یہ عمل میں نے کیا اس عرض کا تو دخل کرنا ہمکو بتا یہ صفت کرنا عرض ہے تو چپ رہ اور سایہ بز کو قربان مت کر یعنی صفت کرنا عرض ہے اور عرض سے کچھ حاصل نہیں ہے جیسے سایہ بز کی قربانی کرنے سے حاصل نہیں ہے پس شاہ نے غلام سے کہا کہ امورات دنیوی سب عرض ہیں تو جوہر پیدا کر کہ اس جہان میں بکار آئندہ ہوں اور یہ عرض تیرے ساتھ وہاں نہ جائیں گے چنانچہ آگے اسکا جواب غلام کی جانب سے ۱۲ [3] بولا شاہا الخ شعر غلام نے کہا کہ عقل کو ناامیدی ہوگی کہ عرض نقل نہیں ہے پس سوا ناامیدی کے بندہ کو نہیں ہے جو عرض یہاں سے گیا تو لوٹا نہیں اگر عرض کو حشر و نقل نہوتا تو باطل ہوتے قول و فعل عقل کے ان عرضونکو نقل ہووے اور رنگ سے اور ہر فانی کا حشر ہووے اور ہی ڈھنگ سے نقل ہر شے کی اسکے لائق ہوتی ہے اور گلہ بان لائق گلہ کے ہوتا ہے ہر عرض کی محشر میں ایک صورت ہے ہر عرض ایک دیت کھیتی ہے آگے مثال ہے تو لینے میں دیکھ کہ تو عرض تھا کہ حرکت جفتی کرنیکی عرض تھی

گر نبودے مرعرض را نقل و حشر — فعل بودے باطل و اقوال نشر
گر نہین ہوتا عرض کو نقل و حشر — ہوتے باطل فعل اور اقوال نشر

این عرضہا نقل شد لون دگر — حشر ہر فانی بود کون دگر
یہ عرض ہو نقل اور ہی رنگ سے — حشر ہر فانی ہوا اور ہی ڈھنگ سے

نقل ہر چیزے بود ہم لائقش — لائق گلہ بود ہم سائقش
نقل ہر شے اُسکے لائق ہوتی ہے — گلہ بان ہوتا ہے لائق گلہ کے

روز محشر ہر عرض را صورتے است — صورت ہر یک عرض را دیدنی است
ہر عرض محشر مین ایک صورت رکھے — ہر عرض کی صورت ایک رویت رکھے

بنگر اندر خود نہ تو بودی عرض — جنبش جفتی و جفتی با غرض
دیکھ اپنے مین نہین تھا تو عرض — حرکت جفتی و جفتی تھی غرض

بنگر اندر خانہ و کاشانہ ہا — در مہندس بود چون افسانہا
[1] ان گھرون کو دیکھ تو اظہار مین — جون فسانہ تھے دل معمار مین

کان فلان خانہ کہ ما دیدیم خوش — بود موزون صفہ و سقف و درش
کہ فلانے گھر کو دیکھا خوش نما — بسکہ موزون چھت تھی در تھا خوب سا

از مہندس آن عرض و اندیشہ ہا — آلت آورد و ستون از بیشہ ہا
فکر و اندیشہ عرض معمار سے — لایا صحرا سے ستون آلات سے

چیست اصل و مایۂ ہر پیشۂ — جز خیال و جز عرض و اندیشۂ
اصل ہر پیشہ کی کیا ہی اے دلا — فکر و اندیشہ عرض سے بس سوا

جملہ اجزاے جہان را بے غرض — در نگر حاصل نشد جز از غرض
سارے اجزاے جہان کو بے غرض — دیکھ تو حاصل نہ ہووے جز غرض

اول فکر آمد آخر در عمل — نسبت عالم چنان دان در ازل
فکر اول ہے اور آخر مین عمل — نسبت عالم ہے ایسی در ازل

میوہ ہا در فکر دل اول بود — در عمل ظاہر بآخر می شود
[2] فکر دل مین میوہ بس اول رہے ہے — اور عمل مین وہ ظہور آخر کرے

چون عمل کردی شجر بنشاندے — اندر آخر حرف اول خواندے
جو کیا تو نے عمل بویا شجر — حرف آخر کو پڑھا اول پسر

گرچہ شاخ و برگ و بیخش اول است — آن ہمہ از بہر میوہ مرسل است
گرچہ اصل و شاخ و برگ اول میں ہے — واسطے میوے کے ہین بھیجے گئے

پس سرے کہ مغز این افلاک بود — اندر آخر خواجۂ لولاک بود
بھید جو کہ مغز تھا افلاک کا — اُسکا آخر خواجۂ لولاک تھا

نقل اعراض است این بحث و مقال — نقل اعراض است این شیر و شغال
ہے عرض کی نقل یہ بحث و قال — ہے عرض کی نقل یہ شیر و شغال

جملہ عالم خود عرض بودند تا — اندر این معنی بیامد ہل اتے
سارا عالم اک عرض تھا خود کہ تا — اندر اس معنی کی آئی ہل اتے

این عرضہا از چہ زاید از صور — وین صورہا از چہ زاید از فکر
یہ عرض پیدا ہوا صورت سے ہی — اور یہ صورت ہے پیدا فکر سے

[1] ان گھرون کو الخ ۲شعر ان گھرون کو تو اظہار کرنے مین دیکھ کہ مانند افسانہ کے تھے معمار کہتے ذہن مین کہ مین نے فلانے گھر کو دیکھا خوشنما ازبسکہ چھت موزون تھی اور دروازہ خوشنما تھا بموجب فکر و اندیشہ معمار کے صاحب خانہ صحرا سے لایا ستون آلات سے اصل ہر پیشہ کی کیا ہے فکر و اندیشہ سواے عرض کے سارے اجزاے جہان کو بے غرض کے دیکھ حاصل نہ ہووے سواے عرض کے اول فکر ہے اور آخر مین عمل ہے نسبت عالم کی ایسی ہی ازل مین تھی باقی مثال اس کی آگے بیان ہے فافہم ۱۲ [2] فکر دل مین الخ ۷شعر میوہ فکر دل مین اول رہے ہے اور عمل مین وہ آخر ظہور کرے جو تو نے عمل کیا اور شجر بویا حرف آخر کو اول مین پڑھا اگرچہ اصل شاخ و برگ اول مین ہے واسطے میوے کے مگر یہ سب ہین جو بھید مغز تھا افلاک کا آخر مین اس کے خواجۂ لولاک تھا یعنے جیسے درخت کے بونے کی غرض میوہ ہوتا ہے اسی طرح افلاک کے پیدا کرنے کی غرض جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تھے یہ سب بحث و قال عرض کی نقل ہے تمام عالم خود ایک عرض تھا کہ تا اس معنے مین آئے سورۂ ہل اتی علے الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا یعنے تحقیق آیا اوپر انسان کے ایک وقت زمانہ سے کہ نہ تھا انسان سے مذکور یعنے انسان اُس وقت صور علمیہ تھین بطور عرض کے یہ عرض پیدا ہوا صورت سے اور یہ صورت پیدا فکر سے ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲۔

این جہان یک فکرت است از عقل کل	عقل چون شاہ است و فکرتہا رسل	یہ جہان[1] اک فکر عقل کل سے ہے	عقل چون شہ فکر چون مرسل کے ہے
عالم اول جہان امتحان	عالم ثانی جزاے این و آن	عالم اول ہے جاے امتحان	عالم ثانی جزاے دو جہان
چاکرت شاہا خیانت میکند	آن عرض زنجیر و زندان میشود	تیرا خادم گر خیانت کو کرے	وہ عرض زنجیر اور زندان بنے
بندہ ات چون خدمتے شائستہ کرد	آن عرض نے خلعتے شد در نبرد	خدمتین شایستہ گر بندے کرین	وہ عرض ہو جاے خلعت جنگ مین
این عرض با جوہر آن بیضہ ست و طیر	این ازان و آن ازین آید بسیر	یہ عرض جوہر ہے جون بیضہ پرند	اس سے یہ یہ اس سے ہووے ہوشمند
گفت شاہنشہ چنین گیر المراد	این عرضہاے تو یک جوہر نزاد	شاہ[2] بولا فرض یہ مین نے کیا	تیرے عرضون سے نہ اک جوہر بنا
گفت مخفی داشتست آن را خرد	تا بود غیب این جہان نیک و بد	بولا مخفی رکھا اسکو عقل نے	غیب تا کہ عالم دنیا بنے
زانکہ گر پیدا شدے اشکال فکر	کافر و مومن نگفتے جز کہ ذکر	کیونکہ گر ہوتین یہ ظاہر شکل فکر	کافر و مومن نہ کہتے جز بذکر
پس عیان بودے نہ غیب اے شاہ من	نقش دین و کفر بودے بر جبین	ہوتین ظاہر غیب مین رہتی نہین	ہوتا نقش کفر و دین زیب جبین
کے درین عالم بت و بتگر بدے	چون کسے را زہرہ تسخر بدے	بت پرست عالم مین کب ہوتا کوئی	اور تمسخر کب بھلا کرتا کوئی
پس قیامت بود این دنیاے ما	در قیامت کہ کند جرم و خطا	پس قیامت ہوتی دنیا اے اخی	جرم کرتا نے قیامت مین کوئی
گفت شہ پوشید حق پاداش بد	لیک از عامہ نہ از خاصان خود	بولا حق نے بدلے یہ مخفی رکھے	پر رکھے ہین عام سے نے خاص سے
گر بدامے افگنم من یک اسیر	از امیران خفیہ دارم نزد زیر	دام مین پھانسون اگر مین اک امیر	کب امیرون کو خبر ہو جز وزیر
حق بمن بنمود پس پاداش کار	در صورہاے عملہا صد ہزار	حق[3] نے پس دکھلائے بدلے وہ مجھے	سیکڑون پس صورت اعمال سے

ہ۱ یہ جہان الخ شعر یہ جہان عقل کل کی فکر سے ہے اور عقل مانند بادشاہ کے و فکر مانند قاصد کے ہے عالم دنیا جاے امتحان کی و عالم عقبیٰ ہے جزا دونون جہان کی آگے مثال فرماتے ہین کہ تیرا خادم اگر خیانت کرے وہ عرض زنجیر و زندان ہو جاے اگر بندے خدمتین شایستہ کرین وہ عرض جنگ مین خلعت ہو جائے یہ عرض و جوہر مانند بیضہ مرغ کے ہے وہ اس سے اور اس سے وہ پیدا ہوتے ہین یعنی غلام نے جواب دیا عرض کو اس عالم مین نقل ہے وگز رہے کیونکہ اول ہر شے کی دل مین فکر پیدا ہوتی ہے بعدہ وہ صورت پکڑتی ہے پس فکر عرض ہے و صورت جوہر ہے جیسے صور علمیہ حق عرض تعین و ظہور دنیا جوہر اسکا ہے اسیطرح افعال اس جہان مین جوہر بنتے جوہر و عرض ہوتا ہے اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ عرض اس جہان مین جوہر ہو جائے گا پھر آگے بادشاہ کا سوال ہے فافہم ۱۲ ہ۲ شاہ بولا الخ شعر شاہ نے کہا کہ مین نے فرض کیا اگر تیرے عرضون سے ایک جوہر نہ بنا غلام نے کہا کہ عقل نے اسکو مخفی رکھا تا کہ دنیا غیب ہے کیونکہ اگر یہ شکلین فکر کی ظاہر ہوتین کافر و مومن سوائے ذکر حق کے نہ کہتے ظاہر ہوتین اور غیب مین نہین رہتی تو نقش کفر و دین زیب جبین عالم ہوتا بت پرست کب کوئی ہوتا اور تمسخر کب کوئی کرتا یہ دنیا قیامت ہوتی اور کوئی قیامت مین جرم نہین کرتا ہے یعنی عقل کل نے ان فکرون کو پوشیدہ رکھا کہ تمام دنیا غیب ہے کہ ظہور شکلون کا ہوتا تو انتظام دنیا نہ رہتا پس دنیا کو عالم غیب سے اسی واسطے کہتے ہین کہ یہان صور علمیہ و جزاے اعمال غائب و پوشیدہ ہین شاہ نے کہا کہ حق نے بدلے بد پوشیدہ رکھے ہین لیکن عام سے نہ کہ خاص سے آگے مثال ہے کہ اگر مین دام مین پھانسون ایک امیر کو کب امیرون کو خبر ہو سواے وزیر کے یعنی وزیر کہ خاص ہے اس راز سے خبردار ہوا اور امیران عام کو نہ ہو باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ہ۳ حق نے الخ شعر حق نے مجھے بدلے دکھائے ہین صورت اعمال سے صدہا تو بتا دے تا کہ مین بالکل جان لون کہ کب۔ راہ کو ابر چھپاتے غلام نے کہا کہ میرے قول سے گیا مقصد تو جانتا ہے کہ وہ جو کچھ کہ تھا یعنی اے بادشاہ جیسے تو بدلے صورت اعمال کے جانتا ہے کہ چور کے واسطے سنگساری ہے پس ایسے ہی بدلے حق کے ہین کہ تو جانتا ہے مجھ سے پھر کیون پوچھتا ہے شاہ نے کہا کہ حکمت اظہار جہان مین حق نے جو کہ جانی عیان ہوتی ہے اور جو کچھ کہ جانتا ہے جب تک پیدا نہین کیا رنج و درد عالم پر نہین رکھا آگے مثال ہے جیسے تو بیکار اک دم نہین رہ سکے جب تک نیکی و بدی تجھ سے نہ اٹھے یہ تقاضا کام کا ہے اس واسطے کہ ہو کل ہووے تا بھید تیرا کھلے پس یہ گلا یہ تن کب ساکن رہے جبکہ دل کی کشش اسے کھینچے پھرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔۔

تو نشانے دہ کہ من دانم تمام / ماہ را بر من نمی پوشد غمام
گفت پس از گفت من مقصود چیست / چون تو میدانی کہ آنچہ بود چیست
گفت شہ حکمت در اظہار جہان / آنکہ دانستہ برون آید عیان
آنچہ میدانست تا پیدا نہ کرد / بر جہان ننہاد رنج طلق و درد
یک زمان بیکار نتوانی نشست / تا بدی یا نیکی از تو بر نہ جست
این تقاضاہاے کار از بہر آن / شد موکل تا شود سرت عیان
پس گلابہ تن کجا ساکن شود / چون سر رشتہ ضمیرش میکشد
تاسۂ تو شد نشان آن کشش / بر تو بیکاری بود چون جان کنش
این جہان و آن جہان زاید ابد / ہر سبب مادر اثر از وے ولد
چون اثر زائید آن ہم شد سبب / تا بزاید زو اثرہاے عجب
این سببہا نسل بر نسل است لیک / دیدۂ باید منور نیک نیک
شاہ با او در سخن اینجا رسید / تا بدید از وے نشانے یا ندید
گر بدید آن شاہ جویا دور نیست / لیک ما را ذکر آن دستور نیست

تو بتا دے کہ میں جانوں وہ تمام / کب چھپاے ابر مہ کو اے غلام
بولا میرے قول سے مقصد ہی کیا / جانتا ہے تو کہ وہ جو کچھ بھی تھا
بولا شہ حکمت باظہار جہان / اُس سے جو جانی وہ آتی ہی عیان
جانے جو کچھ تا نہیں پیدا کیا / نے جہان پہ رنج دردزہ رکھا
تو نہیں بیکار اک دم رہ سکے / تا نہیں نیکی بدی تجھ سے اُٹھے
یہ تقاضا کام کا ہے اس لیے / ہو موکل بھید تیرا تا کھلے
بس یہ کیچڑ تن کی کب ساکن رہے / جو کشش دل کی اُسے کھینچے پھرے
بیقراری[1] اُس کشش کی ہی نشان / جان کنی ہو تجھ پہ بیکاری یہان
یہ جہان اور وہ جہان پیدا مگر / ہر سبب مان اور اثر اُسکا پسر
جو اثر پیدا ہوا وہ بھی سبب / تا اثر پیدا ہو پھر اس سے عجب
یہ سبب ہیں نسل اور نسل کے / آنکھ روشن چاہیے اسکے لیے
شاہ نے پائیں یہانتک اُس سے کہیں / تا نشان اُس سے ملا یا کہ نہیں
گر ملا شہ کو تو کیا کچھ دور ہے / پر نہیں کہنا مرا دستور ہے

باز پرسیدن شاہ حال از غلام دیگر

پھر پوچھنا بادشاہ کا حال غلام دوسرے سے

چون ز گرمابہ بیامد آن غلام / سوے خویشش خواند آن شاہ ہمام
گفت صحالک نعیم دائم / پس لطیفی و ظریف و خوب رو
پس سوے کارے فرستاد آن دگر / تا ازین دیگر شود او با خبر
پیشش بنشاندش بصد لطف و کرم / بعد ازان گفت اے چو ماہ اندر ظلم

جب[2] غلام آیا وہ پھر حمام سے / اپنے پاس اُسکو بلایا شاہ نے
بولا صحت تجھکو نعمت دائمی / تو لطیف اور ہے ظریف اور ہے پری
دوسرے کو بھیجا پھر اک کام کو / باخبر اُس دوسرے سے تا کہ ہو
پھر بٹھایا آگے اپنے لطف سے / بولا مثل ماہ تو ظلمت میں ہے

[1] بیقراری الخ ۔ شعر اسی کشش سے بیان جانکنی ہو وے یہ جہان اور وہ جہان پیدا ہے مگر ہر ایک سبب مان ہے اور اُسکا اثر پسر ہے جو اثر کہ پیدا ہوا وہ بھی سبب ہے تا پھر اثر پیدا ہوا وہ بھی سبب ہے تا پھر اثر اس سے پیدا ہو یہ سبب ہے نسل در نسل ہیں لیکن آنکھ روشن اُسکے لیے چاہیے یہانتک اس سے باتیں کہیں تا اس سے نشان ملا یا کہ نہ ملا اگر شاہ کو ملا تو کہا تو کچھ دور ہے و لیکن کہنا میرا دستور نہیں ہے یعنی بادشاہ نے کہا کہ حکمت آنیکہ اظہار جہان میں جو کہ علم حقتعالے میں ہیں ظاہر ہوتے ہیں اور جب تک کہ ظاہر نہیں کرتا ہے رنج و درد جہان پر نہیں رکھتا ہے جب تک کہ نیکی و بدی تجھ سے نہیں پیدا ہوتی ہے اور یہ تقاضا اُسی کا ہے پس مولانا فرماتے ہیں کہ اس حال کا نشان بادشاہ کو ملا یا نہ ملا اور اگر ملا ہے تو بیان کرنے کا میرا دستور نہیں ہے چنانچہ آگے حال دوسرے غلام کا ہے فافہم ۱۲ [2] جب غلام الخ ۔ شعر جب وہ غلام پھر آیا حمام سے بادشاہ نے اسکو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ صحت تیرے واسطے نعمت ہے ہمیشہ تو لطیف اور ظریف اور خوبرو ہے دوسرے غلام کو بھیجا پھر ایک کام کو تا کہ اُس دوسرے سے خبردار ہو پھر اپنے آگے لطف سے بٹھایا اور کہا کہ تو ظلمت میں مانند ماہ کے ہے تو ماہ وجہ اور مشکبو نیکخو ہے اے افسوس جو تو ایسا نہ ہوتا جیسے وہ تیرا حال کہتا ہے جو تجھ کو دیکھتا خوش ہوتا اور تیری قیمت عالم سے سوا ہوتی غلام نے کہا کہ اے شاہ کچھ تو بھید کہہ مجھ کو وہ کیا کہتا ہے شاہ نے کہا وہ تیری دو رنگی بیان کرتا ہے کہ تو ظاہر میں دوا ہے اور باطن میں درد ہے بد گوئی یار کی بادشاہ سے سنی آتش غصہ اسکی بھڑکی وہ غلام جھاگ لایا اور بڑھا ہوا ہجو اسکی بیحد کرنے لگا باقی حال اسکا آگے بیان کیا ہے فافہم ۱۲

ماہروئے وجد موئے مشکبو — نیک خو و نیک خو و نیک خو
اے دریغا گر نبودے در تو آن — کہ ہمی گوید برائے تو فلان
شاد گشتے ہر کہ رویت دیدنی — دیدنت ملک جہان ارزیدنی
گفت رمزے زانکہ اے بادشاہ — کز برائے من چہ گفت آن دین پناہ
گفت اول وصف و رویت کرد — کاشکارا تو دوائی خفیہ درد
خبث یارش را چو از شہ گوش کرد — در زمان دریائے خشمش جوش کرد
کف برآورد آن غلام و سرخ گشت — تا کہ موج ہجو او از حد گزشت
کو ز اول دم کہ با من یار بود — ہمچو سگ در قحط سرگین خوار بود
چون دمادم کرد ہجوش چون جرس — دست بر لب زد شہنشاہش کہ بس
گفت دانستم ترا زوے بدان — از تو جان گندہ ست وز یارت دہان
پس نشین اے گندہ جان از دور تو — تا امیر او باشد و مامور تو
بہر این گفتند اکابر در جہان — راحة الانسان فی حفظ اللسان
در حدیث آمد کہ تسبیح از ریا — ہمچو سبزہ گولخن دان اے کیا
پس یقین دان صورت خوب و نکو — با خصال بد نیرزد یک تسو
ور بود صورت حقیر و ناپذیر — چون بود خلقش نکو در پاش میر
چند بازی عشق با نقش سبو — بگزر از نقش سبو و آب جو
چند باشی عاشق صورت بگو — طالب معنی شو و معنے بجو
صورت ظاہر فنا گردد بدان — عالم معنی بماند جاودان
صورتش دیدی ز معنے غافلی — از صدف دُر را گزین گر عاقلی
این صدفہائے قوالب در جہان — گرچہ جملہ زندہ اند از بہر جان

تو ہے مہر وجد ہو اور مشکبو — نیک خو اور نیکجو اور نیک خو
اے دریغا گر نہ ہوتا ویسا تو — جیسے وہ کہتا ہے تیرے حال کو
شاد ہوتا جو کہ تجھ کو دیکھتا — تیری قیمت ہوتی عالم سے سوا
بولا کچھ تو بات کہہ اے بادشاہ — مجکو کیا کہتا ہے بس وہ دین پناہ
بولا دو روئی تری کہتا تھا مرد — کہ دوا ظاہر ہے تو باطن میں درد
جو سنی بدگوئی شہ سے یار کی — آتش غصہ بھڑک اسکے اٹھی
جھاگ لایا وہ غلام اور ہو خفا — ہجو بیحد اسکی بس کرنے لگا
روز[١] اول سے کہ میرا یار تھا — قحط میں جیسے سگ وہ چرکین خوار تھا
ہجو اسکی کی بہت مثل جرس — ہاتھ منھ پر رکھ کہا شہ نے کہ بس
بولا پہچانا تجھے اس سے عیان — تیری جان گندی ہے اور اسکا دہان
پیچھے بیٹھ اے گندہ جان اور دور تو — تاکہ میر اب وہ ہو اور مامور تو
کہہ گئے ہیں سب بزرگان جہان — عیش میں وہ ہے کہ جو روکے زبان
ہے خبر میں یون کہ تسبیح ریا — مثل سبزہ ہے کہ گھورے پر اگا
گر[٢] یقین کہ صورت خوب و نکو — ساتھ بد خصلت کے نے لائق ہے و
گر ہو بد صورت وہ اور ہو زشت بھی — نیک خلق اسکا ہو گر یار بس تو
عاشق نقش سبو کب تک ہو تو — ڈھونڈھ پانی چھوڑ تو نقش سبو
کب تک تو عاشق صورت رہے — طالب معنی ہو اور معنی کو لے
ظاہری صورت فنا ہو بیگمان — عالم معنی رہے ہے جاودان
دیکھی صورت غافل معنی ہے تو — لے صدف سے دُر اگر عاقل ہے تو
یہ صدف قالب ہوا عالم میں ہے — گرچہ سب زندہ ہیں جان کیواسطے

[١] روز اول الخ، شعر روز اول سے کہ میرا یار تھا قحط میں مانند سگ کے چرکین خوار تھا جو اسکی ہجو کی مانند جرس کے تو شاہ نے اسکے منھ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ بس اور شاہ نے کہا۔ تجھ کو پہچانا اس سے ظاہر ہے کہ تیری جان گندی ہے اور اسکا دہن لے گندہ جان تو پیچھے بیٹھ اور دور رہ تاکہ وہ امیر ہو اور تو مامور ہو آگے حقائق اسکے ہیں کہ سب بزرگان زمانہ کے کہہ گئے ہیں ترجمہ راحت انسان کی زبان کی حفاظت میں ہے حدیث میں آیا ہے کہ تسبیح ریا کی مثل اس سبزہ کے ہے کہ جو گھورے پر اگا ہو باقی اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲ [٢] گر یقین الخ، شعر یقین کر کہ صورت خوب و نیک ساتھ خصلت بد کے کچھ لائق نہیں ہے اگر وہ بدصورت اور زشت رو ہو مگر نیک خو ہو تو اسکا یار تو ہو عاشق نقش کب تک تو ہوگا پانی ڈھونڈھ و نقش سبو کو چھوڑ کب تک تو عاشق صورت رہے گا طالب معنی کا ہو اور معنی حاصل کر صورت ظاہری فنا ہوگی بیگمان عالم معنی ہمیشہ رہے گا تو صورت دیکھتا ہے اور پانی سے غافل ہے صدف سے گوہر کو لے اگر تو عاقل ہے یہ قالب میں صدف ہوا ہے اگرچہ سب زندہ جانی کے لیے ہیں یعنے صورت پرستی تو چھوڑ اور معنی کو حاصل کر کیونکہ بہتر ہے اس صورت سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

لیک اندر ہر صدف نبود گہر ۔ چشم بکشا در دل ہر یک نگر
کان چہ دارد وین چہ دارد میگزین ۔ زانکہ کمیاب است آن در ثمین
گر بصورت بنگری کوہے بشکل ۔ در بزرگی ہست صد چندان ز لعل
ہم بصورت دست و پا و جسم تو ۔ ہست صد چند انکہ نقش چشم تو
لیک پوشیدہ نباشد بر تو این ۔ کز ہمہ اعضا دو چشم آمد گزین
از یک اندیشہ کہ آید در درون ۔ صد جہان گردد بیکدم سرنگون
جسم سلطان گر بصورت یک بود ۔ صد ہزاران لشکرش در تک بود
باز شکل و صورت شاہِ صفی ۔ ہست محکوم یکے فکر خفی
خلق بے پایان ز یک اندیشہ بین ۔ گشتہ چون سیلے روانی بر زمین
ہست آن اندیشہ پیش خلق خرد ۔ لیک چون سیلے جہان را خورد و برد
خلق عالم چون گلہ است حق شبان ۔ میدواند جملہ را روز و شبان
پس ہمی بینی کہ از اندیشۂ ۔ قائم است اندر جہان ہر پیشۂ
خانہا و قصرہا و شہرہا ۔ کوہہا و دشتہا و نہرہا
ہم زمین و بحر و ہم مہر و فلک ۔ زندہ از وے ہمچو از دریا سمک
پس چرا از ابلہی پیش تو کور ۔ تن سلیمان است و اندیشہ چو مور
می نماید پیش چشمت کہ بزرگ ۔ ہست اندیشہ چو موش تن ہست گرگ
عالم اندر چشم تو ہول و عظیم ۔ ز ابر و برق و رعد داری لرز و بیم

ہر صدف[1] گوہر سے پر ہوتے نہین ۔ آنکھ کھول اور دیکھ دل مین ہر کہین
کیا رکھے یہ اور وہ کر تو طلب ۔ کیونکہ ہے کمیاب یہ گوہر عجب
کوہ گر صورت مین ہوتا ہی بڑا ۔ لعل اُس سے مرتبہ مین سو گنا
دست و پا و جسم صورت مین رکھے ۔ برتری سو حصہ نقش چشم سے
پر نہین پوشیدہ تجھ پر یہ رہے ۔ آنکھ کل اعضا سے بس عظمت رکھے
ایک اندیشہ کہ آئے اندرون ۔ سو جہان ہون ایک دم مین سرنگون
جسم سلطان ایک گر صورت مین ہے ۔ سیکڑون لشکر کو چکر مین رکھے
پھر وہ صورت اور شکل اس شاہ کی ۔ فکر مخفی کی ہے محکوم اے اخی
ایک[2] اندیشہ سے کل خلق جہان ۔ مثل سیلاب زمین پر ہے روان
خلق کے آگے ہے اندیشہ قلیل ۔ پر کرے جون سیل عالم کو ذلیل
خلق جون گلہ و چرواہا خدا ۔ رات دن دوڑائے سب کو جا بجا
دیکھتا ہی تو کہ اندیشہ سے سب ۔ پیشے قائم ہین جہان مین روز و شب
اور خانہ اور مکان اور شہر سب ۔ اور جنگل اور پہاڑ اور نہر سب
ہم زمین و بحر و مہر و ماہ ہے ۔ زندہ اس سے جیسے مچھلی بحر سے
کیون[3] ہی احمق اندھے تیرے سامنے ۔ تن سلیمان فکر ہے جون مور کے
کوہ تیرے آنکھ مین عظمت رکھے ۔ تن بزرگ اور فکر مثل موش ہی
آنکھ مین عالم ترے ہول و عظیم ۔ برق و رعد اور ابر سے رکھے ہی بیم

سلہ ہر صدف الخ شعر ہر اک صدف گوہر سے پر نہین ہوتی ہے آنکھ تو کھول اور دیکھ ہر کہین کیا رکھتا ہے یہ اور وہ طلب کر کیونکہ گوہر معنی کمیاب ہے ہر ایک صدف تن مین آگے اس کی مثال ہے اگرچہ صورت مین کوہ بڑا دکھائی دیتا ہے لیکن بزرگی مین لعل اس سے بڑا ہے دست و پا و جسم صورت مین برتری رکھتا ہے سو حصہ نقش چشم سے لیکن تجھ پر یہ پوشیدہ نہین ہے کہ آنکھ کل اعضا سے عظمت رکھتی ہے ایک اندیشہ کہ دل مین آئے سو جہان ایک دم مین سرنگون ہون جسم سلطان کا صورت مین اگرچہ ایک ہے مگر سیکڑون لشکر کو چکر مین رکھتا ہے پھر وہ صورت اُس شاہ کی ذکر مخفی کی محکوم ہے باقی حال آگے ہے فافہم[12]
سلہ ایک اندیشہ الخ شعر ایک اندیشہ سے مخلوق جہان کی مانند سیلاب کے زمین پر روان ہے مخلوق کے آگے اندیشہ قلیل ہے لیکن سیل کے مانند عالم کو ذلیل کرتا ہے مخلوق مانند گلہ کے اور حق چرواہا ہے رات دن سب کو جا بجا دوڑاتا ہے تو دیکھتا ہے کہ سب اندیشہ سے پیشے قائم ہین جہان مین روز و شب اور خانہ و مکان و شہر و جنگل و پہاڑ اور نہر سب نے ہم زمین و بحر و ماہ زندہ اس سے ہین جیسے مچھلی دریا مین یعنی اندیشہ و فکر سے تمام عالم زندہ ہے اور تمام کام عالم کا اندیشہ ہے چنانچہ اسکا راز آگے فرماتے ہین ۱۲ سلہ کیون ہے الخ شعر کیون احمق ہے اے اندھے کہ تیرے سامنے تن سلیمان اور فکر مانند چیونٹی کے ہے کوہ تیری آنکھ مین عظمت رکھتا ہے تن بزرگ اور فکر مانند موش کے ہے تیرے آنکھ مین عالم پرخوف و عظیم ہے لیکن برق و رعد و ابر سے دہشت رکھتا ہے اے بیچارہ جہان فکر سے تو غافل ہے مثل سنگ بے خبر کے کیونکہ تو بے نقش ہے اور عقل سے غافل ہے تو آدمی کب ہے بچہ خر ہے تو بالکل جہل ہے اور عقل سے نادان ہے تو بو نہین رکھتا ہے اور خدا سے دور ہے سایہ کو شخص جانتا ہے جہل سے اور شخص کو تو کھیل جانتا ہے سہل سے یعنی کون کو تو وجود حقیقی جانتا ہے اور وجود حقیقی کو تو سہل سمجھتا ہے کیونکہ کون سایہ ہے وجود نہین رکھتا ہے اپنی ذات مین[12] بحر العلوم باقی حال آگے ہے فافہم ۔

در جہان فکرتی اے کم ز خر	این وغافل چو سنگے بے خبر	اور جہان فکر سے اے بے ہنر	تو ہے غافل مثل سنگ بے خبر
زانکہ نقشے وز خرد بے بہرۂ	آدمی خو نیستی خر کرۂ	کیونکہ تو ہے نقش و غافل عقل سے	آدمی کب ہے تو بچہ خر کا ہے
جہل محضی وز خرد بیگانۂ	بو نداری وز خدا دیوانۂ	تو جہل ہے اور ناداں عقل سے	بو نہین رکھتا خدا سے دور ہے
سایہ را تو شخص می بینی ز جہل	شخص ازان شد نزد تو بازی و سہل	سایہ کو تو شخص جانے جہل سے	شخص کو تو کھیل جانے سہل سے
نک ز غیبت یک نمودار آتش است	کز لطافت چون ہوائے دلکش است	غیب سے یہ اک نمودار آگ ہے	جون ہوا فرحت لطافت سے رکھے
تا بچشمے در نمی پیچد کثیف	آگہی نبود بصر را زان لطیف	آنکھ سے جبتک نہ خارج ہو کثیف	کب دکھائی دے بصر کو وہ لطیف
با زافزون است ہنگام اثر	از ہزاران تیشۂ و تیغ و تبر	پھر زیادہ ہے یہ ہنگام اثر	سیکڑون تیغ و تبر سے تیز تر
باش تا روزے کہ آن فکر و خیال	بر کشاید بے حجابی پر و بال	ٹھہر تو اک روز وہ فکر و خیال	بے حجابی سے جو کھولے پر و بال
کوہہا بینی شدہ چون پشم نرم	نیست گشتہ این زمین سرد و گرم	کوہ کو دیکھے مثال اک بال کے	نیست ہو جاوے زمین اس حال سے
نے سما بینی نہ اختر نے وجود	جز خدائے واحد حی و دود	نے فلک دیکھے نہ اختر نے وجود	بس سوا اک واحد حی و دود
یک فسانہ راست آید یا دروغ	تا دہد مر راستیہا را فروغ	اک حکایت راست آئے یا دروغ	راستی کو اس سے ہووے تا فروغ

حسد بردن حشم بر آن بندۂ خاص — حسد کرنا ملازمونکا اوپر اس بندۂ خاص کے

پادشاہے بندۂ را از کرم	برگزیدہ بود از جملہ حشم	اک غلام اک شہ نے از راہ کرم	سب غلامون سے کیا مقبول ہم
جامگی او وظیفہ چل امیر	دہ یکے قدرش ندیدہ صد وزیر	اسکو ملتا تھا وظیفہ چل امیر	عشر قدر اسکی نہ رکھتے سو وزیر
از کمال طالع و اقبال و بخت	او ایازے بود و شہ محمود وقت	پس کمال اقبال سے وہ اہل ناز	شاہ تھا محمود وقت اور وہ ایاز

۱ غیب سے الخ یہ شعر غیب سے یہ اندیشہ ایک آتش نمودار ہے اور مانند ہوا کے لطافت سے فرحت رکھتا ہے جب تک آنکھ سے کثافت نہ دور ہو کب دکھائی دے بصر کو وہ لطافت اندیشہ کی پھر یہ ہنگام اثر کی زیادہ ہے صدہا تیغ و تبر سے تیزی مین تو ٹھہر ایک روز وہ فکر و خیال سے بے حجاب ہونے سے جو کھولے پر و بال تو کوہ کو دیکھے مثل ایک بال کے نیست ہوجائے زمین اس حال سے نہ فلک نہ اختر نہ وجود تجھ کو نظر آئے پس سوا ایک واحد ودود کے یعنے تو اشیاے دنیا کو بڑا جانتا ہے اور فکر اور اندیشہ کو ایک شے قلیل جانتا ہے بسبب جہل و بے عقلی کے اگر ایک دن یہ فکر و خیال منکشف ہوا تو یہ زمین و آسمان وغیرہ اشیاے جہان سب نیست ہوجاوینگے اور سوائے ذات مقدس کے تجھکو نہ دکھائی دیگا ایک حکایت اسکو الفقیر صحیح اقبال کہتے ہین راست آئے یا دروغ آوے مگر راستی کو اس سے فروغ ہووے یعنے ایک حکایت ہین اس کی مثال مین کہتا ہون کہ تا راستی کو اس سے رونق ہووے چنانچہ وہ حکایت آگے بیان ہے فافہم ۱۲ ۲ ایک غلام الخ ۳ شعر ایک بادشاہ نے ایک غلام کو از راہ کرم کے سب غلامون سے زیادہ مقبول کیا اُس کو تنخواہ ملتی تھی چالیس امیرون کی دسوان اس کی قدر کا سو وزیر نہ رکھتے تھے پس کمال اقبال و نازسے بادشاہ محمود وقت اور وہ ایاز تھا یعنے بظاہر وہ بادشاہ و غلام محمود و ایاز وقت کا تھا لیکن ناظرین کو لازم ہے کہ یہ ضمن مین مراد خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ محمود سے مراد خدا اور ایاز سے مراد جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم جانین کہ مولانا اس پیرایہ مین نعت حضرت رسول مقبول سرور عالم شفیع اعظم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین آگے بیان اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

روح او با روح شہ در اصل خویش | پیش ازین تن بودہ ہم پیوند خویش
کار آن دارد کہ پیش از تن بدست | بگذر از اینہا کہ نو حادث شد است
چشم عارف است گوئی احول است | چشم او بر کشتہاے اول است
آنچہ گندم کاشتندش و آنچہ جو | چشم او آنجاست روز و شب گرو
آنچہ آبستست شب جز آن نزاد | حیلہا و مکرہا باد است باد
کے شود خوش دل ازین حیلہاے کش | آنکہ بیند حیلۂ حق بر سرش
او درون دام دامے می نہد | جان تو نے زان جہد نے زین جہد
گر بروید ور بریزد صد گیاہ | عاقبت بر روید آن کشت الٰہ
کشت نو کارید بر کشت نخست | این دوم فانی ست و آن اول درست
تخم اول کامل و بگزیدہ است | تخم ثانی فاسد و پوسیدہ است
افگن این تدبیر خود را پیش دوست | گرچہ تدبیرت ہمہ تدبیر اوست
کار آن دارد کہ حق افراشت ست | آخر آن روید کہ اول کاشت ست
ہرچہ کارے از براے او بکار | چون اسیر دوستی اے دوستدار
گرد نفس و دزد کار او مپیچ | ہرچہ آن نبود کار حق ہیچ است ہیچ
پیش از انکہ روز دین پیدا شود | پیش مالک دزد دین رسوا شود
رخت دزدیدہ بتدبیر و فنش | ماندہ و زد اوری بر گردنش

روح اسکی روح شہ سے اصل مین[۱] | تن سے پہلے شرکت باہم رکھین
کام وہ ہے جو کہ پہلے تن سے ہے | چھوڑ دے انکو کہ یہ حادث ہوے
چشم عارف است ہے احول نہین | چشم رکھتا ہے بکشت اولین
بوے گندم یا کہ جو جو کچھ کہ ہے | رات دن ہے آنکھ اسکی اس جگھے
حاملہ شب جو کہ ہے وہ ہے جنے | مکر و حیلہ یہ سب برباد ہے
حیلہ انگیزی سے خوش دل ہو کب | دیکھے حیلہ حق کو اسکے سر پہ جب
دام کے اندر وہ رکھتا دام ہے | تیری جان اس سے نہ اور اس سے بچے
گر اگے سو بار گھانس اور یا گرے[۲] | حق کی کھیتی عاقبت اوپر اگے
کھیت بویا تو نے پہلے کھیت پے | دوسرا ہووے فنا پہلا اگے
تخم پہلا کامل و مقبول ہے | تخم ثانی فاسد اور مجہول ہے
چھوڑ دے تدبیر اپنی یار پے | تیری تدبیر اسکی سب تدبیر ہے
کام وہ ہے جو خدا پورا کرے | بویا جو اول وہی آخر اگے
بوے جو کچھ واسطے اسکے تو بو | یار کا پابند ہے گر اے نکو
کار نفسانی کے پاس اب تو نہ جا | جو نہ حق کا کام ہے وہ ہی برا
اس سے پہلے کہ قیامت کا ہو روز[۳] | پیش حق رسوا ہو دزد دین سوز
مال چوری کا جو ہو تدبیر سے | حشر کو وہ اسکی گردن پر رہے

ف۱ روح اس کی الخ شعر اصل مین روح بادشاہ ہے بدن سے پہلے شرکت باہم رکھتی تھی کام وہ بہتر ہے کہ جو پہلے بدن سے ان کو چھوڑ دے کہ یہ حادث ہوئے ہین چشم عارف کی راست بین ہے احول نہین کہ نگاہ رکھتا ہے گندم یا جو جو کچھ کہ بوے رات دن آنکھ اس کی اس جگہ ہے رات حاملہ جس سے ہے وہ جنتی ہے یہ مکر و حیلہ سب برباد ہے وہ خداوند حیلہ انگیزی سے خوش دل کب ہووے دیکھے حیلہ حق کا جب اس کے سر پہ دیکھے دام کے اندر وہ حیلہ گر دام حق کا رکھتا ہے تیری جان اس سے نہ اور اس سے بچے گی یعنی روح جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح حق سے جسم سے پہلے مشترک تھی چشم عارف کی کہ راست بین ہے جسم کی دوئی کو نہین دیکھتی ہے نظر اسی روح مشترکہ پر اب تک رکھتی ہے چنانچہ مولانا اس پیش بینی نظر عارف کا حال آگے مثالون مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ف۲ گر اگے الخ شعر اگر سو بار گھانس اس پر پڑے یا گرے آخر کار حق کی کھیتی اگے گی تو نے کھیت بویا پہلے کھیت پے بوے پر دوسرا کھیت فنا ہووے اور اول اگے کیونکہ پہلا تخم کامل و مقبول ہے اور دوسرا تخم فاسد و مجہول ہے یعنے وہ دام دوسرا ہے پس تیرا دام فنا ہوگا اور حق کا دام باقی رہے گا اور اس کا عمل جاری ہوگا پس چھوڑ دے اپنی تدبیر یار پر کہ تیری تدبیر سب اس کی تدبیر ہے یعنے ارادہ اللہ کا غالب ہے کام وہ ہے کہ جو خدا پورا کرے جو کہ اول بویا ہے وہ آخر اگے گا تو جو کچھ بوتا ہے اس کے واسطے بو کیونکہ مرد یار کا پابند ہے تو کار نفسانی کے پاس اب نہ جا جو حق کا کام نہین ہے وہ بدتر ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ اس سے پہلے الخ شعر قیامت کے روز سے پہلے دین کا چور رسوا ہوگا جو مال چوری کا تدبیر سے ہوگا حشر کو وہ اس کی گردن پر رہے گا اگر سیکڑون عقلین جمع کرین اور اس کے دام کے سوا ایک دام وہ رکھین اور اپنے دام کو وہ مضبوط پائین پس کب گھانس کو ہوا کی طاقت ہووے اگر تجھ کو یقین نہین ہے قرآن مین دیکھ کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے ترجمہ اللہ بڑا حیلہ کرنے والا ہے یعنی حیلہ اللہ کا سب پر غالب ہے پس حق کے مقابل مین حیلہ نہ کرنا چاہیے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲۔

صد ہزاران عقل باہم بر جہند	تا بغیر دام او دامے نہند	سیکڑون عقلین اگر با ہم ملین	اور سوا دام اسکے اک دام اور کہین
دام خود را سخت تر یابند و بس	کے نماید قوتے با باد و خس	دام کو مضبوط پائین اپنے وہ	کب ہوا کی ہوئے طاقت گھاس کو
ور نداری باور از من و ببین	در نبی واللہ خیر الماکرین	دیکھ قرآن مین اگر باور نہین	ہے کہا واللہ خیر الماکرین
گر تو گوئی فائدہ ہستی چہ بود	در سوالت فائدہ ہست اے عنود	فائدہ ہستی سے کیا گر تو کہے	فائدہ کچھ تو ہے او کینین کیے
گر ندارد این سوالت فائدہ	چہ شنوم این را عبث بیفائدہ	گر سوال اب یہ رکھے نے فائدہ	کسلیئے اسکو سنون بیفائدہ
در سوالت فائدہ دارد یقین	پس جہان بیفائدہ نبود ببین	فائدہ گر یہ سوال آخر رکھے	پس جہان بیفائدہ کیونکر رہے
در سوالت را بسے فائدہ ہاست	پس جہان بیفائدہ آخر چراست	گر سوال اب فائدہ از بس رکھے	ہے جہان بیفائدہ کسواسطے
در جہان از یکجہت بیفائدہ است	از جہات دیگر پر فائدہ است	اک جہت سے ہی جہان بیفائدہ	اور جہتون سے رکھے ہی فائدہ
فائدہ تو گر مرا فائدہ نیست	مر ترا چون فائدہ است از وے مایست	فائدہ تجکو اگر نے مجھ کو ہو	تجکو گر ہو فائدہ قائم رہو
فائدہ تو گر مرا نبود مفید	چون ترا شد فائدہ گیر اے مرید	فائدہ تیرا نہ مجکو ہو مفید	تجکو گر ہو فائدہ لے اے مرید
ور نیم زان فائدہ حر ابن حرہ	مر ترا چون فائدہ است از وے مبر	فائدہ سے گر مین آزاد اب ہوا	گر ہو تجکو فائدہ مت ہو جدا
حسن یوسف عالمے را فائدہ	گرچہ بر اخوان عبث بد زائدہ	حسن یوسف سے جہان کو فائدہ	بھائیون پر بس ہوا تھا ناروا
لحن داؤدی چنان محبوب بود	لیک بر محروم بانگ چوب بود	لحن داؤدی تو بس محبوب تھا	پر وہ محرومون پہ بانگ چوب تھا
آب نیل از آب حیوان بد فزون	لیک بر قبطی منکر بود خون	آب حیوان سے فزون تھا نیل کا	قبطی منکر کو لیکن خون تھا
ہست بر مومن شہیدے زندگی	بر منافق مردن است و ژندگی	ہے شہادت مومنون پر زندگی	اور منافق پر ہے موت و مردگی
چیست در عالم بگو یک نعمتے	کہ نہ محروم اند از وے امتے	کون سی عالم مین نعمت ہے کہو	کہ نہ محروم اس سے ہے اک امت ہو
گاؤ خر را فائدہ چہ از شکر	ہست ہر جان را یکے قوتے دگر	گاؤ خر کو فائدہ شکر سے کیا	قوت ہر اک جان کا بس ہی جدا
لیک گر آن قوت بر وے عارضی	پس نصیحت کردن او را رائضی	لیک وہ قوت اُسپہ گر ہے عارضی	بند کرنا اسکو ہے چابک گری

۱؎ فائدہ ہستی الخ، شعر اگر تو کہے کہ فائدہ ہستی سے کیا ہے تو تیرے سوال کرنے مین کچھ فائدہ ہے اگرچہ سوال اب فائدہ نہین رکھتا ہے تو مین کس لیے اس کو سنون بے فائدہ اگر یہ سوال آخر یہ فائدہ رکھتا ہے پس جہان بے فائدہ کس واسطے ہے ایک جہت سے اور اگر تجھ کو فائدہ نہین ہے تو مجھ کو ہو اگر تجھ کو فائدہ ہے قائم رہ تیرا فائدہ مجھ کو مفید نہ ہو اور اگر تجھ کو فائدہ ہو دے لے اے مرید اگر مین فائدہ سے اب آزاد ہوا اگر تجھ کو فائدہ ہو مت جدا ہو آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۲؎ حسن یوسف الخ، شعر یوسفؑ کے حسن سے جہان کو فائدہ ہے بھائیون پر بس ناروا تھا لحن داؤدی سب کو محبوب تھا ولیکن محرومون پر بانگ چوب تھا آب نیل کا آب حیوان سے افزون تھا ولیکن قبطی منکر کو خون تھا شہادت مومنین پر زندگی ہے لیکن منافق پر موت و مرگ ہے تم کہو کون سی عالم مین نعمت ہے کہ اس سے محروم اک امت نہ ہوئے گا وُ خر کو شکر سے کیا فائدہ غذا ہر ایک جان کی جدا ہے ولیکن وہ غذا اگرچہ اس پر عارضی ہے نصیحت اس کو کرنا چابک گری ہے یعنے ایک شے ہے کہ ایک شے کو نفع دیتی ہے دوسرے کو ضرر پہونچاتی ہے جیسے شکر گاؤ خر کو ضرر پہونچاتی ہے لیکن نصیحت کرنا اُس کو آراستگی ہے کہ وہ غذا موجب ضرر نہ ہو چنانچہ اس کی مثال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

چون کسے کو از مرض گل داشت دوست
گرچہ پندارد کہ آن خود قوت اوست

قوت اصلی را فرامش کردہ است
روے در قوت مرض آوردہ است

قوت اصلی بشر نور خدا است
قوت حیوانی مر او را ناسزا است

لیک از اول درین افتاد دل
کہ خورد او روز و شب زین آب و گل

روے زرد و پاے سست و دل سبک
کو غذاے والسماء ذات الحبک

آن غذاے خاصگان دولت است
خوردن آن بے گلو و آلت است

شد غذاے آفتاب از نور عرش
مر حسود دیو را از دود فرش

در شہیدان یرزقون فرمودہ حق
آن غذا را نہ دہان بد نہ طبق

دل ز ہر یارے غذاے میخورد
دل ز ہر علمے صفائی می برد

صورت ہر آدمی چون کاسہ است
چشم از معنی او حساسہ است

از لقاے ہر کسے چیزے خوری
وز قران ہر قرین چیزے بری

چون ستارہ با ستارہ شد قرین
لائق ہر دو اثر زاید یقین

از قران مرد و زن زاید بشر
وز قران سنگ و آہن ہم شرر

وز قران خاک با باران ہا
میوہ ہا و سبزہ و ریحانہا

وز قران سبزہ ہا با آدمی
دل خوشی و بے غمی و خرمی

نوش را بگذاشتہ سم خوردہ است
قوت علت ہمچو چوبش کردہ است

وز قران خرمے با جان ما
می بزاید خوبی و احسانہا

قابل خوردن شود اجسام ما
چون برآید از تفرج کام ما

جیسے[1] مٹی کھائے مرضونین کوئی
گرچہ جانے کہ خورش ہے وہ مری

قوت اصلی کو وہ اپنے بھول کر
رکھتا ہے قوت مرض پیش نظر

نور حق ہے قوت اصلی بشر
قوت حیوانی کرے اس کو ضرر

پر مرض سے یہ ہوا مرغوب دل
کہ وہ کھاتا رات دن ہے آب و گل

زرد رو اور سست پا اور دل سبک
ہے کہان قوت سما ذات الحبک

وہ[2] غذا کہ خاصگان حق کی ہے
بے گلو آلہ کے کھاتے ہین اسے

ہے غذاے شمس نور عرش سے
اور شیطان کے دھوان ہے فرش سے

یرزقون حق شہیدون کو کہے
اس غذا کو کچھ نہ حاجت منھ کی ہے

دل غذا پاتا ہے ہر اک یار سے
دل صفا ہر علم سے بس ہوتا ہے

صورت انسان ہے مثل اک جام کے
چشم معنی اسکی سے بس حس کرے

تو لقاے ہر کسی سے لے غذا
قرب سے لے ہر قرینون کی غذا

جو[3] ستارہ ہو ستارے کے قریب
ہو اثر دونون کے لائق اے حبیب

قرب مرد و زن سے پیدا ہو بشر
قرب سنگ آہن سے پیدا ہو شرر

قرب باران خاک سے پیدا ہوا
میوہ اور ریحان و گل اور سبزہ ہا

قرب سبزہ سے کرے جو آدمی
ہو خوشی اور بے غمی اور خرمی

کھانا اپنا چھوڑ کھایا زہر خوب
کر دیا قوت مرض نے مثل چوب

خرمی کو قرب ہو جو جان سے
خوبی و احسان وہ پیدا کرے

جسم قابل ہووے کھانے کے مرا
کیون نہ ہووے کام فرحت سے مرا

[1] جیسے مٹی الخ شعر جیسے کوئی شخص مٹی کھائے مرضون مین وہ اگرچہ جانے کہ میری خورش ہے غذاے اصلی کو وہ اپنی بھول کر غذاے مرض پیش نظر رکھتا ہے غذا اصلی بشر کی نور حق ہے اور غذا حیوانی اس کو ضرر کرے لیکن مرض سے یہ مرغوب ہوا ہے کہ وہ رات دن آب و گل کھاتا ہے اور زرد رو اور سست قدم و سبک دل ہے غذا روحی کہان ہے ترجمہ قسم ہے اس آسمان کی کہ صاحب راہ ہے یعنی کہ رسائی آسمان پر ہووے آگے بیان اس غذا کا ہے فافہم ۱۲ [2] وہ غذا الخ شعر وہ غذا کہ خاصان حق کی ہے بغیر آلہ و گلو کے اسے کھاتے ہین غذاے شمس کی کہ نور عرش سے ہے اور غذا شیطان کی دھوین فرش سے یرزقون فرحین بما اٰتٰهم الله من فضله یعنی رزق دیے جاتے ہین اور خوش ہین اس چیز سے کہ دی گئی ہے حق شہیدون کو کہتا ہے اس غذا کو کچھ دہن کی حاجت نہین ہے آگے حقائق ہین اور حسن پرستی کا بیان ہے دل غذا پاتا ہے ہر ایک یار سے اور دل صفائی پاتا ہے ہر ایک علم سے صورت انسان کی مثل ایک جام کے ہے اور اسکے معنی سے چشم حس کرتی ہے تو ہر کسی کی لقاسے غذا لے اور ہر قریبون کے قرب سے غذا یعنی صورت انسان کی مثل پیالہ پر طعام کے ہے کہ ذات الجمیع اسماء و صفات انسان کی تربت چشم دل عارف اہل حس کی لقاسے اور قریبونکی صحبت سے وہ غذا پاتی ہے چنانچہ اس غذا کی مثال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] جو ستارہ الخ شعر جو ستارہ قریب ستارہ کے ہو اثر دونون کے لائق پیدا ہو قربت مرد و زن سے بشر پیدا ہو اور قرب سنگ آہن سے شرر پیدا ہو قرب خاک و باران سے میوہ و ریحان و گل و سبزہ اگے خوشی و خرمی و بیغمی ہو جان سے جو قرب خرمی کو ہو خوبی احسان وہ پیدا کرے جسم میرا قابل کھانے کے ہووے کیونکہ میرا کام فرحت سے ہووے یعنی اس غذاے روحی کے حصول سے عارف کو فرحت ہوتی ہے سبب وہ فرحت موجب کشود کاری ہے چنانچہ اس کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲۔

سرخروئی از قران خون بود / خون ز خورشید خوشی گلگون بود
بہترین رنگہا سرخی بود / دل ز خورشید است از وی میرسد
ہر زمینے کو قرین شد با زحل / شورہ گشت کشت را نبود محل
قوت اندر فعل آید ز اتفاق / چون قران دیو با اہل نفاق
این معانی راست از چرخ نہم / بے ہمہ طاق وطرم طاق طرم
خلق را طاق وطرم عاریتی است / امر را طاق وطرم ماہیتی است
از پے طاق وطرم خواری کشند / بر امید عز در خواری خوش اند
بر امید عز دو روزہ خدوک / گردن خود کردہ اند از غم چو دوک
چون نمی آیند اینجا کہ منم / کاندرین عز آفتاب روشنم
مشرق خورشید برج قیرگون / آفتاب ما ز مشرق ہا برون
مشرق او نسبت ذرات او / نہ برآمد نہ فرو شد ذات او
ما کہ واپس ماندہ ذرات ویم / در دو عالم آفتاب بے فیئم
باز گرد شمس میگردم عجب / ہم ز فر شمس باشد این سبب
شمس باشد بر سببہا مطلع / ہم ازو حبل سببہا منقطع
صد ہزاران بار ببریدم امید / از کہ از شمس این شما باور کنید
تو مرا باور مکن کز آفتاب / صبر دارم من و یا ماہی ز آب

سله سرخرو ہو قرب سے خون کے تکو / خون خورشید خوشی سے سرخ ہو
سرخ رنگت بہترین رنگ ہے / پہونچتی ہے جو کہ وہ خورشید سے
جس زمین مین قرب ہووے زحل سے / شور ہووے اور نہین کھیتی اُگے
قوت آوے فعل مین با اتفاق / قرب شیطان جیسے با اہل نفاق
اس معانی کو نوین افلاک سے / کر و فر بے کر و فر کے پہونچے ہے
خلق مین یہ کر و فر ہے عاریت / امر حق کو کر و فر ہے ماہیت
کر و فر کے واسطے بس خوار ہین / طمع عزت کیلیے خواری رکھین
ہین سله پریشان عز دو دن کیلیے / مثل تکلے کے ہی گردن رنج سے
کیون نہین آتے یہان وہ کہ مین / روشن ایک خورشید ہون العز ازین
برج نیلا شرق ہے خورشید کا / شرقون سے شمس باہر ہے مرا
شرق نسبت اُسکے ذرونکے ملے / نے طلوع و غروب ذات اسکی رکھے
ہم جو پیچھے رہ گئے ذرے نہین / شمس کے سایہ مین ہم کونین مین
شمس کے ہم گرد پھرتے ہین عجب / دبدبہ سے شمس کے ہی یہ سبب
شمس ہوتا ہے سبب پر مطلع / بھی سبب کا رشتہ اس سے منقطع
لاکھون بار امیدین ہم نے چھوڑدین / کس سے اس شمس زمان سے ہی یقین
مت یقین کر مجکو ہے خورشید سے / صبر یا کہ آب سے مچھلی کو ہے

سله سرخرو الخ، شعر قرب خون سے سرخرو ہو خورشید خوشی سے خون سرخ ہو بہترین رنگ سرخ رنگت ہے جو کہ وہ خورشید سے حاصل ہوتی ہے جس زمین کو زحل سے قرب ہووے وہ شور ہووے وہ کھیتی نہ اُگے اتفاق سے قوت فعل مین آئے جیسے قرب شیطان سے اہل نفاق کو اس معنی کو افلاک نہم سے بغیر کر و فر کے کر و فر پہونچتی ہے عالم خلق مین یہ کر و فر عاریت ہے اور عالم امر مین یہ کر و فر ماہیت ہے پس خوار ہین کر و فر کے واسطے اور عزت کے لیے خواری رکھتے ہین یعنے یہ کر و فر دنیا مین عارضی ہے اور معنے مین قدیمی ہے پس تو اے عارف یہ کر و فر یہان مت چاہ کہ فنا ہوگا بلکہ کر و فر معنے مین حاصل کر یہ ہمیشہ تجھے حاصل ہوگا باقی حال اس کا آگے بیان کرتے ہین فافہم ۱۲ سله ہین پریشان الخ، شعر دو دن کی عزت کے لیے پریشان ہین اور گردن اس کی مثل تکلے کے ہے رنج سے آگے مقولہ عالم معنے کا ہے وہ کیون نہین یہان پر آتے ہین کہ مین ایک خورشید روشن ہون اعزاز سے خورشید کا مشرق برج نیلا ہے میرا شمس باہر ہے شرقون سے شرق بہ نسبت اس کے ذرون کے معلوم ہوتا ہے ورنہ طلوع اور غروب ذات اُس کی نہین رکھتی ہے یعنے آفتاب معنے کو طلوع اور غروب نہین ہی مگر بسبب پیچھے رہنے کہ ہم ذرہ ہو گئے دونون جہانمین شمس کے سایہ مین ہین ہم شمس کے گرد پھرتے ہین بسبب دبدبہ شمس کے یہ سبب ہے شمس سبب پر مطلع ہوتا ہے یعنے شمس معنی سبب پر رشتہ سب کو قطع کرکے دور ڈالتا ہے لاکھون بار ہم نے امیدین چھوڑ دین کس سے اس شمس زمانہ سے تجھے یقین ہے تو یقین مت کر کہ خورشید معنے سے مجھ کو صبر ہے یا کہ آب سے مچھلی کو ہے یعنی لاکھون بار ہم نے شمس معنے سے امیدین چھوڑ دین مگر صبر نہ کر سکے اور پھر رجوع کی آگے اس ناامیدی کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

در شوم نومید نومیدی من — عین صنع آفتاب است ای حسن
عین صنع از نفس صانع چون برد — عین ہست از غیر ہستی چون چرد
جملہ ہستیہا ازین روضہ چرند — گر براق و تازیان یا خود خرند
لیک اسپ کور کورانہ چرد — می نبیند روضہ را زانست رد
وانکہ گردشہا ازین دریا ندید — ہر دم آرد رو بمحراب جدید
او ز بحر عذب آب شور خورد — تا کہ آب شور او را کور کرد
بحر میگوید بدست راست خور — ز آب من اے کور تا یابی بصر
ہست دست راست اینجا ظن راست — کو بداند نیک و بد را کز کجاست
نیزہ گردانیست اے نیزہ کہ تو — راست میگردی گہ و گاہی دوتو
ما ز عشق شمس دین بے ناخنیم — ورنہ ما آن کور را بینا کنیم
ہان ضیاء الحق حسام الدین تو زود — داروش کن کوری چشم حسود
توتیائے کبریائے تیز فعل — دارو ظلمت کش استیز فعل
آنکہ گر بر چشم اعمے برزند — ظلمت صد سالہ را زو بر کند
جملہ کوران را دوا کن اے قمر — اے نہال میوہ دار افشان ثمر
جملہ کوران را دوا کن جز حسود — کز حسودی بر تو می آرد جحود
مر حسودت را اگرچہ آن منم — جان مدہ تا ہمچنین جان میکنم
آنکہ او باشد حسود آفتاب — کور میگردد ز بود آفتاب

جو میں ہون نومید نومیدی مری[۱] — عین صنعت شمس کی ہے اے اخی
عین صنع کھینچے کب صانع سے دست — غیر ہستی سے چرے کب عین ہست
ہستیان سب اس چراگہ سے چرین — گر براق و اسپ یا خر گاؤ ہین
اسپ اندھا مثل اندھون کے چرے — دیکھتا سبزہ نہین محروم ہے
گردش[۲] اس دریا کی جو دیکھے نہین — وہ نئی محراب پر لائے یقین
کھاری پانی میٹھے دریا سے پیا — پانی کھاری نے اُسے اندھا کیا
بحر کہتا ہے کہ سیدھے ہاتھ پر — پانی پی اندھے کہ تا پائے بصر
ہاتھ سیدھا یان گمان نیک ہے — کون جانے نیک و بد کس جا سے ہے
نیزہ گردان وہ ہے اور نیزہ ہے تو — گاہ سیدھا تو پھرے گہ دونون سو
شمس دین کے عشق سے عاجز میں ہون — ورنہ اُس اندھے کو مین بینا کرون
ہان ضیاء الحق حسام الدین تو — جلد اچھی کر دے اُسکی آنکھ کو
تو[۳] ہے سرمہ کبریا اور پر اثر — دافع ظلمت دوائے تیز تر
چشم نابینا پہ گر اُس کو رکھے — سو برس کی ظلمت اُس سے دور کرے
کر تو سب اندھون کی دارو اے قمر — اے درخت میوہ دار دے پر ثمر
کر دوا اندھون کی حاسد کے سوا — تجھ سے از راہِ حسد منکر ہوا
حاسدون کو تو اگرچہ میں بھی ہون — جان نہ دے تا ایسے ہی جان انکی لون
جو کوئی ہووے حسود آفتاب — کر دے اندھا اُسکو بود آفتاب

۱؎ جو مین ہون الخ یہ شعر اگر مین نا امید رہون تو نا امیدی میری عین صنعت شمس کی ہے ہاتھ کھینچے عین ہست کب غیر ہستی سے غذا پائے سب ہستیان اس چراگاہ سے چرین اگرچہ براق واسپ وخر گاو ہین آگے مثال اس کی ہے اندھا اسپ مانند اندھون کے چرتا ہے اور سبزہ نہین دیکھتا ہے محروم ہے یعنی سب غافلان دنیا ذات حق سے غذا پاتے ہین مگر بسبب لاعلمی کے مثل اندھون کے لذت و فرحت اُسکی سے محروم ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲؎ گردش الخ یہ شعر عوام نے دریائے نبوت کی گردش نہین دیکھی وہ نئی محراب پر یقین لائے میٹھے دریا سے کھاری پانی پیا اور اُس نے اُسے اندھا کیا دریا کہتا ہے کہ سیدھے ہاتھ پر اے اندھے پانی پی کہ تا بصر تو پائے سیدھا ہاتھ یہان گمان نیک ہے کون جانتا ہے کہ نیک و بد کس جا سے ہے وہ نیزہ ہلانے والا ہے اور نیزہ تو ہے کبھی سیدھا تو پھرے اور کبھی دونون طرف مین شمس دین کے عشق سے مین عاجز ہوا ہون ورنہ اس اندھے کو مین بینا کرتا مگر کیا کرون کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اجازت نہین دیتے ہین ضیاء الحق حسام الدین تو جلد اچھا کر دے اُن کی آنکھ کو یعنے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام غافلان دنیا کو بینا فرما دیجیے کہ تیرہ دلی سے نجات پا کر معرفت حق حاصل ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳؎ تو ہے سرمہ الخ یہ شعر تو ہے سرمہ کبریا اور پر اثر دافع ظلمت اور دوائے تیز تر اگر کوئی اُس کو چشم نابینا پر رکھے سو برس کی ظلمت اُسکی دور کر دے تو سب اندھون کی دارو کر اے قمر و اے درخت میوہ دار اور پر ثمر تو اندھون کی دوا کر سوا حاسد کے کہ تجھ سے جو از راہ حسد کے منکر ہوا ہے تو حاسدون کو کہ اگرچہ مین بھی ہون جان مت دے تا جان اُن کی ایسی ہے مین لون جو کوئی حسود آفتاب ہووے وہ اندھا نور آفتاب سے ہووے یعنی سب افعالون مین حسد بد تر ہے جو نبی اللہ سے حاسد ہوا وہ اندھا ہے یہان اور وہان باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

اینت دردِ بے دوا کورست آہ   اینت افتادہ ابد در قعر چاہ
نفی خورشید ازل بیست او   کے برآید این مراد او بگو
باز آن باشد کہ آید نزد شاہ   باز کورست آنکہ او گم کردہ راہ

اندھاپن[1] تیرا ہے دردِ بے دوا   چاہ مین ڈوبا ہے تو جس سے سدا
نفی خورشید ازل چاہے جو وہ   کب مراد اُسکی بر آئے یہ کہو
باز ہے وہ جو کہ آئے نزد شاہ   باز وہ اندھا ہے بھولے جو کہ راہ

گرفتار شدن باز میان چغدان با ویرانہ

گرفتار ہونا باز کا درمیان اُلّوؤنکے ویرانہ مین

باز در ویرانہ بر چغدان فتاد   راہ را گم کرد در ویران فتاد
او ہمہ نور ست از نورِ رضا   لیک کورش کرد سرہنگ قضا
خاک در چشمش زد و از راہ برد   در میان چغد و ویرانش سپرد
بر سر آن چغدانش بر سر میزنند   پرّ و بال نازنینش می کنند
ولولہ افتاد در چغدان کہ ہا   باز آمد تا بگیرد جاے ما
چون سگان کوے پر خشم و مہیب   اندر افتادند در دلق غریب
باز گوید من چہ در خوردم بہ چغد   صد چنین ویران ہا کردم بہ چغد
من نخواہم بود اینجا می روم   سوے شاہنشاہ راجع میشوم
خویشتن مکشید اے چغدان کہ من   نے مقیم میروم سوے وطن
این خراب آباد در چشم شماست   ورنہ ما را ساعد شہ باز جاست
چغد گفتہ باز حیلت می کند   تا ز خان و مان شما را بر کند
خانہاے ما بگیرد او بہ مکر   بر کند ما را بسالوسی ز وکر

باز[2] آکر اُلّوؤن مین اک پھنسا   راہ بھولا اور بیابان مین پڑا
جملہ وہ نور رضا سے نور ہی   پر کیا حکم قضا نے کور اُسے
خاک ڈال آنکھو نمین گمرہ کر دیا   اُلّوؤن کے ساتھ ویرانہ دیا
سر پہ اُسکے ایسے اُلّو سر چڑھے   نوچنے سب بال و پر اُسکے لگے
اُلّوؤن مین شور و غل اک پڑ گیا   کہ ہماری باز اب لیتا ہے جا
جیسے کتّے کٹکھنے غصہ مین آ   پھاڑتے گدڑی مسافر کی ہین جا
باز بولا اُلّوؤن سے تنگ ہون   ایسے سو ویرانے انکو چھوڑ دون
مین نہین رہتا یہان جاتا ہون مین   عزم شاہنشاہ کب کرتا ہون مین
مت مرو اے اُلّوؤ جاتا ہون مین   پس وطن کو اور نہین رہتا ہون مین
یہ خراب آباد تم ہو دیکھتے   ورنہ دست شاہ میری جاے ہے
بولے[3] اُلّو حیلہ کرتا باز ہے   تا ہمارا خان و مان برباد دے
گھر ہمارا مکر سے وہ چھین لے   اور گھر سے وہ ہمین بے گھر کرے

ا اندھاپن الخ یہ شعر تیرا اندھاپن ایک درد لا دوا ہے کہ جس سے تو چاہ ذلت مین ڈوبا سدا ہے نفی جو خورشید ازل کی وہ چاہے اُسکی کب مراد بر آئے اور کہو وہ شخص باز ہے کہ نزدیک بادشاہ کے آئے اور وہ باز اندھا ہے کہ جو راستہ بھولے یعنے جو مطیع پیغمبر علیہ السلام ہے وہ باز ہے اور منکر اُسکا اندھا ہے چنانچہ اس باز کا قصہ آگے مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۲ باز آکر الخ اشعار ایک باز آکر اُلّوؤن مین پھنسا اور راہ بھول کر بیابان مین پڑا نور و ضیا سے وہ بالکل نور و ضیا تھا لیکن حکم قضا نے اندھا اُسے کیا آنکھون مین اُسکی خاک ڈال کر گمراہ کر دیا اور اُلّوؤن کے ساتھ ویرانہ دیا اُسکے اُلّو ایسے سر پر چڑھے کہ سب بال و پر اُس کے نوچنے لگے اُلّوؤن مین ایک شور و غل پڑ گیا کہ ہماری جا اب باز لیتا ہے آگے مثال ہے جیسے کتّے غصے مین آکر گدڑی مسافر کی پھاڑتے ہین باز نے کہا کہ مین اُلّوؤن سے تنگ ہون ایسے سو ویرانے ان کو چھوڑ دون مین یہان نہین رہنا چاہتا ہون طرف شاہنشاہ کے مین رجوع کرتا ہون مت مرو اے اُلّوؤ مین جاتا ہون سوے وطن اور نہین رہتا ہون یہ خراب آباد تم بہتر جانتے ہو ورنہ دست شاہ میری جگہ ہے یعنے مولانا اشارہ کرتے ہین طرف جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کفار عرب سے حضور کا یہی معاملہ تھا جو بیان فرماتے ہین ۱۲ ۳ بولے اُلّو الخ شعر اُلّوؤن نے کہا کہ باز حیلہ کرتا ہے تا ہمارا خانمان برباد کر دے اور مکر سے گھر چھین لے اور ہمین گھر سے بے گھر کرے واللہ کل حریصون سے یہ بدتر ہے چھاج کے مانند حرص سے مٹی کھاتا ہے دیکھو اے یار تو دُنبہ دے شاہ دوست شاہ سے جھوٹ کہتا ہے تاکہ ہم غریبون کو گمراہ کرے کب ایک مرغ حقیر جنس شاہ کا ہو عقل اگر تھوڑی بھی ہو تو مت سنو اگر وہ جنس شاہ یا جنس وزرا سے ہے تو لائق لوزینہ کے وہ لسن کب ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

مینماید سیری این حیلت پرست — والله از جملهٔ حریصان بدترست
از خورد از حرص طین را همچو دبس — دنبه مسپار بدلے یاران نحس
لاف از شہ میزند و ز دست شاه — تا برد از ما سلیمان را ز راه
خود چه جنس شاه باشد مرغکے — مشنوش گر عقل داری اندکے
جنس شاه هست او یا جنس وزیر — هیچ باشد لائق لوزینه سیر
انچه میگوید ز مکر و فعل و فن — هست سلطان با حشم جویای من
اینست مالیخولیائے ناپذیر — اینست لاف خام و دام گول گیر
هر که این باور کند او ابلهی است — مرغک لاغر چه درخورد شهی ست
کمترین چند ار زند بر مغز او — هر دو را یاری گرے از شاه کو
گفت باز ار یک پر من بشکند — بیخ چندرستان شهنشه بر کند
جغد خود چه بود اگر با زے مرا — دل برنجاند کند با من جفا
شه کند توده بهر شیب و فراز — صد هزاران خرمن از سرهای باز
پاسبان من عنایات وے است — هر کجا که من روم شه در پیست
در دل سلطان خیال من مقیم — بے خیال من دل سلطان سقیم
چون بپراند مرا شه در روش — می پرم بر اوج دل چون پرتوش
همچو ماه و آفتابے می پرم — پرده های آسمانها می درم
روشنی عقلها از فکرتم — انفطار آسمان از فطرتم
بازم و در من شود حیران هما — جغد که بود تا بداند سرّ ما

بس غنا ہم کو بتائے حیلہ گر — کل حریصوں سے ہے واللہ وہ بتر
مثل چھاج اب کھائے مٹی حرص سے — دیکھو کوے یار دنبہ تو نہ دے
جھوٹ کہتا شاہ و دست شاہ سے — ہم غریبوں کو وہ تا گمرہ کرے
کب حقیر اک مرغ جنس شاہ ہو — عقل تھوڑی سی بھی ہو تو مت سنیو
جنس شہ یا جنس وزرا سے ہی وہ — لائق لوزینہ کب لہسن وہ ہو
کہتا ہے[1] جو کچھ کہ حیلہ مکر سے — بادشہ وہ ڈھونڈھتا ہے یوں مجھے
ہے یہ مالیخولیائے ناپسند — ہے یہ دعوی احمقوں کو دام و بند
جو یقین اس پر کرے احمق ہے وہ — لائق شہ کب حقیر اک مرغ ہو
مارے الو تا کہ اسکے مغز پے — شاہ اسکی کب مددگاری کرے
باز بولا میرا پر توڑے ذرا — الوؤں کی جڑ اکھیڑے شہ مرا
کیا ہے[2] الو باز اگر چاہے مرا — دل دکھانا یا کرے مجھ پر جفا
ڈھیر کر دے شاہ ہر اک جا پے — سیکڑوں خرمن سروں سے باز کے
پاسبان میری عنایت اسکی ہے — جاؤں جس جا میں وہ شہ ہمرہ ہے
شاہ کے دل میں مرا ہر دم خیال — بے خیال اب میرے شہ کو ملال
گر اڑائے مجکو شاہ ذوفنون — اوج دل پر مثل پرتو کے اڑوں
چاند سورج کی طرح اڑتا ہوں میں — آسمان کا پھاڑتا پردہ ہوں میں
عقل نورانی ہے میری فکر سے — آسمان پھٹتا ہے فطرت سے مری
باز ہوں[3] مجھ پر ہما حیران ہے — بھید کیا الو بچارا پا سکے

۱؎ کہتا ہے الخ ۵ شعر جو کچھ وہ حیلہ اور مکر سے کہتا ہے بادشاہت وہ ہم پر ڈھونڈھتا ہے یہ مالیخولیا ہے ناپسند یہ دعوی احمقوں کو قید دوام ہے جو اس پر یقین کرے وہ احمق ہے لائق شاہ کے کب حقیر ایک مرغ ہوتا ہے ادنی الو اُسکے مغز پر مارے تو شاہ مددگاری کب اُسکی کرے باز نے کہا کہ میرا ذرا پر توڑے تو بادشاہ الوؤں کی جڑ اکھیڑے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۲؎ کیا ہے الو الخ ۸ شعر الو کیا ہے اگر باز چاہے دل میرا دکھایا کیے مجھ پر جفا بادشاہ مار کر ہر ایک جا ڈھیر کر دے بازوں کے سروں سے سیکڑوں خرمن اُسکی عنایت میری پاسبان ہے میں جس جا جاؤں وہ شاہ میرے ہمراہ ہے شاہ کے دل میں میرا اثر و خیال ہے بغیر خیال میرے شاہ کو ملال ہوا اگر مجھکو بادشاہ اڑاوے اوج دل پر میں مثل پرتو کے اڑوں مثل مہر و ماہ کے اڑتا ہوں اور آسمان کا پردہ پھاڑتا ہوں میری فکر سے عقل نورانی ہے و آسمان پھٹتا ہے میری فطرت سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳؎ باز ہوں الخ ۷ شعر میں باز ہوں اور ہما مجھ پر حیران ہے الو بیچارہ میرا بھید کیا پا سکے میرے لیے بادشاہ نے زندان کو یاد کیا اور سیکڑوں قیدی آزاد کیے مجھکو ہمدم ساز الوؤں کا کیا الوؤں کو میرے دم سے باز کیا یعنے بادشاہ نے میری خاطر سے قیدیان دنیا کو آزاد کیا اور الوؤں کو میری صحبت سے باز بنا دیا یعنے گنہگاران امت کو بخشا اور لاکھوں کو درجہ ولایت کا عنایت کیا بالطفیل حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اے بہت اچھا الو ہے جو کہ میرے پر و راز سے بھید پایا یہ خوش نصیبی تیری ہے تم مجھ سے مل جاؤ کہ تا باز ہو اگرچہ الو ہو ولیکن شہباز ہو آگے حقائق ہیں ایسے بادشاہ کا جو کوئی حبیب ہووے یعنے جو خدا کا حبیب ہے وہ ہر جا کب غریب ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

شہ برائے من ز زندان یاد کرد	صد ہزاران بستہ را آزاد کرد	یاد زندان شہ نے کی میرے لیے	سیکڑوں آزاد قیدی کر دیئے
یک دمم با چند ہا دمساز کرد	از دم من چند ہا را باز کرد	مجکو دمساز الووں کا جو کیا	باز دم سے میرے الو کو کیا
اے خنک چغدی کہ در پرواز من	فہم کرد از نیک بختی راز من	اے خوشا الو میری پرواز سے	بھید پایا خوش نصیبی تیری ہے
در من آویزید تا بازان شوید	گرچہ چغد آیند شہبازان شوید	مجھسے مل جاؤ کہ تا تم باز ہو	گرچہ الو ہو مگر شہباز ہو
آنکہ باشد با چنان شاہ حبیب	ہر کجا افتد چرا باشد غریب	ایسے شہ کا جو کوئی ہووے حبیب	جس جگہ جاوے تو کیوں ہووے غریب
ہر کہ باشد شاہ دردش را دوا	گرچہ نی نالد نباشد بینوا	۱ جس کسی کے درد کی شہ ہو دوا	مثل نے گر چیخے کب ہو بینوا
مالک ملکم نیم من طبل خوار	طبل بازم میزند شہ از کنار	ملک کا مالک ہوں کیا لالچ مجھے	طبل باز اک ہوں بجاتا شاہ ہے
طبل باز من ندای ارجعی	حق گواہ من برغم مدعی	طبل باز اپنی ندائے ارجعی	حق مرا شاہد خلاف مدعی
من نیم جنس شہنشہ دور از و	لیک دارم در تجلی نور از و	میں نہ جنس شہ ہوں اس سے دور ہوں	نور اس سے پر تجلی میں رکھوں
نیست جنسیت ز روی شکل و ذات	آب جنس خاک آمد در نبات	جنسیت رکھے نہیں ہے شکل و ذات	جنس آب و خاک رکھے با نبات
باد جنس آتش آمد در قوام	طبع را جنس آمدست آخر مدام	جنس باد آتش کی رکھتی ہے قوام	طبع میں جنس آئی ہے آخر مدام
جنس ما چون نیست جنس شاہ ما	مای ما شد بہر مای او فنا	جنس میری جو نہیں ہے جنس شاہ	ہے خودی میری خودی اسکی میں لا
چون فنا شد مای ما او ماند فرد	پیش پای اسپ او گردم چو گرد	۲ جو خودی میری گئی اس کی رہی	خاک پائے اسپ ہوں اسکی اخی
خاک شد جان و نشانیہای او	ہست بر خاکش نشان پای او	خاک ہوئی جان و نشانی یہ رکھے	خاک پر اس کا نشان پائے
خاک پایش شو برای این نشان	تا شوی تاج سر گردن کشان	خاک پا ہو اس نشان کے واسطے	تاج سر گردن کشوں کا تو بنے
تا کہ نفریبد شما را شکل من	نقل و مے نوشید پیش از نقل من	تا فریب اب دے نہ تمکو میری شکل	نقل و مے کھاؤ کروں جبتک میں نقل
اے بسا کس را کہ صورت راہ زد	قصد صورت کرد و بر اللہ زد	خلق کو صورت نے بس دھوکا دیا	حق کو مارا قصد صورت جو کیا
آخر این جان با بدن پیوستہ است	ہیچ این جان با بدن مانستہ است	جان آخر کو بدن سے ہے ملی	جان کب تن کی ہے مانند اے اخی

۱ جس کسی کے الخ، شعر جس کسی کے درد کی دوا ہو وے میں ملک کا مالک ہوں مجھے حرص نہیں ایک طبل باز ہوں شاہ بجاتا ہے یعنے جو آواز کہ مجھ سے نکلتی ہے وہ بادشاہ کی ہے میں طبل باز ہوں اور ندا ہے ارجعی الی ربک یعنے رجوع کر طرف رب اپنے کے حق میرا گواہ ہے برخلاف مدعی کے میں جنس شاہ نہیں ہوں اس سے دور ہوں لیکن تجلی میں اس نور سے رکھتا ہوں صورت و ذات جنسیت نہیں رکھتی ہے مگر آب و خاک نبات کی جنسیت رکھتے ہیں آتش کی جنس قوام میں باد آتی ہے یہ میری جنس نہیں ہے جنس شاہ کی ہے میری خودی اس کی خودی میں فنا ہے باقی حال اس کا آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ ۲ جو خودی الخ، شعر جب خودی میری گئی اور اس کی رہی تو خاک پائے اس کا ہوؤں میں یعنے صورت قائم اس کا میں ہوں جان خاک ہوئی اور یہ نشانی چھوڑ گئی کہ خاک پر نشان اس کا ہے پس خاک پا ہو اس نشان کے واسطے کہ تا گردن کشوں کا سرتاج سر بنے تا فریب نہ دے تم کو میری شکل نقل و مے کھاؤ جب تک کہ میں یہاں سے نقل کروں یعنے جب میں اس میں فنا ہوں تو میری صورت ظاہری تم کو دھوکا نہ دے گی کہ میری دید عین اسکی دید ہے کیونکہ خلق کو صورت نے دھوکا دیا ہے جبکہ قصد صورت کا کیا تو حق کو مارا آخر کو جان بدن سے ملی ہے تن کے مانند کب جان ہے یعنے جس نے مجھے بشر جان کر قصد کیا جو کہ صورت میری فنا ہے ذات ہے پس اس نے حق کو مارا چنانچہ اسکی مثال آگے ہے فافہم ۱۲۔

تاب نور چشم با پیه است جفت / نور دل در قطرهٔ خونے نهفت
شادی اندر گردهٔ و غم در جگر / عقل چون شمعے درون مغز سر
رائحه در انف و منطق در لسان / لهو در نفس و شجاعت در جنان
این تعلقها نه بے کیف است و چون / عقلها در دانش چونے زبون
جان کل با جان جزو آسیب کرد / عقل از و دری ستد و جیب کرد
آن مسیحے نے که بر خشک و تر است / آن مسیحے کز مساحت برتر است
پس ز جان جان چو حامل گشت جان / از چنین جانے شود حامل جهان
پس جهان زاید جهانے دیگرے / این حشر را وانماید محشرے
تا قیامت گر بگویم بشمرم / من ز شرح این قیامت قاصرم
این سخنها خود بمعنی یاربیست / حرفها دام دم شیرین لبیست
چون کند تقصیر پس چون تن زند / چونکه لبیکش ز یارب میرسد
هست لبیکے که نتوانی شنید / لیک سر تا پاے بتوانی چشید
یک مثل آوردمت تا پے بری / در چنین لبیک پنهان بر خوری

۱ نور آنکھوں کا ہے چربی میں ملا / نور دل اک قطرۂ خون میں چھپا
شادی گردہ میں جگر میں غم رہے / مغز سر میں عقل چون شمع جلے
ناک میں خوشبو زبان میں نطق ہے / نفس میں کھیل اور شجاعت دل رکھے
یہ تعلق رکھتے چون و کیف ہیں / عقل بس عاجز ہے اُس ادراک میں
جان کل جو جان جزو سے مل گئی / عقل نے گوہر لیا اُس سے اچھی
اس مسیحا نے جو خشک و تر پہ ہی / وہ مسیحا جو مساحت نے رکھے
جان جان سے حاملہ جو ہووے جان / ایسی جان سے حاملہ ہووے جہان
ہو جہان سے دوسرا پیدا جہان / یہ حشر اس پہ کرے محشر عیان
گر قیامت تک کہوں اور میں گنوں / اس قیامت کا بیان کب کر سکوں
۲ یہ سخن معنی میں خود فریاد ہے / حرف ہیں دام دم شیریں لبے
کب کرے تقصیر اور کب رہ سکے / جو سنے لبیک وہ فریاد سے
ہے یہ وہ لبیک نہ سن سکتے ہیں / سر سے پاؤں تک ولیکن چکھ سکیں
ایک مثل کہتا ہوں تا پاوے پتا / ایسی تو لبیک سے پاوے مزا

کلوخ انداختن آن تشنه از سر دیوار در جوئے آب

ڈھیلا پھینکنا اُس پیاسے کا دیوار سے آب نہر میں

بر لب جو بود دیوارے بلند / بر سر دیوار تشنهٔ دردمند
تشنهٔ مستسقے زار و نزار / عاشق مست غریبے بیقرار

۳ نہر پہ تھی ایک دیوار بلند / اُسکے سر پر ایک تشنۂ دردمند
ایک مستسقی پیاسا اور نزار / مست عاشق تھا غریب اور بیقرار

۱ نور آنکھوں کا چربی میں ملا ہے اور نور دل کا خون میں چھپا ہے شادی گردے میں اور جگر میں غم رہتا ہے مغز سر میں اور عقل مانند شمع کے جلتی ہے ناک میں خوشبو زبان میں گویائی رہتی ہے نفس میں کھیل اور دل میں شجاعت رہتی ہے یہ تعلق چون وکیف رکھتی ہے عقل اُسکے ادراک میں عاجز ہے جب جان کل جان جزو سے مل گئی عقل نے اُس سے گوہر پایا مریمؑ کی مثال جان اس گوہر سے حاملہ ہوئی ساتھ مسیح خوش خصال کے مسیح وہ کہ خشک و تر پر ہے بلکہ وہ مسیح جو مسافت نہیں رکھتا ہے یعنی نور محمدی سے جان حاملہ ہووے جبکہ جان حاملہ ہووے جان جان سے پھر ایسی جان سے جہان حاملہ ہووے جہان سے دوسرا جہان پیدا ہو یہ حشر اُس پر محشر ظاہر کرے اگر قیامت تک میں کہوں اور گنوں اس قیامت کا بیان میں کب کر سکوں یعنی اُس فنا اور بقا کا حال قیامت تک باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۲ یہ سخن الخ یہ شعر یہ سخن معنی میں خود ایک فریاد ہے اور حرف لب شیرین کے دام ہیں کب قصور کرے اور رہ سکے جب کہ لبیک وہ فریاد سے سنے یہ وہ لبیک ہے کہ سن نہیں سکتے ہیں بالکل ولیکن مزا اس کا پا سکتے ہیں میں ایک مثال اس کی کہتا ہوں تا پتا تو پاوے کہ لبیک سے اور مزا تو پاوے یعنے آواز لبیک یار کی کہ سنائی نہیں دیتی ہے ولیکن مزا اس کا پا سکتے ہیں پس وہ آواز یار صدائے اتحاد ہے کہ مولانا اسکا حال آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲

۳ نہر پہ الخ یہ شعر ایک دیوار بلند نہر پہ تھی اور ایک تشنہ مستسقی اور زار و مست عاشق و غریب و بیقرار تھا دیوار اُس کی مانع آب سے تھی اور اُسکی جان مانند ماہی کے تشنہ آب تھی جو کہ دیوار پر وہ آب ہوئی اُسکی فریاد آسمانوں پر گئی ناگہان ایک اینٹ آب میں پھینکی آواز پانی کی اسکو آئی مانند خطاب کے جیسے خطاب یار شیرین جواب کا ہوتا ہے پس اُس آواز نے مانند شراب کے مست کر دیا واضح ہو کہ یہاں سے مراد معنی اور آواز سے مراد نور ہے غیب ایک آواز آتی ہے کہ عارف کو ہنگام ریاضت کے وہ صدا ظاہر سے معنی کو لیجاتی ہے چنانچہ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۔

مانعش از آب آن دیوار بود | از پے آب او چو ماہی زار بود
شد حجاب آب آن دیوار او | بر فلک میشد فغان زار او
ناگہان انداخت او خشتے در آب | بانگ آب آمد بگوشش چون خطاب
چون خطاب یار شیرین و لذیذ | مست کرد آن بانگ آبش چون نبیذ
از سماع بانگ آب آن ممتحن | گشت خشت انداز زانجا خشت کن
آب میزد بانگ یعنی ہی ترا | فائدہ چہ زین زدن خشتے مرا
تشنہ گفت آبا مرا دو فائدہ است | من ازین صنعت ندارم ہیچ دست
فائدہ اول سماع بانگ آب | کو بود مر تشنگان را چون جواب
بانگ او چون بانگ اسرافیل شد | مردہ را زین زندگی تحویل شد
یا چو بانگ رعد ایام بہار | باغ می یابد ازو چندین نگار
یا چو بر درویش ہنگام زکات | یا چو بر محبوس پیغام نجات
چون دم رحمٰن بود کان از یمن | میرسد سوے محمد بے دہن
یا چو بوے احمد مرسل بود | کان بعاصی در شفاعت میرسد
یا چو بوے یوسف خوب لطیف | میزند بر جان یعقوبؑ نحیف
یا نسیم روضۂ دار السلام | سوے عاصی میرسد بے انتقام
یا سوے مس سیہ از کیمیا | میرسد پیغام کاے ابلہ بیا
یا ز لیلیٰ بشنود مجنون کلام | یا فرستد ویس رامی را پیام
فائدہ دیگر کہ ہر خشتے کزین | بر کنم آیم سوے ماء معین

اسکی مانع آب سے دیوار تھی | مثل ماہی جان تھی تشنہ آب کی
جو ہوئی دیوار پردہ آب کی | اُسکی فریاد آسمانون پر گئی
ناگہان ایک اینٹ پھینکی اندر آب | بانگ آب آئی اُسکو جون خطاب
جون خطاب یار کہ شیرین جواب | کردیا مست اُس صدا نے جون شراب
پس[1] صدائے آب سنکر وہ جوان | پھینکتا تھا اینٹ پانی مین وہان
آب کہتا تھا کہ افسوس اب تجھے | فائدہ کیا اینٹ جو ماری مجھے
بولا تشنہ مجکو ہین دو فائدے | اور نہ اس صنعت سے ہے قدرت مجھے
فائدہ اول ہے سننا بانگ آب | کہ پیاسونکو وہ ہووے جون جواب
بانگ اُسکی بانگ اسرافیل ہے | زندگی مردونکی جو اُس سے ملے
یا صدائے[2] رعد کے مانند ہے | جو کہ گلشن کو تر و تازہ کرے
یا گدا کو ہے ندا وقت زکات | یا ہے قیدی کو وہ پیغام نجات
یا دم رحمٰن یمن کے ملک سے | بے دہن سوے محمدؐ آئے ہے
یا مثال بوے احمدؐ کی وہ ہے | عاصیونکو جو شفاعت مین ملے
یا مثال بوے یوسفؑ ہے صدا | کہ کرے یعقوبؑ کی جانکی دوا
یا نسیم روضۂ رضوان ہے | عاصیون کو بے سزا کے جو ملے
یا ہے تانبے کے لیے وہ کیمیا | کہ بلاتی ہے وہ نادان کو کہ آ
یا کہ لیلےٰ سے سنے مجنون کلام | یا کہ بھیجے ویس رامی کو پیام
فائدہ[3] ثانی کہ ہر اک اینٹ کو | کھودون تا ماء معین سے قرب ہو

[1] پس صدائے آب الخ ۵ شعر پس صدائے آب کی سنکر وہ جوان اینٹ پانی مین پھینکتا تھا آب کہتا تھا افسوس اس سے تجھے کیا فائدہ جو تو اینٹ مارتا ہے مجھے تشنہ نے جواب دیا کہ مجھے دو فائدے ہین اور اس صنعت سے مجھے قدرت نہین ہے اول یہ فائدہ کہ مین آواز پانی کی سنتا ہون کہ دوستونکے جواب کے مانند جواب ہے بانگ اُسکی بانگ اسرافیل ہے کہ مردون کو جس سے زندگی ملتی ہے باقی مثالین آگے ہین فافہم ۱۲ [2] یا صدائے الخ ۸ شعر یا مانند صدائے رعد کے ہے جو کہ گلشن کو تر و تازہ رکھے یا گدا کو وقت خیرات کے ندا ہے یا قیدی کو وہ پیغام رہائی ہے یا یمن کے ملک سے دم رحمٰن ہے کہ بغیر دہن کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آتی ہے کہ جو عاصیونکو شفاعت مین ملی یا مثال بوے یوسفؑ کے وہ صدا ہے کہ یعقوبؑ کی جان کی دوا کرے یا نسیم باغ بہشت ہے کہ عاصیون کو بغیر سزا کے ملے یا تانبے کے لیے وہ کیمیا ہے کہ بلاتی ہے وہ نادان کو کہ آؤ یا مجنون نے لیلیٰ سے کلام سنا ہے یا کہ ویس نے رامی کو پیام بھیجا ہے یعنے اُس صدائے الخ سے عارف تشنہ کو ایسی تسکین ہو جیسے اُن آوازون مذکورہ سے سامع کو تسکین ہوتی ہے دوسرے فائدہ کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲ [3] فائدہ ثانی الخ ۸ شعر دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ہر ایک اینٹ کہ کھودون تا ماء معین سے قریب ہو دیوار بلند سے اینٹ کا گھٹنا نیچا کردے جس قدر مین اُسے کھودون کمی دیوار کی قربت رکھتی ہے اور فصلی اس کے وصل کے باعث سے ہوئی ہے تو اینٹ گھٹنے کو سجدہ جانے کیونکہ واسجد واقترب سے قربت حاصل ہوتی ہے یعنی سجدہ کرو قریب تر ہو کیونکہ دیوار سربلند جھکنے کو مانع رہتی ہے یعنے یہ دیوار وجہ حجب تک یا صنت نہ گھٹے گی معنی حاصل نہ ہوگا گو یا سجدہ کرنا مثل حق دیوار کا گھٹنا ہے کیونکہ سجدہ سے سربلندی ٹوٹتی ہے غرضکہ اس سے نفی وجود ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۔

گر کمی خشت دیوار بلند — پست تر گردد بہر دفعہ کہ کند
پستی دیوار قربی میشود — فصل او درمان وصلی میشود
سجدہ آمد کندن خشت لزب — موجب قربی کہ واسجد واقترب
تا کہ این دیوار عالی گردن است — مانع این سر فرود آوردن است
سجدہ نتوان کرد بر آب حیات — تا نیابی زین تن خاکی نجات
بر سر دیوار ہر کو تشنہ تر — زودتر بر میکند خشت و مدر
ہر کہ عاشق تر بود بر بانگ آب — او کلوخ زفت تر کند از حجاب
او ز بانگ آب پر مے تا عنق — نشنود بیگانہ جز بانگ بلق
اے خنک آن را کہ او ایام پیش — مغتنم دارد گزارد وام خویش
اندران ایام کش قدرت بود — صحت و زور دل و قوت بود
وان جوانی مثل باغ سبز و تر — میرساند بیدریغے بار و بر
چشمہ ہاے قوت و شہوت وان — سبز میگردد زمین تن بدان
خانہ معمور و سقفش بس بلند — معتدل ارکان و بے تخلیط و بند
نور چشم و قوت ابدان بجا — قصر محکم خانہ روشن پر صفا
ہین غنیمت دان جوانی اے اسیر — سر فرود آور بکن خشت و مدر
پیش ازان کایام پیری در رسد — گردنت بندد بحبل من مسد
خاک شورہ گردد و ریزان و سست — ہرگز از شورہ نبات خوش نرست
آب زور و آب شہوت منقطع — او ز خویش و دیگران نا منتفع

اینٹ کا گھٹنا بلند دیوار سے — نیچا کردے جسقدر کھودوں اسے
قربیت رکھے کمی دیوار کی — فصل اُسکے وصل کے باعث ہوئی
اینٹ کے گھٹنے کو سجدہ جان لے — کیونکہ واسجد واقترب سے قرب ہے
جب تلک کہ اونچی یہ دیوار ہے — سر جھکانے کے لیے مانع رہے
آب حیوان پر نہ سجدہ کرسکے — جب تلک اس خاک تن سے نہ چھٹے
جو بہت تشنہ ہے اس دیوار سے — اینٹ کھودے جلد اس دیوار سے
جو ہی عاشق تر صدائے آب کا — ڈھیلا پھینکے وہ بڑا دیوار کا
وہ ہی بانگ آب سے پر سے بحجم — کب سنے بیگانہ خر بانگ زم
وہ بہت اچھا کہ زیادہ عمر ہے — اور تلافی کرتا ہے مافات سے
اُن دنوں مین اُسکو بس قدرت بھی ہو — صحت و زور دل و قوت بھی ہو
وہ جوانی مثل باغ سبز و تر — بے تامل اُسمین آئین بار و بر
قوت و شہوت کے ہوں چشمے روان — اور زمین تن ہو سبز اُس سے عیان
خانہ آباد اور چھت ہووے بلند — اعتدال اعضا درست ہوں سارے بند
نور چشم اور قوت تن ہو بجا — گھر ہو محکم اور روشن اور صفا
ہان جوانی کو غنیمت جان لے — سر جھکا کھود اینٹ اس دیوار سے
اس سے پہلے اب بوڑھا ہوئے جلد — اور بندھے گردن بحبل من مسد
خاک ہووے شور و کمزور اور جھڑے — کب زمین شور مین سبزہ اُگے
زور و شہوت کا ہو پانی منقطع — خویش و بیگانہ سے نے ہو کچھ نفع

سلہ آب حیوان الخ یعنی شعر آب حیوان پر کب سجدہ کرسکے جبتک اس خاک تن سے نجات نہ پائے جو بہت تشنہ ہے وہ اس دیوار سے جلد اینٹ کھودتا ہے اور جو صدائے آب پر عاشق ہے وہ بڑے ڈھیلے پھینکے دیوار سے وہ بانگ آب سے گردن تک غرق ہے اور بیگانہ بجز آواز زم کے کب سنتا ہے وہ شخص بہت اچھا ہے کہ عمر زیادہ ہووے اور پر تلافی مافات کی کرے اور اُن دنوں مین اُسکو قدرت بھی ہووے صحت اور زور دل و قوت بھی ہووے وہ جوانی مثل باغ سبز و تر کے ہے بے تامل اس مین تر آئین یعنی ریاضت و مجاہدہ جوانی جلد ثمر لاتا ہے اور جب کہ پیر فانی ہوا اسوقت کیا فائدہ ہے باقی حال اسکا آگے بیان فرماتے ہین ۱۲ سلہ قوت و شہوت الخ ۶ شعر چشمے قوت و شہوت کے روان ہوویں اور زمین تن اس سے سبز عیان ہووے خانہ آباد اور چھت بلند ہووے اعتدال اعضا اور درست سب بند ہوویں یہ نور چشم اور قوت بدن کی بجا ہووے گھر محکم و روشن و صفا ہووے ہان نوجوانی کو غنیمت جان لے سر جھکا اور اینٹ کو کھود اس دیوار سے اس سے پہلے کہ بوڑھا از حد ہووے اور گردن بندھے رسی کھجور سے خاک شور ہووے اور کمزور ہو کر جھڑے کب زمین شور مین سبزہ اُگے باقی حال اس پیری کا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ زور شہوت کا الخ ۷ شعر پانی زور شہوت کا منقطع ہووے خویش و بیگانہ سے نہ کچھ نفع ہووے مثل دمچی کے بھوویں ڈھلک جاوین اور آنکھ نمین ڈھلکے سے دھندلا پن ہو جھریاں مقعد پر مانند سوسمار کے پڑین نطق کھانا و دانت کام مین نہ آوین پیٹھ ٹیڑھی قول سُست اور بدن لاغر ہووے اور دست و پا ضعیف سے مثل رسی کے ہووین زاد راہ کم اور سواری سست ہووے خانہ ویران اور کام بے سامان ہو اور دل نغان سے مثل نے کے نالان ہو عمر گزر گئی اور سعی باطل ہوئی اور راہ دور نفس سُست اور دل سیاہ اور جان ناصبور ہوئی خرف سے مر گئے بال سفید ہو گئے اور اعضا مثل برگ کے کانپتے ہین سواری کا گدھا لنگڑا اور دن گزر گیا اور منزل دور ہے کارگہ ویران اور شغل تصور لکھتے ہین جڑ بدخوئی کی محکم ہو گئی طاقت اسکے ج

ابروان چون پاردم زیر آمده ۔ چشم را نم آمده تاری شده
از تشنج رو چو پشت سوسمار ۔ رفته نطق و طعم و دندان ها زکار
پشت دو تا گشته دل سست و طپان ۔ تن ضعیف و دست و پا چون ریسمان
بر سر ره زاد کم مرکوب سست ۔ غم قوی و دل تنگ تن نادرست
خانه ویران کار بے سامان شده ۔ دل زافغان همچو نی نالان شده
عمر ضائع سعی باطل راه دور ۔ نفس کاهل و سینه جان ناصبور
موی بر سر همچو برف از بیم مرگ ۔ جمله اعضا لرزلرزان همچو برگ
روز بیگه لاشه لنگ و ره دراز ۔ کارگه ویران عمل رفته ز ساز
بیخهای خوی بد محکم شده ۔ قوت بر کندن آن کم شده
همچو آن شخص درشت خوش سخن ۔ در میان ره نشانده خاربن

مثل دمچی کے لٹک جائین بھوین ۔ اور آنکھین بھی دھندھلکی لیے ہین
جھریان منھ پر پڑین جون سوسمار ۔ نطق دکھاتا دانت نے دین بکار
پیٹھ ٹیڑھی سست دل لاغر بدن ۔ دست و پا مون ضعف سے مثل رسن
زادرہ کم اور سواری ہوے سست ۔ غم قوی و دل تنگ و تن ہو نادرست
خانہ ویران کام بے سامان ہوا ۔ دل فغان سے مثل نے نالان ہوا
عمر گزری سعی باطل راہ دور ۔ نفس سست و دل سیہ جان ناصبور
بال ڈر سے موت کے ہون برف سے ۔ کانپتے اعضا ہین مثل برگ کے
گھوڑا لنگڑا دن گیا منزل ہے دور ۔ کارگہ ویران عمل رکھین قصور
بیخ بد خوے کی محکم ہوگئی ۔ طاقت اسکے کھودنیکی نے رہی
مثل اس خوشگو کے جو تھا بدبخت ۔ راہ مین بوتا تھا کانٹون کا درخت

حکایت

رہگذریانش ملامت گر شدند ۔ پس بگفتندش بکن آن را نکند
ہر دمے آن خاربن افزون شدے ۔ پاے خلق از زخم او پر خون شدے
جامہ ہاے خلق بدریدی زخار ۔ پاے درویشان بخستی زار زار
چونکہ حاکم را خبر شد زین حدیث ۔ یافت آگاہی ز فعل آن خبیث
چون بجد حاکم بدو گفت این بکن ۔ گفت آرے برکنم روزیش من
مدتے فردا و فردا وعدہ داد ۔ شد درخت خار او محکم نہاد
گفت روزے حاکمش اے وعدہ کژ ۔ پیش آ در کار ما واپس مغژ

حکایت

راہ گیر اسکو ملامت گر ہوے ۔ کہ اکھیڑ اور نے اکھیڑے تھا اسے
ہر گھڑی بڑھتا وہ کانٹونکا درخت ۔ پاؤن زخمی اس سے رکھتے نیکبخت
پھٹتے کپڑے کانٹون سے مخلوق کے ۔ پاؤن زخمی ہوتے تھے درویشون کے
پہونچی حاکم کو خبر اس بات کی ۔ اسکے فعل بد سے پائی آگہی
سخت حاکم نے کہا اسکو اکھیڑ ۔ بولا بہتر ایک دن کھودون یہ پیڑ
ایک مدت کل کا جو وعدہ کیا ۔ اور درخت از بسکہ محکم ہوگیا
بولا حاکم اس سے اے وعدہ خلاف ۔ آگے آ پیچھے نہ ہٹ مت کر تو لاف

۵۱ راہ گیر الخ شعر راہ گیر اس کو ملامت کرنے والے ہوگے کہ اس کو اکھیڑ اور وہ نہین اکھیڑتا ہے ہر گھڑی وہ کانٹون کا درخت بڑھتا تھا اور نیکبختون کے پاؤن اس سے زخمی ہوتے تھے کپڑے مخلوق کے کانٹون سے پھٹتے تھے اور پاؤن زخمی درویشون کے ہوتے تھے باقی اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲
۵۲ پہونچی الخ ۱ شعر حاکم کو خبر اس بات کی پہونچی اور آگاہی اسکی ذات سے ہوئی حاکم نے سخت ہو کر کہا کہ اسکو اکھیڑ کہا بہتر ہے ایک دن کھودون گا اس درخت کو ایک مدت تک کل کا وعدہ کیا اور درخت از بس محکم ہو گیا حاکم نے اس سے کہا کہ اے وعدہ خلاف تو آگے بڑھ اور پیچھے مت ہٹ اور لاف مت مار کہا کہ اے چچا ایام مہلت کے بہت ہین کہا تو جلدی کر اور بات باطل کر قرض ہمارے کو جو تو کہتا ہے کہ کل یہ تو جان لے کہ کل آئے تو وہ بھی کل رکھے وہ درخت اب ہر دم جوان ہوتا ہے اور کھودنے والا ہر وقت بوڑھا ہوتا ہے وہ درخت خار قوت مین بڑھے اور کھودنے والا ضعیفی سے گھٹے درخت خار ہر دم سبز و تر ہو اور کھودنے والا ہر دن خشک تر ہو وہ جوان ہوا اور تو بوڑھا ہو تو جلدی کر اور عمر کو نہ کھو پس وہ درخت خار تیری خوے بد ہے بار ہا پاؤن مین چبھے تو کوشش کر یعنی خوے بد ایک درخت خار دار ہے کہ مخلوق کو اس سے تکلیف پہونچتی ہے پس تو اس درخت کو از راہ جہد و کوشش کے زمین طبع سے اکھاڑ کہ راستی حاصل ہو چنانچہ باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

گفت الایام یا عم بیننا | گفت عجل لاتماطل دیننا
تو کہ میگوئی کہ فردا این بدان | کہ بہر روزے کہ می آید زمان
آن درختے بد جوان تر می شود | وین کنندہ پیر و مضطر می شود
خاربن در قوت و برخاستن | خارکن در سستی و در کاستن
خاربن ہر روز و ہر دم سبز و تر | خارکن ہر روز زار و خشک تر
او جوان تر میشود تو پیر تر | زود باش و روزگار خود مبر
خاربن دان ہر یکے خوے بدت | بارہا در پاے خار آخر زدت
بارہا از فعل بد نادم شدی | بر سر راہ ندامت آمدی
گر ز خستہ گشتن دیگر کسان | کہ ز خلق زشت تو ہست آن نشان
غافلے بارے ز زخم خود نہ | تو عذاب خویش و ہم بیگانہ
یا تبر برگیر و مردانہ بزن | تو علیؓ وار این در خیبر بکن
ورنہ چون صدیقؓ و فاروقؓ مہین | ہین طریق دیگران را برگزین
یا بگلبن وصل کن این خار را | وصل کن با نار نور یار را
تا کہ نور او کشد نار ترا | وصل او گلبن کند خار ترا
تو مثال دوزخی او مومن است | کشتن آتش بمومن ممکن است
مصطفےٰ فرمود از گفت جحیم | کہ بمومن لابہ گر گردد ز بیم
گویدش بگذر ز من اے شاہ زود | ہین کہ نورت سوز نارم را ربود

بولا الایام باعد بیننا | بولا عجل لاتماطل بینتا
تو جو کہتا ہے کل یہ جان لے | جو کہ کل آوے تو وہ بھی کل رکھے
وہ شجر ہوتا ہے اب ہر دم جوان | کھودنے والا ہو بوڑھا ناتوان
وہ درخت خار قوت مین بڑھے | کھودنے والا ضعیفی سے گھٹے
ہو درخت خار ہر دم سبز و تر | کھودنے والا ہو ہر دم خشک و تر
وہ جوان تر ہووے اور بوڑھا ہو تو | کر تو جلدی ورنہ کھو تو عمر کو
ہے درخت خار تیرے خوے بد | بارہا پا مین چبھے کر تو جہد
فعل بد[1] سے بارہا نادم ہوا | اور ندامت تو نے کھینچی بارہا
دوسرون کے زخم ہونے سے اگر | کہ یہ بدخلقی کا تیرے ہے ثمر
تو ہے غافل پر نہ اپنے زخم سے | تو عذاب اپنا و بیگانہ کا ہے
لے تبر مردانہ اس پر ہاتھ چھوڑ | چون علیؓ تو اس در خیبر کو توڑ
ورنہ اپنا مانند صدیقؓ و عمرؓ | دوسرون کا قاعدہ حاصل تو کر
یا تو[2] گلبن سے ملا اس خار کو | نار سے کر وصل نور یار کو
نور اسکا کھینچے تیرے نار کو | وصل گلبن کر دے تیرے خار کو
وہ ہے مومن تو مثال دوزخی | آگ بجھ جاتی ہے مومن سے اجی
مصطفےٰ کا قول ہے دوزخ کے | ڈر سے مومن کی خوشامد جا کے
کہتی ہے جلدی نکل تو مجھ سے شاہ | نار میری نور کرتا ہے تباہ

لـه فعل بد سے الخ یہ شعر تو فعل بد سے بارہا نادم ہوا اور ندامت تو نے بارہا کھینچی اگر تو دوسرون کے زخم ہونے سے کہ یہ بدخوئی کا تیرے ثمر ہے غافل ہے ولیکن اپنے زخم سے نہین ہے پس تو اپنے و بیگانے کا عذاب ہے تو مردون کے مانند تبر لے اور اس پر ہاتھ چھوڑ اور مانند علیؓ کے اس در خیبر کو توڑ ورنہ مانند صدیق و عمرؓ کے تو دوسرون کا طریق حاصل کر یعنی ترک بدخوئی و نفس کشی کے دو طریقے ہین ایک یہ کہ موجب تقلید سنت و جماعت کے ریاضت و مجاہدہ کرے کے بعد تزکیہ و تصفیہ نفس کے و قلب کے مشاہدہ نور محمدی کا کرتے ہین دوسرا یہ کہ خود کو بدست پیر سپرد کر کے رضا و تسلیم و اعمال حسنہ سے لائق تصرف پیر کرین کہ تصرف پیر نفس کو کشتہ کر کے تصفیہ قلب کرے کہ مشاہدہ نور محمدی ہو چنانچہ مقام ریاضت و مجاہدہ کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حاصل تھا اور مقام تصرف پیر حضرت صدیق و عمر رضی اللہ عنہما کو نصیب تھا کیونکہ علی کرم اللہ وجہہ طفولیت مین اسلام لائے تھے حضرت صدیق و عمر رضی اللہ عنہما پیری مین و ریاضت مجاہدہ نے جوان کیا کہ منزل مقصود کو پہونچے اور یہ شیخین رضی بوجہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کامیاب ہوے اس واسطے مولانا دونون مراتب کا حال فرماتے ہین از بحر العلوم چنانچہ آگے اسی کا بیان ہے فافہم ۱۲ ـــ۲ یا تو الخ یہ شعر یا تو گلبن سے ملا اس خار کو اور نار سے ملا دے نور یار کو کہ نور اس کا تیری نار کو مارے اور وصل گلبن تیرے خار کو گلبن کر دے یعنی تو خار نفس کو نور مرشد سے ملا یا نار نفس کو نور مرشد سے وصل کر دے کہ نفس تیرا پیر تو مرشد سے گلبن ہو جائے کیونکہ مرشد مومن ہے اور تو مثل دوزخ کے ہے پس آگ بجھ جاتی ہے مومن سے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخی خوشامد کرتا ہے مومن کے خوف سے دوزخ کہتی ہے کہ تو مجھ سے جلدی نکل اے شاہ تیرا نور میری نار کو تباہ کرتا ہے مومن کے نور سے نار بجھتی ہے کیونکہ ضد کو ضد دفع کرتی ہے حشر کو نار کی ضد نور ہو جاوہ ہے ورنہ فضیل سے ظہور کرے اگر تو چاہتا ہے نار کا تو دفع ہو آب رحمت دل مین آتش کے اسکو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

پس ہلاک نار نور مومن است　　زانکہ بے ضد دفع ضد لا یمکن است
نار ضد نور باشد روز عدل　　کان ز قہر انگیختہ شد وین ز فضل
گر ہمی خواہی تو دفع شر نار　　آب رحمت بر دل آتش گمار
چشمۂ آن آب رحمت مومن است　　آب حیوان روح پاک محسن است
پس گریزان است نفس تو ازو　　زانکہ تو از آتشی او زاب جو
ز آب آتش زان گریزان میشود　　کاتشش از آب ویران میشود
حس و فکر تو ہمہ از آتش است　　حس شیخ و فکر او نور خوش است
آب نور او چو بر آتش چکد　　چکچک از آتش بر آید خوش جہد
چون کند چکچک تو گویش مرگ و درد　　تا شود این دوزخ نفس تو سرد
تا نسوزد او گلستان ترا　　نیست کند عدل و احسان ترا
یک شرر از وے ہزاران گلستان　　از یکے نے نام ماند نے نشان
بعد ازان چیزے کہ کاری بر دہد　　لالہ و نسرین و سیسنبر دہد
باز پنہان میروم از راہ راست　　باز گرد اے خواجہ راہ ما کجاست
اندران تقریر بودم اے خسور　　کہ خرت لنگ است منزل دور دور
بار تو باشد گران در راہ چاہ　　کج مرو زو رست اندر شاہراہ
سال شصت آمد کہ در شصت کشد　　راہ دریا گیر تا یابی رشد
آنکہ عاقل بود در دریا رسید　　شد خلاص از دام از آتش رہید

نار بجھتی نور سے مومن کے ہر　　کیونکہ ضد کو دفع جا تو ضد کیے
حشر کو ضد نار کی ہو جائے نور　　قہر سے وہ فضل سے اسکا ظہور
گر تو چاہے دفع شر نار ہو　　آب رحمت دلپہ آتش کے رکھ
آب رحمت کے ہیں چشمے مومنان　　آب حیوان روح پاک محسنان
بھاگتا انسے جو تیرا نفس ہے　　کیونکہ وہ آتش سے ہیں تو آب سے
آب سے بھاگے ہے آتش اسلیئے　　کہ فرو ہوتی ہے آتش آب سے
تیری حس و فکر پیدا نار سے　　حس و فکر شیخ نور یار سے
نور کا پانی پڑے جو نار پے　　چرچراہٹ نار سے اُس دم اُٹھے
جو کرے چرچر تو جانو موت و درد　　تاکہ ہووے نفس دوزخ تیرا سرد
تا گلستان کو نہ وہ تیرے جلائے　　عدل و احسان تیرا پستی میں نہ لائے
اک شرر اس سے ہزاروں گلستان　　جس سے باقی نام رہوے نے نشان
بعد ازان جو کچھ تو بوئے پھل وہ دے　　لالہ اور نسرین و سیسنبر اُگے
پھر پھروں پوشیدہ راہ راست سے　　پھیرئے خواجہ میری کیا راہ ہے
ہم اسی تقریر میں اب ہیں پڑے　　کہ گدھا لنگڑا او منزل دور ہے
بوجھ تیرا بھاری ور رہ میں ہے چاہ　　ٹیڑھا مت چل اور چل تو سیدھی راہ
ساٹھواں سال آیا پکڑے شست سے　　راہ دریا لے کہ تا نیکی ملے
تھا وہ عاقل جو کہ دریا میں گیا　　جال سے اور سوزش بریان سے بچا

ف۱ آب رحمت الخ شعر مومن چشمے ہیں آب رحمت کے اور محسنوں کی روح پاک آب حیوان ہے تیرا نفس جو اُنسے بھاگتا ہے کیونکہ تو آگ سے ہے اور وہ آب سے ہیں آب سے آتش اسواسطے بھاگتی ہے کہ آتش بجھتی ہے آب سے تیرے حس و فکر نار سے پیدا ہیں اور حس و فکر شیخ کی نور یار سے پیدا ہے نور پانی کا جو نار پر پڑے اسدم چرچراہٹ پیدا ہو جبکہ چرچر کرے تو جانو ہے مرگ و درد تاکہ گلستان کو تیری وہ آتش نفس نہ جلائے اور عدل احسان کو تیرے پستی میں نہ ملائے ایک شرر اُسکا ہزاروں گلستان کو جلائے جس سے باقی نہ نام ہے نہ نشان ہے یعنی تیرا نفس جو مرشد سے بھاگتا ہے اسواسطے کہ وہ مومن آب رحمت ہیں اور تیرا نفس آتش دوزخ ہے کیونکہ نار دوزخ آب رحمت سے بجھتی ہے اسواسطے مرشد سے بھاگتا ہے پس ثابت ہوا کہ جس سے اہل دنیا متنفر ہوتے ہیں وہ ضرور اہل معنی ہے کہ نفس انکا پرتو نور دل اُنکے سے مرتا ہے باقی حال اسکا مولانا آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ ف۲ بعد ازان الخ ۵ شعر بعد اصلاح و پند پیری کے جو چیزیں تو بوئے ثمر ملے لالہ و نسرین و سوسن کھلے اگر میں پوشیدہ پھر جاؤں راہ راست سے تو خواجہ مجھکو پھیر دے کہ وہ میری راہ کہاں ہے ہم اسی تقریر میں اب پڑے ہیں کیونکہ خر لنگڑا اور منزل دور ہے تیرا بوجھ بھاری اور راہ میں چاہ ہے ٹیڑھا مت چل اور سیدھی راہ چل جبکہ ساٹھواں سال آئے تو شست سے تجھکو پکڑے تو راہ دریا کی لے کہ نیکی تجھکو ملے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ تھا وہ عاقل الخ شعر وہ عاقل تھا جو دریا میں گیا جال سے اور بھننے کی سوزش سے بچا جبکہ بے وقت ہوا اور فرصت گئی مردہ ہو کر جا تو دریا میں ورنہ تجھکو کڑھائی میں تلے کوئی اپنے واسطے ایسا کرتا ہے مچھلیاں و نہر کا بیان کیا اپنے اعتبار کے واسطے خبردار ہو عبرت پکڑو ٹھہراو اور مددگاری طلب کر خدا سے سعی کر متعلقہ و دیگر پہونچے سال گزرا اور وقت کھیتی نہیں رہا اور سیاہی کے سوا نہیں پایا نخل تن کی جڑ میں جو کہ کیڑا لگا تجھکو چاہئے کہ کھود اور اس کو جلا تو خبردار ہو اسے سایہ فزون گیا اور آفتاب عمر کا اب چھپنے لگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

چونکہ بیگہ گشت و آن فرصت گذشت	مردہ گرد د روے دریا زد شست	جو ہوا بیوقت اور فرصت گئی	مردہ ہو دریا مین جا تو اے اخی
ورنہ در تابہ شوی بریان بسے	اینچنین بر خود کند ہرگز کسے	ورنہ تجھکو بس کڑھائی مین تلے	واسطے اپنے کوئی ایسا کرے
حال آن سہ ماہی آن جویبار	گفتہ شد اینجا براے اعتبار	حال تینون مچھلی اور اُس نہر کا	اعتبار اپنے کے خاطر یان کہا
فانتبہ ثم اعتبر ثم انتصب	واستعن باللہ ثم اجہد تصب	ہوش مین آ لیکے عبرت کام کر	سعی کر مقصد کی حق پر رکھ نظر
سال بیگہ گشت وقت کشت نے	جز سیہ روئی و فعل زشت نے	سال گزرا وقت کھیتی کا نہین	روسیاہی کے سوا پایا نہین
کرم در بیخ درخت تن فتاد	بایدش برکند و بر آتش نہاد	نخل تن کی جڑ مین جو کیڑا لگا	چاہیے تو کھود اُسکو اور جلا
ہین و ہین اے راہرو بیگاہ شد	آفتاب عمر سوے چاہ شد	ہو خبردار اے مسافر دن گیا	آفتاب عمر اب چھپنے لگا
این دو روزک را کہ زورت ہست زود	پیر افشانی بکن از راہ جود	جلد[1] یہ دو دن کہ تجکو زور ہے	کرلے کوشش اسمین اب تو جود سے
این قدر تخمے کہ ماندستت بکار	تا در آخر بینی اورا برگ و بار	بیج تھوڑا سا ترا ہے اسکو بو	تاکہ آخر دیکھے برگ و بار کو
تا نمردست این چراغ باگہر	ہین فتیلہ اش ساز روغن زودتر	تا نہ گل ہووے چراغ اب یہ ترا	تیل و بتی اسکی تو جلدی سے لا
ہین مگو فردا کہ فرداہا گذشت	تا بکلی نگذرد ایام کشت	مت کہو کل اپنی سب کل گزری گئن	تا نہ بالکل گزرین یہ کھیتی کے دن

در معنی فی التاخیر آفات
اندر اس معنی کے کہ تاخیر مین آفت ہے

پند من بشنو کہ تن بند قویست	کہنہ بیرون کن گرت میل نویست	سن[2] نصیحت تن بڑی اک قید ہے	چھوڑ کہنہ نو کی گر امید ہے
لب بہ بند و کف پر زر بر کشا	بخل تن بگذار و پیش آور سخا	زر کی مٹھی کھول کر لب بند تو	کر سخا اور چھوڑ تن کے بخل کو
ترک لذتہا و شہوتہا سخاست	ہر کہ در شہوت فرو شد بر نخاست	ترک لذت اور شہوت ہی سخا	ڈوبا جو شہوت مین وہ پھر کب بچا
این سخا شاخیست از سرو بہشت	وائے او کز کف چنین شاخی بہشت	سرو جنت کی سخا اک شاخ ہے	اُسپہ ہے افسوس چھوڑے ہاتھ سے
عروۃ الوثقی ست این ترک ہوا	برکشد این شاخ جان را بر سما	ہے رسن مضبوط یہ ترک ہوا	شاخ جان کو کھینچے یہ سوے سما
یوسف حسنی تو این عالم چو چاہ	وین رسن صبرست از امر اِلٰہ	تو ہے یوسف یہ جہان ہے مثل چاہ	اور رسن ہے صبر باحکم اِلٰہ
یوسفا آمد رسن در زن تو دست	از رسن غافل مشو بیگہ شدہ است	تو پکڑ یوسف رسن کو ہاتھ سے	وقت جاتا ہے تو غافل مت ہو

[1] جلد یہ الخ یہ شعر دو دن کہ تجھ سے زور ہے جلد کوشش کر اسمین تو بخشش سے تیرا بیج تھوڑا سا ہے بو اُسکو تا کہ آخر دیکھے تو برگ و بار سے تا نہ تیرا یہ چراغ اب گل ہووے تو تیل و بتی اسکی جلدی سے لا کل مت کہو اور سب کل گزری ایسا نہ ہو کہ کھیتی کے یہ بالکل دن گزرین یعنی جو عمر تیری تھوڑی رہی ہے تو جلد معرفت الٰہی حاصل کر امروز فردا مین اسکومت گزار پھر وقت گیا ہاتھ نہین آتا ہے پس تاخیر مین آفت ہے بقول خواجہ حافظ شیرازی مصرع کہ آفت ہاست در تاخیر وطالب را زیان دارد چنانچہ اسکی مثال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] سن نصیحت الخ یہ شعر تو نصیحت سن لے کہ تن ایک قید بڑی ہے چھوڑ کہنہ کو اگر نو کی امید ہے مٹھی پر زر کی کھول اور لب کو بند کر سخاوت کر اور تن کے بخل کو چھوڑ ترک لذت و شہوت سخاوت ہے ایک سرو جنت کی شاخ ہے اُس شخص پر افسوس ہے کہ جس نے اسے ہاتھ سے چھوڑا ترک ہوا رسی مضبوط ہے کہ شاخ جان کو کھینچے طرف آسمان کے تا کہ تجھ کو شاخ سخاوت کی لیجا دے اصل تک کھینچکر اے اہل صفا تو یوسف ہے اور یہ جہان مثل چاہ کے ہے اور رسی صبر ہے حکم خدا سے تو پکڑے یوسف رسی کو ہاتھ سے وقت جاتا ہے غافل مت ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] خبردار ہو عبرت لے دکھہرا رہ ۱۲ [4] اور مددگاری طلب کر خدا سے اور سعی کرتا پہونچے مقصد کو ۱۲۔

حمد للہ کاین رسن آویختند / فضل و رحمت را بہم آمیختند
در رسن زن دست بیرون شو ز چاہ / تا ببینی بارگاہ بادشاہ
تا ببینی عالم جان جدید / عالم بس آشکارا ناپدید
این جہان نیست چون ہستان شدہ / وان جہان ہست بس پنہان شدہ
خاک بر بادست و بازی میکند / کژنمائے پردہ سازی میکند
خاک ہمچون آلتے در دست باد / باد را دان عالی و عالی نژاد
چشم خاکی را بخاک افتد نظر / باد بین چشمے بود نوع دگر
این کہ بر کارست و بیکارست پوست / وانکہ پنہان ست مغز و اصل اوست
اسپ داند اسپ را کو ہست یار / ہم سواری داند احوال سوار
چشم حس اسپ ست و نور حق سوار / بے سواران اسپ خود ناید بکار
پس ادب کن اسپ را از خوئے بد / ورنہ پیش شاہ باشد اسپ رد
چشم اسپ از چشم شہ رہبر بود / چشم او بے چشم شہ مضطر بود
چشم اسپان جز گیاہ و جز چرا / ہر کجا خوانی نباید نے چرا
نور حق بر نور حس راکب شود / وانگہے جان سوئے حق راغب شود
اسپ بے راکب چہ داند رسم راہ / شاہ باید تا بداند شاہراہ

حمد للہ یہ رسن لٹکائی ہے / فضل و رحمت کو بہم دکھلائی ہے
یہ پکڑ رسی نکل اس چاہ سے / بارگاہ شاہ تا تجھ کو ملے
تا کہ دیکھے جان کا عالم نیا / ایسا عالم جو ہو ظاہر اور چھپا
یہ جہان نیست مثل ہست ہی / وہ جہان ہست پوشیدہ ہے
ہے ہوا پر خاک اور بازی کرے / کجروی اور پردہ سازی بس کرے
خاک جون آلہ ہے دست باد ہی / مرتبہ عالی ہوا کا اس لیے
خاک کو جو دیدہ دیکھے خاک ہے / جو ہوا کو دیکھے دیدہ پاک ہے
یہ جو کرتا کام تو ہے پوست ہی / جو ہی پوشیدہ وہ مغز و دوست ہے
جانتا گھوڑے کو گھوڑا جو ہی یار / جانتا اسوار ہے حال سوار
چشم حس گھوڑا ہی نور حق سوار / بے سوار اب گھوڑا کب آئے بکار
خوئے بد سے اسپ کو تعلیم کر / ورنہ شہ اسکو کرے بس دور تر
چشم اسپ چشم شہ سے رہنما / چشم مضطر اسکی ہو بے چشم شاہ
چشم اسپان جز چراگاہ و گیا / جائے جس جا چاہیے وہ چیز کی جا
نور حق کا نور حس پر ہو سوار / اس گھڑی جان حق کی ہو راغب یار
اسپ بے اسوار کے کیا جانے راہ / چاہیئے شہ تا کہ جانے شاہراہ

ل۱ حمد للہ الخ ۵ شعر الحمد للہ رسی لٹکائی ہے فضل و رحمت کی باہم ملا کر یہ تو رسی پکڑ اور چاہ سے نکل تا کہ بارگاہ شاہ کی تجھ کو دکھائی دے تا کہ تو جان سے نیا عالم دیکھے ایسا عالم کہ جو ظاہر و چھپا ہو یہ جہان نیست اندر ہست کے ہے وہ جہان ہست پوشیدہ رہتا ہے آگے مثال ہے ہوا پر خاک ہے اور بازی کرتی ہے کجروی اور پردہ سازی رکھتی ہے یعنی تو مثل یوسف کے چاہ دنیا میں گرفتار ہے اور رسی اس چاہ کی صبر و توکل ہے پس تو وہ رسی پکڑ کے نکل کہ درگاہ بادشاہ میں تجھ کو رسائی ہو اور یہ جہان ظاہر نما ہے تو معنی کو دیکھ کہ موجب نجات ہو کیونکہ صورت ظاہر اہل جہان کی مثل بگولے کے ہے ہوا میں مگر ہوا نہیں دکھائی دیتی ہے اسیطرح صورت معلوم ہوتی ہے اور معنی نہیں دکھائی دیتا ہے چنانچہ اس کی مثال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ خاک چون آلہ الخ شعر خاک چون آلہ کے ہوا کے ہاتھ میں ہے اس لیے مرتبہ عالی ہوا کا ہے جو دیدہ کہ خاک دیکھے خاک ہے اور جو دیدہ کہ ہوا دیکھے وہ پاک ہے یہ جو تو کام کرتا ہے پوست ہے اور جو پوشیدہ ہے وہ مغز دوست ہے گھوڑے کو جو گھوڑا یار جانتا ہے حال سوار کا سوار جانتا ہے چشم حس گھوڑا ہے اور نور خدا اسوار بغیر سوار کے کب گھوڑا کام میں آئے اسپ کو خوئے بد سے تعلیم کر اور نہ شاہ اسکو دور کرے گا چشم اسپ کی چشم شاہ سے راہ جاننے والی ہے اور بغیر چشم شاہ کے چشم اسکی مضطر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ چشم اسپان الخ ۴ شعر چشم اسپون کی بجز گاہ اور چراگاہ کے جس جا جائے چراگاہ چاہیے نور حق کا نور حس پر سوار ہو جان اس گھڑی حق کی راغب یار ہو آپ بغیر سوار کے کیا راہ جانے بادشاہ چاہیئے تا کہ شاہراہ جانے تو حس کی جانب جا کہ نور اس پر سوار ہے وہ نور حس کا صاحب و یار ہے نور حق سے نور حس زینت رکھتا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ نور اور پر نور کے ہے نور حس طرف تحت الثریٰ کے کھینچتا ہے اور نور حق طرف اعلےٰ کے لے جاتا ہے یعنی نور چشم حسی طرف کجی کے جاتا ہے جب کہ نور حق اس پر سوار ہو جاتا ہے تو جانب راستی کے لے جاتا ہے اور مشاہدہ جمال الٰہی کرتا ہے پس عارف کو چاہیئے کہ نور حق پرتو مرشد سے حاصل کرے کہ چشم سر بینا ہو اور راہ دید کی کھلے باقی حال اس کا آگے مولانا بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲

سوی حسی رو که نورش راکب ست	حس را آن نور نیکو صاحب ست
نور حس را نور حق تزئین بود	معنی نور علی نور این بود
تا برد شاخ سخا اے خوب کیش	مر ترا بالا کشان تا اصل خویش
نور حسی می کشد سوی ثرا	نور حقش می برد سوی علا
زانکه محسوسات دون تر عالمی است	نور حق دریا و حس چون شبنمی است
لیک پیدا نیست این راکب برو	جز باثار و بگفتار نکو
نور حسی کو غلیظ ست و گران	هست پنهان در سواد دیدگان
چونکه نور حس نمی بینی ز چشم	چون نه بینی نور آن علیی بچشم
نور حس با این غلیظی مختفی ست	چون خفی نبود ضیای آن صفی است
این جهان چون خس بدست باد غیب	عاجزی پیشه گرفت از داد غیب
گه بلندش می برد گاهیش بر	گاه خشکش میکند گاهیش تر
دست پنهان و قلم بین خط گزار	اسپ در جولان و ناپید اسوار
گه بلندش میکند گاهیش پست	گه درستش میکند گاهی شکست
گه یمینش می برد گاهی یسار	گه گلستانش کند گاهیش خار
تیر بران بین و ناپیدا کمان	جانها پیدا و پنهان جان جان
تیر را مشکن که این تیر شهی ست	تیر پرتابی ز شست آگهی ست
ما رمیت اذ رمیت گفت حق	کارها بر کارها دارد سبق

حس کی جانب جا ہے نور اسپر سوار	حس کا ہے وہ نور صاحب اے ریار
نور حق سے نور حس زینت پکڑین	معنے نور علی نور اُس کے ہین
تا کہ لیجاوے تجھے شاخ سخا	کھینچکر تا اصل اسے اہل صفا
نور حس کھینچے سوے تحت الثری	نور حق لیجائے بس سوے علا
کیونکہ ہے محسوس عالم مین تر[۱]	نور حق دریا و حس شبنم سے ہے تر
پر سوار اُسپہ نہ کچھ ظاہر ملے	کچھ سوا آثار اور گفتار کے
نور حسی ہے مکدر اور گران	ہے سیاہی مین وہ آنکھونکی نہان
جو نہ دیکھے نور حس تو آنکھ سے	نور مطلق آنکھ کو کیونکر ملے
نور حس کہ ہے غلیظ اور ہے نہان	نور جو ہو صاف ہو کیونکر عیان
یہ جہان[۲] جون خس ہے دست باد ہی	اور عاجز غیب کی ہے داد سے
گاہ بحر و گاہ بر کو لے چلے	گاہ خشک و گاہ تر اُسکو کرے
ہاتھ پوشیدہ قلم چلتا رہے	گھوڑا دوڑے نے سوار اسکا ملے
گہ بلند اُسکو کرے اور گاہ پست	گہ درست اُسکو کرے اور گہ شکست
گاہ دہنے گاہ بائین لیچلے	گہ گلستان گاہ خارستان کرے
تیر چلتے ہین نہین ظاہر کمان	جان ظاہر اور نہان ہے جان جان
تیر کو مت توڑ یہ ہے تیر شاہ	ہے قدر انداز نے پرتاب راہ
مارمیت اذ رمیت حق کہے	کار حق کل کام پر سبقت رکھے

۱ کیونکہ الخ ۵ شعر کیونکہ محسوس عالم بد تر ہے نور حق دریا ہے اور نور حس شبنم تر ہے ولیکن سوار اس پر ظاہر نہین ہے بجز آثار و گفتار کے نور حس کدورت دار و گران ہے اور آنکھون کی سیاہی مین پوشیدہ ہے جو نور حس کو آنکھ سے نہین دیکھتا ہے نور مطلق آنکھون سے کیونکر دیکھے گا نور حس کہ کدورت و نہان ہے نور جو کہ صاف ہو کیونکر عیان ہووے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ ۲ یہ جہان الخ ۵ شعر یہ جہان مانند خس کے ہوا کے ہاتھ مین ہے اور غیب کی داد سے عاجز ہے گاہ دریا گاہ جنگل کو لے جائے گاہ خشک گاہ تر اُس کو کرے ہاتھ پوشیدہ اور قلم چلتا معلوم ہوتا ہے گھوڑا دوڑتا ہے اور سوار نہین ملتا ہے کبھی بلند اُس کو کرے وکبھی پست اور کبھی درست اُس کو کرے اور کبھی شکستہ کبھی دہنے وکبھی بائین اُس کو لے جائے کبھی گلستان و کبھی خارستان اُس کو کرے تیر اُڑتا دکھائی دے اور کمان ظاہر نہین جان ظاہر اور جان جان پوشیدہ ہے تیر کو مت توڑ یہ تیر شاہ کا ہے قدر انداز ہے و تیر پرتابی نہین ہے کیونکہ حق فرماتا ہے مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ یعنے تو نے تیر نہ پھینکا جس وقت پھینکا حق نے پھینکا کام حق کا کل کام پر سبقت رکھتا ہے یعنے یہ جہان مانند تنکے کے ہے اور معنی مثل ہوا کے پس ہوا تنکے کو جہان چاہتی ہے لیے پھرتی ہے اور جسم مانند تیر کے و معنی مانند کمان کے پس کمان تیر کو جدھر چاہتی ہے پھینکتی ہے اسواسطے مارمیت اذ رمیت بہ نسبت وجود حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق نے فرمایا کہ محمدؐ وہ فعل تمھارا نہین ہے ہوا کی حرکت ہے لیکن ظاہر مین وہ حرکت تنکے سے پیدا ہوتی ہے چنانچہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

خشم خود بشکن تو مشکن تیر را	چشم خشمت خون نماید شیر را	[1] توڑ غصہ کو نہ توڑ اس تیر کو	چشم غصہ خون دکھائے شیر کو
بوسہ دہ بر تیر و پیش شاہ بر	تیر خون آلودہ از خون تو تر	تیر لیجا پاس تو اُس شاہ کے	تیر خون آلودہ اپنے خون سے
انچہ پیدا عاجز و بستہ و زبون	وانچہ ناپیدا چنین تند و حرون	جو ہے ظاہر عاجز و ناچار ہے	جو ہے مخفی سرکش و جرار ہے
ما شکاریم اینچنین دامے کراست	گوئے چوگانیم چوگانے کجاست	ہم شکار ایسے ہین دام اپنا کہان	گیند ہین ڈنڈے کے اور ڈنڈا کہان
می درد می دوزد این خیاط کو	می دہد می سوزد این نفاط کو	سیو کے پھاڑے ایسا درزی ہے کہان	اور جلائے پھونکے آتش گر کہان
ساعتے کافر کند صدیق را	ساعتے زاہد کند زندیق را	دم مین وہ کافر کرے صدیق کو	دم مین وہ زاہد کرے زندیق کو
زانکہ مخلص در خطر باشد مدام	تا ز خود خالص نگردد او تمام	[2] اسلیے مخلص خطر مین ہو مدام	جب تلک خالص نہ خود سے ہو تمام
زانکہ در راہست رہزن بیحدست	آن رہد کو در امان ایزدست	کیونکہ کثرت سے ہین رہزن راہ مین	امن مین جو حق کے آمین وہ بچین
آئینہ خالص نگشت و مخلص ست	مرغ را نگرفتہ است و مقنص ست	آئینہ خالص نہ ہو مخلص ہے وہ	خود پھنسا ہے جو نہ پکڑے مرغ کو
چونکہ مخلص گشت مخلص باز رست	در مقام امن رفت و برد دست	جو ہوا مخلص وہ زندان سے چھٹا	امن پایا اور وہ غالب ہوا
ہیچ آئینہ دگر آہن نشد	ہیچ نانے گندم خرمن نشد	کوئی آئینہ نہ پھر آہن ہوا	کوئی گندم پھر نہ روٹی سے بنا
ہیچ انگورے دگر غورہ نشد	ہیچ میوہ پختہ با کورہ نشد	کوئی نے انگور پھر غورا ہوا	میوہ پکا پھر نہین کچا ہوا
پختہ گرد و از تغیر دور شو	رو چو برہان محقق نور شو	پختہ ہو کر تو تغیر سے ہو دور	مثل برہان محقق تو ہو نور
چون ز خود رستی ہمہ برہان شدی	چونکہ گفتی بندہ ام سلطان شدی	[3] جو خودی سے چھوٹا کل برہان ہوا	جو کہے بندہ ہوں مین سلطان ہوا
ور عیان خواہی صلاح الدین نمود	دیدہ ہا را کرد بینا و گشود	گر عیان چاہے صلاح الدین سے	آنکھ کو بینا کرے روشن کرے
فقر را از چشم و از سیمائے او	دیدہ ہر چشمے کہ دارد نور ہو	چشم و پیشانی سے اُسکے فقر کو	آنکھ نے دیکھا جو رکھے نور ہو
شیخ فعال ست بے آلت چو حق	با مریدان دادہ بے گفتی سبق	شیخ بے آلہ ہے فاعل مثل حق	دے مریدونکو وہ بے قال اک سبق

ل توڑ غصہ کو الخ یہ شعر تو غصہ کو توڑ اور اس تیر کو مت توڑ کہ چشم غصہ شیر کو خون دکھلاتی ہے یعنی بہتر شے کو برا دکھلاتا ہے تو غصہ کو دفع کر اس تیر کو تو شاہ کے پاس لے جا تیر خون آلودہ اپنے خون سے جو کہ ظاہر ہے وہ عاجز و ناچار ہے اور جو کہ مخفی ہے وہ سرکش و جرار ہے ہم ایسے شکار ہین اور دام ہمارا کہان ہے ہم گیند ڈنڈے کے ہین اور ڈنڈا کہان ہے سیوے اور پھاڑے ایسا درزی کہان ہے جلاوے اور پھونکے ایسا آتش گر کہان ہے ایک دم مین وہ کافر کرے صدیق کو اور ایک دم مین وہ زاہد کرے زندیق کو یعنے ہم ہستی کے پابند ہین ایسا اہل معنی کہان ہے کہ ہم کو نیست کرکے ہست کردے باقی حال آگے ہے فافہم

۲ اس لیے مخلص الخ یہ شعر مخلص اس لیے ہمیشہ خطرہ مین ہو جب تک کہ خودی سے خالص نہ ہو کیونکہ راہ مین رہزن کثرت سے ہین جو حق کی امن مین آمین وہ بچین جو آئینہ خالص نہ ہو وہ مخلص ہے جو کہ مرغ کو نہ پکڑے وہ خود گرفتار ہے جو کہ مخلص ہو وہ زندان سے چھوٹا اُس نے امن پایا اور غالب ہوا کوئی آئینہ پھر آہن نہین ہوا کوئی گندم پھر روٹی نہین بنا کوئی انگور پھر غورا نہ ہوا میوہ پکا پھر کچا نہ ہوا پختہ ہو کر تغیر سے دور رہو مثل برہان محقق کے تو نور ہو یعنی تو مقام اجلال مین خالص ہو کر رجعت مسلوک وغیرہ مقامات سے نجات پا کر جیسے حضرت برہان الدین محقق نے تکمیل مقامات سلوک کی کرلی سید برہان الدین محقق خلیفہ پدر مولانا روم علیہ الرحمۃ کے تھے بقول بحر العلوم باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۳ جو خودی سے الخ یہ شعر جبکہ خودی سے چھوٹا کل برہان ہوا جب کہے کہ مین بندہ ہوں سلطان ہوا اگر تو عیان چاہتا ہے صلاح الدین سے ل آنکھ کو وہ بینا کرے اور دل کو روشن پیشانی و چشم اس کی سے فقر کو آنکھ نے دیکھا جو کہ وہ رکھے نور ہو شیخ بے آلہ فاعل ہے مانند حق کے اور مریدون کو سبق دیتا ہے بے قال کے یعنے حضرت صلاح الدین مرید سید برہان الدین محقق کے تھے اور دکان زرکوبی کی کرتے تھے حضرت مولانا روم قدس سرہ کے فیض بخشی سے کمال کو پہونچے پس مولانا انکے کمال کیطرف اشارہ کرتے ہین از بحر العلوم باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

دل بدست او چو موم نرم رام ‌‌ ‌ مہر او گہ ننگ سازد گاہ نام
ہاتھ مین جون موم دل نرم اُسکے تام ‌ گاہ مہر ننگ کردی گاہ نام

مہر موش خاکی انگشتری ست ‌ باز آن نقش نگین خاکی کسیت
خاکی انگشتری ہے مہر موم ‌ کسکا ہی نقش نگین خاکی قوم

خاکی اندیشۂ آن زرگر ست ‌ سلسلہ ہر حلقہ اندر دیگر ست
خاکی اندیشہ اس زرگر کا ہے ‌ حلقۂ زنجیر ہین باہم ملے

این صدا در کوہ دلہا بانگ کیست ‌ گہ پر است و بانگ این گہ تہی ست
کوہ دل مین گونج کسکے بانگ کی ‌ بانگ سے گہہ پر یہ گہ خالی ہی

ہر کجا ہست او حکیم ست اوستاد ‌ بانگ او زین کوہ دل خالی مباد
وہ حکیم اُستاد اب جس جا یہ ہے ‌ کوہ دل خالی نہو اُس بانگ سے

ہست کہ کاواز ثنا می کند ‌ ہست کہ کاواز صد تا می کند
بعض کہہ ہے کہ وہ دے آواز دو ‌ بعض کہ کہ دے ہے سو آواز وہ

می رہاند کوہ ازان آواز قال ‌ صد ہزاران چشمۂ آب زلال
کوہ جاری کرتا اس آواز سے ‌ سیکڑون چشمے ہین شیرین آب کے

چون زکوہ آن لطف بیرون میشود ‌ آبہاے چشمہ ہا خون می شود
لطف اُس کہ سے جو ہوتا ہی برون ‌ آب اُن چشمون کا ہوجاتا ہی خون

زان شہنشاہ ہمایون فعل بود ‌ کہ سراسر طور سینا لعل بود
کیونکہ شاہنشہ ہمایون فال تھا ‌ اسلیے کل طور سینا لال تھا

جان پذیرفت و خرد اجزاے کوہ ‌ ما کم از سنگیم آخر اے گروہ
عقل اور جان پاے جب اجزاے کوہ ‌ ہم ہین کمتر کوہ سے بھی اے گروہ

نے زجان یک چشمہ جوشان میشود ‌ نے بدن از سبز پوشان میشود
نے ہوا ہے جان سے اک چشمہ روان ‌ نے بدن ہوتا ہے سبز و شادمان

نے صداے بانگ مشتاقی درد ‌ نے صفائی جرعہ ساقی درد
نے صداے بانگ مشتاقی رکھے ‌ نے صفائی جرعۂ ساقی رکھے

کو حمیت تا ز تیشہ و ز کلند ‌ اینچنین گہ را بکلی بر کنند
وہ کہان ہمت کدال و تیشہ سے ‌ کھود ڈالون کوہ کو اس تیشہ سے

بو کہ بر اجزاے او تابد مہے ‌ بو کہ در دے تاب خور یابد رہے
ہے یقین اجزا پہ چمکے اُسکے ماہ ‌ ہے یقین خورشید پاے اسمین راہ

چون قیامت کوہہا را بر کند ‌ پس قیامت این کرم کے میکند
جون قیامت کوہ کو پارہ کرے ‌ کب قیامت یہ کرم ہر گز کرے

ف۱ ہاتھ مین الخ ۱۵ شعر مانند موم کے اُسکے ہاتھ مین دل نرم ہوا کبھی مہر ننگ کی کردی کبھی نام کی یعنے حضرت صلاح الدین کو وہ کمال حاصل تھا کہ مریدون کے اوپر کبھی وہ شان جلالی وکبھی شان جمالی ظاہر کردیتے تھے مہر موم حکایت کرنیوالی انگشتری کی ہے اور نقش نگین حکایت کرنے والا کس کا ہے حکایت کرنیوالا اس زرگر کے اندیشہ کا ہے کہ حلقۂ زنجیر باہم ملتے ہین یعنی صلاح الدین کے ہاتھ مین دل موم ہوتا ہے تو وہ مہر ننگ و نام کی کرتا ہے مہر موم حکایت کرنے والی انگشتری کی ہے اور نقش نگین حکایت کرنے والا اندیشہ زرگر کا ہے اسیطرح حلقہ زنجیر باہم ملتے ہین یعنی دل مُرید کا پیر یعنی مرشد کو بتاتا ہے و نقش نگین حکایت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاتا ہے اسیطرح تا ذات حق حلقہ بحلقہ بتاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ **ف۲** کوہ دل مین الخ ۶ شعر کوہ دلمین کس کے آواز کی گونج ہے کبھی یہ آواز سے پر کبھی تہی ہے وہ حکیم تو اُستاد یعنی اب جس جگہ پر ہے کوہ دل آواز سے خالی نہ ہو بعض کوہ ہے کہ وہ دو آواز دیتا ہے اور بعض کوہ ہے کہ سو آواز دیتا ہے کوہ آواز جاری کرتا ہے سیکڑون چشمے آب شیرین کے لطف اُس کوہ سے جبکہ باہر ہوتا ہے آب ان چشمون کا خون ہوجاتا ہے کیونکہ بادشاہ ہمایون فال تھا اسواسطے کوہ طور لال تھا یعنے جسکے دل ہین معنی ظہور رکھتا ہے وہ صداے مطلق سے حوادث ظاہر کرتا ہے مثل کوہ طور کے چنانچہ باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ **ف۳** عقل و جان الخ ۹ شعر جب اجزاے کوہ عقل و جان پاوے ہم کوہ سے بھی کمتر ہین اے گروہ نہین ملا ہے ایک چشمہ جان سے کہ اس سے نہین بدن ہوتا ہے سرسبز و شادمان نہین صدا بانگ کی مشتاقی رکھے یعنی جرعہ ساقی کا صفائی رکھے یعنے ہو اے چشمہ جان سے روان و بدن سے سرسبز و صداے بانگ کی مشتاقی و جرعہ ساقی صفائی رکھتا ہے یہ استفہام انکاری ہے وہ کہان ہمت ہے کہ کدال و تیشہ سے مین کھودون کوہ کی اس تیشہ سے یقین ہے کہ اجزا پر اُس کی ماہ چمکے یقین ہے کہ خورشید اس مین راہ پاوے قیامت کے مانند وہ کوہ کو پارہ کرے یہ قیامت اس قیامت سے کم نہین ہے وہ قیامت زخم پر مرہم رکھتی ہے جس نے مرہم دیکھا وہ چھوٹا زخم سے حسن جس نے دیکھا محسن ہے وہ بدر خوش ہے کہ خوشرو یار ہو افسوس کہ وہ گلرو جفت خزان کا ہو یعنی وہ شخص بہتر ہے کہ جو ظاہر برا و باطن بہتر رکھے اُس شخص سے کہ جو ظاہر بہتر و باطن برا رکھتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

این قیامت زان قیامت کی کمست / آن قیامت زخم و این چون مرہمست
ہر کہ دید آن مرہم از زخم ایمنست / ہر بدی کین حسن دید او محسنست
ای خنک زشتی کہ خوبش شد حریف / وای گلروئی کہ جفتش شد خریف
نان مردہ چون حریف جان شود / زندہ گردد نان و عین آن شود
ہیزم تیرہ حریف نار شد / تیرگی رفت و ہمہ انوار شد
ور نمکسار ار خر مردہ فتاد / آن خری و مردگی یکسو نہاد
صبغۃ اللہ ہست رنگ خم ہو / پیسہا یکرنگ گردد اندرو
چون دران خم افتد و گوئیش قم / از طرب گوید منم خم لا تلم
آن منم خم خود انا الحق گفتنست / رنگ آتش دارد الا آہنست
رنگ آہن محو رنگ آتشست / ز آتشی می لافد و خامش وشست
چون بسرخی گشت ہمچو زر کان / پس انا النارست لافش بی زبان
شد ز رنگ و طبع آتش محتشم / گوید او من آتشم من آتشم
آتشم من گر ترا شکست و ظن / آزمون کن دست را بر من بزن
آتشم من بر تو گر شد مشتبہ / روی تو بر روی من یکدم بنہ
آدمی چون نور گیرد از خدا / ہست مسجود ملایک ز اجتبا
نیز مسجود کسی کو چون ملک / رستہ باشد جانش از طغیان و شک
آتشی چہ آہنی چہ لب ببند / ریش تشبیہ و مشبہ را مخند
پای در دریا منہ کم گو ازان / بر لب دریا خمش کن لب گزان
گرچہ صد چون من ندارد تاب بحر / لیک می نشکیبم از غرقاب بحر

یہ قیامت کم نہ اُس محشر سے ہی / وہ قیامت زخم یہ مرہم رکھے
جسنے مرہم دیکھا چھوٹا زخم سے / حسن جس بد کو ملے محسن بنے
خوش ہی وہ بدرو کہ خوشرو ہو حریف / حیف وہ گلرو کہ ہو جفت حریف
۱ نان مردہ جو حریف جان ہو / زندہ ہوا و عین جان وہ نان ہو
چوب تیرہ جو حریف نار ہو / تیرگی جائے وہ کل انوار ہو
گر گرے کان نمک مین مردہ خر / ہو خری اور مردگی سے دور تر
صبغۃ اللہ ہے یہ رنگ خم ہو / پیسے اک رنگ اسمین ہون کل جان تو
۲ جو گرے خم مین تو قم اسکو کہے / بولے مین خم ہون ملامت مت کہے
مین ہون خم لائق انا الحق کہنے کے / رنگ آتش رکھون آہن ہون وے
رنگ آہن محو رنگ آتش کا ہے / پر ہے خامش آگ کا دعوی کرے
جو کہ ہووے سرخ مثل زر کان / ہے انا ناری کا دعوی بے زبان
ہووے کامل طبع و رنگ نار مین / وہ کہے آتش ہون مین آتش ہون مین
آگ ہونے مین مرے گر شک کرے / امتحانا چھو کے مجھکو دیکھ لے
آگ ہونے مین مرے گر شک کرے / منہ کو اپنے میرے منہ پر رکھ تو دے
آدمی جو نور لے اللہ سے / ہووے مسجود ملک اس جاہ سے
وہ کوئی مسجود ہو مثل ملک / جسکی جان رکھتی نہووے مکر و شک
آگ کیا اور لوہا کیا تم چپ ہو / اس مشبہ اور تشبیہ پر ہنسو
۳ پا نہ رکھ دریا مین کمتر کر بیان / اور لب دریا پہ روک اپنی زبان
اگرچہ صد ہا کو نہووے تاب بحر / پر نہ مجھکو صبر جز غرقاب بحر

۱ نان مردہ الخ یہ شعر نان مردہ جو یار جان کی ہو زندہ ہوا اور عین جان ہو چوب سیاہ جو یار نار کی ہو سیاہی جائے اور کل انوار ہو وے اگر خر مردہ کان نمک مین گرے خری اور مردگی سے وہ دور تر ہووے خم ہو صبغۃ اللہ یعنی رنگ اللہ کا ہے سب پیسے اُس مین ایک رنگ ہون یعنی خم معنی ایک رنگ ہے جو اُسمین گرے ایک رنگ ہو وے اس واسطے سب عارف ایک رنگ ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ جو گرے الخ۔ الشعر جو شخص خم مین گرا اور تو قم اُس کو کہے وہ کہے کہ مین خم ہون لائق انا الحق کہنے کے رنگ آتش رکھتا ہون ولیکن آہن ہون رنگ آہن رنگ آتش مین محو ہے آتش کا دعوے کرتا ہے ولیکن خاموش ہے جو کہ سرخ ہووے مثل زر خالص کے انا ناری کا دعوے بے زبانی سے ہے کامل طبع ہووے رنگ اور وہ کہے مین آتش ہون اگر تجھ کو اشتباہ ہو اپنے منہ کو میرے منہ پر رکھدے جو کہ آدمی نور اللہ سے لے اس جاہ سے مسجود ملائک کا ہووے کہ مثل ملائک کے جان جس کی مکر و شک نہین رکھتی ہووے آگ و لوہا کیا ہے تم چپ رہو اور اس مشبہ و تشبیہ پر ہنسو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ پا نہ رکھ الخ یہ شعر دریا مین پاؤن مت رکھو اور کمتر بیان کرو اور لب دریا پر اپنی زبان کو روک اگرچہ تاب بحر کی صد ہا کو نہووے لیکن مجھکو بجز غرق بحر صبر نہین ہے میری عقل جان فدا لے بحر ہو خونبہا جان کا بحر کی سخاوت ہو پاؤن جبتک چلے اُسمین چلون جبتک پاؤن تھکے تو مثل بط کے اُسمین رہون یعنی دریائے معنی سے مجھکو کب سیری ہے بجز غرق ہو نہ سکے جبتک کہ طاقت ہے مین اُسمین چلون نہ مثل بط کے اسمین پیرون باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

جان و عقل من فدائے بحر باد　خونبہائے عقل و جان این بحر داد

تا کہ پایم میرود رانم درد　چون نماند پا چو بط رانم در و

بے ادب حاضر ز غائب خوشتر است　حلقہ گرچہ کژ بود نے بر در ست

اے تن آلودہ بگرد حوض گرد　پاک کے گردد برون حوض مرد

پاک کو از حوض مہجور اوفتاد　او ز طہر خویش ہم دور اوفتاد

پاکی این حوض بے پایان بود　پاکی اجسام کم میزان بود

زانکہ دل حوضست لیکن در کمین　سوئے دریا راہ پنہان دارد این

پاکی محدود تو خواہد مدد　ورنہ اندر خرج کم گردد عدد

عقل و جان میری فدائے بحر ہو　خون بہائے جان سخائے بحر ہو

پاؤن جبتک کہ چلے اسمین چلون　جو تھکے پا مثل بط اسمین رہون

بے ادب حاضر بھلا غائب سے ہے　حلقہ ٹیڑھا ہے ولیکن در پہ ہے

حوض کے گرد اے تن آلودہ تو پھر　حوض کے باہر نہووے پاک پھر

پاک کب جو حوض سے مہجور ہے　بلکہ وہ پاکی سے اپنی دور ہے

پاکی بے پایان ہے بس اس حوض کی　اور پاکی جسم کی رکھے کمی

کیونکہ دل اک حوض ہے لیکن نہان　راہ دریا کیطرف رکھتا ہے ہان

پاکی محدود مانگے ہے مدد　ورنہ اندر خرچ کے کم ہو عدد

تمثیل و بیان خواندن آب آلودگان را بہ پاکی

یہ مثال اس بیان مین کہ پانی بلاتا ہے ناپاکونکو واسطے پاکی کے

آب گفت آلودہ را در من شتاب　گفت آلودہ کہ دارم شرم از آب

گفت آب این شرم بے من کے رود　بے من این آلودہ زائل کے شود

ز آب ہر آلودہ کو پنہان شود　الحیاء یمنع الایمان شود

دل ز پایہ حوض تن گلناک شد　تن ز آب حوض دلہا پاک شد

گرد پایہ حوض دل گرد اے پسر　ہان ز پایہ حوض تن میکن حذر

بحر تن بر بحر دل برہم زنان　در میان شان برزخ لایبغیان

گر تو باشی راست ور باشی تو کژ　پیشتر می غژ بدو واپس مغژ

بولا آلودہ سے پانی جلد آ　بولا آلودہ کہ آتی ہے حیا

آب بولا یہ حیا ہو مجھ سے دور　بے مرے آلودگی کب ہووے دور

آب سے آلودہ گر چھپتا پھرے　الحیاء یمنع الایمان بنے

حوض تن کی تہ دل پر خاک ہے　حوض دل کے آب سے تن پاک ہے

گرد حوض دل کی تہ کے تم پھرو　پاس حوض تن کی تہ کے مت چلو

بحر دل و بحر تن باہم روان　انکے اندر ہے برزخ لایبغیان

گر ہے تو ٹیڑھا یا سیدھا ہے　آگے بڑھ تو اور پیچھے مت ہٹے

ف بے ادب الخ ۱ شعر بے ادب حاضر بہتر ہے غائب سے حلقہ ٹیڑھا ہے لیکن در پر ہے ف اے تن آلودہ تو حوض کے گرد پھر اور باہر حوض کے تو پاک نہ ہووے وہ پاک کب ہے کہ جو حوض سے مہجور رہے بلکہ وہ اپنی پاکی سے دور رہے اُس حوض کی پاکی بے پایان ہے اور پاکی جسم کی کمی رکھتی ہے کیونکہ دل ایک حوض ہے وہ لیکن پوشیدہ دریا کیطرف راہ رکھتا ہے پاکی محدود مدد چاہتی ہے ورنہ خرچ کرنے مین عدد کم ہوتا ہے یعنی دل ایک حوض ہے آب معنی اور دریائے معنی سے اُسمین ایک راہ ہے جو اُس حوض دل مین ڈوبا وہ معنی مین پہونچا پس پاکی دل بے انتہا ہے کیونکہ پاکی تن کی محدود ہے خرچ کم ہوتی ہے پس آب معنی ناپاکون کو بلاتا ہے واسطے پاک کرنیکے چنانچہ اس کا حال آگے مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ف بولا آلودہ سے الخ ۱ شعر پانی نے کہا آلودہ سے کہ جلد آ آلودہ نے کہا کہ مجھکو حیا آتی ہے پانی نے کہا کہ یہ حیا مجھ سے دور ہو اور بغیر میرے یہ آلودگی کب دور ہو اگر آب سے آلودہ پوشیدہ رہے ترجمہ حدیث ضرور کر حیا باز رکھتی ہے ایمان سے حوض تن کی تہ سے دل پر خاک ہے اور حوض دل کے آب سے تن پاک ہے حوض دل کی تہ کے گرد پھرو حوض تن کی تہ کے پاس مت جا بحر دل اور بحر تن کے باہم روان ہین اور اُنکے پردہ درمیان ہے اور نہین ملنے دیتا ہے یعنی حوض دل کیطرف رجوع ہو آب معنی تیری آلودگی دنیا کو دور کردے اور حیا اسکے حاصل کرنے مین مت کر کہ یہ حیا موجب خرابی ہے پس تن پروری چھوڑ اور ساتھ دل کے شامل ہو کر راہ طے کر چنانچہ اسکا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ف گر ہے الخ ۱ شعر اگر تو ٹیڑھا یا سیدھا ہے آگے بڑھ تو اور پیچھے مت ہٹ اگرچہ شاہ کے روبرو جانا خطر جان کا ہووے ولیکن عالی ہمت کب رکتے ہین شاہ شکر سے شیرین تر ہے جان شیرین مین جا کے خوش رہے اے ملامت گر سلامت تجھ کو ہے وے سلامت جو تو مجھکو چھوڑ دے یعنی اے ملامت گر تجھکو سلامتی ہے دنیا مین تو سلامتی ڈھونڈھ مجھکو میرے حال پر چھوڑ دے میری جان بھٹی ہے اور آگ سے خوش ہے یہی بھٹی کو بس ہے کہ خانہ آتش ہے عشق بھٹی کے مانند سوزش کا مستحق ہے اُس جو اندھا ہے وہ کون ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ عہ ضرور کر حیا باز رکھتی ہے ایمان سے فافہم ۱۲ عہ پردہ درمیان ہے اور نہین ملنے دیتا ہے فافہم ۱۲ ـ

پیش شاہان گر خطر باشد ز جان　　لیک نہ شکیبند عالی ہمتان
شاہ چون شیرین تر از شکر بود　　جان بشیرینی رود خوشتر بود
اے ملامت گو سلامت مر ترا　　اے سلامت جو رہا کن تو مرا
جان من کورہ ست با آتش خوش است　　کورہ را این بس کہ خانۂ آتش ست
ہمچو کورہ عشق را شوریدنی است　　ہر کہ او زین کور باشد کوردنی است
برگ بے برگی ترا چون برگ شد　　جان باقی یافتی و مرگ شد
چون ترا غم شادی افزودن گرفت　　روضۂ جانت گل و سوسن گرفت
انچہ خوف دیگران آن امن تست　　بط قوی از بحر و مرغ خانہ سست
باز دیوانہ شدم من اے طبیب　　باز سودائی شدم من اے حبیب
حلقہ ہاے سلسلہ تو ذو فنون　　ہر یکے حلقہ دہد دیگر جنون
داد ہر حلقہ فنون دیگر ست　　پس مرا ہر دم جنون دیگر ست
پس فنون باشد جنون این شد مثل　　خانہ در زنجیر این میر اجل
آن چنان دیوانگی بگسست بند　　کہ ہمہ دیوانگان پندم دہند

شہ کے آگے گر خطر ہووے بجان　　پر نہیں گھٹتے ہیں عالی ہمتان
شاہ شیرین تر جو بس شکر سے ہے　　جان شیرینی میں جاے خوش سے ہے
اے ملامت گو سلامت ہے تجھے　　اے سلامت جو مجھے تو چھوڑ دے
میری جان بھٹی ہے خوش ہے آگ سے　　بس ہے بھٹی کو کہ خانہ آگ ہے
عشق بھٹی کی طرح سوزش رکھے　　اس سے جو اندھا ہے وہ کودن سے ہے
بے سر و سامانی سامان ہے تجھے[1]　　جان باقی پائے چھوٹے موت سے
ہو خوشی کا بڑھنا تیرا غم رکھے　　گلشن جان میں گل و سوسن کھلے
دوسرون کا خوف تیرا امن ہے　　مرغ سست اور بط قوی ہے بحر سے
پھر میں دیوانہ ہوا ہون اے طبیب　　پھر میں سودائی ہوا ہون اے حبیب
حلقۂ زنجیر تیرا ذو فنون　　اور ہی ہر حلقہ رکھتا ہے جنون
دیوے ہر حلقہ فنون اک اور ہے　　مجکو ہر دم ہے جنون اک اور ہے
یہ مثل ہے کہ جنون ہووے فنون　　عشق کی زنجیر میں جو ہے جنون
اسقدر دیوانگی نے توڑے بند　　کہ مجھے دیتے ہیں سب دیوانے پند

آمدن دوستان بہ بیمارستان جہت پرسش ذوالنون

آنا دوستون کا شفاخانہ میں واسطے عیادت ذوالنون مصری کے

این چنین ذوالنون مصری را فتاد　　کاندرو شور و جنون نو بزاد
شور چندان شد کہ تا جوق فلک　　میرسد از وے جگرہا را نمک
ہین منہ تو شور خود اے شورۂ خاک　　پہلوے شور خداوندان پاک
خلق را تاب جنون او نبود　　آتش او ریشہاشان می ربود

ایسا ہی ذوالنون مصری کو ہوا[2]　　کہ جنون و لولہ اس کا بڑھا
اسقدر شورش ہوئی کہ تا فلک　　پہونچتا اس سے جگر کو تھا نمک
اپنی شورش مت رکھ اے شورۂ خاک　　پس مقابل میں جو ہیں خاصان پاک
خلق کو تاب جنون اسکی نہ تھی　　اُنکی داڑھی آگ سے اسکی جلی

[1] بے سر و سامانی الخ شعر مجھکو بے سر و سامانی سامان ہوا اور جان باقی پائے اور مرگ سے چھوٹے جو تیرا غم خوشی کا بڑھنا رکھے گلشن جان میں گل و سوسن کھلے دوسرون کا خوف امن تیرا ہے مرغ سست اور بط قوی بحر سے ہے یعنے دریاے معنی میں تن سست ہے اور جان قوی پھر میں دیوانہ ہوا ہون اے طبیب پھر میں سودائی ہوا ہون اے حبیب تیرا حلقہ زنجیر اور ذو فنون ہر حلقہ اور ہی رکھتا ہے جنون ہر حلقہ فنون ایک اور ہی دیوے مجھکو ہر دم جنون ایک اور ہی ہے یہ مثل مشہور ہے کہ جنون ہووے فنون جو عشق کی زنجیر میں جنون ہے اس قدر دیوانگی نے بند توڑے کہ دیو اسنے مجھ کو پند دیتے ہین یعنے اب مجھ کو اور ہی جنون عشق پیدا ہوا ہے کہ باعث مطلب بر آری کا ہو جیسے حضرت ذوالنون مصری کو جنون نفع کار ہوا چنانچہ قصہ اُن کا مثالاً آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲۔ [2] ایسا ہی الخ شعر ایسا ہی ذوالنون مصری کو جنون ہوا کہ جنون و دلولہ اس کا بڑھا اور اس قدر سوزش ہوئی کہ آسمان تک اس سے جگر کو نمک پہونچتا ہے یعنے وہ سوزش ہر ایک کو بیچین کرتی تھی اے شورۂ خاکی اپنی سوزش مت رکھ مقابل خاصان حق کے اُس کے جنون کی تاب خلق کو نہ تھی اور اس کی آتش سے ان کی داڑھی جلی جو عوام کی داڑھی جلی اُس کو قید زندان میں کیا آگے حقائق اس کے بیان کیے ہین فافہم ۱۲۔

چونکہ در ریش عوام آتش فتاد
بند کردندش بزندان المراد

نیست امکان واکشیدن این لجام
گرچہ زین رہ تنگ می آیند عام

دیدہ این شاہان ز عامہ خوف جان
کین گرہ کورند و شاہان بے نشان

چونکہ حکم اندر کف رندان بود
لاجرم ذوالنون در زندان بود

یک سوارہ میرود شاہِ عظیم
در کفِ طفلان چنین در یتیم

در چہ دریای نہان در قطرۂ
آفتابے مخفی اندر ذرۂ

آفتاب خویش را ذرہ نمود
واندک اندک روے خود را بر کشود

جملۂ ذرات در روے محو شد
عالم از روے مست گشت و صحو شد

چون قلم در دست غدارے بود
لاجرم منصور بر دارے بود

چون سفیہان راست این کار و کیا
لازم آمد یقتلون الانبیاء

انبیا را گفتہ قوم راہِ گم
از سفہ انا تطیرنا بکم

جہل ترسا بین امان انگیختہ
زان خدائے کو گشت آویختہ

چون بقول اوست مصلوب جہود
پس مرا او را امان کے تاند نمود

چون دل آن شاہ ز ایشان خون بود
عصمت و انت فیہم چون بود

زر خالص را و زرگر را خطر
باشد از قلاب خائن بیشتر

یوسفان از رشکِ زشتان مخفی اند
کز عدو خوبان در آتش میزنید

جو چلی داڑھی عوام الناس کی
قید زندان مین کیا اسکو اجی

ف۱ کسکو طاقت ہی کہ روکے یہ کلام
گرچہ ہوتے تنگ ہین اس رہ مین عام

دیکھا ان شاہون نے خوف جان عام
بے نشان شہ یہ گروہ اندھا تمام

منکرون کو اختیار اب جو ملا
اسلیے ذوالنون زندان مین پڑا

ایسا شاہنشہ بڑا تنہا چلے
ہاتھ مین در یتیم اک طفل کے

در ہے کیا دریا ہی قطرہ مین نہان
یا کہ اک خورشید ذرہ مین نہان

ف۲ ذرہ دکھلاتا ہے اپنے شمس کو
تھوڑا تھوڑا کھولتا ہی اپنا رو

سارے ذرے محو اسمین ہو گئے
اہل عالم مست سب اس سے ہوے

بے وفا کے ہاتھ جو ہووے قلم
دار پر منصور ہووے لاجرم

جو ہووے حاکم کمینے پر جفا
لازم آیا عہ یقتلون الانبیاء

انبیا کو کہوے قوم راہ گم
مکر سے عہ انا تطیرنا بکم

جہل ترسا دیکھ مانگین ہی امان
اس خدا سے جسکو لٹکایا عیان

جو بقول انکے ہی مصلوب جہود
کب وہ دیسکتا ہی انکو امن و سود

شاہ کا دل اس سے جو پر خون ہوے
عصمت و انت فیہم کیونکہ ہوے

ف۳ زر خالص اور زرگر کو خطر
کھوٹا کرنے والے سے ہو بیشتر

یوسفان مخفی ہین رشک زشت سے
کہ عدو خوبون سے آتش مین رہے

ف۱ کس کو طاقت ہے الخ یہ شعر کس کو طاقت ہے کہ یہ کام روکے اگرچہ عام اس راہ مین تنگ ہوتے ہین ان شاہون نے جو دیکھا خوف جان کا عام سے بے نشان شاہ ہوے اور گروہ بالکل اندھا یعنے اولیاء اللہ نے خوف جان اپنا عوام سے دیکھا پوشیدہ ہو گئے آگے رجوع بقصہ ہے اختیار منکرون کو جو ملا اس لیے ذوالنون کو قید محبس مین کیا ایسا بڑا شہنشاہ تنہا چلے ہاتھ مین ایک طفل کے در یتیم ہو کر گوہر کیا وہ ایک دریا قطرہ مین نہان ہے یا کہ ایک خورشید ذرہ مین پوشیدہ باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲ ف۲ ذرہ الخ یہ شعر ذرہ اپنے شمس کو دکھلاتا ہے اور تھوڑا تھوڑا اپنا منھ کھولتا ہے سارے ذرے اس مین محو ہو گئے اور اہل عالم اس سے مست ہو گئے جب کہ بے وفا کے ہاتھ مین قلم ہونے ضرور کہ منصور دار پر ہووے جب کہ کمینہ اور پر جفا حاکم ہووے لازم آیا کہ مارین کافر پیغمبرون کو انبیا کو قوم گمراہ کہے مکر سے کہ فال بد ہم نے تمھارے کہنے سے لی ترسایون کی جہالت کو دیکھو کہ امن چاہتے ہین اس خدا سے کہ جسکو دار پر لٹکایا جو کہ بقول انکے جہودون نے صلیب پر چڑھایا کب وہ اُن کو امن دے سکتا ہے یعنے نصاریٰ اُس خدا سے امن چاہتے ہین کہ جسکو یہودیون نے دار پر چڑھایا پس وہ امن کب دے سکے کہ خود ایسا عاجز وہ خدا ہے پس یہ اُن کی جہالت و نادانی ہے جو شاہ کا دل اُن سے ناخوش ہووے عصمت و انت فیہم کیونکر ہووے یعنی حق تعالی بہ نسبت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماتا ہے کہ ما کان اللہ لیعذبہم و انت فیہم یعنی عذاب نہین کرتا اللہ کافرونکو حالانکہ تو محمدؐ انمین ہو پس جس قوم مین نبی اللہ ہوتا ہے حق تعالی عذاب اُس پر نہین کرتا مولانا فرماتے ہین کہ جب خدا اُن سے ناراض ہووے تو عصمت دنبی اللہ کا رہتا کیونکر ہووے اسی امر سے ذوالنون کو منکرون نے جہل سے قید کیا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ف۳ زر خالص الخ یہ شعر زر خالص اور زرگر کو خطر ہوتا ہے کھوٹے کرنے والے سے بیشتر رشک کرنیوالونکی وجہ سے یوسف چاہ مین ہین کہ حسد سے بھیڑیون کو اُسے درین حسد سے یوسف پر کیا گزرا یہ حسد خود ایک بڑا بھیڑیا ہے اسلیے کہ اس بھیڑیے سے خوف یعقوب علیہ السلام غم یوسف پر رکھتے تھے یعنی یہ حسد ایک بڑا بھیڑیا ہی اسکے روبرو بھیڑیے کی کیا اصل ہی چنانچہ اسکا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ عہ مارتے ہین کافر پیغمبرونکو ۱۲ عہ ہم نے فال بد لی کہنے سے تمھارے ۱۲

از حسد بر یوسف مصری چه رفت / این حسد اندر کمین گرگیست زفت
لاجرم زین گرگ یعقوب حلیم / داشت بر یوسف همیشه خوف و بیم
گرگ ظاهر گرد یوسف خود نگشت / این حسد در فعل از گرگان گزشت
زخم کرد این گرگ وز عذر لبق / آمده کانا ذهبنا نستبق
صد هزاران گرگ را این مکر نیست / عاقبت رسوا شود این گرگ بیست
زانکه حشر حاسدان روز گزند / بی گمان بر صورت گرگان کنند
حشر پر حرص سگ مردار خوار / صورت خوکی بود روز شمار
زانیان را گند اندام نهان / خمر خواران را بود گنده دهان
گند مخفی کان بدلها میرسید / گشت اندر حشر محسوس و پدید
بیشهٔ آمد وجود آدمی / بر حذر شو زین وجود آدمی
ظاهر و باطن اگر باشد یکی / نیست کس را در نجات او شکی
در وجود ما هزاران گرگ و خوک / صالح و ناصالح و خوب و خشوک
حکم خو آن راست کو غالبتر است / چونکه زر بیش از مس آمد آن زر است
سیرتی کان در وجودت غالب است / هم بر آن تصویر حشرت واجب است
ساعتی گرگی درآید در بشر / ساعتی یوسف رخی همچون قمر
میرود در سینه ها از سینه ها / از ره پنهان صلاح و کینه ها

چہ میں یوسف پر حسد سے کیا ہوا / یہ حسد اک بھیڑیا ہے خود بڑا
اسلیے اس بھیڑیے سے خوف و بیم / رکھتے یوسف پر تھے یعقوب حلیم
گرد یوسف گرگ ظاہر کب پھرا / یہ حسد فعلوں میں گرگوں سے بڑھا
زخم کھا اُس گرگ کا اور ہو کے دق / اور کہا کانا ذہبنا نستبق
مکر صد ہا گرگ کو یہ ہے نہیں / عاقبت رسوا یہ ہوئے مکر و کین
روز محشر حاسدوں کا حشر تو / بھیڑیوں کی شکل و صورت پے ہو
حشر حارص کا کہ ہو مردار خوار / خوک کی صورت پہ ہو روز شمار
گندہ زانی کا ہو اندام نہاں / بادہ خوار و نکا ہو بس گندہ دہاں
گندگی مخفی دلوں میں جو بھری / حشر کے دن ہوئے ظاہر ایسی
ایک جنگل ہے وجود آدمی / اس سے ہو پر خوف اگر ہے آدمی
ظاہر و باطن کوئی گر ایک ہو / اُسکی بخشش میں نہ شک ہو ایک تو
ہیں ہمارے تن میں صد ہا گرگ و خوک / نیک و بد اور خوب و زشت و بھول چوک
حکم ہو اُسکا کہ جو غالب ہی تر / زر ہی تانبے میں زیادہ تو ہی زر
تن میں جو سیرت تری غلبہ رکھے / بس اُسی صورت پہ تیرا حشر ہے
دم میں آئے گرگ بن اندر بشر / دم میں ہو یوسف رخی مثل قمر
جاتا سینہ میں ہی سینہ سے نہاں / بس صلاحیت و کینہ بیگماں

ف۱ گرد یوسف کے گرگ ظاہر کب پھرا اگر گرگوں سے یہ حسد فعلوں میں سوا ہوا اس گرگ حسد کا زخم کھا کر اور دق ہو کر آکے کہا کہ تحقیق ہم آگے بڑھ گئے تھے جنگل میں صد ہا گرگ کو یہ مکر نہیں ہے آخر کار رسوا یہ مکر و کین ہوئے حشر کے دن حاسدوں کا حشر بھیڑیوں کی شکل اور صورت پر ہوگا حشر حارص کا کہ مردار خوار ہے حشر کے دن خرس کی صورت پر ہے اندام نہانی زانی کا گندہ ہوگا اور میخواروں کا دہن گندہ ہو دلوں میں جو گندگی پوشیدہ تھی حشر کے دن ظاہر ہوئے باقی حقائق اسکے آگے ہیں فافہم ۱۲ ف۲ ایک جنگل الخ ۷ شعر وجود انسان کا ایک جنگل ہے اگر تو مرد ہے اس سے پر خوف ہو اگر کوئی ظاہر و باطن پاک ہو اُسکی بخشش بے شک ہو ہمارے تن میں صد ہا گرگ و خوک ہیں اور بد و زشت و خوب بھول چوک ہے جو غالب زیادہ ہے اُسکا حکم ہو جیسے زر کہ مس پر غالب ہو وہ زر ہے جو سیرت کہ تیرے تن میں غلبہ رکھے اُسی صورت پر تیرا حشر ہے ایکدم میں گرگ بن آئے بشر میں اور ایکدم میں آئے یوسف رخی مثل قمر کے یعنی وجود انسان میں سب صفتیں موجود ہیں کیونکہ مظہر اتم ہے لیکن جو صفت غالب ہو گئی اُسی صورت پر اُسکا حشر ہوگا کیونکہ باطن میں اُسکے وہی صورت ہے پس صوفی اُسکو کہتے ہیں کہ جو اخلاق بد سے صاف ہو گیا چونکہ اخلاق بیہودہ نہ پیدا ہو وہیں جان لو کہ باطن میں وہ صورت نفسانی رکھتا ہے حشر اُسکا انسان کی صورت پر ہوگا پس اُسی کو صوفی کہتے ہیں باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ جاتا سینہ میں الخ ۹ شعر سینہ سے سینہ میں پوشیدہ جاتا ہے صلاحیت و کینہ بیگمان بلکہ گاؤخر میں بھی فرشتے ہیں بھی علم و ہنر جاتا ہے اس شان سے یعنی عارف کے سینہ سے سینہ عالم میں معنی آتا ہے جیسے گاؤ خر تعلیم پاتے ہیں تب بدشائستہ و مطیع ہوتا ہے ریچھ ناچتا ہے اور بکرا سلام کرتا ہے اور سگ اصحاب کہف میں اس خواب سے راستی آئی کہ حق جوئی رکھتا ہے ہر گھڑی سینہ میں سرکش ہوتا ہے کبھی گاؤ فرشتہ و کبھی درندہ ہو جاتا ہے ہر ایک شیر اُس بیشہ کو جانتا ہے کہ پوشیدہ راہ ام سینہ میں رکھے یعنی ہر ایک ولی اللہ بیشہ معنی کو جانتا ہے کہ سینہ میں اس راہ سے راہ ہے جو زمرد جان جان کی چوری کر عارفوں کے دل سے چورا کہ وہ عارف بیشہ معنی سے خبردار ہیں آگے قصہ ذوالنون مصری کا ہے فافہم ۱۲ ف۴ ہم آگے بڑھ گئے تھے ۱۲

بلکہ خود از آدمی در گاؤ و خر	میرود دانائی و علم و ہنر	بلکہ گاؤ و خر میں بھی انسان سے	جاتا ہے علم و ہنر اس شان سے
اسپ سکسک میشود رہوار و رام	خرس بازی میکند بز ہم سلام	اسپ بد ہوتا ہی شایستہ و رام	ریچھ ناچ کرتا بکرا ہے سلام
رفت در سگ ز آدمی حرص و ہوس	پاسبان شد یا شکاری یا حرس	حرص کتے میں گئی انسان سے	یا شکاری یا نگہبانی کرے
در سگ اصحاب خوئی زان رقود	رفت تا جویاے اللہ رفتہ بود	اور سگ اصحاب میں اُس خواب سے	راستی آئی کہ حق جوئی رکھے
ہر زمان در سینہ نوعے سر کند	گاہ دیو و گہ ملک گہ دام و دد	ہر گھڑی سینے میں ہووے سر بلند	گاہ دیو و گہ فرشتہ گہ درند
زان عجب بیشہ کہ ہر شیر آگہ ست	تا بدام سینہ ہا پنہان رہ ست	جانتا ہر شیر اُس بیشہ کو ہے	کہ نہاں رہ دام سینہ میں رکھے
دزدی کن از زر و مرجان جان	اے کم از سگ از درون عارفان	کو زر و مرجان جان کی چوری کر	عارفوں کے دل سے ای کتے بتر
چونکہ دزدی یاری آن در لطیف	چونکہ حامل میشوی بار شریف	جو چراتا ہی تو وہ در لطیف	جو اُٹھاتا ہے تو وہ بار شریف

فہم کردن مریدان کہ ذوالنون دیوانہ نیست وبقصد چنین کردہ است

سمجھنا مریدوں کا کہ ذوالنون دیوانہ نہیں ہی قصداً ایسا بنا ہے

چونکہ ذوالنون سوے زندان خوش فتاد	بند بر پا دست بر سر ز اعتقاد	خوش[1] گیا ذوالنون جو زندان کو	پاؤں میں پہنے بیڑیاں مجنون ہو
دوستان از ہر طرف بنہادہ رو	بہر پرسش سوے زندان نزد او	ہر طرف سے دوست اُسکے جمع ہو	اُسکی پرسش کو گئے زندان کو
دوستان در قصۂ ذوالنون شدند	سوے زندان و دران راے زدند	قصۂ ذوالنون میں سب دوستان	سوے زندان لائے کرتے تھے عیان
کین مگر قصداً کند یا حکمتے ست	او درین رہ قبلہ است و آیتے ست	امر یہ قصد اور یا حکمت سے ہے	کیونکہ یہ اک قبلہ اس آیت سے ہے
دور دور از عقل چون دریاے او	تا جنون باشد سفہ فرماے او	جو کہ[2] دور از عقل خود دریا ہی وہ	کب جنون تعلیم فرما اُس کا ہو
حاش للہ از کمال جاہ او	کابر بیماری بپوشد ماہ او	حاشا للہ اُسکی ایسی عز و جاہ	ابر بیماری چھپائے اُسکا ماہ
او ز شر عامہ اندر خانہ شد	او ز ننگ عاقلان دیوانہ شد	عام کے شر سے وہ در خانہ ہوا	سنگ عقلا سے وہ دیوانہ ہوا
او ز عار عقل گندہ تن پرست	قاصداً رفت است و دیوانہ شدست	عقل گندہ تن سے اُسکو عار ہی	ہو گیا دیوانہ قصداً اس لیئے
کہ ببندم اے فتی ساز گاؤ	بر سر و پشتم بزن وین را مکاؤ	کہ مرے سر پیٹھ پر کوڑے کو مار	قید کر پر راز مت کر آشکار

سلہ[1] خوش گیا الخ یہ شعر ذوالنون جو زندان کو خوش گیا الخ اور بیڑیاں پہنیں پاؤن مین مجنون ہوکر ہر ایک سمت سے اُس کے دوست جمع ہوے اور زندان مین اُس کے پوچھنے کو گئے سب دوستا قصہ ذوالنون مین طرف زندان کے اپنی اپنی راے ظاہر کرتے تھے کہ یہ تعزیر قصداً دی گئی یا حکمت سے ہے کیونکہ یہ ایک قبلہ اس ملت کا ہے باقی حال اس کا آگے سے ہے فافہم ۱۲ سلہ[2] جو کہ دور از عقل وہ خود دریا ہے کب جنون اس کا تعلیم فرما ہو حاش للہ اس کی ایسی ہی عزت و جاہ ہے کہ اس کے ماہ کو ابر بیماری چھپائے وہ عام کے شر سے خانہ نشین ہوا اور سنگ عقلا سے وہ دیوانہ بنا گندہ تن کی عقل سے اُس کو عار ہے قصداً وہ دیوانہ ہو گیا ہے جو اس لیئے کہ میرے سر و پیٹھ پر تو کوڑے مارے قید کر پر راز ظاہر نہ کر آگے حقائق اس کے ہین فافہم ۱۲۔

تا ز زخم لخت یابم من حیات / چون قتیل از گاو موسیٰ ای ثقات
تا ز زخم لختِ گاو خوش شوم / همچو کشتهٔ گاو موسیٰ کش شوم
زنده شد کشته ز زخم دم گاو / همچو مس از کیمیا شد زر ساو
کشته بر جست و بگفت اسرار را / وانمود آن زمرهٔ خونخوار را
گفت روشن کین جماعت کشته اند / تخم این آشوب ایشان کشته اند
چونکه کشته گردد این جسم گران / زنده گردد هستی اسرار دان
جان او بیند بهشت و نار را / باز داند جملهٔ اسرار را
وانماید خونیان دیو را / وانماید دام خدع و ریو را
گاو کشتن هست از شرطِ طریق / تا شود از زخم دمش جان بضیق
گاو نفس خویش را زو تر بکش / تا شود روح خفی زنده بهُش
این سخن را منقطع و پایان مجو / حال ذو النون با مریدان باز گو

[۱] تاحیات اس زخم سے کوٹے کے ہو / گاؤ موسیٰ سے ہی جون مقتول کو
زخم اسکو ایسے ہون تا کہ خوش / ہوؤن مثل کشتہ گاؤ موسیٰ کش
کشتہ زخم گاؤ سے زندہ ہوا / جیسے تانبا کیمیا سے زر بنا
کہدیا کشتہ نے سب اسرار کو / کھولا بس اُس فرقہ خونخوار کو
بولا مارا اُس جماعت نے مجھے / اور بوے تخم اس آشوب کے
جبکہ کشتہ ہووے یہ جسم گران / زندہ ہووے ہستی اسرار دان
اُسکی جان دیکھے بہشت و نار کو / پھر وہ جانے سر بسر اسرار کو
کردے ظاہر قاتلانِ دیو کو / کردے ظاہر دام مکر و ریو کو
مارنا[۲] ہے گاؤ کا شرطِ طریق / تا ہو زخم دُم سے اُسکی جان ضیق
گاؤ نفس اپنے کو جلدی مار اجی / تاکہ زندہ ہو تری روح خفی
ڈھونڈھ مت اب انتہاے بات کو / حال ذوالنون اور مریدونکا کہو

رجوع کردن بحکایت ذو النون با مریدان

رجوع کرنا طرف حکایت ذو النون اور اُنکے مریدونکے

چون رسیدند آن نفر نزدیک او / بانگ بر زد هی کیانید اتقوا
با ادب گفتند ما از دوستان / بهر پرسش آمدیم اینجا بجان
چونی ای دریای عقل ذو فنون / این چه بهتان ست بر عقلت جنون
دود گلخن کی رسد در آفتاب / چون شود عنقا شکسته از غراب

جبکہ پہونچے[۳] پاس اُسکے جملہ وہ / چیخ کر بولا خبردار اب ڈرو
با ادب بولے کہ ہم ہین دوستان / پوچھنے آئے ہین ہم دل سے یہان
عقل کے دریا ترا کیا حال ہے / کیسا یہ بہتان جنونکا عقل پے
کب دھوین سے چھپ سکے خورشید ہی / زاغ کب عنقا کو زخمی کر سکے

[۱] تاحیات الخ۔ شعر تاکہ حیات اس زخم کوڑے کے سے ہو وے مقتول کو جیسے زمانہ موسیٰ مین گاؤ مذبوح سے مقتول نے زندہ ہوکر سب حال کہدیا تھا اس کوڑے کے زخم سے تاکہ ہوؤن مین خوش دمثل کشتہ کے ہون گاؤ موسیٰ کش کے کشتہ زخم گاؤ سے زندہ ہوا جیسا تانبا کیمیا سے زر بنا کشتہ نے کہدیا سب اسرار کو اور بتایا گروہ خونخوار کو کہ اس جماعت نے مجھ کو مار ڈالا اور تخم بوے اس فتنہ و فساد کے جبکہ یہ جسم کشتہ ہو وے ہستی اسرار جان کی زندہ ہو وے اسکی جان دیکھے بہشت و دوزخ کو پھر سب اسرار کو جانے اور ظاہر کردے دام مکر و کید کو یعنی مانند گاؤ موسیٰ کے اگر تو اپنے جسم کو ہلاک کرے تو جان مردہ تیری زندہ ہو اور قاتلان دیو کے مکر و فریب کو بتلا دے قصہ گاؤ موسیٰ کا یہ ہے کہ عہد موسیٰ مین ایک شخص کو مال کے واسطے چچازاد بھائی نے ہلاک کیا اگر قاتل معلوم نہ ہوا موسیٰ نے بموجب وحی کے اُس قوم کو لکھا کہ ایک گاؤ ذبح کرو و خون اسکا اس مقتول پر چھڑک دو حال قاتل کا کہدے گا چنانچہ اہل قوم نے ایک گائے ذبح کی خون چھڑکنے سے مقتول نے قاتل کو اپنے بتایا چنانچہ یہ قصہ قرآن مین ہے اسطرح گاؤ جسم کے قتل سے جان مردہ حال قاتل دیو کا بتادیگی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] مارنا الخ۔ شعر گاؤ کا مارنا شرط طریق ہی تا زخم دُم سے اُسکی جان ضیق ہو بس تو گاؤ نفس کو اپنے جلدی مار تاکہ روح تیری زندہ ہو اس بات کی انتہا کو تو مت ڈھونڈھ حال ذوالنون و مریدوں کا اسکے کہہ یعنی اپنے نفس کو تو مار کہ تیری جان مردہ زندہ ہو وے آگے قصہ ذوالنون مصری کا ہے فافہم ۱۲ [۳] جبکہ پہونچے الخ۔ شعر جبکہ وہ سب اُسکے پاس پہونچے ذوالنون نے للکار کر کہا کہ خبردار تم ڈرو سب نے با ادب ہوکر کہا کہ ہم تیرے دوست اور تیرے پوچھنے کو آئے ہین اے عقل کے دریا تیرا کیا حال ہے یہ جنون کا بہتان عقل پر کیسا ہے سورج دھوین سے کب چھپ سکتا ہے زاغ کب عنقا کو زخمی کر سکتا ہے یہ بات مت چھپا اور ہم سے کہہ کہ ہم تیرے دوست ہین ہم سے پوشیدہ نہ رکھ ہم دوستونکو اب تو دور نہ کر اور حیلہ و غماض سے مجبور نہ کر دوستونکو راز مین شامل کرے تو بحر عقل ہے یہ قبول کر اظہار راز کر دے اے بادشاہ اپنا منھ ابر میں مت چھپا تو اے ماہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

واگیر از ما بیان کن این سخن / ما محبانیم با ما این مکن
مرحبان را نشاید دور کرد / یا بروپوش و دغل مهجور کرد
راز را اندر میان نه با محب / اے که بحر علم و عقلے انتجب
راز را اندر میان آور شها / رو مکن در ابر پنہانے مہا
ما محب صادق دل خسته ایم / در دو عالم دل بتو بربسته ایم
راز را از دوستان پنہان مکن / در میان نه راز و قصد جان مکن
چونکه ذوالنون این سخن زیشان شنید / جز طریق امتحان مخلص ندید
فحش آغازید و دشنام از گزاف / گفت او دیوانگانه زی و قاف
برجهید و سنگ و آن کرد و چوب / جملگان بگریختند از بیم کوب
قهقهه خندید و جنبانید سر / گفت باد ریش این یاران نگر
دوستان بین کو نشان دوستان / دوستان را رنج باشد همچو جان
کے گران گیرد ز رنج دوست دوست / رنج مغز و دوستی آن را چو پوست
نے نشان دوستی باشد خوشی / در بلا و آفت و محنت کشی
دوست همچون زر بلا چون آتش است / زر خالص در دل آتش خوش است

مت چھپا یہ بات کر ہم سے بیان / ہم محب ہین مت تو رکھ ہم سے نہان
ہم محبون کو نہ کر اب دور تو / حیلہ و اغماض سے مہجور تو
دوستون کو راز مین کر تو شمول / اے تو بحر عقل ہے کر یہ قبول
راز اپنا کھول دے اے بادشاہ / مت چھپا رو ابر مین اپنا تو ماہ
ہم ہین[1] صادق دوست اور دلخستہ ہین / دونون عالم مین ترے دل بستہ ہین
دوستون سے راز تو پنہان نہ کر / کر دے ظاہر اور قصد جان نہ کر
جو سنا ذوالنون نے اُنسے یہ بیان / مخلصی پائی نہین جز امتحان
گالیان دین اور بکا لاف و گزاف / مثل دیوانو نکے بولا لام کاف
دوڑا اور پتھر لگا وہ مارنے / مار کے ڈر سے لگے سب بھاگنے
پس ہنسا اور سر ہلا کے کہا / دیکھ درویش حال ان احباب کا
ہے کہان انہین نشان دوستان / دوستون کا رنج ہووے مثل جان
کب گران برجان ہووے رنج دوست / رنج مغز اور دوستی اُسکی ہے پوست
نے نشانی دوستی کی ہے خوشی / ہے بلا و محنت و آفت کشی
دوست مثل زر بلا جون آگ ہے / زر خالص آگ مین اچھا لگے

امتحان کردن خواجه لقمان را از زیرکی — امتحان کرنا خواجہ کا لقمان کی ہوشیاری کا

نے که لقمان را که بنده پاک بود / روز و شب در بندگی چالاک بود
خواجه اش میداشتی در کار پیش / بهترش میدیدی ز فرزندان خویش
زانکه لقمان گرچه بنده زاده بود / خواجه بود و از هوا آزاده بود

نے[2] کہ لقمان کو کہ بندہ پاک تھا / بندگی مین رات دن چالاک تھا
خواجہ اکثر کام لیتا اُس سے تھا / اور فرزندون سے بہتر جانتا
کیونکہ لقمان گرچہ بندہ زاد تھا / پر ہوا و حرص سے آزاد تھا

[1] ہم ہین الخ۔ اشعر ہم دوست صادق و دل خستہ ہین اور دونون عالم مین تیرے دل بستہ ہین دوستون سے تو راز پنہان نہ کر ظاہر کر دے اور قصد جان نہ کر یہ بیان ذوالنون نے جوان سے سنا خلاص پایا نہین بجز امتحان کے گالیان دین اور برا بھلا کہا اور مثل دیوانون کے لام کاف کہا دوڑا اور پتھر مارنے لگا ڈر سے مار کی سب بھاگنے لگے پس ہنسا اور سر ہلا کر کہا دیکھ درویش ان احباب کا حال ان مین نشان دوستون کا کہان ہے دوستون کا رنج مثل جان کے ہوتا ہے رنج دوست کا کب گران ہووے دوست کو رنج مغز ہے اور دوستی اس کی پوست ہے دوستی کا نشان خوشی نہین ہے بلکہ بلا و محنت و آفت ہے دوست مثل زر اور آگ کے ہے زر خالص آگ مین خوشتر دکھائی دیتا ہے یعنے دوست وہ ہے کہ بلاے دوست کو بہتر جانے دوست کی بلا سے نہ بھاگے کہ بلا دوست کی رحمت ہے جیسے لقمان نے بلاے دوست کو راحت جانا چنانچہ اس کا قصہ آگے مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] نے کہ لقمان کو الخ۔ شعر تو نے نہین دیکھا ہے لقمان کو کہ پاک بندہ تھا اور بندگی مین رات دن چالاک تھا اور اکثر خواجہ اس سے کام لیتا تھا اور فرزندانسے بہتر جانتا تھا کیونکہ لقمان اگرچہ بندہ زادہ تھا ولیکن حرص و ہوا سے آزاد تھا آگے مثال ہے فافہم ۱۲۔

گفت شاہے شیخ را اندر سخن	کز من از بخشش تو چیزے خواست کن	شہ نے باتون مین کہا یہ شیخ سے	کوئی شے بخشش مین مجھ سے مانگ لے
گفت اے شہ شرم ناید مر ترا	کین چنین گوئی مرا زین بر ترا	بولا شرم آتی نہین تجھ کو شہا	تو یہ کہتا ہے بھلا کچھ تو بڑھا
من دو بندہ دارم ایشان حقیر	وان دو بر تو حاکمانند و امیر	میرے دو بندے ہین وہ از بس حقیر	تجھ پہ وہ حاکم ہین دونون اور امیر
گفت شہ آن دو چہ اند این زلت است	گفت آن یک خشم و دیگر شہوت است	شاہ بولا کون سے ہین دو غلام	بولا خشم اک دوسرا شہوت ہے نام
شاہ آن دان کو ز شاہی فارغ است	بے مہ و خورشید نورش بازغ است	شہ ہے وہ شاہی سے جو فارغ رہے	نور روشن اسکا مہر و ماہ پے
مخزن آن دارد کہ مخزن عار اوست	ہست آن دارد کہ با ہستی عدوست	وہ غنی ہے عار دولت جسکی ہے	ہے وہ جو اسکا جو ہستی سے چھٹے
خواجۂ لقمان بظاہر خواجہ وش	در حقیقت بندہ لقمان خواجہ اش	خواجہ لقمان کا بظاہر خواجہ تھا	در حقیقت بندہ تھا لقمان کا
در جہان باژگونہ زین بس است	در نظر شان گوہرے کم از خس است	ہین بہت اس واسطے عالم مین یہان	خس سے کم دیکھین گہر کو جو عیان
مر بیابان را مفازہ نام شد	نام و ننگ عقل شان زان دام شد	نام ویرانہ کا آبادی رکھا	ننگ عقل انکی کو دام اک ہوگیا
یک گرہ را خود معرف جامہ است	در قبا گویند کو از عامہ است	اک گرہ کا خود معرف جامہ ہے	کہتے ہین اسکو قبا مین عامہ ہے
یک گرہ را ظاہر سالوس زہد	نور باید تا بود جاسوس زہد	اک گرہ کو ظاہرا ہے مکر و زہد	نور ہوئے تاکہ جانے مکر و زہد
نور باید پاک از تقلید و غول	تا شناسد مرد را بے فعل و قول	پاک نور اب چاہیے تقلید سے	تاکہ جانے مرد کو بے قال کے
در رود در قلب او از راہ عقل	نقل او بیند نباشد بند نقل	قلب مین گر جائے وہ از راہ عقل	نقل وہ دیکھے نہو پابند نقل
بندگان خاص علام الغیوب	در جہان جان جواسیس القلوب	بندگان خاص علام الغیوب	عالم جان مین جواسیس القلوب
در درون دل در آید چون خیال	پیش او مکشوف باشد سر حال	دل کے اندر جو گھسین مثل خیال	انکے آگے ہوئے ظاہر سر حال
در تن گنجشک چہ بود برگ و ساز	کہ شود پوشیدہ آن بر عقل باز	تن مین ان چڑیون کے کیا ہے جو کہ ہے	کب چھپا ہے باز کی وہ عقل سے

عوالن جو رکرنا

ف ۱ شہ نے الخ ۔ شعر شاہ نے باتون مین ایک شخص سے کہا کہ کوئی شے بخشش مین مجھ سے مانگ لے شیخ نے کہا تجھے شرم نہین آتی ہے کہ مین بزرگ ہون تو اے شاہ مجھے دیوے میرے دو بندے از بس حقیر ہین ولیکن تجھ پر وہ دونون حاکم ہین شاہ نے کہا وہ کون سے دو غلام ہین کہا ایک خشم دوسرے شہوت ہے آگے حقائق ہین وہ شاہ ہے کہ جو شاہی سے فارغ رہے اور نور اسکا مہر و ماہ پر چمکے وہ دولتمند ہے جسنے دولت پر عار ہے ہست وہ ہے کہ جو ہستی سے چھٹے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ف ۲ خواجہ الخ ۔ شعر خواجہ لقمان کا بظاہر خواجہ تھا لیکن حقیقت مین وہ لقمان کا بندہ تھا آگے حقائق ہین اس لئے عالم مین بہت لوگ ہین کہ خس سے کم گوہر عیان دیکھتے ہین نام ویرانہ کا آبادی رکھا ہے تنگ انکی عقل کو انکے دام ہوگیا ایک گروہ کا جامہ پہچنوا تا ہے مردم اسکو کہتے ہین کہ قباے عام ہے ایک گروہ کا کمر و زہد ظاہر ہے نور ہووے تاکہ مکر و زہد کو جانے تقلید سے نور پاک چاہیے تاکہ مرد کو جانے بغیر گفتگو کے یعنی یہ جہان معکوس ہے کہ برے کو بھلا جانتے ہین وہ بھلے کو برا پیران ریاکار نے لباس بزرگون کا پہنکر مخلوق کو دھوکا دیا کہ مخلوق بزرگان سے بد اعتقاد ہوگی نور باطن اب چاہیے کہ بغیر گفتگو کے مردان حق کو پہچانے چنانچہ اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف ۳ قلب مین الخ ۔ شعر قلب مین اگر وہ جاکے از راہ عقل کے نقل کو دیکھے اور پابند نقل کا نہووے یعنی پابند تقلید کا نہ رہے وہ قلب مین نقل شے کو دیکھے بندگان خاص خدا کے عالم غیب جاسوس لوگون کے ہین وہ دل کے اندر جو گھسین مثل خیال کے تو انکے آگے ظاہر ہووے اسرار حال کا آگے مثال ہے ان چڑیون کے بدن مین جو کچھ کہ ہے باز عقل سے کب چھپا ہوا ہے خالق کے بھید سے جو واقف ہوگیا پھر مخلوق کا بھید اسکے آگے کیا ہے جو آسمان پر چلنے لگے زمین پر اس کو چلنا کب مشکل ہے داؤد کے ہاتھ مین آہن موم ہوگیا پھر موم کی کیا اصل ہے یعنی جو کوئی عارف راز باطن سے خبردار ہوگیا اسکے آگے بھید مخلوق کا کیا چیز ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۔

آنکه واقف گشت بر اسرار هو / سرّ مخلوقات چه بود پیش او
آنکه بر افلاک رفتارش بود / بر زمین رفتن چه دشوارش بود
در کف داؤد کآهن گشت موم / موم چه بود در کف ای ظلوم
بود لقمان بنده شکل خواجهٔ / بندگی بر ظاهرش دیباچهٔ
چون رود خواجه بجای ناشناس / بر غلام خویش پوشاند لباس
او بپوشد جامهای آن غلام / مر غلام خویش را سازد امام
در پیش چون بندگان در ره شود / تا نیارد زد کسی آگه شود
گوید ای بنده تو رو در صدر شین / من بگیرم کفش چون بنده کمین
تو درشتی کن مرا دشنام ده / مر مرا تو هیچ توقیری منه
ترک خدمت خدمت تو داشتم / تا بغربت تخم حیلت کاشتم
خواجگان این بندگیها کرده اند / تا گمان آید که ایشان بنده اند
چشم پر بودند سیر از خواجگی / کارها کردند در آمادگی
وین غلامان هوا بر عکس آن / خویشتن بنموده میر عقل و جان
آید از خواجه ره افگندگی / ناید از بنده بغیر از بندگی
پس ازان عالم بدین عالم چنان / تعبیتهاست بر عکس این بدان
خواجهٔ لقمان ازین حال نهان / بود واقف دیده بود از وی نشان
راز میدانست و خوش میراند خر / از برای مصلحت آن راهبر

سر ہو سے جو کہ واقف ہو گیا / خلق کا بھید اُسکے آگے پھر ہی کیا
آسمان پر جو کوئی چلنے لگے / کب زمین پر چلنا مشکل اُسکو ہے
موم آہن ہو گیا داؤد کے / ہاتھ مین پھر موم کی کیا اصل ہے
خواجہ[1] تھا لقمان ہمشکل غلام / بندگی تھی اُسکی ظاہر پر تمام
جاے نادانستہ گروہ خواجہ جائے / اپنے بندہ کو لباس اپنا پہنائے
اور خود پہنے وہ پوشاک غلام / اور غلام اپنے کو کر لیوے امام
پیچھے پیچھے مثل بندون کے چلے / تا نہ پہچانے کوئی یہ کون ہے
اور کہے تو بیٹھ بندے صدر مین / کفش جون بندہ اُٹھاؤن تیری مین
ہو خفا اور گالیان دے تو مجھے / اور کچھ توقیر میری مت کرے
ترک خدمت کی ہی خدمت دے مجھے / تخم حیلہ بو یا غربت مین اُسکے
بندگی خواجون نے ایسی کی مدام / تا گمان ہووے کہ یہ ہین بس غلام
سیر چشم[2] اور خواجگی سے دل بھرا / کام کو آمادگی سے پر کیا
برخلاف اُسکے غلامان ہوا / عقل و جان کا خواجہ اپنے کو کیا
ہوتی ہی خواجہ سے ظاہر عاجزی / ہوتی ہے بندہ سے پیدا بندگی
اس جہان سے اس جہاں کے درمیان / جان تو برعکس ہی ترتیب یان
خواجۂ[3] لقمان کے مخفی حال پے / تھا خبردار اُس سے دیکھے تھا پتے
بھید جانے اور بس کوشش کرے / راہبر کی بہتری کے واسطے

سلہ خواجہ تھا الخ ۔ شعر لقمان خواجہ تھا بصورت غلام اور اُسکی ظاہر صورت پر بندگی تھی آگے مثال اُسکی ہے اگر کوئی خواجہ کسی جاے نادانستہ پر جائے اور اپنے غلام کو لباس اپنا پہنائے اور خود لباس غلام کا پہنے اور اپنے غلام کو امام اپنا کر لیوے اور پیچھے پیچھے مثل غلامون کے چلے تاکوئی نہ پہچانے کہ یہ کون ہے اور کہے کہ اے غلام تو صدر مین بیٹھ اور مثل غلامون کے تیری جوتیان مین اُٹھاؤن تو خفا ہو اور مجھے گالیان دے اور کچھ توقیر مت کر میری ۔ ترک خدمت کی تجھے خدمت دی ہے تاکہ تخم حیلہ کا زمین غربت مین اُگے غرضکہ ایسی بندگی خواجون کی ہمیشہ کی ہے تاگمان ہووے کہ یہ بندے ہین یعنی حق لباس بندہ مین رسول بن کر بظاہر اس جہان مین آیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ سیر چشم الخ ۔ شعر سیر چشم اور خواجگی سے دل بھر اتھا اور کام کو مستعدی سے لیا تھا اسکے برخلاف غلام ہوا کے ہین کہ خود کو خواجہ عقل و جان کا کیا یعنی ریاکار نے باوجود بے معنے ہونے کے خود کو خواجہ بنایا خواجہ سے ظاہر عاجزی ہوتی ہے اور بندہ سے پیدا بندگی ہوتی ہے اس جہان کے درمیان اس جہان سے ترتیب برعکس ہے تو جان لے یعنی معاملات اُس جہان مین اُلٹی ہین کہ یہ جہان اُس جہان سے برعکس ہے کہ حق بصورت بندہ ہے یا اہل معنی کے برعکس یہان ریاکار ہین آگے رجوع لقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ خواجۂ لقمان کے مخفی الخ ۔ شعر خواجہ لقمان کا پوشیدہ حال لقمان پر خبردار تھا اور پتے دیکھتا تھا بھید جانے اور کوشش از بس کرے لقمان کی بہتری کے واسطے اول سے آزاد وہ لقمان کو کرتا وہ لیکن خوشنودی لقمان پر رکھا کیونکہ لقمان کی یہ آرزو تھی کہ کوئی اُس کے راز کو نہ جانے کیا عجب ہے کہ بھید کو بد دل سے چھپائے پر تعجب ہے کہ بھید کو خود سے چھپائے کام پوشیدہ کر اپنی آنکھ سے تاکہ بد سے تیرا کام بچے خود کو حوالہ مرشد کے کر کے فائدہ حاصل کر اور خودی کو اپنی خوبی سے پوشیدہ رکھ یعنی اپنی راز دہی کو مخلوق سے ایسا پوشیدہ رکھ کہ خود بھی نہ معلوم ہووے چنانچہ آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

مرد را آزاد کردے از نخست — لیک خوشنودی لقمان را بجست
زانکہ لقمان را مراد این بود تا — کس نداند سر آن شیر فتا
چہ عجب گر سر ز بد پنہان کنی — این عجب کہ سر ز خود پنہان کنی
کار پنہان کن تو از چشمان خود — تا بود کارت سلیم از چشم بد
خویش را تسلیم کن بر دام مزد — وانگہ از خود بے ز خود چیزے بدزد
مید ہند افیون بمرد زخم مند — تا کہ پیکان از تنش بیرون کنند
وقت مرگ از رنج او را می درند — او بدان مشغول شد جان میبرند
چون بہر فکرے کہ خواہی دل سپرد — از تو چیزے در نہان خواہند برد
ہرچہ اندیشی و تحصیلے کنی — می در آید دزد از انسو کامنی
پس بدان مشغول شو کان بہتر ست — تا ز تو چیزے برد کان کہتر است
بار بازرگان چو در آب اوفتد — کشتی عمرش بغرقاب او فتد
ہرچہ نازل تر بدریا افگند — دست اندر کالۂ بہتر زند
چونکہ چیزے فوت خواہد شد ز آب — ترک کمتر گیر و بہتر را بیاب
نقد ایمان را بطاعت گوش دار — تا ز روے حق نگردی شرمسار
چونکہ نقدت را نگہداری کنی — حرص و غفلت را برو دیو دنی

کرتا پہلے سے بس آزاد اسکو وہ — پر رکھا خوشنودی لقمان کو
کیونکہ تھی لقمان کی یہ آرزو — تا نہ جانے کوئی اُسکے بھید کو
کیا عجب گر بھید کو بد سے چھپائے — یہ عجب کہ بھید کو خود سے چھپائے
کام کر پوشیدہ اپنی آنکھ سے — بد نظر سے کام تا تیرا بچے
خود کو سونپ اور کر تو حاصل کرا — کچھ خودی کو اپنی خوبی سے چھپا
دیتے ہیں زخمی کو افیون اس لیے — تا نکالیں تیر اُس کے جسم سے
مرگ کیوقت اُسکو دیتے رنج ہین — اُسمین وہ مشغول ہو یہ جان لین
دل ترا جس فکر کو رکھے عزیز — تجھسے لیجاوین وہ مخفی ایک چیز
سوچے تو جو کچھ کہ اور حاصل کرے — جس طرف سے ہو تو غافل چور لے
اُس مین ہو مشغول بہتر جو کہ ہے — تا کہ تجھ سے لیوے کہتر جو کہ ہے
ڈوبے جو تاجر کا اسباب آب مین — کشتی عمر اُسکی ہو غرقاب مین
پھینکین دریا مین جو سامان ہو بڑا — اور رکھین وہ بیش قیمت کو بچا
آب مین جانو جو سامان ڈوبتا — پھینکو بدتر اور رکھو بہتر بچا
رکھ نگہ طاعت سے تو ایمان کو — شرمساری ہو نہ حق کے روبرو
جو نگہبانی کرے ایمان کی — حرص اور غفلت کو دے ڈبو دنی

ظاہر شدن فضل و ہنر لقمان پیش امتحان کنندگان

خواجۂ لقمان چو لقمان را شناخت — بندہ بود او ورا با او عشق باخت

ظاہر ہونا فضل و ہنر لقمان کا آگے امتحان لینے والونکے

جانا اُس خواجہ نے جب لقمان کو — ہو گیا بندہ وہ عاشق اُسپہ ہو

لہ دیتے ہین الخ ۵ شعر جیسے زخمی کو افیون دیتے ہین اسلیے تاکہ تیر اُسکے جسم سے نکالین اور مرگ کے وقت اُسکو رنج دیتے ہین تاکہ وہ اُس مین مشغول ہو اور یہ جان لین جس فکر کو دل تیرا عزیز رکھے وہ تجھ سے لیجائین پوشیدہ ایک چیز کو یعنی تو راغب ہو اور حرص کا ہووے اور پوشیدہ ایمان تیرا لیجاوین تو جو کچھ کہ سوچے حاصل کرے جس طرف سے تو غافل ہو چور لیجائین تو اُس سے مشغول ہو کہ جو بہتر ہے تاکہ تجھ سے کمتر کو وہ لیوے یعنے ایمان بہتر ہے تو اس سے مشغول ہو تاکہ حرص و ہوا سے کمتر کو بسبب غفلت کے تجھ سے لیوے تو جس سے غافل ہوگا وہی چور لیگا چاہیے کہ تو ایمان سے شاغل و حرص و ہوا سے غافل ہو چنانچہ آگے اسکی مثال بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ےلہ ڈوبے جو الخ ۵ شعر جو سوداگر کا اسباب آب میں ڈوبے اور کشتی عمر اُس کی غرق ہووے جو سامان کہ بڑا ہو وہ دریا مین پھینکے اور بیش قیمت کو بچا رکھے جو سامان آب مین ڈوبتا جانو بدتر پھینکو وہ بہتر بچا رکھو بس تو طاعت و ایمان کو رکھ تا شرمساری حق کے روبرو نہ ہو جو شخص کہ نگہبانی ایمان کی کرے حرص و غفلت ڈبو دیوے یعنی دنیا مین غرق ہوتا ہے تو متاع نیک ایمان بچا رکھ اور حرص و ہوا کو پھینک کہ موجب نجات ہو آگے قصہ لقمان کا ہے فافہم ۱۲ سلہ جانا الخ ۳ شعر جب کہ اُس خواجہ نے لقمان کو پہچانا عاشق اُس پر ہو کر بندہ بنا جو کوئی کھانا لایا اُس کے لیے وہ خادم بھیجتا لقمان کے پاس تاکہ اول کھانا کھائے و پس خوردہ اُسکا خواجہ نوش کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

هر طعامی کاوریدندی بوی — کس سوی لقمان فرستادی پیی
تا که لقمان دست سوی آن برد — قاصدا تا خواجه پس خوردش خورد
سور او خوردی وشور انگیختی — هر طعامی کو نخوردی ریختی
ور بخوردی بیدل و بی اشتها — این بود پیوستگی بی منتها
خربزه آورده بودند ارمغان — لیک غائب بود لقمان زان میان
گفت خواجه با غلامی کای فلان — زود رو فرزند لقمان را بخوان
چونکه لقمان آمد و پیشش نشست — خواجه پس بگرفت سکینی بدست
چون برید و داد او را یک برین — همچو شکر خوردش و چون انگبین
از خوشی که خورد داد او را دوم — تا رسید آن غمر تا هفده هم [گرچها]
ماند یکی گفت این من خورم — تا چه شیرین خربزه است این بنگرم
او چنان خوش میخورد کز ذوق او — طبعها شد مشتهی و لقمه جو
چون بخورد از تلخیش آتش فروخت — هم زبان کرد آبله هم حلق سوخت
ساعتی بیخود شد از تلخی آن — بعد از آن گفتش که ای جان جهان
نوش چون کردی تو چندین زهر را — لطف چون انگاشتی این قهر را
این چه صبر است این صبوری از چه رو است — یا مگر پیش تو این جانت عدو است
چون نیاوردی بهانه در حجتی — که مرا عذری است بس کن ساعتی
گفت من از دست نعمت بخش تو — خورده ام چندانکه از شرمم دو تو

کھانا لاتا جو کوئی اس کے لیے — بھیجتا خادم طرف لقمان کے
تا کہ لقمان پہلے وہ کھانا چکھے — خواجہ پس خوردہ کو نوش اسکے کرے
جھوٹا اسکا کھاتا اور پاتا مزا — جو نہ کھانا کھاتا اسکو پھینکتا
کاش کھلتا بھی تو وہ بے اشتہا — ایسی تھی دلبستگی بے انتہا
خربزہ تحفہ میں اک لایا کوئی — پر وہاں لقمان نہیں تھا اس گھڑی
خواجہ اک بندہ کو بولا کہ تو جا — جلد اس فرزند لقمان کو بلا
جو کہ لقمان آکے بیٹھا سامنے — خواجہ نے چاقو اٹھایا ہاتھ سے
جو کہ کاٹی ایک قاش اور دی اسے — کھائی اسنے جون شکر اور شہد کے
جو خوشی سے کھائی دی اک اور بھی — یان تلک کہ قاش سترہ ہو گئی
جب رہی اک قاش بولا کھاؤں میں — کیسا شیرین خربزہ ہے دیکھوں میں
کھاتا تھا لقمان اسے اس ذوق سے — کہ للچتے دل تھے سب کے شوق سے
کھائی جو تلخی سے آگ ایسی لگی — آبلے منھ میں زبان ایسی جلی
بس رہا تلخی سے بیخود اک زمان — بعد اسکے بولا اے جان جہان
تو نے کیسے کھایا اتنے زہر کو — تو نے کیسے جانا لطف اس قہر کو
کیسا یہ صبر اور صبوری کس لیے — یا ہے جان سے دشمنی شاید تجھے
کیوں نہیں تو نے بہانہ بس کیا — کہ مجھے ہے عذر تم ٹھہرو ذرا
بولا تیرے دست نعمت بخش سے — اسقدر کھایا کہ شرم آئی مجھے

سلہ جھوٹا الخ ۹ شعر اسکا پس خوردہ کھاتا اور مزا پاتا جب وہ کھانا نہ کھاتا اسکو پھینکتا اور کاش کھاتا بھی تو بغیر اشتہا کے اسے دلبستگی اس سے از حد تھی کوئی شخص ایک خربزہ تحفہ میں لایا لیکن لقمان اسدم وہاں نہ تھا خواجہ نے ایک بندہ سے کہا کہ تو جا اور جلدی اس فرزند لقمان کو بلا جب کہ لقمان اس کے روبرو آکر بیٹھا خواجہ نے چاقو ہاتھ سے اٹھایا جو کہ ایک قاش کاٹی اس کو دی کھائی اس نے مانند شہد و شکر کے جو کہ خوشی سے کھائی تو ایک اور دی یہانتک کہ سترہ قاش ہو گئیں جبکہ ایک قاش رہی تو کہا میں کھاؤں کیسا شیرین خربزہ ہے میں دیکھوں کیونکہ لقمان اسے کھاتا ہے ذوق سے کہ دل سب کے للچاتے ہیں شوق سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کھائی الخ ۵ شعر جو کھائی قاش تو ایسی تلخی سے آگ لگی آبلے منھ میں پڑے اور زبان جلی کچھ دیر تک تلخی سے بیخود رہا اور بعد اس کے کہا کہ اے جان جہان تو نے کیسے کھایا اتنے زہر کو اور تو نے کیسے جانا لطف اس قہر کو کیسا یہ صبر اور صبوری کس واسطے ہے یا کہ جان سے دشمنی تجھ کو ہے تو نے کیوں نہیں بہانہ کیا کہ مجھے عذر ہے تم ذرا ٹھہرو جواب اس کا آگے بیان فرماتے ہیں ۱۲ سلہ بولا الخ ۲ شعر لقمان نے کہا کہ تیرے دست نعمت بخشش سے اس قدر کھایا ہے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ تیرے ہاتھ سے تلخ ہوا اور میں نہیں کھاؤں میرے سب اجزا تیرے انعام سے پیدا ہوئے ہیں و تیرے دام میں پھنسے ہیں اگر میں ایک تلخی سے فریاد کروں سو راہ سے خاک ان اجزا پر پڑے تیرا دست شیرین لذت سے پُر ہے خربزہ میں کیسی تلخی چھوڑ تا پس محبت سے تلخیاں شیرین ہیں اور تا نیاز رہنے آگے اس محبت کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

شرمم آید که یکے تلخ از کفت	مے نہ نوشم اے تو صاحب معرفت	شرم آتی ہے کہ تیرے ہاتھ سے	تلخ اک شے ہو نہ کھاؤں میں اُسے
چون ہمہ اجزایم از انعام تو	رستہ اند و غرق دانہ و دام تو	میرے سب اجزا ترے انعام سے	پیدا اور پھلے میں تیرے ہیں پھنسے
گر ز یک تلخی کنم فریاد و داد	خاک صد رہ بر سر اجزام باد	گر کرون فریاد میں اک تلخ سے	خاک ان اجزا پہ سو رہ سے پڑے
لذت دست شکر بخش تو داشت	اندرین بطیخ تلخی کے گذاشت	دست شیرین تیرا ہے لذت بھرا	خربزہ میں کیسی تلخی چھوڑتا
از محبت تلخہا شیرین شود	از محبت مسہا زرین شود	بس محبت سے ہوں شیرین تلخیان	اور محبت سے ہوتا بنا زرفشان
از محبت دُردہا صافی شود	وز محبت دردہا شافی شود	اور محبت ہی سے صافی دُرد ہو	اور محبت ہی سے شافی درد ہو
از محبت خارہا گل می شود	وز محبت سرکہہا مُل می شود	اور محبت ہی کانٹا گل بنے	اور محبت ہی سے سرکہ مُل بنے
از محبت دار تختی می شود	وز محبت بار بختی می شود	اور محبت ہی سے ہووے تخت دار	اور محبت ہی سے اشتر ہووے بار
از محبت سجن گلشن می شود	بے محبت روضہ گلخن می شود	اور محبت سے ہو دوزخ بوستان	بے محبت کے ہو باغ آتش فشان
از محبت نار نورے می شود	وز محبت دیو حورے می شود	اور محبت ہی ہووے نار نور	اور محبت ہی سے ہووے دیو حور
از محبت سنگ روغن می شود	بے محبت موم آہن می شود	اور محبت ہی سے روغن سنگ ہو	بے محبت موم آہن سنگ ہو
از محبت حُزن شادی می شود	وز محبت غول ہادی می شود	اور محبت سے الم شادی بنے	اور محبت سے مضل ہادی بنے
از محبت نیش نوشے می شود	وز محبت شیر موشے می شود	اور محبت ہی سے ہووے نیش نوش	اور محبت ہی سے ہووے شیر موش
از محبت سُقم صحت می شود	وز محبت قہر رحمت می شود	اور محبت سے مرض صحت بنے	اور محبت سے غضب رحمت بنے
از محبت مردہ زندہ می شود	وز محبت شاہ بندہ می شود	اور محبت ہی سے مردہ زندہ ہو	اور محبت ہی سے سلطان بندہ ہو
این محبت ہم نتیجہ دانش ست	کے گزافہ بر چنین تختی نشست	یہ محبت بھی مآل عقل ہے	لاف گو کب بیٹھے ایسے تخت پے
دانش ناقص کجا این عشق زاد	عشق زاید ناقص اما بر جماد	عقل ناقص عشق یہ کب کر سکے	ہے وہ ناقص عشق صورت جو رکھے

لے اور محبت سے الخ یہ شعر محبت سے دُرد صافی ہو محبت سے درد شافی ہو اور محبت سے خار گل بنے محبت سے سرکہ شراب بنے محبت سے دار تخت ہووے محبت سے بار شتر ہووے محبت سے دوزخ بوستان ہووے بے محبت کے باغ گلخن ہووے محبت سے نار نور ہووے محبت سے دیو حور ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ے۲ اور محبت سے الخ یہ شعر محبت سے سنگ روغن ہووے اور بے محبت کے موم آہن ہووے محبت سے الم شادی ہووے محبت سے مضل ہادی ہووے محبت سے نیش نوش ہووے محبت سے مرض صحت ہووے اور محبت سے شیر موش ہووے محبت سے غضب رحمت بنے محبت سے مردہ زندہ ہو محبت سے سلطان بندہ ہو یہ محبت نتیجہ عقل ہے لاف گو کیا ایسے تخت پر بیٹھے یعنی محبت کے سبب سے یہ سب امر ظہور پاتے ہیں مگر محبت صادق شرط ہے دعویٰ سے ظہور اثر کا نہیں ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سے عقل ناقص الخ یہ شعر عقل ناقص یہ عشق کب کر سکتی ہے وہ ناقص ہے کہ جو صورت پر رکھے یعنی عاشق مجازی یہ مرتبہ کب رکھتا ہے کیونکہ صورت پر رنگ جانان کا دیکھا اور آواز یار کی سیٹی سے سنی ہے یعنی مولانا اہل دید اور اہل سمع کی غلطی بتاتے ہیں کہ حسن ظاہری معشوق مجازی در اصل حسن یار ہی مگر جیسے عکس خورشید دیوار پر ہے پس حسن تشبیہ پر ٹھہرنا نہ چاہیے تنزیہ کو جاننا چاہیے اور ایسی ہی آواز نغمہ آواز سیٹی ہے کہ مرغ دھوکا کھاتا ہے اگرچہ نغمہ آواز یار ہی کی ہے مگر نغمہ پر جو قائم رہا وہ اصل آواز کو نہ گیا گمراہی میں پڑا ایسی دونوں کے سب الون کو لازم ہے کہ سیر تشبیہ میں نہ ٹھہریں وہ جلدی تنزیہ کو جائیں کہ راہ پائیں عقل ناقص اس فرق کو کب جانے اسلیے کہ برق کو خورشید جانتا ہے آگے حقائق ہیں کہ جو ملعون ناقص کو رسول کہتے ہیں پس اس تاویل سے نقصان عقلوں کا ہی کیونکہ ناقص تن پر تو رحم آیا ہے پس محروم لائق لعنت کے نہیں ہے کسو اسلیے کہ نفس عقل مرض بڑا ہے لعنت دوری اُسکی سزا ہوئی عقل کی تکمیل میں کچھ در در نہیں ہے یعنی لعنت ناقص عقل پر آتی ہے ناقص تن پر نہیں ہے کہ وہ ناقص تن مورد رحم ہے کیونکہ درستی عقل کی کوشش انسان سے ہو سکتی ہے اور درستی تن کی نہیں ہو سکتی ہے آگے مثال ہے فافہم ۱۲۔

برجمادی رنگ مطلوبی چو دید — از صفیرے بانگ محبوبی شنید
دانش ناقص نداند فرق را — لاجرم خورشید داند برق را
چونکہ ملعون خواند ناقص را رسول — ہست در تاویل نقصان عقول
زانکہ ناقص تن بود مرحوم رحم — نیست بر مرحوم لائق لعن و زخم
نقص عقل ست آنکہ بد رنجوری ست — موجب لعنت سزاے دوری ست
زانکہ تکمیل خردہا دور نیست — لیک تکمیل بدن را دور نیست
کفر فرعونے و ہر گبر عنید — جملہ از نقصان عقل آمد پدید
بہر نقصان بدن آمد فرج — در نبے کہ ما علی الاعمی حرج
برق آفل باشد و بس بے وفا — آفل از باقی نداند بے صفا
برق خندد بر کہ می خندد بگو — بر کسے کہ دل نہد بر نور او
نورہاے برق ببریدہ پے ست — آن چو لاشرقی و لاغربی کے ست
برق را خو یخطف الابصار دان — نور باقی را ہمہ انصار دان
برکف دریا فرس را راندن — نامہ را در نور برقی خواندن
از حریصی عاقبت نادیدن ست — بر دل و بر عقل خود خندیدن ست
عاقبت بین ست عقل از خاصیت — نفس باشد کو نہ بیند عاقبت
عقل کو مغلوب نفس او نفس شد — مشتری تحت زحل شد نحس شد
ہم درین نحسی بگردان این نظر — در کسیکہ نحس کردت در نگر
آن نظر کہ بنگرد این جز رہ دہد — او ز نحسی سوے سعدی نقب زد
زان ہمی گرداندت حالے بحال — ضد بضد پیدا کنان در انتقال

رنگ پتھر مین ملا محبوب کا — نغمہ سیٹی سے سنا محبوب کا
عقل ناقص جانے کب اس فرق کو — اسلیے خورشید مانے برق کو
جو کہین ملعون ناقص کو رسول — اس سے ہے تاویل نقصان عقول
کیونکہ ناقص تن پے آیا رحم ہے — نے ہے لعنت لائق اب مرحوم پے
کیونکہ نقص عقل بیماری بڑی — لعنت و دوری سزا اُسکی ہوئی
عقل کی تکمیل نے کچھ دور ہے — جسم کی تکمیل بے مقدور ہے
کفر فرعون دشمنی کا فران[1] — عقل کے نقصان سے آئی بس عیان
بے غمی ہو نقص تن کے واسطے — ما علی الاعمی حرج قرآن مین ہے
برق فانی ہوتی ہے اور بیوفا — فانی کب باقی کو جانے بے صفا
برق ہنستی ہے تو کس پر ہنستی ہے — اُس پے جو نور اُسکی پر رغبت رکھے
نے ہے باقی نور برقی پیش رب — مثل لاشرقی ولاغربی[3] ہے کب
برق کو خود یخطف الابصار جان — نور باقی کو تو کل انصار جان
گھوڑا دوڑا کے[2] کف دریا پے جا (دور کرنیوالی بینائی کی) — خط کا پڑھنا نور باقی مین دلا
حرص سے انجام کو نے دیکھنا — عقل و دل پر اپنے ہنسنا ہے سدا
عاقبت بینی خواص عقل ہے — عاقبت بینی نہو وے نفس سے
عقل جو مغلوب نفس ہو نفس ہو — مشتری تحت الزحل ہو نحس ہو
تو نظر اُس نحس پن مین پھیر دے — اُسکی جانب نحس جو تجھکو کرے
وہ نظر کہ دیکھے اس حرکات کو — نحس پن کو چھوڑے اور کل سعد ہو
اسلیے اک حال سے دے اور حال — ضد کو ضد پیدا کرے بعد از زوال

[1] کفر فرعون الخ ۱۲ شعر کفر فرعون کا اور دشمنی کا فرون کی عقل کے نقصان سے ظاہر ہوئی ہے اور نقصان تن کیواسطے بے غمی ہے کہ قرآن مین آیا ہے ما علی الاعمی حرج یعنے نہین ہے اوپر اندھون کے نقصان برق فانی اور بیوفا ہوتی ہے فانی کب باقی کو جانے بغیر روشنی کے برق ہنستی ہے تو کس پر ہنستی ہے اُسپر کہ جو اُسکے نور سے رغبت رکھے نور برق کا پیش حق کے باقی نہین ہے مثل نور کا شرقی و لاغربی کے یعنی نہ طلوع نہ غروب اس معنی کو تو برق کو دور کرنے والی بینائی کی جان اور نور باقی کو بالکل بصارت جان یعنی حسن ظاہری نور برقی ہے چند روز مین فنا ہو جاتا ہے اور نور باقی نور دل ہے کہ ہمیشہ قائم رہتا ہے پس حسن ظاہری کی مبتلائی اندھا کرتی ہے دنیا و دین مین باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ [2] گھوڑا دوڑا کے الخ شعر گھوڑا دوڑانا کف دریا پر جاکر اور نور باقی مین خط کا پڑھنا اور حرص سے انجام کو نہ دیکھنا اپنے عقل و دل پر ہمیشہ ہنسنا ہے انجام کو دیکھنا خواص عقل ہے اور انجام کو نہ دیکھنا خاصیت نفس ہے نفس کی جو مغلوب عقل ہو وہ نفس ہو مشتری تحت الزحل ہو تو نحس ہو تو اُس نحس پن مین نظر کو پھیر دے اسکی حرکات کو دیکھے و نحس پن کو چھوڑے اور بالکل سعد ہو اسلیے کہ ایک حال سے دوسرا حال رہتا ہے کہ ضد کو ضد پیدا کرے بعد زوال کے یعنی تو بت پرستی کو چھوڑ اور معنی کی طرف رجوع کر کہ وہ مقلب القلوب ہے اس حال سے تجکو دوسرا حال دیگا کہ بعد رنج کے راحت ہے چنانچہ اسکا حال آگے ہے جو بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [a] نہین ہے اوپر اندھے کے نقصان ۱۲ [3] نہ شرق نہ غرب کا ہے ۱۲

تاکہ از عسر نے بینی خوف ہا — کے زیسری باز یابی لطفہا
تاکہ خوفت نامد ایدا از ذات الشمال — لذت فی ذات الیمین یرجی الرجال
تا دو پر باشی کہ مرغ یک پرہ — عاجز آید از پریدن یک سرہ
یا رہا کن تا نیایم در کلام — یا بدہ دستور تا گویم تمام
ورنہ این خواہی نہ آن فرمان ترا — کس چہ داند مر ترا مقصد کجاست
جان ابراہیم باید تا بنور — بیند اندر نار فردوس و قصور
پایہ پایہ بر رود بر ماہ و خور — تا نماند ہمچو حلقہ بند در
چون خلیل از آسمانِ ہفتمین — بگذرد کہ لا احب الآفلین
این جہان تن غلط انداز شد — جز مر آنرا کو ز شہوت باز شد

عسر[۱] سے جب تک نہ دیکھے خوف تو — یسر سے کب پائے تو پھر لطف کو
تاکہ تجھکو خوف دے ذات الشمال — لذت فی ذات الیمین پائے رجال
جب تلک دو پر نہ ہو مرغ اک پرا — ہووے اڑنے سے وہ عاجز بس سدا
یا مجھے تو چھوڑ دے تا چپ ہی ہوں — یا اجازت دے کہ تا بالکل کہوں
گر نہ یہ چاہے نہ وہ تیری رضا — کون کیا جانے کہ پھر مقصد ہے کیا
جان ابراہیم ہو تا نور سے — نار میں دیکھے قصور و حور سے
مہر و مہ تک سیڑھی سیڑھی وہ چڑھے — تا نہ قیدی مثل حلقہ در رہے
چون خلیل اللہ فلک سے بالیقین — گزرے بولے لا احب الآفلین
یہ جہان تن کا غلط انداز ہے — پر سوا اُسکے جو شہوت سے بچے

تتمۂ قصۂ حاسدان بر غلام سلطان و حقیقت آن

باقی قصہ غلام سلطان کے حاسدون کا اور حقیقت اُن کی

قصۂ شاہ و امیران و حسد — بر غلام خاص و سلطانِ خرد
دور ماند از جر جرار کلام — باز باید گشت و کرد آنرا تمام
باغبان ملک با اقبال و بخت — چون درختے را نداند از درخت
آن درختے را کہ تلخ و رد بود — وان درختے کہ یکش ہفصد بود

ہے[۲] یہ قصہ اُن امیر و شاہ کا — خاص بندہ پر حسد جنہ نے کیا
کھینچا تانی سے رہا وہ اب کلام — پھر الٹ تو اور کر اُسکو تمام
باغبان ملک با اقبال و بخت — کیون درختون سے نجانے اک درخت
وہ درخت تلخ و لائق رد کے ہے — وہ درخت اک سات سو کے مثل ہے

[۱] عسر سے الخ ۹ شعر عسر یعنے رنج سے جب تک تو خوف نہ دیکھے یسر یعنی راحت سے کب تو لطف کو پھر پائے جب تک تجھکو خوف دے ذات الشمال یعنی تکلیف و رنج لذت ذات الیمین یعنی آرام و راحت کی کب انسان پائے جبتک دو پر کا نہ ہو دے مرغ ایک پر والا تو وہ اڑنے سے عاجز ہے یعنی رنج و راحت دو پر ہین جب تک بعد رنج راحت نہ ملے ترقی اس عالم معنی مین نہ ہو آگے قول مولانا کا ہے بدرگاہ حق یا تو مجکو چھوڑ دے تاکہ مین خاموش رہون یا اجازت دے تاکہ مین بالکل کہون یہ راز اگر یہ گویائی نہین چاہتا ہے اور نہ وہ حکم خاموشی کا تیرا ہے پھر کیا جانے کوئی کہ مقصد کیا ہے جان ابراہیم کی ہو تاکہ نور سے نار مین دیکھے حور و قصور کو یعنے نار دنیا مین گلزار معنی کو دیکھے اور سیڑھی بہ سیڑھی ماہ و خورشید تک چڑھے اور مثل حلقہ دروازہ کے مقید نہ رہے یعنی درجہ بدرجہ خدا اور رسول تک وہ عارف پہونچے اور مقید دنیا مین نہ رہے مانند خلیل اللہ کے فلک سے گزرے اور کہے کہ نہین دوست رکھتا ہون ڈوبنے والے کو نہین چاہتا ہون دنیا گزرنے والی کو بس یہ جہان تن کا غلط انداز ہے اس کے سوا کہ جو شہوت سے بچے یعنی یہ جہان دنیا غلطی مین ڈالتا ہے سوائے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہ وہ خواہشات دنیا کو چھوڑ کر عالم معنی کو گئے جیسے ایاز حضوری محمود سے محمود عالم ہوا چنانچہ باقی قصہ ایاز و محمود کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [۲] یہ قصہ الخ ۴ شعر یہ قصہ امیر و شاہ کا ہے کہ خاص بندے نے شاہ پر حسد کیا کہ کھینچا تانی سے کلام ناتمام رہا پھر تو الٹ اور اُس کو تمام کر باغبان ملک با اقبال و بخت کا کیون نہ درختون سے ایک درخت کو نہ جانے وہ ایک تلخ درخت ہے کہ لائق دور کرنے کے ہے اور وہ ایک درخت ہے کہ سات سو کے برابر ہے یعنے بادشاہ مثل باغبان کے ہے کہ درخت اچھے و برے کو جانتا ہے برے درخت کو دور کرتا ہے اور اچھے درخت کو قائم رکھتا ہے باقی حال اس کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [۳] نہین دوست رکھتا ہون مین ڈوبنے والے کو ۱۲ ـ

کے برابر دارد اندر مرتبت	چون ببیند شان بچشم عاقبت
کان درختان را نہایت چیست بر	گرچہ یکسانند این دم در نظر
شیخ کو ینظر بنور اللہ شد	از نہایت وز نخست آگاہ شد
چشم بد بین را ببست از بہر حق	چشم آخر بین کشاد اندر سبق
آن حسودان بد درختان بودہ اند	تلخ گوہر شور بختان بودہ اند
از حسد جوشان و کف می ریختند	در نہانی مکر می انگیختند
تا غلام خاص را گردن زنند	بیخ او را از زمانہ بر کنند
چون شود فانی چو جانش شاہ بود	بیخ او در عصمت اللہ بود
شاہ از اسرار شان واقف شدہ	ہمچو بوبکر ربابی تن زدہ
در تماشائی دل بدگوہران	میزدے خنبک بران کوزہ گران
مکر می سازند قوم حیلہ مند	تا کہ شہ را در فقاع افگنند
بادشاہی بس عظیم و بیکران	در فقاعے کے بگنجد اے خران
از برائے شاہ دامے دوختند	آخر این تدبیر ازو آموختند
نحس شاگردے کہ با اوستاد خویش	ہمسری آغاز د و آید بہ پیش
با کدام اُستاد اُستادِ جہان	پیش او یکسان ہویدا و نہان
چشم او ینظر بنور اللہ شدہ	پردہ ہائے جہل را خارق بدہ

مرتبہ مین[1] کب برابر ہووے آہ	چشم آخر بین سے دیکھے جو کہ شاہ
اُن درختون کا نتیجہ کیا ثمر	گرچہ یکسان آتے ہین ہر دم نظر
شیخ جو ینظر بنور اللہ ہوا	اول و آخر سے وہ آگہ ہوا
چشم بد بین بند کرلی بہر حق	چشم آخر بین کو کھولا با سبق
وہ حسود اب ہوگئے ہین بد درخت	اصل بد اور ہوگئے ہین شور بخت
ڈالتے جوش حسد سے جھاگ تھے	مکر کی پنہان لگاتے آگ تھے
تا غلامِ خاص کو کشتہ کرین	اور جڑ اُسکی جہان سے کھود دین
کب[2] ہو فانی جان اُسکی شاہ ہے	عصمت اللہ مین وہ جڑ رکھے
شاہ بھید اُسکے سے جو واقف ہوا	مثل بوبکر ربابی چپ رہا
اور تماشائی دل بد اصل سے	تھا بجا تا تالیان مکار ریے
مکر کرتی ہے یہ قوم حیلہ ساز	تاکہ بیہوشی مین ڈالے شہ کو باز
تھا عظیم الشان وہ شاہِ کامران	کب پڑے بیہوشی مین وہ اے خران
گانٹھتے تھے جال شہ کے واسطے	سیکھتے آخر یہ تدبیر اس سے تھے
ہے وہ بد[3] شاگرد جو استاد سے	ہمسری کا آگے بس دعوی کرے
کون سا اُستاد اُستاد جہان	جسکے آگے ایکسان ظاہر نہان
کیونکہ وہ ینظر بنور اللہ ہوا	پردہ ہاے جہل کو پارہ کیا

[1] مرتبہ مین الخ شعر مرتبہ مین کب برابر ہووے جبکہ بادشاہ چشم آخر بین سے دیکھے ان درختون کا کیا نتیجہ ہے کیا ثمر ہے اگرچہ اُس دم یکسان نظر آتے ہین آگے حقائق ہین جبکہ شیخ دیکھنے والا ساتھ نور اللہ کے ہوا پس اول و آخر سے آگاہ ہو واسطے حق کے چشم بند کرلی اور چشم آخر بین کھولدی اور وہ حسود درخت ہوگئے بد اور اصل شور بخت ہوگئے ہین جوش حسد سے جھاگ ڈالتے تھے تاکہ بندہ خاص کو کشتہ کرین اور جڑ اُسکی جہان سے اکھیڑین یعنی درخت [margin: بیخ کنی درخت] نیک باغ جہان مین اولیاء اللہ ہین اور درخت بد حاسدین ہین کہ بندۂ خاص ایاز کو ہلاک کرنا چاہتے تھے اسی طرح جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کفار عرب حسد کرتے تھے باقی حال آگے ہے ۱۲ [2] کب ہو فانی الخ شعر وہ کب فانی ہو کہ جان اُسکی شاہ ہے اور جڑ اپنی عصمت اللہ مین رکھتا ہے بادشاہ ان کے بھید سے جب واقف ہوا مثل ابوبکر ربابی کے خاموش رہا ابوبکر ربابی نام ایک ولی اللہ کا ہے کہ مدت تک وہ خاموش رہے تھے اور تماشا دیکھنے والا دل بد اصل اسکے پیچھے سے تالیان اس مکار پر بجاتا تھا آگے قول مولانا کا ہے قوم حیلہ ساز مکر کرتی ہے تاکہ شاہ کو بیہوشی مین ڈالے بادشاہ عظیم الشان وکامران تھا کب وہ بیہوش ہووے اے گدھون شاہ کے واسطے دام بناتے تھے اور آخر یہ تدبیر اسی سے سیکھتے تھے یعنی وہ کفار عرب واسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالانکہ اسی سے وہ تدبیر سیکھتے تھے چنانچہ آگے اسکی مثال بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [3] ہے وہ بد الخ شعر وہ شاگرد بد ہے جو اُستاد سے ہمسری کا دعوے کرے کون سا اُستاد جو جہان کا استاد ہو اور اُسکے آگے ظاہر و باطن یکسان ہو کیونکہ وہ ینظر بنور اللہ ہے یعنی دیکھنے والا ساتھ نور اللہ کے ہوا اور پردۂ جہل کو پارہ کیا یعنی وہ اُستاد حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہین دل سوراخ دار سے شکل کمل پھیلے کے آگے اُس اُستاد کے پردہ باندھے وہ شاگرد حسود ہین سے اُسپر در پردہ ہنستا ہے اور ہر ایک چاک پردہ کا اُسپر روشن ہے وہ استاد اُس شاگرد کو کہے کہ میری فامین کم کتے سے ست ہو اور مجکو تو اُستاد مت جانے اے تیرہ دل بلکہ شاگرد اپنے مانند مجھے شمار کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ـ

از دل سوراخ چون کہنہ گلیم ۔ پردہ بندد بہ پیش آن حکیم
پردہ میخندد بدو با صد دہان ۔ پردہ ہائے گشتہ اشگافے بران
گوید آن استاد مر شاگرد را ۔ اے کم از سگ نیستت با من وفا
خود مرا اُستا مگیر آہن گسل ۔ ہمچو خود شاگرد گیر و کوردل
از منت یاری ست در جان و روان ۔ بے منت آبے نمیگردد روان
پس دل من کارگاہ بخت تست ۔ چہ شکنی این کارگہ اے نادرست
گوئیش پنہان زنم آتش زنہ ۔ نے بقلب از قلب باشد روزنہ
آخر از روزن ببیند فکر تو ۔ دل گواہی میدہد زین ذکر تو
لیک در رویت نمالد از کرم ۔ ہر چہ گوئی خندد و گوید نعم
او نمی خندد ز ذوق مالشت ۔ او ہمی خندد برین اشگالست
پس خداعی را خداعی شد جزا ۔ کاسہ زن کوزہ بخور اینک سزا
دربدی باتو دراخندہ رضا ۔ صد ہزاران گل شگفتے مر ترا
چون دل او در رضا آرد عمل ۔ آفتابے دان کہ آید در حمل
زو بخندد ہم بہار و ہم نہار ۔ درہم آمیزد شگوفہ سبزہ زار
چون ندانی تو خزان را از بہار ۔ چون بدانی رمز خندہ در شمار
صد ہزاران بلبل و قمری نوا ۔ افگند اندر جہان بینوا
چونکہ برگ روح خود زرد و سیاہ ۔ می بہ بینی چون ندانی خشم شاہ

جون پھٹی کملی دل سوراخ سے ۔ پردہ باندھے آگے اُس اُستاد کے
سو دہن سے پردہ ہنستا اُسپہ ہے ۔ اور دہن ہر ایک ہے چاک اُسپر بنے
کہوے وہ اُستاد اُس شاگرد کو ۔ مت وفا میری مین کم کُتّے سے ہو
مجکو مت جانے تو اُستاد اے لوہار ۔ تیرہ دل شاگرد خود سا کر شمار
جان و دل کو تیری مجھ سے یاوری[لہ] ۔ آب جاری تجھ مین ہے مجھ سے سبھی
کارگہ قسمت کا تیری دل مرا ۔ کسلیے یہ کارگہ توڑے بھلا
تو کہے اس سے محبت ہے نہان ۔ نے ہے روزن دل سے دل مین اک عیان
آخرش روزن سے دیکھے تیری فکر ۔ دل گواہی دے کہ یہ ہے تیرا ذکر
تیرے منھ پر نے کرم سے کچھ کہے ۔ جو سنے ہنسکر کہے آرے بلے
چاپلوسی پر نہ وہ اُسکی ہنسے ۔ حیلہ سازی پر وہ اُسکی ہے ہنسی
مکر کی بس مکر ہوتی ہے جزا[لہ] ۔ کوزہ زن بس کوزہ کھا ہے یہ سزا
تجھ سے گر کرتا وہ خوش ہو کر ہنسی ۔ پھول کھلتے سیکڑون تجھ مین اُخی
جو کہ دل راضی عمل پر اُسکا ہے ۔ آفتاب آیا حمل مین جان لے
غنچہ بھی اُس سے کھلے اور بھی بہار ۔ بھی شگوفہ پیدا ہو بھی سبزہ زار
جو نہ جانے تو بہار اور بھی خزان ۔ رمز کب ہنسنے کی ہو تجھ پر ہو عیان
پس ہزاران بلبل و قمری نوا ۔ کرتے ہین اندر جہان بینوا
برگ روح اپنی کو جو زرد و سیاہ ۔ دیکھے تو تو کیون نہ جانے خشم شاہ

لہ جان و دل کو الخ شعر جان و دل کو مجھ سے مددگاری ہے مجھ سے تجھ مین آب جاری ہے تیری قسمت کا کارگہ دل کو توڑتا ہے تو کہتا ہے کہ اس سے محبت پوشیدہ ہے کیا روزن دل سے دل مین ظاہر نہین ہے یعنے روزن دل مین ظاہر ہے استفہام اقراری ہے آخر تیری فکر اس روزن سے دکھائی دیتی ہے اور دل گواہی دیتا ہے کہ یہ تیرا ذکر ہے تیرے منھ پر کرم سے کچھ نہین کہتا ہے کہ یہ تیرا ذکر جو سنتا ہے ہنسکر کہتا ہے کہ آرے بلے وہ اُس کی چاپلوسی پر ہنستا ہے بلکہ حیلہ سازی پر اُس کی ہنستا ہے یعنے وہ اُستاد جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہین کہ منافق اُن سے ہمسری کرتے تھے اور وہ از راہ کرم کے اُن سے کچھ نہین کہتے تھے اور اُن کو راستی پر لاکر ہدایت کرتے تھے چنانچہ اس کا حال آگے مولانا بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ لہ مکر کی الخ شعر مکر کی جزا مکر ہوتی ہے کوزہ زن مار کوزہ سے کھائے یہ سزا ہے اگر وہ تجھ سے خوش ہو کر ہنسی کرتا سیکڑون تجھ مین پھول کھلتے جو کہ اس کا دل عمل پر راضی ہے جان لے کہ آفتاب برج حمل مین آیا ہے یعنے موسم بہار آیا ہے کہ اس سے غنچہ کھلے اور بھی بہار بھی شگوفہ پیدا ہوا اور بھی سبزہ جو تو خزان و بہار کو نہ جانے رمز ہنسی کی کب تجھ پر عیان ہووے پس ہزارون بلبل و قمری آواز دیتی ہین جہان مین جو تو اپنی برگ روح کو زرد و سیاہ دیکھے یعنے جب تجھے اس قدر آگہی ہو کہ روشن دلی و تیرہ دلی کو اپنی جانے تو بادشاہ کی خوشی و ناخوشی سے کیون نہ تجکو باخبری ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

آفتاب شاہ در برج عتاب	میکند رو ہا سیہ ہمچون کتاب	آفتاب شاہ با برج عتاب [۱]	رو سیہ کرتا ہے وہ مثل کتاب
آن عطارد را ورق ہا جان ماست	آن سفیدی و آن سیہ میزان ماست	اس عطارد کا ورق ہے میری جان	ہے سیاہی و سفیدی امتحان
باز منشوری نویسد سرخ و سبز	تا رہند ارواح از سودا و عجز	لکھتا پھر فرمان سرخ و سبز ہے	چھوٹین تا ارواح سیاہ و عجز سے
سرخ و سبز و افتاد نسخہ نوبہار	چون خطِ قوس قزح در اعتبار	جو کہ سبز و سرخ ہے نسخہ بہار	جون خط قوس قزح کر اعتبار
اندرین معنی بشنو تو قصۂ	تا بیابی از معانی حصۂ	ایک قصہ اس معانی مین سنو	تا کہ حصہ ایک تم معنی سے لو
رحمت صد تو بر آن بلقیس باد	کہ خدایش عقل صد مردہ بداد	رحمت حق ہو جیو بلقیس پے	عقل سو مردون کی دی اللہ نے

عکس تعظیم پیغام سلیمان در دل بلقیس از صورتِ حقیر ہدہد	قصہ پنجم [۲] تعظیم پیغام سلیمان کا بلقیس کے دل مین صورت حقیر ہدہد سے

ہدہدے نامہ بیاورد و نشان	از سلیمان چند حرفے با بیان	ایک ہدہد نامہ لایا اور نشان [۳]	اُس سلیمان سے کیے اُس نے بیان
خواند او آن نکتہ ہای باشمول	وز حقارت ننگرید اندر رسول	بس پڑھے اُسنے وہ سب نکتے عقول	اور حقارت سے نہ دیکھا یا رسول
جسم ہدہد دید و جان عنقاش دید	حس چو کفے دید و دل دریاش دید	جسم نے ہدہد و عنقا جان نے	دل نے دریا حس نے کف دیکھا اسے
عقل با حس زین طلسمات دو رنگ	چون محمدؐ با ابوجہلان بجنگ	عقل حس کے ساتھ اُس دو رنگ سے	جون محمد لڑتی بوجہلون سے ہے
کافران دیدند احمدؐ را بشر	چون ندیدند از وے انشق القمر	کافرون نے دیکھا احمد کو بشر	اور نہ دیکھا اس سے وہ شق القمر
خاک زن بر دیدہ حس بین خویش	دیدہ حس دشمن عقل است و کیش	خاک ڈال اُس دیدہ حسی پہ تو	عقل کا ہے دیدہ حسی عدو
دیدہ حس را خدا اعماش خواند	بت پرستش خواند و ضدماش خواند	دیدہ حسی کو اندھا حق کہے	بت پرست و را اپنا ضد مطلب کہے
زانکہ او کف دید و دریا را ندید	زانکہ حالی دید و فردا را ندید	اُسنے کف دیکھا نہ دیکھا بحر کو	آج کو دیکھا نہ کل کے دہر کو

۱ آفتاب الخ شعر آفتاب شاہ جب برج عتاب مین آتا ہے جہان کو رو سیاہ کرتا ہے مانند کتاب کے پس اُس عطارد کا ورق میری جان ہے سیاہی و سفیدی امتحان کے لیے ہے پھر فرمان سرخ و سبز لکھتا ہے تا ارواح چھوٹین سیاہی و عجز سے جو کہ نسخہ بہار سبز و سرخ ہے مانند خط قوس قزح کے تو اعتبار کر ایک قصہ اس معنی مین سنو تا کہ معنی سے ایک حصہ تم لو یعنی آفتاب معنی جب برج عتاب مین آتا ہے تو دل عارف کا تیرہ ہو جاتا ہے اور جب خوش ہوتا ہے تو روشن و سفید ہو جاتا ہے تو سفیدی و سیاہی دل ہمارا امتحان ہے کہ جب رضامندی شاہ کی اُس سے معلوم ہوتی ہے اور تو سرخ و سبز جب دل عارف میں منجلی ہوتے ہین تو روح سیاہی قبض سے نجات پاتی ہے پس روشنی و تجلیات دل کی رضامندی مرشد پر منحصر ہے عارف کو لازم ہے کہ صورت ظاہری مرشد کو حقیر نہ جانے جیسے کفار عرب نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو بشر جانا اور معنی کو نہ دیکھا اور مقابلہ کر کے ناخوش کیا بلکہ تعظیم و عظمت مرشد کو دل مین رکھے جیسے بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعظیم و تکریم کی حق کی رحمت ہو جیو بلقیس پر کہ اُس کو سو مردون کی عقل دی چنانچہ اُس کا قصہ آگے ہے فہم من فہم ۱۲ ۲ قصہ پنجم عظمت و تعظیم مرشد مین مریدون کو دل مین رکھنا چاہیے ۳ ایک ہدہد نامہ لایا الخ شعر ایک ہدہد نامہ لایا اور نشان اُس سلیمان کے بیان کیے اس لیے وہ سب نقطے عقلون کے پڑھے اور حقارت سے اُس قاصد کو نہ دیکھا جسم نے ہدہد اور جان نے عنقا اور دل نے دریا اور حس نے کف اُس کو دیکھا یعنی بلقیس نامہ سلیمان کو کہ جو ہدہد لایا تھا پڑھا اور ہدہد کو از راہ معنی عنقا و دریا جانا آگے حقائق مین اس دو رنگی کے سبب سے عقل ساتھ حس کے مانند محمد صلعم کے ابوجہل سے لڑے گا کافرون نے احمد کو بشر دیکھا و معجزہ شق القمر کو نہ دیکھا تو اس دیدہ حسی پر خاک ڈال کہ دیدہ حسی عقل کا عدو ہے حق دیدہ حسی کو اندھا و بت پرست اپنا ضد کہتا ہے کیونکہ اُس نے کف دیکھا اور دریا کو نہ دیکھا آج کو دیکھا و کل کو نہ دیکھا یعنے چشم ظاہر نے صورت کو دیکھا اور معنی کو نہ دیکھا اس واسطے حق نے اندھا اُس کو کہا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

خواجۂ فردا و حالے پیش او	او نمی بیند ز گنجے جز تسو	آج وکل کا جو ہے خواجہ اور شاہ ؎۱	گنج کو وہ دیکھتا ہے نے ذرا
ذرۂ زان آفتاب آرد پیام	آفتاب آن ذرہ را گردد غلام	ذرہ اس خورشید سے لائے پیام	ہووے یہ خورشید ذرہ کا غلام
قطرۂ کز بحر وحدت شد سفیر	ہفت بحر آن قطرہ را باشد اسیر	قطرہ وہ جو بحر وحدت سے چھٹا	ساتوں دریا اُسکے تابع ہوں سدا
گر کف خاکے شود چالاک او	پیش خاکے سر نہد افلاک او	خاک پا چالاک اُسکی ہووے گر	پیش خاک اُسکی رکھیں افلاک سر
خاک آدم چونکہ شد چالاک حق	پیش خاکش سر نہد افلاک حق	خاک آدم تھی جو چالاک خدا ؎۲	پیش خاک اُسکے ملک نے سر رکھا
السماء انشقت آخر از چہ بود	از یکے چشمے کہ ناگہ برکشود	السماء انشقت ع آخر کس لیے	اک نظر سے اُسکی ناگہ پھٹ گئے
خاک از دردے نشیند زیر آب	خاک بین کز عرش بگذشت از شتاب	خاک تو تلچھٹ سے بیٹھی زیر آب	خاک دیکھو عرش پر جائے شتاب
آن لطافت پس بدان کز آب نیست	جز عطائے مبدع وہاب نیست	وہ لطافت بس نہ جانو آب سے	بل عطائے مبدع وہاب سے
گر کند سفلی ہوا و نار را	ور ز گل او بگذراند خار را	گر کرے سفلی ہوا و نار کو	اور جو گل سے بڑھائے خار کو
حاکم است و یفعل اللہ ما یشاء	او ز عین درد انگیزد دوا	ہے وہ حاکم یفعل اللہ ع ما یشاء	عین بیماری کو وہ کر دے دوا
گر ہوا و نار را سفلی کند	تیرگی و دردی و ثقلی کند	گر ہوا و نار کو سفلی کرے	کالا گدلا اور وہ بھاری کرے
در زمین و آب را علوی کند	راہ گردون را بپا مطوی کند	گر زمین و آب کو علوی کرے	راہ گردون طے کرے وہ پاؤں سے
نیست کس را زہرہ تا گوید کہ چون	بس جگرہا کاندرین رہ گشت خون	کسکو ؎۳ طاقت ہے کہے یہ کیونکہ ہے	سو جگر اس راہ میں خون ہو گئے
پس یقین شد کہ تعز من تشاء	خاکئ را گفت پرہا برکشا	بس یقین ہے کہ تعز من تشاء	کھولے خاکی کو پرون کو کر تو وا
آتشئ را گفت رو ابلیس شو	زیر ہفتم خاک با تلبیس شو	بولا آتش کو کہ جا ابلیس ہو	سب زمین کے نیچے با تلبیس ہو
آدم خاکی برو تو بر سماء	اے بلیس آتشی رو تا ثریٰ	آسمان پر آدم خاکی تو جا	اے بلیس ناری جا تو تا ثریٰ

؎۱ آج وکل الخ ہم شعر آج وکل کا جو کہ خواجہ و بادشاہ ہے وہ گنج کو ذرا نہیں دیکھتا ہے یعنے حق تعالےٰ ذرا اس خورشید سے پیام لائے اور یہ خورشید دنیا اس ذرہ کا غلام ہووے وحدت کے دریا سے ایک قطرہ جدا ہووے تو ساتوں دریا اُسکے ہمیشہ تابع ہوں خاک پا اگر اُس کی چالاک ہووے افلاک اُس کے پیش خاک سجدہ کریں یعنی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قطرۂ دریائے وحدت کے ہیں آگے آپ کا بیان ہے فافہم ۱۲ ؎۲ خاک آدم الخ ہم شعر خاک آدم کی جو چالاک حق ہوئی اُسکی خاک کے آگے فرشتون نے سجدہ کیا السماء انشقت یعنے جس روز کہ آسمان پھاڑے جائیں گے آخر کار کس لیے اس کی ایک نظر سے ناگاہ پھٹ گئے خاک تو تلچھٹ سی زیر آب بیٹھی ہے اُس کی لطافت آب سے مت جانو بلکہ بخشش خدا سے جانو یعنی خاک آب میں ملنے سے اسفل کو جاتی ہے اور خاک وجود جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اعلےٰ کو باوجود ملنے آب کے گئی پس یہ طاقت آب کے وجود کو خود حق سے ہے اگر ہوا و نار کو سفلی کرے اور خار کو گل سے بڑھائے وہ حاکم ہے ترجمہ جو اللہ چاہتا ہے فعل کرتا ہے عین بیماری کو دوا کر دیتا ہے اگر وہ ہوا و نار کو سفلی کرے سیاہ و گدلا اور بھاری کرے اگر خاک و آب وہ علوی کرے راہ گردون کو دو پاؤں سے طے کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ؎۳ کس کو طاقت الخ ہم شعر یہ کس کو طاقت ہے کہ کہے یہ کیونکر ہے بہت سے جگر اس راہ میں خون ہو گئے پس یقین ہے کہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور خاکی کو کہے پرون کو کھول دے آتش کو کہا کہ جا ابلیس ہو اور زمین کے نیچے با تلبیس ہو آسمان پر اے آدم خاکی تو جا اور اے ابلیس ناری تو تحت الثریٰ کو جا یعنی حق تعالےٰ کو قدرت ہے کہ جو چاہے وہ کرے چنانچہ آگے حق کا بیان ہے فافہم ۱۲ ع جس دن کہ آسمان پھاڑے جائیں گے ۱۲ ع یعنی کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے ۱۲ ع عزت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے ۱۲

چار طبع و علت اولے نیم
در تصرف دایمامن باقیم

کار من بے علت ست و مستقیم
نیست تقدیرم بعلت اے سقیم

عادت خود را بگردانم بوقت
این غبار از پیش بنشانم بوقت

بحر را گویم کہ ہین پر نار شو
گویم آتش را کہ رو گلزار شو

کوه را گویم سبک شو ہمچو پشم
چرخ را گویم فرو در پیش چشم

گویم اے خورشید مقرون شو بماه
ہر دو را سازم چو دو ابر سیاه

چشمۂ خورشید را سازیم خشک
چشمۂ خون را بفن سازیم مشک

آفتاب و مہ چو دو گاو سیاه
یوغ بر گردن بہ بندوشان الہ

چار طبع و علت اولے نہ میں
اور تصرف میرا کل آفاق میں

کام بے علت ہے میرا بس سبھی
اور نہیں تقدیر علت سے مری

عادت اپنی کو میں پھیر دوں وقت پہ
یہ غبار رہ بٹھاؤں وقت پر

میں کہوں دریا کو اب تو نار ہو
میں کہوں آتش کو جا گلزار ہو

میں کہوں گہ کو سبک ہو مثل بال
میں کہوں گردوں کو دب جا مثل ہلال

میں کہوں خورشید ہو نزدیک ماه
اور کروں دونوں کو جوں ابر سیاه

چشمۂ خورشید کو کردوں میں خشک
چشمۂ خوں کو کردوں میں فن سے مشک

مہر و مہ ہیں مثل دو گاو سیاه
رکھتا ہل ہے انکی گردن پر الہ

انکار کردن فلسفی در آیۂ ان اصبح ماؤکم غورا

انکار کرنا فلسفی کا اس آیت سے ان اصبح ماؤکم غورا

مقرئے میخواند از روے کتاب
ماؤکم غورا ز چشمہ بندم آب

آب را در غورہا پنہان کنم
چشمہ ہا را خشک و خشکستان کنم

آب را در چشمہ کہ آرد دگر
جز من بے مثل با فضل و خطر

فلسفی منطقی مستہان
میگذشت از سوے مکتب آن زمان

چونکہ بشنید آیہ او را ملند
گفت آریم آب را ما با کلند

ما بزخم بیل و تیزی تبر
آب را آریم از پستی زبر

شب بخفت و دید او یک شیر مرد
زد طپانچہ ہر دو چشمش کور کرد

پڑھتا اک قاری تھا اک آیۂ کتاب
ماؤکم غورا کہ کردوں بند آب

میں زمیں میں آب کو پنہاں کروں
اور چشموں کو میں خشکستان کروں

آب پھر چشمہ میں لائے کون جا
مجھ سوا بے مثل با خوف و رجا

فلسفی و منطقی اک بس ذلیل
گذرا مکتب کیطرف سے با دلیل

جو سنی یہ آیت اس نے زور سے
یہ کہا میں لاؤں پانی کھود کے

ساتھ تیزی تبر زخم کدال
آب کو نیچے سے میں لاؤں نکال

شب کو سویا دیکھا اک مرد خدا
اک طمانچہ اس نے مار اندھا کیا

ف۱ چار طبع الخ شعر نہ میں چار طبع ہوں اور کل عالم میں میرا تصرف ہے میرا کام سب بے علت ہے اور میری تقدیر علت سے نہیں ہے یعنی فلاسفہ کا مقولہ ہے کہ عناصر چار طبع رکھتے ہیں و علت اولیٰ عقل اول ہے پس مولانا فرماتے ہیں کہ ذات مقدس نہ چار طبع ہے و نہ علت اولی ہے بلکہ اسکا فعل بے علت ہے بقول بحر العلوم میں اپنی عادت پھیرتا ہوں وقت پر اور اس غبار راہ کو بٹھاؤں وقت پر میں کہوں کوہ کو کہ تو سبک ہو مانند بال کے اور گردوں کو کہوں تو ڈوب مانند ہلال کے میں کہوں تو خورشید نزدیک ماہ کے ہو اور دونوں کو کردوں مانند ابر سیاہ کے چشمۂ خورشید کو میں خشک کردوں مہر و ماہ مانند دو بیل سیاہ کے ہیں کہ حق نے انکو ہل میں جوتا ہے یعنی کل مخلوقات دست قدرت میں حق کے ہے جس سے جو چاہتا ہے کام لیتا ہے نہ بقول فلسفی کے کہ فعل حق کا علت سے ہے چنانچہ آگے تردید قول فلاسفہ بیان فرماتے ہیں ۱۲ و ف۲ پڑھتا الخ ہ شعر ایک قاری پڑھتا تھا اس آیت قرآن کو اصبح ماؤکم غورا یعنی اگر ہو دے پانی زمین میں تمھارا جانے والا کہ بند کردوں میں آب کو یعنی زمین آب کو نہاں کروں اور چشموں کو خشک کردوں پھر چشمہ میں آب کو کون جاکر لائے میرے سوا کہ میں بے مانند ہوں ساتھ خوف و رجا کے ایک فلسفی منطقی ذلیل ایک مکتب کیطرف سے گذرا اسنے یہ آیت جو سنی کہ زور سے پڑھتے تھے پس یہ کہا کہ میں لاؤں پانی کھود کر تیزی تبر و زخم کدال سے آب کو نیچے سے نکال لاؤں باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ شب کو الخ ہ شعر شب کو جو وہ سو گیا تو دیکھا کہ ایک مرد خدا نے اسکو ایک طمانچہ مارکر اندھا کیا اور کہا کہ ان دونوں آنکھوں کے چشموں سے تبر سے کھود کر نور نکال اگر سچا ہے جب کہ وہ خواب سے اٹھا خود کو اندھا پایا اور نور آنکھوں میں نہ پایا اگر وہ استغفار کرتا اور روتا تو اس کا نور گیا ہوا آتا ولیکن استغفار کرنا اپنے اختیار میں نہیں ہے اور نہ ذوق توبہ کا کہ ہر ایک مست کی ہے اسکی زشتی اعمال نے راہ توبہ کی اس کے دل پہ بند کی یعنی توبہ بھی کرنا توفیق حق پر منحصر ہے تو یہ کچھ اپنے اختیار میں نہیں چنانچہ آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ع۵ اگر ہو دے پانی تمھارا زمین میں جا تیوالا ۱۲

گفت نے بین دو چشمہ چشم اے شقی	باتبر نورے بیار از صادقی	بولا نہ و چشمہ چشمون سے تو	لا تبر سے نور گر صادق ہے تو
روز بر جست دو چشمش کور دید	نور فائض از دو چشمش ناپدید	جو اُٹھا تو پایا اندھا آپ کو	نور آنکھون کا نہ پایا وہ ستو
گر بنالیدے و مستغفر شدے	نور رفتہ از کرم ظاہر شدے	کرتا استغفار اور روتا اگر	دہ گیا نور آتا اُسکا سر بسر
لیک استغفار ہم در دست نیست	ذوق توبہ نقل ہر سرمست نیست	پر نہ استغفار اپنے دست ہے	توبہ حصے مین نہین ہر مست کے
زشتی اعمال و شومی جحود	راہ توبہ بر دل او بستہ بود	زشتی اعمال نے اُسکے اخی	راہ توبہ دل پہ اُسکے بند کی
از نیاز و اعتقاد آن خلیل	گشت ممکن امر صعب و مستحیل	اعتقاد[1] و عجز ابراہیم سے	امر مشکل ہو گیا ممکن اُسے
ہمچنین بر عکس آن انکار مرد	مس کند زر را و صلحے را نبرد	ایسے ہی برعکس انکار اُسکے سے	زر کو تانبا جنگ صلح کو کرے
دل بسختی ہمچو روے سنگ گشت	چون شگافد توبہ آنرا بہر کشت	دل ہوا سختی سے مثل سنگ کے	کیسے پھاڑے توبہ کھیتی کے لیے
چون شعیبی کو کہ تا او از دعا	بہر کشتن خاک سازد کوہ را	جون شعیب اب کون کھیتی کیلیے	جو دعا سے کوہ کو مٹی کرے
یا بدریوزہ مقوقس از رسول	سنگلاخے مزرعے شد با اصول	یا مقوقس نے جو حضرت سے کہا	سخت پتھر قابل کھیتی ہوا
کہربا ے مسخ آمد این دعا	خاک قابل را کند سنگ و حصا	[2] یہ دعا ہی کہربا ے مسخ ہے	سنگ سخت کا خاک قابل کو کرے
ہر دلی را سجدہ ہم دستور نیست	مزد رحمت قسم ہر مزدور نیست	سجدہ ہر دل کا نہین دستور ہے	مزد رحمت کی نہ ہر مزدور کے
ہین بہ پشت آن مکن جرم و گناہ	کہ کنم توبہ در آیم در پناہ	اس بھروسہ پر نہ کر جرم و گناہ	کہ کرون توبہ پھر پاؤن پناہ
می بباید تاب و آبے توبہ را	شرط شد برق و سحابے توبہ را	آب و تاب اک چاہیے توبہ کو بس	ابر و بجلی شرط ہی توبہ کو بس
آتش و آبے بباید میوہ را	واجب آمد ابر و برق این شیوہ را	آگ پانی چاہیے بس میوہ کو	ابر و بجلی ہے ضرور اس شیوہ کو
تا نباشد برق دل و آب دو چشم	کے نشیند آتش تہدید و خشم	ہو نہ جبتک برق دل اور آب چشم	کب بجھے آتش غضب کی اور خشم
تا نباشد گریۂ ابر از مطر	تا نباشد خندۂ برق ای پسر	[3] جبتلک گریان نہو ابر سیاہ	جبتلک خندان نہووے برق آہ

۱ اعتقاد الخ ۵ شعر اعتقاد اور عجز ابراہیم سے امر مشکل ان کو ممکن ہو گیا اور اسی طرح انکار اُسکے برعکس زر کو مس اور صلح کو جنگ کر دیتا ہے دل کہ سختی سے مثل سنگ کے ہوا تو کیسی اُسکو پھاڑے کھیتی کے لیے کون مانند شعیب کے کوہ کو دعا سے مٹی کرے یا مقوقس نے جو حضرت سے کہا سنگ سخت قابل کھیتی کے ہوا یعنی مقوقس کہ ایک اصحاب رسول اللہ سے تھے حضرت سے عرض کی تا دعا سے حضرت کے سنگ قابل زراعت کے ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ یہ دعا الخ ۶ شعر یہ دعا مسخ کی کہربائی ہے کہ سنگ سخت کو قابل زراعت کرے ہر دل کو سجدہ کرنا دستور نہین ہے مزدوری رحمت کی نہ ہر ایک مزدور لیتا ہے پس تو اس بھروسہ پر گناہ نہ کر کہ مین توبہ کر کے پناہ پاؤن توبہ کو بھی ایک آب و تاب چاہیے ابر و بجلی شرط ہے توبہ کو آگے مثال ہے آگ و پانی چاہیے میوہ کو ابر و بجلی ضرور ہے اس شیوہ کو جب تک برق دل اور آب چشم نہ ہو کب آتش غضب اور خشم کی بجھے یعنی توبہ کے بھروسہ پر تو گناہ نہ کر کہ عفو کرا لون گا کیونکہ توبہ کے واسطے سوز و گداز چاہیے جب توبہ قبول ہو باقی حال آگے اس کا بیان فرماتے ہین کہ مثال مین اسکی فافہم ۱۲ ۳ جب تک ابر سیاہ گریہ کرنے والا نہ ہووے اور جبتک برق آہ خندہ کرنے والی نہووے کب پیدا سبزہ ہو ذوق وصال کا کب جاری ہووے آب زلال کا کب گلستان بھید کھولے چمن سے بنفشہ عہد باندھے سمن نے کب چنار ہاتھ کھولے واسطے دعا کے اور کب درختون سے میوے جھڑین کب شگوفہ آستین نثار کے لیے جھاڑے ایام بہار مین کب لالہ سرخ ہووے مثل خون کے گلاب کب درافشانی اپنی کرے بلبل داخل ہوا اور گل لو دیوے کب مانند طالب ناجستہ کو کو کرے یعنی جب تک گریۂ ابر چشم اور خندہ برق سوز دل نہ ہو کب توبہ قبول ہوا اور کب ازالہٰی کھلے جیسے بغیر گریۂ ابر و خندہ برق کے سرسبز و باغ جہان تر و تازہ نہین ہوتا ہے باقی حال اس کا مولانا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

کے بروید سبزۂ ذوق وصال — کے بجوشد چشمہا از آب زلال
کے گلستان راز گوید با چمن — کے بنفشہ عہد بندد با سمن
کے چنارے کف کشاید در دعا — کے درختے بر فشاند میوہ ہا
کے شگوفہ آستین پر نثار — بر فشاندن گیرد ایام بہار
کے فروزد لالہ را رخ ہمچو خون — کے گل از کیسہ بر آرد زر برون
کے بیاید بلبل و گل بو کشد — کے چو طالب فاختہ کو کو کند
کے بگوید لک لک آن لک لک بجان — لک چہ باشد ملک لک یا مستعان
کے نماید خاک اسرار ضمیر — کے شود چون آسمان بستان منیر
از کجا آوردہ اند این حلہ ہا — من کریم و من رحیم کلہا
آن لطافت ہا نشان شاہدیست — کہ بہر ساعت وصد جانش فدیست
آن بشود شاد از نشان کو دیدہ شاہ — چون ندید او را نباشد انتباہ
روح آنکس کو بہنگام الست — دیدہ رب خویش و شد بیخویش و مست
او شناسد بوے مے کہ می بخورد — چون نخورد او می چہ داند بوے کرد
زانکہ حکمت ہمچو ناقہ ضالہ است — ہمچو دلالان شہان را دالہ است
تو بہ بینی خواب در یک خوش لقا — کو دہد وعدہ نشان مر ترا
کہ مراد تو شود اینک نشان — کہ بہ پیش آید ترا فردا فلان
یک نشانے آنکہ او باشد سوار — یک نشانے کہ ترا گیرد کنار

کب ہو پیدا سبزۂ ذوق وصال — کب ہو جاری چشمۂ آب زلال
کب گلستان بھید کہوے با چمن — کب بنفشہ عہد باندھے با سمن
کب چنار اب ہاتھ کھولے با دعا — کب درختون سے جھڑین میوہ ہا
کب شگوفہ آستین بھر نثار — جھاڑنا پکڑے با ایام بہار
کب ہو لالہ سرخ مثل خون کے — کب گلاب اپنی زر افشانی کرے
کب ہو داخل بلبل و گل بو کرے — کب چو طالب فاختہ کو کو کرے
کب یہ لک لک کہتی ہے لک لک بجان[۱] — لک ہے کیا الملک لک یا مستعان
کب دکھائے خاک دل کے بھید کو — کب مثال چرخ بستان سبز ہو (ضرور کر — واسطے تیرے ہے ۱۲)
پھر کہان سے لائے مین یہ حلہ ہا — من کریم و من رحیم کلہا
وہ لطافت شاہدی کی ہے نشان — دم مین اُسپر سیکڑون قربان ہین جان
جس نے شہ دیکھا نشان سے ہو وہ خوش — اور نہ دیکھا ہو تو کیسے ہووے خوش
روح اسکی نے کہ ہنگام الست — رب کو دیکھا اور ہوئی بیخویش و مست
بوے مے وہ جانے جسنے کھائی مے — جو نہ کھائے مے کو جانے کیا ہے شے
کیونکہ حکمت مثل ناقہ گم کے ہے — مثل دلالون کے شہ کو راہ دے
خواب مین اک خوش لقا تجکو کہے[۲] — تجھسے وعدہ وہ کرے اور دے پتے
ہون مرادین پوری یہ اُسکی نشان — کہ تیرے نزدیک آئے کل فلان
اک نشان ہے یہ کہ وہ ہووے سوار — اک نشان ہے یہ تجھے لے در کنار

سلہ کب یہ لک لک الخ شعر اک لک یہ کب کہتی ہے لکلک جان لے لک کیا ہے الملک لک یعنی ضرور کر ایک واسطے تیرے ہے لے خدا خاک کب کھائی راز دل کو اور کب بستان سبز ہو مانند فلک کے پھر یہ لباس سبز کہان سے لائے مین کل کا کریم اور رحیم ہون آگے حقائق ہین لیس وہ لطافت شاہدی معشوق کا نشان ہے دم مین اُسپر سیکڑون جان قربان ہے جس نے شاہ کو دیکھا وہ نشان سے خوش ہوا اُسکی روح نے کہ ہنگام الست رب کو دیکھا و بیخود و مست ہوئی کیونکہ بوے مے وہ جانے جس نے مے کھائی ہو اور جو مے کو نہ کھائے وہ کیا جانے کہ یہ کیا شے ہے یعنی یہ لطافت سبزۂ نشان یار ہے جس نے یار کو روز الست دیکھا ہے وہ نشان کے دیکھنے سے دنیا مین خوش ہوتا ہے کیونکہ حکمت مثل ایک شتر کھوے ہوئے کے ہے اور مثل دلالون کے شاہ کو راہ بتاتی ہے یعنی روز الست اولیاء اللہ کو حکمت مشاہدہ عنایت ہوتی ہے جو جسم عنصری مین مثل شتر کے گم ہو گئی تھی اب وہ حکمت اولیاء اللہ کی رہبری کرتی ہے اسکو نشان و اشارات کہتے ہین جیسے قرآن ضالۃ المومن ہے یعنی مومن کی گمی چیز کو قرآن بتا دیتا ہے خواجہ حافظ فرماتے ہین ع آنکس ست اہل بشارت کہ اشارت داند نکتہ ہاست بسے محرم اسرار کجاست آگے اس مشاہدہ کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ خواب الخ شعر جیسے اک خوش لقا تجھ کو خواب مین دکھائی دے اور تجھ سے وہ وعدہ کرے اور پتے دیوے تیری مراد پوری ہو اور یہ اُسکے نشان ہین کہ تیرے نزدیک کل فلان آدے اک نشان یہ ہے کہ وہ سوار ہووے اور ایک نشان یہ ہے کہ وہ تجھکو بغل مین لیوے اک نشان یہ ہے کہ ہنسے آگے تیرے اور ایک نشان یہ ہے کہ ہاتھ باندھے آگے تیرے اور ایک نشان یہ ہے کہ از راہ ہوا کے خواب تو کسی سے کل مت کہنا اور ان نشانون سے زکریا کو بھی کہا ہے حضرت یحیٰی کے پیدا ہونے مین چنانچہ اس کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲۔

یک نشانے کہ بخندد پیش تو / یک نشان کہ دست بندد پیش تو
یک نشانے آنکہ این خواب از رہیں / چون شود فردا نگوئی پیش کس
زان نشان با والد یحیی بگفت / کہ نیائی تا سہ روز اصلا بگفت
تا سہ شب خامش کن این نیک و بد ست / این نشان باشد کہ یحیی آیدت
دم مزن سہ روز اندر گفتگو / کہ سکوت است آیت مقصود تو
ہین میاور این نشان را تو بگفت / این سخن را دار اندر دل نہفت
این نشانہا گویدش ہمچون شکر / این چہ باشد صد نشانہاے دگر
این نشان آن بود کان ملک و جاہ / کہ ہمی جوئی بیابی از الٰہ
آنکہ میگریی بہ شبہاے دراز / وانکہ میسوزی سحرگہ در نیاز
آنکہ بے آن روز تو تاریک شد / ہمچو دوکے گردنت باریک شد
وانکہ دادی ہرچہ داری در زکات / چون زکات پاکبازان با جہات
رختہا دادی و خواب و رنگ رو / سر فدا کردی و گشتی ہمچو مو
چند در آتش نشستی ہمچو عود / چند پیش تیغ رفتی ہمچو خود
زین چنین بیچارگیہا صد ہزار / خوے عشاق ست ناید در شمار
چونکہ اندر خواب دیدی حالہا / آنکہ بودی ز آرزوش سالہا
چونکہ شب آن خواب دیدی روز شد / از امید آن دولت پیروز شد

اک نشان ہے یہ ہنسے آگے ترے / اک نشان یہ ہاتھ دے آگے ترے
اک نشان یہ خواب از راہ ہوا / تو کسی سے کل کو مت کہنا ذرا
ان نشانوں سے زکریا کو کہا / تین دن ہرگز نہ کہنا کچھ بھلا
نیک و بد ؎۱ سے تین شب تو چپ رہو / یہ نشان ہے یحیی پیدا تیرے ہوں
تین دن ہرگز نہ کرنا کچھ بیان / ہے ترا چپ رہنا نصرت کا نشان
یہ نشان ہرگز نہ کہنا تو کبھی / بات یہ تو دل میں رکھنا مختفی
وہ کہے ایسے نشان شیرین تجھے / کیا ہیں یہ بل سیکڑوں تجھسے کہے
یہ نشان وہ ہیں کہ ملک و جاہ سے / ڈھونڈھے تو اور پائے تو اللہ سے
وہ کہ ساری رات بس روتا ہے تو / وہ کہ تا وقت سحر جلتا ہے تو
وہ کہ دن بے اسکے تیرہ ہے ترا / اور گھل گھل کر تو تکلا سا بنا
وہ کہ ؎۲ رکھتا تھا دیا سب با زکات / چون زکات پاکبازان با جہات
اور دیا سامان و خواب و رنگ رو / سر گیا قربان ہوا تو مثل مو
آگ میں بیٹھا بہت تو مثل عود / تیغ کے آگے گیا تو مثل خود
اسطرح عشاق کی ہے سو ہزار / عجز کی عادت نہو اسکا شمار
خواب میں دیکھا تھا تو نے جو کہ حال / چند گزرے آرزو میں جسکے سال
جو کہ ؎۳ دیکھے خواب وہ اور دن ہوا / دل ترا امید سے خوشتر ہوا

؎۱ نیک و بد الخ۔ شعر تین شب نیک و بد سے چپ ہو یہ نشان ہے کہ تیرے یحیی پیدا ہو اور تین دن ہرگز نہ کچھ کہنا تیرا چپ رہنا ہے نصرت کا نشان یہ نشان تو کبھی ہرگز نہ کہنا یہ بات تو دل میں پوشیدہ رکھنا ایسی ہی نشان شیرین تجھ سے کہے یہ کیا ہیں بلکہ سیکڑا دن کہے یہ نشان وہ ہیں کہ ملک و جاہ سے جو ڈھونڈھے اور اللہ سے تو پائے دو نشان کہ تمام شب تو روتا ہے اور وہ نشان ہے کہ سحر تک تو جلتا ہے وہ نشان ہے کہ بغیر اسکے دن تیرا تیرہ ہے اور گھل گھل کے تند تکلے کے مثل ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ؎۲ وہ کہ الخ دو شعر وہ نشان ہے جو کہ تو رکھتا تھا سب کات میں یا مانند زکات پاک بازوں کے جہت میں اور سامان خواب رنگ رو دیا اور سر قربان کرکے تو ہوا مانند بال کے تو آتش میں بہت جلا مانند عود کے اور تیغ کے آگے سر رکھا مانند خود کے اسی طرح عاشقوں کے سو ہزار عادت عجز کی ہے کہ اسکا شمار نہ ہوئے پس خواب میں جو تو نے حال دیکھا تھا اسکی آرزو میں چند سال گزرے یعنی وہ خوش تھا مجھ کو خواب میں ایسے نشان بتائے جیسے حق نے حضرت زکریا کو یحیی کے پیدا ہونے میں حسب آرزو انکے نشان بتائے تھے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ؎۳ جو کہ دیکھی الخ شعر جبکہ وہ خواب دیکھا اور دن ہوا تیرا دل امید سے خوشتر ہوا تو گرد دہانین آنکھیں پھر کر دیکھے کہ وہ نشان و علامت کہاں ہیں مثل ہنوں کے کانے کہ یہ دن گزرا اور وہ نشان ملا نہیں پس تو ہر گلی میں دوڑتا پھرے جیسے کسیکا بچہ گم ہو گئے کا گھر کوئی کہے کہ خواجہ خیر ہے تو کیوں دوڑتا ہے کیا تو رکھتا تھا کہ وہ گم گیا تو کہے کہ خیر ہے لیکن خیر میری کسکو طاقت ہے کہ بغیر میرے جانے اگر میں کہوں یہ نشان فوت ہو جاوے تو میری موت ہے پس ہر ایک سوار کا منہ تکتا پھرے اور سوار کہے کہ تو مجکو دیوانے کے مانند ست تک یعنی خواب میں مرشد خوش تھا جبکہ عارف کو ایسے ہی پتے و نشان یار کے بتا دیتا ہے تو وہ ہر گلی کوچہ میں یار کو دیکھتا پھرتا ہے اور ہر شخص کے منہ کو وہ تکتا ہے اسی کو سیر تشبیہ و حسن پرستی کہتے ہیں بقول مولانا ؎ نہ من بیہودہ در ہر کوچہ و بازار میگردم
باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

چشم گردان کردہ بر چپ و راست	کان نشان و آن علامتہا کجاست
بر مثال برگ می لرزی کہ وائے	گر رود روز و نشان ناید بجائے
میدوی در کوئے و بازار و سرا	چون کسے کو گم کند گوسالہ را
خواجہ خیرست این دوادو چیست	گم شدہ اینجا کہ داری کیست آن
گوئیش خیرست لیک این خیر من	کس نشاید کہ بداند غیر من
گر بگویم یک نشانم فوت شد	چون نشان شد فوت وقت موت شد
بنگری در روئے ہر مردِ سوار	گویدت منگر مرا دیوانہ وار
گوئیش من صاحبے گم کردہ ام	رو بجستجوئے او آوردہ ام
دولت پایندہ بادا اے سوار	رحم کن بر عاشقان معذور دار
چون طلب کردی بجد آمد نظر	جد خطا نکند چنین آمد خبر
ناگہان آمد سوارے نیک بخت	پس گرفت اندر کنارت سخت سخت
تو شدی بیہوش و افتادی بطاق	بیخبر گفت اینت سالوس و نفاق
او چہ می بیند درو این شور چیست	او نداند کان نشان وصل کیست
ہر زمان کز وی نشانے میرسد	شخص را جانے بجانے میرسد
ماہی بیچارہ را پیش آمد آب	این نشانہا تلک آیات الکتاب
این نشان رحق او باشد کہ دید	آن دگر را کے نشان آید پدید
پس نشانیہا کہ اندر انبیاست	خاص آن جان را بود کو آشناست
این سخن ناقص بماند و بیقرار	دل ندارم بیدلم معذور دار

چشم اپنی پھیر تو گرد جہان	وہ نشان اور وہ علامت ہے کہان
شل پتون لگے تو کانپنے	کہ یہ دن گزرے نشانی کچھ ملے
ہر گلی مین دوڑتا بس تو پھرے	جون کسیکی گائے کا بچہ گمے
خیر ہے خواجہ تو ہی کیون دوڑتا	کیا تو رکھتا تھا کہ وہ گم ہو گیا
تو کہے ہی خیر لیکن میری خیر	کسکو طاقت ہے کہ جانے مجھ بغیر
اگر کہون مین یہ نشان ہو جائے فوت	جو نشان ہو فوت بس ہے میری موت
تو پھرے تکتا ہر اک روئے سوار	کہوے مجکو مت تکے دیوانہ وار
تو کہے صاحب مرا گم ہو گیا	ڈھونڈھنے نکلا اُسے مین جابجا
اے سوار اب رتبہ تیرا ہو سوا	رحم کر عشاق پر مت ہو خفا
جو طلب کوشش سے کی آیا نظر	کب ہو کوشش مین خطا یہ ہی خبر
ناگہان آیا سوار اک نیک بخت	اور لیا تجھکو بغل مین اُسنے سخت
تو گرا بیہوش ہو کر خاک پے	بیخبر کہوے ترا یہ مکر ہے
کیا وہ جانے اسمین یہ کیا شور ہے	اور نشان وصل وہ کسکا رکھے
ہر گھڑی پہونچے ہے اس سے اک نشان	شخص کو جان کو ملے ہے ایک جان
جسطرح مچھلی کے آگے آئے آب	یہ نشان ہے تلک آیات الکتاب
جیسے دیکھا اسکی نسبت ہے نشان	دوسرونکو یہ نشان کب ہو عیان
وہ نشان کہ ہین درون انبیا	خاص وہ جان جانے جو ہے آشنا
بات یہ ناقص رہی ہے مین بیقرار	اور نہین جرأت کہ مین عاشق ہون زار

۱۴ نرکیے الخ یعنی شعر تو کہے میرا صاحب گم گیا ہے اُسے مین ڈھونڈھتے نکلا ہون جابجا اے سوار تیرا مرتبہ سوا ہو تو رحم کر عاشق پر اور خفا مت ہو جو طلب کوشش سے کی یار نظر آیا کب خطا کوشش مین ہو کہ حدیث مین آیا ہے ناگہان ایک سوار نیک آیا اور تجکو بغل مین اُسنے لیا تو بیہوش ہو کر گرا خاک پر اور بیخبر کہے کہ تیرا مکر ہے وہ کیا جانے کہ اس مین کیا شور ہے اور وہ کس کا نشان وصل رکھتا ہے تجھ سے یار کو دیکھا اسکی نسبت نشان ہے اور دوسرون کو یہ نشان کب ظاہر ہوا ہے اور یعنی ناگہان ایک صورت بشر بنگام تجسس کے عارف کو دیکھے اور وہ اسکو بغل مین لیوے کہ وہ بیہوش ہو جاوے اور غافلان بیخبر اُسکو کہین کہ یہ مکر کرتا ہے یعنی وہ یار ہے کہ متمثل ہو کر اس صورت مین ازراہ تشبیہ عارف کو وصال دیتا ہے اور کوئی اس بات کو نہین پہچانتا ہے بلکہ مگر اسکا جانتا ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۵ ہر گھڑی الخ یعنی شعر ہر گھڑی یار سے ایک نشان پہونچتا ہے تو عارف کی جان کو ایک جان ملتی ہے جیسے مچھلی کے آگے پانی آتا ہے یہ نشان ہین قرآن کے یعنی حق نے یہ اپنی نشانیان قرآن مین فرمائی ہین وہ نشان کہ اندر انبیا علیہم السلام کے ہین خاص وہ جان جانے کہ جو آشنا ہے یہ بات ناقص رہی کہ مین بیقرار ہون اور جرأت نہین ہے کیونکہ مین عاشق زار ہون محب کوئی گن سکے ذرات اسرار کو خاصکر جو کہ عاشق بے عقل ہو مین گنتا ہون برگہاے باغ کو اور مین گنتا ہون بانگ کبک و زاغ کو یعنی شمار کرتا ہون نعمتہاے حق کو اور نیکی اور بدی کو مین گن نہین سکتا ہون لیکن ہدایت کے لیے مین گنتا ہون باقی حال اس کا آگے مولانا رحمہ اللہ تعالے بیان فرماتے ہین وافہم ۔

ذره ها را کے تواند کس شمرد خاصه آن کو عشق از وے عقل برد
می شمارم برگهاے باغ را می شمارم بانگ کبک و زاغ را
در شمار اندر نیاید لیک من می شمارم بهر رشد اے ممتحن
نحس کیوان یا که سعد مشتری ناید اندر حصر اگرچه بشمری
لیک هم بعضے ازین هر دو اثر شرح باید کرد بهر نفع و ضر
تا شود معلوم آثار قضا شمهٔ مر اهل سعد و نحس را
طالع آنکس که باشد مشتری شاد گردد از نشاط و سروری
وانکه را طالع زحل از هر شرور احتیاطش لازم آید در امور
گر نگویم آن زحل ستاره را ز آتشش سوزد مر آن بیچاره را
بس کن اے بیهوده تا زان آفتاب آتشے ناید بیک پاره بتاب
از کواکب در سپهر بیکران ور دمے نے نور ماند نے نشان
انچه بردارد بدان مشغول شو وز دگر گفتارها معزول شو
جنبش اختر نیاید جز عقیم بر ندارد جز که آن لطف رحیم
اذکروا الله شاه ما دستور داد اندر آتش دیده ها را نور داد
گفت اگرچه پاکم از ذکر شما نیست لائق مر مرا تصویرها
لیک هرگز مست تصویر خیال در نیابد ذات ما را بے مثال
ذکر جسمانه خیال ناقص است وصف شاهانه از آنها خالص است

کب کوئی بس گن سکے ذرات کو خاص جو کہ عشق سے بے عقل ہو
گنتا ہون مین برگہاے باغ کو گنتا ہون مین بانگ کبک و زاغ کو
گن نہین سکتا ولیکن مین گنون بس ہے ہدایت کے لیے اے ذوفنین
نحس کیوان اور سعد مشتری گر گنے تو حصر کب ہوے اخی
پر توان دونونکے بعض اثرات سے شرح کر نفع و ضرر کے واسطے
تاکہ ہون معلوم آثار قضا اہل سعد و نحس کو اس سے ذرا
ہو اگر طالع کسی کا مشتری وہ رہے خوش اور کرے وہ سروری
جسکا طالع ہو زحل ہر شر سے وہ چاہیئے ہر امر مین محتاط ہو
گر نہین کہدون زحل طالع کو مین وہ جلے بیچارہ اسکی آگ مین
بس کر اے بیہودہ اُس خورشید سے دفعتہً آتش نہ بھڑکے اور نہ جلے
اور ستارے جو کہ ہین افلاک پے نے نشان نور اُن کا کچھ رہے
جسکے متحمل ہون بس تو وہ کہو دوسری باتون سے تو معزول ہو
جنبش اختر بجز بیمار کے نے اُٹھائے جز بہ لطف حق اسے
حکم شہ نے اذکروا اللہ کا دیا نار مین نور آنکھ کو دکھلا دیا
بولا پاک اب ہون تمھارے ذکر سے اور نہین لائق ہون مین تصویر سے
پر کہین عشاق تصویر و خیال پا سکے ہے میری ذات بے مثال
ذکر جسمانی خیال ناروا وصف شاہانہ ہے اس سے خوشنما

۱ نحس کیوان الخ شعر کیوان کا نحس اور مشتری کا سعد اگر تو گنے کب حصر ہو ولیکن ان دونون کے بعض اثرون سے شرح کر نفع اور ضرر کے واسطے تاکہ معلوم ہون آثار قضاے اہل سعد و نحس کو ذرا اُس سے کسی کا طالع اگر مشتری ہووے وہ خوش اور سروری کرے اور جسکا طالع زحل ہو وہ ہر شر سے احتیاط کرے ہر امر مین اگر مین زحل طالع کو نہ کہون وہ بیچارہ اسکی آگ مین جلے یعنی شقاوت و سعادت نفع و نقصان آثار معنی کا واسطے ہدایت مخلوق کے مین کہتا ہون ورنہ نعمات حق کا کب بیان ہو سکتا ہے آگے اسکی تشریح ہے فافہم ۱۲ ۲ بس کر الخ شعر اے بیہودہ بس کر اُس خورشید سے دفعتہً آگ نہ بھڑکے اور جلے اور ستارے جو کہ افلاک پر ہین نہ کچھ نور و نشان اُن کا رہے وہ جسکے متحمل ہون تو وہ کہو دوسری باتون سے تو باز رہو جنبش اختر کی بجز بیمار عشق کے سواے لطف حق کے کوئی نہین اُٹھا سکتا ہے حکم شاہ نے ذکر کرنے اللہ کا دیا اور نار مین نور آنکھون کو دکھلا دیا ہے حق نے کہا مین پاک ہون تمھارے ذکر سے اور لائق نہین ہون مین تصویر کے لیکن عاشق تصویر و خیال کا کہین میری ذات بے مثال کو پا سکتا ہے ذکر جسمانہ خیال نادرست ہے اور وصف شاہانہ اس سے بہتر ہے یعنی حق نے حکم ذکر کرنے کا دیا مگر ذکر تشبیہ سے ذات حق کی مل سکتی ہے بجز ذکر تنزیہ کے یعنی حق کا ایک جسم تصور کر کے اگر خیال کرے وہ خیال ناقص ہے بجز تنزیہ کے بس تو ذکر تنزیہ کو کر کہ یہ ملے جیسے کوئی نسبت شاہ کے کہے کہ شاہ جولاہا نہین ہے یہ کچھ بہتر تعریف نہین ہے اگر اُس نے جانا نہین ہے یعنی بادشاہ کی تعریف جولاہے سے تشبیہ دے کر کے اگر تعریف ہے مگر یہ تعریف بد ہے اسی حق کا ذکر از راہ تشبیہ جو تصویر کے کیا گو ذکر ہے مگر یہ ذکر نادرست ہے مقابل مین ذکر تنزیہ کے چنانچہ اس کی مثال مین قصہ چرواہے کا آگے بیان کرتے ہین فافہم ۱۲۔

شاہ را گو ید کسے جولاہ نیست / این چہ مدح است این مگر آگاہ نیست

کوئی کہوے شہ کو جولاہا نہیں / یہ ہے کیا مدحت مگر جانا نہیں

مناجات کردن شبان با حق تعالیٰ در عہد موسیٰ علیہ السلام

دید موسیٰ[1] یک شبانے را براہ / کو ہمی گفت اے خدا و اے الٰہ
تو کجائے تا شوم من چاکرت / چارقت دوزم کنم شانہ سرت
اے خدائے من فدایت جان من / جملہ فرزندان و خان و مان من
تو کجائی تا سرت شانہ کنم / چارقت را دوزم و بخیہ زنم
جامہ ات دوزم شپشہایت کشم / شیر پیشت آورم اے محتشم
ور ترا بیمارئے آید بہ پیش / من ترا غمخوار باشم ہمچو خویش
دستکت بوسم بمالم پائکت / وقت خواب آید بروبم جائکت
گر ببینم خانہ ات را من دوام / روغن و شیرت بیارم صبح و شام
ہم پنیر و نانہائے روغنین / خمرہا جغراتہا اے نازنین
سازم و آرم بہ پیشت صبح و شام / از من آوردن ز تو خوردن طعام
اے فدائے تو ہمہ بزہائے من / اے بیادت ہیہی و ہیہائے من
زین نمط بیہودہ میگفت آن شبان / گفت موسیٰ[3] با کیست اے فلان
گفت با آنکس کہ ما را آفرید / این زمین و چرخ ازو آمد پدید
گفت موسیٰ[4] اے خیرہ سر شدی / خود مسلمان ناشدی کافر شدی
اینچہ ژاژ است اینچہ کفر و سست و فشار / پنبہ اندر دہان خود فشار
گند کفر تو جہان را گندہ کرد / کفر تو دیبائے دین را ژندہ کرد

مناجات کرنا چرواہے کا بدرگاہ حق بعہد موسیٰ علیہ السلام

دیکھا[1] اک موسیٰ نے چرواہا براہ / کہہ رہا ہے اے خدا و اے الٰہ
تو کہاں ہے میں ترا چاکر ہوں / جوتا سیئوں اور ترے کنگھی کردن
اے خدا قربان تجھ پر میری جان / سب مرے فرزند اور سب خانمان
تو کہاں[2] ہے سر میں ترے کنگھی کردن / جوتیاں میں تیری ٹانکوں اور سیئوں
اور جوئیں دیکھوں ترے کپڑے سیئوں / دودھ آگے میں ترے لا کر رکھوں
اور تجھے بیماری گر آجائے پیش / میں ہوں غمخوار تیرا مثل خویش
ہاتھ چوموں پاؤں تیرے داب دوں / اور سوتے میں تری خدمت کردن
دیکھ لوں میں گر ترا گھر تو مدام / دودھ لاؤں اور گھی میں صبح شام
ہم پنیر اور روٹیاں بھی روغنین / ہم شراب و ہم دہی اے نازنین
پس پکا کر دوں تجھے میں صبح و شام / مجھ کو لانا اور تجھے کھانا طعام
بکریاں سب میری تجھ پر ہوں فدا / یاد میں تیری ہو میری ہو و ہا
اسطرح کہتا تھا چرواہا وہاں / بولے موسیٰ کس سے کرتا ہے بیان
بولا[3] وہ جس نے مجھے پیدا کیا / اور زمین و آسمان برپا کیا
بولے موسیٰ ہائے تو بدتر ہوا / نے مسلمان تو ہوا کافر ہوا
کیسی یہ بیہودگی اور کفر ہے / منہ میں اپنے روئی اب تو ٹھونس لے
کفر نے تیرے جہان گندہ کیا / دین کی دیبا کو گدڑی کر دیا

سلہ دیکھا الخ سے ۸ شعر حضرت موسیٰ نے ایک چرواہے کو راہ پر دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے اے خدا تو کہاں ہے میں تیرا چاکر ہوں جوتا سیئوں کنگھی کردن اے خدا تجھ پر میری جان قربان اور میرے فرزند اور خانمان باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ تو کہاں الخ ۹ شعر تو کہاں ہے تیرے سر میں کنگھی کردن جوتیاں سیئوں اور ٹانکے بخیئے اور تیری جوئیں دیکھوں اور کپڑے سیئوں دودھ تیرے آگے لا کر رکھوں بیماری اگر تجھے پیش آجائے میں تیرا غمخوار مثل اپنے اپنوں کے ہاتھ چوموں اور تیرے پاؤں دابوں اور تو سوئے تیری خدمت کردن اگر میں تیرا گھر دیکھ لوں تو ہمیشہ دودھ لاؤں اور گھی ہر صبح و شام ہم پنیر اور ہم روٹیاں روغنی ہمراہ و شراب و ہم دہی پکا کر تجھے صبح و شام دوں مجھکو لانا اور تجھ کو کھانا طعام کا ہے میری بکریاں تجھ پر قربان ہوں میری ہو حق تیری یاد میں ہو اسی طرح چرواہا وہاں کہتا تھا موسیٰ نے کہا کہ یہ تو کس سے کہتا ہے آگے جواب چرواہے کا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا الخ ۱۰ شعر چرواہے نے کہا کہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور زمین و آسمان کو قائم کیا ہے موسیٰ نے کہا ہائے تو بدتر ہو گیا ہے تو مسلمان نہیں ہے وہلے تو کافر ہو گیا یہ کیسی بیہودگی اور کفر ہے منہ میں تو روئی ٹھونس تیرے کفر نے جہان کو گندہ کیا دین کی دیبا کو گدڑی کر دیا جتنی لہو باتا یہ جو تم کو لائق ہے کب اس نوہ کے خورشید کو رداہے تو اس بیان سے اپنے منہ کو بند کر کہ آتش پیدا ہو اور خلق کو جلائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

چارق و پاتابه لائق مر ترا است / آفتابے را چنین ہا کے رواست

گر نه بندی زین سخن تو حلق را / آتشے آید بسوزد خلق را

آتشے گر نامد است این دود چیست / جان سیه گشته روان مردود چیست

گر همیدانی که یزدان داور است / ژاژ گستاخی ترا چون باور است

دوستی بے خرد چون دشمنی است / حق تعالی زینچنین خدمت غنی است

باکه میگوئی تو این با عم و خال / جسم و حاجت در صفات ذوالجلال

شیر او نوشد که در نشو و نما است / چارق او پوشد که او محتاج پا است

ور برای بنده است این گفتگو / آنکه حق گفت او من است و من خود او

آنکه گفت انی مرضت لم تعد / من شدم رنجور او تنها نشد

آنکه بے یسمع و بے یبصر شده است / در حق آن بنده این هم بیهده است

بے ادب گفتن سخن با خاص حق / دل بمیراند سیه دارد ورق

گر تو مردے را بخوانی فاطمه / گرچه یک جنس اند مرد و زن همه

قصد خون تو کند تا ممکن است / گرچه خوشخوے و حلیم و مومن است

فاطمه مدح است در حق زنان / مرد را گوئی بود زخم سنان

دست و پا در حق ما آسایش است / در حق پاکی حق آلایش است

لم یلد لم یولد او را لائق است / والد و مولود را او خالق است

جوتی اور پاتابہ لائق ہے تجھے / کب روا خورشید کو اس طور سے

بند کر تو اس بیان سے حلق کو / ورنہ آگ آکر جلائے خلق کو

گر نہ آئی[1] آگ یہ کیون ہے دھوان / دل سیہ مردود کیون جان و روان

گر تو جانے ہے کہ حق ہے داد در / کیون یہ گستاخی تو کرتا ہے بشر

دوستی بے عقل کی ہے دشمنی / خدمتون سے ایسی خالق ہے غنی

کس سے کہتا ہے چچا ماموں سے تو / جسم حاجت نے صفات اللہ کو

دودھ پیوے ہو جسے بالیدگی / جوتی وہ پہنے جو حاجت پاؤن کی

گر یہ بندہ کے لیے ہے گفتگو / جسکو حق فرمائے وہ مین ہے مین ہون وہ

جو کہا انی مرضت لم تعد / مین ہوا بیمار وہ تنہا نخود

جو کہ بی یسمع و بی یبصر ہوا / حق مین اس بندہ کے یہ بھی ہے برا

خاص حق کو بے ادب گر کچھ کہے / مردہ دل ہو اور سیہ باطن رہے

فاطمہ[2] گر تو کہے اک مرد کو / مرد و زن گرچہ ہین اک ہی جنس تو

مستعد تیری ہلاکت کا ہو وہ / گرچہ خوشخو اور ذی اخلاق ہو

فاطمہ تعریف ہے عورات کی / مرد کو کہوین تو ہے بیہودگی

دست و پا سے ہم کو آسائش ملے / پاکی حق مین وہ آلائش رکھے

لم یلد لم یولد اسکو چاہیے / باپ اور بیٹے کا وہ خلاق ہے

۱ گر نہ آئی الخ ۹ شعر اگر آگ نہین آئی ہے تو یہ دھوان کیون ہے اور دل سیاہ اور جان مردود کیون ہے اگر تو جانتا ہے کہ حق انصاف کرتا ہے پھر یہ گستاخی تو کیون کرتا ہے بے عقل کی دوستی کرنا دشمنی ہے ایسی خدمتون سے اللہ غنی ہے یہ تو کس سے کہتا ہے کیا چچا ماموں سے جسم کی حاجت اللہ کو نہین ہے دودھ وہ پیے جسکو بالیدگی ہو جوتی وہ پہنے جسکو حاجت پاؤن کی ہووے اگر یہ گفتگو بندہ کے لیے جسکو حق فرماتا ہے مین تو ہون اور تو مین اور جو حق نے کہا انی مرضت لم تعد یعنی مین بیمار ہوا تو عیادت کو نہین آیا سننے والا اور اسکی آنکھ سے دیکھنے والا مین ہوا پس یہ بھی اس بندۂ فانی کے حق مین کہنا برائی ہے اگر بے ادب خاص حق کو کچھ کہے مردہ دل و سیاہ باطن ہووے یعنی بہ نسبت اس بندہ خاص کے حق مین فنا ہو کر ایک ہو گیا ہے یہ تشبیہ کی باتین کرنا برا ہے نہ کہ نسبت حق کے یہ باتین کہے مردہ دل و سیاہ باطن ہووے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۲ فاطمہ گر تو الخ ۹ شعر اگر تو ایک مرد کو فاطمہ کہے اگرچہ وہ مرد و عورت ایک جنس سے ہین لیکن وہ مستعد تیرے مارنے کو ہووے اگرچہ وہ خوشخو و ذی اخلاق ہووے کیونکہ فاطمہ عورت کی تعریف ہے اور مرد کو کہین تو بیہودگی ہے دست و پا سے ہم کو آسائش ملتی ہے اور پاکی حق مین وہ آلایش رکھتی ہے کیونکہ لم یلد و لم یولد یعنی وہ نہ جنا گیا ہے نہ جنتا ہے اسکو چاہیے باپ اور بیٹے کا وہ خالق ہے پیدائش تو صفت جسم کی آئی ہے اور جو پیدا ہے وہ یہان سے جستجو رکھتا ہے کیونکہ وہ اس دنیائے فانی سے اور خلق ہے مخلوق سے چھپا ہے چرواہے نے کہا اے موسیٰ تو نے میرا منھ بند کر دیا اور اس ندامت سے میرا بند بند جلا دیا پس کپڑے پھاڑے اور ایک آہ کھینچی اور بیابان کی اس نے راہ لی یعنی چرواہا اس کلام موسیٰ کے سننے سے بسبب گستاخی ذکر تشبیہ سے پریشان ہو کر طرف صحرا کے جنگل کو بھاگا خطاب پر عتاب الٰہی موسیٰ کو آیا چنانچہ اس کا بیان آگے مولانا فرماتے ہین فافہم ۱۲ عہ تحقیق مین بیمار رہا تو عیادت کو نہ آیا ۱۲ عہ اسکے کانون سے سننے والا اسکی آنکھون سے دیکھنے والا

سہ نہ جنتا ہے نہ جنا گیا ۱۲ —

هرچه جسم آید دلالت وصف اوست / هرچه مولود است او زین سوی جوست
زانکه از کون و فساد است و مهین / حادث است و محدثی خواهد یقین
گفت ای موسی دهانم دوختی / وز پشیمانی تو جانم سوختی
جامه را بدرید و آہے کرد تفت / سر نہاد اندر بیابانے و رفت

جسم کی پیدائش آئی وصف ہے / جو ہے پیدا جستجو یاں سے رکھے
کیونکہ اب دنیائے فانی سے ڈہے / ہر وہ خلق اور چھوٹا ہی مخلوق سے
بولا اے موسیٰ کیا منھ تو نے بند / اس ندامت سے جلایا بند بند
کپڑے پھاڑے اور کھینچی اک آہ / اور بیابان کیطرف لی اُسنے راہ

وحی آمدن از حق تعالیٰ بعتاب بموسیٰ بجہت شبان

وحی آنا حق تعالیٰ سے موسیٰ کو پر عتاب بسبب چرواہے کے

وحی آمد سوے موسیٰ از خدا / بندۂ ما را چرا کردی جدا
تو برائے وصل کردن آمدی / نے برائے فصل کردن آمدی
تا توانی پا منہ اندر فراق / ابغض الاشیاء عندی الطلاق
ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم / ہر کسے را اصطلاحے دادہ ایم
در حق او مدح و در حق تو ذم / در حق او شہد و در حق تو سم
در حق او نور و در حق تو نار / در حق او ورد و در حق تو خار
در حق او نیک در حق تو بد / در حق او خوب و در حق تو رد
ما بری از پاک و ناپاکی ہمہ / از گرانجانی و چالاکی ہمہ
من نکردم خلق تا سودے کنم / بلکہ تا بر بندگان جودے کنم
ہندیان را اصطلاح ہند مدح / سندیان را اصطلاح سند مدح
من نگردم پاک از تسبیح شان / پاک ہم ایشان شوند و درفشان

وحی بھیجی حق نے موسیٰ سے کہا / کیون جدا بندہ مرا تو نے کیا
آیا تو ہے وصل کرنے کیلیے / نے تو آیا فصل کرنے کیلئے
جبتلک سکتا ہے تو مت کر فراق / ابغض الاشیاء عندی الطلاق
ہر کسی کی ایک خصلت ہم نے کی / ہر کسیکو اصطلاح ایک ہم نے دی
اُسکے حق مین مدح تیرے حق مین ذم / اُسکے حق مین شہد تیرے حق مین سم
اُسکے حق مین نور تیرے حق مین نار / اُسکے حق مین گل تیرے حق مین خار
اُسکے حق مین نیک تیرے حق مین بد / اُسکے حق مین خوب تیرے حق مین رد
پاک ہون پاکی و ناپاکی سے مین / اور گرانجانی و چالاکی سے مین
نے کیا پیدا کہ نفع اُن سے لون / بلکہ اور بندون پہ مین بخشش کرون
ہندیونکی مدح ہندی اصطلاح / سندیونکی مدح سندی اصطلاح
اُنکی تسبیح سے نہ پاکی ہو مجھے / خود ہو پاکی اُنکو اُس تسبیح سے

٥١ وحی بھیجی الخ ۳ شعر حق تعالےٰ نے وحی بھیجی اور موسیٰ سے کہا کہ تو نے میرے بندہ کو کیون جدا کیا تو وصل کرنے کے واسطے آیا ہے تو جب تک سکتا ہے جدا مت کر ترجمہ میرے نزدیک چیز دشمنی کی گئی طلاق یعنے مفارقت ہے یعنے اے موسیٰ مین نے تجھ کو واسطے وصل کرنے مخلوق کے بھیجا ہے کہ تا بندون کو تو مجھ سے ملائے نہ کہ تو مجھ سے جدا کرے کیونکہ مفارقت کرنے والی چیز پر میرا غضب ہوتا ہے چنانچہ اس کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲ ٥٢ ہر کسی کی الخ ۸ شعر ہم نے ہر ایک کی ایک خصلت کی ہے اور ہر ایک کو ایک اصطلاح دی ہے کہ وہ اُس کے حق مین مدح تیرے حق مین ذم ہے اور اُس کے حق مین شہد اور تیرے حق مین سم ہے اُس کے حق مین نور اور تیرے حق مین نار ہے اُس کے حق مین گل اور تیرے حق مین خار ہے اس کے حق مین نیک اور تیرے حق مین بد ہے اُسکے حق مین خوب اور تیرے حق مین رد ہے مین پاکی و ناپاکی سے پاک ہون اور گرانجانی اور چالاکی سے مین نے اُنکو اسلیے نہین پیدا کیا کہ نفع اُن سے لون بلکہ بندون پر بخشش کرون ہندیون کی مدح ہندی اصطلاح مین ہے اور سندیونکی اصطلاح سندی اصطلاح ہے اُنکی تسبیح سے مجھکو پاکی نہین ہوتی ہر خود اُنکو پاکی اس تسبیح سے ہوتی ہے اسکے حقائق آگے مین فافہم ۱۲ ٥٣ مبغوض زیادہ چیز نزدیک میرے طلاق ہے ۱۲

ما برون را ننگریم و قال را	ما درون را بنگریم و حال را	مین[1] نہ باہر دیکھتا ہون قال کو	مین تو اندر دیکھتا ہون حال کو
ناظر اقلیم گر خاشع بود	گرچہ گفت لفظ ناخاضع بود	دیکھتا ہون قلب کو گر ہو خشوع	گرچہ کہتا لفظ ہووے بے خضوع
زانکہ دل جوہر بود گفتن عرض	پس طفیل آمد عرض جوہر غرض	کیونکہ دل جوہر ہے اور کہنا عرض	پس طفیلی ہے عرض جوہر غرض
چند ازین الفاظ اضمار و مجاز	سوز خواہم سوز با آن سوز ساز	تو ضمیر اور لفظ یہ کب تک کہے	سوز چاہون سوز پیدا کر تو لے
آتشے از عشق در جان بر فروز	سر بسر فکر و عبارت را بسوز	عشق سے تو جان مین آتش لگا	اور عبارت فکر کو بالکل جلا
موسیا آداب دانان دیگر اند	سوختہ جان و روانان دیگر اند	موسیا آداب دانان اور ہین	سوختہ جان دل پریشان اور ہین
عاشقان را ہر نفس سوزیدنیست	بر دہ ویران خراج و عشر نیست	عاشقون کا جلنا ہر دم ہی رواج	اجڑے گاؤن سے نہین لیتے خراج
گر خطا گوید ورا خاطی مگو	گر شود پر خون شہید آن را مشو	گر کہے[2] جھوٹ اسکو جھوٹا مت کہو	گر لگا ہو خون شہیدون پر نہ دھو
خون شہیدان را ز آب اولیٰ تر است	این خطا از صد صواب اولیٰ تر است	خون شہیدون کا ہی بہتر آب سے	سو صوابون سے خطا یہ خوب ہے
در درون کعبہ رسم قبلہ نیست	چہ غم ار غواص را پاچیلہ نیست	رسم قبلہ کعبہ کے اندر نہین	غوطہ زن جوتا نہ رکھے ڈر نہین
تو ز سرمستان قلاوزی مجو	جامہ چاکان را چہ فرمائی رفو	رہنمائی ڈھونڈھ مت مستون سے تو	جامہ چاکون کو نہ فرما تو رفو
ملت عشق از ہمہ دینہا جداست	عاشقان را مذہب و ملت خداست	عشق کا مذہب ہے ہر دین سے جدا	مذہب و ملت ہے عاشق کا خدا
لعل را گر مہر نبود باک نیست	عشق در دریاے غم غمناک نیست	لعل بے مہری سے ہوتا کم نہین	عشق کو دریاے غم مین غم نہین

[1] مین نہ ظاہر الخ یہ شعر مین نہین دیکھتا ہون ظاہر قال کو مین دیکھتا ہون اندر حال کو مین قلب کو دیکھتا ہون اگر اس مین عجز ہے اگرچہ وہ لفظ ہووے بے عجز کے کیونکہ دل جوہر ہے اور کلام عرض ہے پس عرض طفیلی ہے اور جوہر غرض ہے یعنی حق فرماتا ہے کہ بندہ کے ظاہر قول و فعل نہین دیکھتا ہون مین خیال و نیت کو دیکھتا ہون کیونکہ دل جوہر ہے و قول عرض ہے اس واسطے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم یعنے اللہ تعالے نظر نہین کرتا ہے طرف صورتون کے و مالون تمھارے کے ولیکن نظر کرتا ہے طرف قلبون و اعمال تمھارے کے تو ضمیر اور لفظ یہ کب تک کہے گا مین سوز چاہتا ہون تو سوز دل مین پیدا کر تو جان مین عشق سے آگ لگا اور عبارت و فکر کو بالکل جلا اے موسی عقلمندون کے آداب اور ہین اور سوختہ جان و روح اور ہین ہر دم عاشقون کا جلنا رواج ہے کہ اجڑے گاؤن سے نہین خراج لیتے ہین یعنی دل عاشقون کا آتش عشق سے سوختہ و شکستہ ہوتا ہے اس سے پرسش اعمال کی کہان ہے کیونکہ بادشاہ اجڑے گاؤن سے خراج نہین چاہتا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ [2] اگر کہے الخ یہ شعر اگر عشق مین کوئی جھوٹ کہے تم اسکو جھوٹا مت کہو اگر خون شہید پر لگا ہو مت دھو کیونکہ خون شہیدون کا آب سے بہتر ہے یہ خطا صوابون سے بہتر ہے یعنی خون سے جسم ناپاک ہوتا ہے طہارت اس کی آب سے ہے ولیکن شہید پر غسل نہین ہے کیونکہ خون اس کا آب سے بہتر ہے پس جھوٹا نہ کہنا چاہیے قبلہ کی رسم الکعبہ مین نہین غوطہ زن کو جوتیون کے نہ ہونے سے ڈر نہین ہے تو رہنمائی مستون سے مت ڈھونڈھو اور جامہ چاکون کا رفو کرنے کو مت کہو عشق کا مذہب ہر ایک دین سے جدا ہے لعل بے آب کے کم نہین ہوتا ہے اور عشق کو دریاے غم مین غم نہین ہوتا ہے یعنے جب کہ عاشق عشق مین کامل ہوا پھر اس کو حاجت رہبر کی نہین خود عشق اس کا رہبر ہے جیسے لعل پر تو خورشید سے کامل ہوا پھر اس کو خورشید کی حاجت نہین ہے بقول خواجہ حافظ ؎ عشق در ہر دل کہ باشد رہبری در کار نیست ٭ سیل بے رہبر بدریا میرساند خویش را ۔ پس عاشق وہ کام کرتا ہے کہ جس سے ترقی عشق کو ہو اس کو پابندی مذہب سے کچھ کام نہین ہے جو کام خدا کے واسطے کرے وہ بہتر ہے کہ بظاہر خلاف مذہب معلوم ہو جیسے چرواہا کو حضرت موسے علیہ السلام نے رد کیا اور وہ منزل مقصود کو پہونچا اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

وحی آمدن موسیٰ علیہ السلام از بہر عذر آن شبان

بعد ازان در سر موسی حق نهفت رازهاے کان نمی آید بگفت
بر دل موسی سخنها ریختند دیدن و گفتن بهم آمیختند
چند بیخود گشت و چند آمد بخود چند پرید از ازل سوے ابد
بعد ازان گر شرح گویم ابلهی است زانکه شرح این ورائے آگهی است
ور بگویم عقلها را بر کند ور نویسم بس قلمها بشکند
ور بگویم شرحهاے معتبر تا قیامت باشد آن بس مختصر
لاجرم کوتاه کردم من زبان گر تو خواهی ز درون خود بخوان
چونکه موسیٰ این عتاب از حق شنید در بیابان در پئے چوپان دوید
بر نشان پاہائے آن سرگشته راند گرد از پرده بیابان بر فشاند
گامهائے مردم شوریده خود هم ز گام دیگران پیدا بود
یک قدم چون رخ ز بالا تا نشیب یک قدم چون پیل رفته بر اریب
گاه چون موجے بر افرازان علم گاه چون ماهے روانه بر شکم
گاه بر خاکے نوشته حال خود همچو رمالے که رملے بر زند
گاه حیران ایستاده گه دوان گاه غلطان همچو گوئی ز صولجان

وحی آئی موسیٰ علیہ السلام پر عذر کرنے کیلئے چرواہے سے

بعدہ[ف۱] موسیٰ سے خالق نے نہان رازوہ رکھے نہودین جو بیان
کھولین باتین دل پہ موسیٰ کے ذرا دیکھنے کہنے کو باہم کر دیا
چند بیخود اور چند آئے بخود چند ازل سے چل دیئے سوئے ابد
شرح اُسکی گر کرون ہے ابلہی کیونکہ ہے شرح سوائے آگہی
گر کہون مین عقل کو احمق کرے گر لکھون مین تو قلم کو شق کرے
گر کہون مین شرح اسکی اے پسر تا قیامت جب بھی ہووے مختصر
اس لیئے روکا زبان کو ذوفنون گر تو چاہے پڑھ لے اپنے اندرون
جب[ف۲] سنا موسیٰ نے حق سے یہ عتاب بھاگا چرواہے کے پیچھے پس شتاب
نقش پا پر اُس پریشان کے گیا خاک جھاڑی دامن صحرا سے جا
مرد شوریدہ کے پاؤں کا نشان دوسرونکے نقش پا سے ہے عیان
اک قدم جون رخ کے تھا سیدھا گیا اک قدم جون پیل کے اُڑا گیا
گاہ مثل موج لہراتا گیا پیٹ کے بل گاہ جون مچھلی چلا
گاہ لکھا خاک پر اپنا عمل جسطرح رمال ڈالے ہی رمل
گاہ بھاگا گہ کھڑا حیران ہو گاہ لوٹا گیند کے مانند دو

ف۱ بعدہ موسیٰ سے الخ، شعر بعدہ حق تعالےٰ نے موسیٰ سے وہ پوشیدہ راز رکھے کہ جو بیان نہ ہودین اور باتین دل پر موسیٰ کے کھولین کہ کہنے و دیکھنے کو باہم کردیا تھوڑی دیر بیخود اور تھوڑی دیر خود مین آئے اور تھوڑی دیر ازل سے چلدیئے طرف ابد کے یعنے حق تعالےٰ نے بعد اسکے موسیٰ کے دل پر راز تشبیہ و تنزیہ کے باہم کھولے کہ تھوڑی دیر راز تشبیہ و تنزیہ سے ہوش مین رہے اور تھوڑی دیر راز تنزیہ سے بیہوش ہوے اور تھوڑی دیر ازل سے ابد کو گئے اگر مین اسکی شرح کرون احمقی ہے کیونکہ آگہی سے وہ سوا ہے اگر مین کہون عقل کو احمق کرے اور اگر مین لکھون قلم کو شق کرے اگر مین اس کی شرح کرون تا قیامت جب بھی مختصر ہو اس لیئے مین نے زبان کو رد کا اگر تو چاہیے اپنے دل مین پڑھ لے یعنی ماہیت حق کا بیان نہین ہو سکتا ہے اگر تو چاہتا ہے اپنے باطن مین دیکھ لے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ف۲ جب سنا الخ، شعر جب کہ موسیٰ نے یہ عتاب حق سے سنا پیچھے چرواہے کے جلد بھاگے نقش قدم پر اُس پریشان کے گئے اور دامن صحرا سے جاکر خاک جھاڑی مرد شوریدہ کے قدم کا نشان دوسرون کے نقش قدم سے ظاہر ہے کیونکہ ایک قدم مانند رخ کے سیدھا گیا تھا اور ایک قدم مانند پیل کے آڑا گیا تھا یعنی نقش قدم دیوانہ کا دوسرون کے نقش قدم سے ظاہر ہے کیونکہ اہل عقل مانند رخ شطرنج کے سیدھا گیا اور دیوانہ مانند پیل شطرنج کے آڑا گیا پس نقش قدم عاقل کا نقش قدم دیوانہ سے علیحدہ ہے گاہ وہ مثل موج کے لہراتا گیا اور گاہ پیٹ کے بل مثل مچھلی کے چلا خاک پر اپنا عمل لکھا جس طرح رمال ڈالتا ہے رمل گاہ بھاگا اور گاہ حیران کھڑا رہا اور گاہ مانند گیند کے دو لوٹا خاک پر یعنے نقش قدم کے پتے پر حضرت موسےٰ علیہ السلام اس چرواہے کے پیچھے گئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

عاقبت دریافت اورا و بدید	گفت مژده ده که دستوری رسید	پایا[1] آخر کار اور دیکھا اسے	بولا مژدہ ہو اجازت ہے تجھے
هیچ آدابی و ترتیبی مجو	هرچه میخواهد دل تنگت بگو	کچھ نہ کر آداب و ترتیب کو	جو ترا دل چاہے اب تو وہ کہو
کفر تو دینست و دینت نور جان	ایمنی وز تو جهانی در امان	کفر تیرا دین و دین ہی نور جان	امن تجھ کو تجھ سے عالم کو امان
ای معاف یفعل الله ما یشاء	بی محابا رو زبان را برگشا	اے معاف یفعل اللہ ما یشاء	بے تامل جا زبان کو کر کے وا
گفت ای موسیٰ ازان بگذشته‌ام	من کنون در خون دل آغشته‌ام	بولا موسیٰ[2] مین گزارش سے گیا	خون دل مین اب مین آلودہ ہوا
من ز سدره منتهیٰ بگذشته‌ام	صد هزاران ساله زانسو گشته‌ام	مین تو سدرہ منتہے سے بڑھ گیا	سیکڑون برسون کی رہ کو طے کیا
تازیانه برزدی اسپم بگشت	گنبدی کرد و ز گردون برگذشت	ایسا کوڑا میرے گھوڑے کو لگا	اک تڑپ مین آسمان طے کر گیا
محرم ناسوت ما لاهوت باد	آفرین بر دست و بر بازوت باد	محرم ناسوت ہے لاہوت کے	آفرین ہی دست و بازو پہ ترے
حال من اکنون برون از گفتن است	اینچه میگویم نه احوال من است	حال میرا اب ہے باہر قال سے	مین یہ کہتا ہون یہ میرا حال ہے
نقش می بینی که در آئینه ایست	نقش تست آن نقش آن آئینه نیست	نقش[3] آئینہ مین جو تجکو ملے	نقش تیرا ہے نہ آئینہ کا ہے
دم که مرد نائی اندر نای کرد	درخور نائیست نی درخورد مرد	دم جو مرد نائی نے نے مین بھرے	لائق نے ہو نہ لائق مرد کے
هان و هان گر حمد گوئی و سپاس	همچو نافرجام آن چوپان شناس	حمد خالق کی جو کرتا ہے بیان	نامبارک مثل چرواہے کے جان
حمد تو نسبت بدان گر بهتر است	لیک آن نسبت بحق هم ابتر است	حمد تیری اسکی نسبت گرچہ خوب	یہ بہ نسبت حق کے ہے وہ باعیوب
چند گوئی چون غطا برداشتند	کین نبوده است آنچه می پنداشتند	حمد کبتک کہوے جب پردہ اٹھا	وہ نہ نکلے جو کہ تو تھا جانتا
این قبول ذکر تو از رحمت است	چون نماز مستحاضه رخصت است	ذکر ہے مقبول رحمت سے ترا	جون نماز استحاضہ ہے روا
در نماز او چو آلوده است خون	ذکر تو آلوده تشبیه چون	اور نماز اسکی جو خون آلود ہی	ذکر آلودہ ترا تشبیہ سے

ل۱ پایا الخ ۴ شعر آخر کار اسے پایا و دیکھا اور کہا کہ مژدہ ہو جیو اب تجھ کو اجازت ہے کچھ آداب و ترتیب تو نہ کر جو تیرا دل چاہے اب تو وہ کہہ کفر تیرا دین و دین تیرا نور جان ہے تجھ کو امن اور تجھ سے عالم کو امان ہے اے تو معاف ہے ترجمہ کہ جو چاہتا ہے اللہ فعل کرتا ہے بے تامل تو جا اور زبان کو اپنی کھول یعنے جو تو پہلے کہتا تھا بہ نسبت اللہ کے وہی کہہ کہ اے عاشق تو اپنے فعل کا مختار ہے آگے جواب چرواہے کا ہے فافہم ۱۲ ۲ بولا الخ ۵ شعر چرواہے نے کہا کہ اے موسیٰ اس سے مین گزر گیا اور اب مین خون دل مین آلودہ ہوا یعنے مقام تنزیہ اب مجھے کھل گیا مین تو اب سدرۃ المنتہیٰ سے بڑھ گیا اور سیکڑون برسون کی راہ کو طے کیا میرے گھوڑے کو ایسا کوڑا لگا کہ ایک تڑپ مین گردون کو طے کر گیا محرم ناسوت کا ساتھ لاہوت کے ہوا آفرین ہو جیو تیرے دست و بازو پر اب میرا حال قال سے جدا ہے جو مین کہتا ہون میرا حال نہین ہے آگے اس کے مثال مولانا بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۳ نقش آئینہ الخ ۷ شعر جو کہ تجکو نقش آئینہ مین دیکھے وہ نقش تیرا ہے آئینہ کا نہین ہے مرد نائی نے جو دم نے مین بھرے لائق نے کے نہ ہو مرد نائی کے ہو جو تو حمد خالق کی بیان کرتا ہے مثل چرواہے کے نامبارک تو جان حمد تیری اگرچہ اس کی نسبت بہتر ہے ولیکن حق کی نسبت بدتر ہے تو حمد کب تک کہے جب پردہ اٹھا وہ نہین نکلے جو تو جانتا تھا یعنے جو تو حق کو سمجھتا تھا بوقت پردہ اٹھنے کے وہ نکلے اور وہی حقیقت تجھ پر کھلے تیرا ذکر رحمت سے مقبول ہے مانند نماز استحاضہ والی کے جو کہ خون آلودہ ہے تیرا ذکر تشبیہ سے آلودہ ہے یعنی تیرا ذکر تشبیہ ایسا ہے جیسے نماز استحاضہ والی عورت کی کہ مقبول نہین ولیکن وہ رحمت سے مقبول فرماتا ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ —

خون پلیدی ست و بآبی میرود	این پلیدی جہل قائم تر بود	خون ہے[1] ناپاک اور جائے آب سے	یہ پلیدی جہل کی قائم رہے
کان بغیر از آب لطف کردگار	کم نگردد از درون مرد کار	کہ سوائے آب لطف اللہ کے	دور کب ہو دل سے مرد آگاہ کے
در سجودت کاش رو گردانیی	معنی سبحان ربی دانیی	کاش سجدہ میں تو رخ کو پھیرتا	معنے سبحان ربی جانتا
کای سجودم چون وجودم ناسزا	مر بدی را تو نکوئی دہ جزا	اے مرا سجدہ ہے جون تن ناروا	تو بدی کی نیک دے مجکو جزا
این زمین از حلم حق دارد اثر	تا نجاست برد و گلہا داد بر	حلم حق سے یہ زمین رکھے اثر	کہ نجاست لے دے گل اور ثمر
تا بپوشد او پلیدیہای ما	در عوض بروید از وی غنچہا	تا پلیدی کو ہماری وہ چھپائے	اور غنچے اسکے عوض وہ کھلائے
پس چو کافر دید کو در داد و جود	کمتر و بی مایہ تر از خاک بود	دیکھا جو دود اد میں کفار نے	خود کو کمتر اور بدتر خاک سے
از وجود او گل و میوہ نرست	جز فساد جملہ پاکیہا نجست	نے اگا گل میوہ اُنکے جسم سے	جز پلیدی جملہ پاکی سے وہ لے
گفت واپس رفتہ ام من زین ذہاب	حسرتا یا لیتنی کنت تراب	بولے ہم نے چھوڑ دی راہ صواب	حسرتا یا لیتنی کنت تراب
کاش از خاکی سفر نگزیدمی	ہمچو خاکی دانہ می چیدمی	ہم[2] نہیں کرتے سفر بس خاک سے	مثل خاک ہم دانہ چنتے کاشکے
چون سفر کردم مرا راہ آزمود	زین سفر کردن رہ آوردم چہ بود	آزمایا اس سفر میں راہ نے	فائدہ کیا اس سفر سے ہم کو ہے
زان ہمہ میلش سوی خاکست کو	در سفر سودی نہ بیند پیش رو	کیونکہ رغبت انکو تھی بس خاک سے	کب سفر سے دیکھتے وہ فائدے
روی واپس کردنش زان حرص و آز	روی در رہ کردنش صدق و نیاز	اُنکے[3] منہ کا پھیرنا ہے حرص و آز	اُنکا رہ کو دیکھنا صدق و نیاز
ہر گیا را کش بود میل علا	در مزید ست و حیات و در نما	گھاس جو رغبت رکھے سوئے علا	زندگی زیادہ ہے اور نشو و نما
چونکہ گردانید سر سوی زمین	در کمی و خشکی و نقص و غبین	اور جو سوئے زمین رغبت رکھے	نیستی خشکی اور نقصان ہے
میل روحت چون سوی بالا بود	در تزاید مرجعت آنجا بود	روح کو رغبت تری اعلیٰ سے ہو	ہو ترقی مین کہ مرجع اُسکا دو

لہ خون ہے الخ ۹ شعر خون کی ناپاکی پانی سے جاتی رہتی ہے اور یہ پلیدی جہل کی قائم رہتی ہے کہ سوائے لطف اللہ کے کب دور ہو مرد آگاہ کے دل سے کاش تو رخ کو سجدہ مین پھیرتا تب سبحان ربی الاعلےٰ کے معنی جانتا یعنے سجدہ مین تو فنا حق کا ہوتا تو پاکی رب کے معنی جانتا اور کہتا کہ اے حق سجدہ میرا مثل تن کے ناروا ہے تو بدی کی جزا مجکو نیک دے زمین حلم حق سے یہ اثر رکھتی ہے کہ نجاست لیتی ہے اور گل و ثمر دیتی ہے تاکہ ہماری پلیدی کو وہ چھپائے اور اس کے عوض غنچے کھلائے کفار نے بروز حشر جو دوداد مین دیکھا خود کو کمتر و بدتر خاک سے کہ گل و میوہ اُن کے جسم سے نہ اُگا جملہ پاکی سے بجز پلیدی کے تو کہا کہ ہم نے چھوڑ دی راہ صواب افسوس کاشکے ہم خاک ہوتے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سے ۲ ہم نہیں کرتے الخ ۱۴ شعر ہم کاشکے سفر آخرت نہیں کرتے خاک سے اور مثل خاک کے دانہ چنتے راہ نے سفر مین آزمایا ہم کو فائدہ اس سفر سے کیا ہے کیونکہ انکو رغبت تھی خاک سے کب سفر مین وہ فائدے دیکھتے اُن کے منہ کا پھیرنا حرص و ہوا ہے اور راہ کو دیکھنا اُنکا صدق و نیاز ہے یعنے کفار بروز حشر جو اپنے عمل نیک کی جزا بجز پلیدی کے نہ دیکھین گے تو کہین گے کہ ہم خاک ہوتے تو بہتر تھا کہ خاک سے غنچہ تو بہتر پیدا ہوتے ہین اور ہم سے بجز پلیدی کے کچھ پیدا نہ ہوا ایس راہ آخرت سے اُن کا پھیرنا حرص و ہوا ہے اور راہ کی طرف رجوع کرنا اُن کا صدق و نیاز ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سے ۳ گھاس الخ ۱۴ شعر جو گھاس کہ طرف علا کے رغبت رکھے ہے اس کو زندگی و نشو و نما زیادہ ہے اور جو طرف زمین کے رغبت رکھے نیستی و خشکی و نقصان ہے اگر تیری روح کو رغبت اعلےٰ سے ہووے تو ترقی ہو کہ وہ اُس کا مرجع ہے اور اگر زمین کی طرف توجہ ہے ڈرنا ہے تو حق دوست نہیں رکھتا ڈرنے والے کو یعنے کفار کو جو کہ رغبت خاک سے ہے روز حشر کے وہ عذاب دیکھ کر خاک کی ہونے کی تمنا کرینگے اور جو روح کہ رغبت اعلیٰ کی ہے کیونکہ اسکی اصل اعلیٰ ہے وہ اسطرف راغب ہوگی اور فنا ہونیوالی کو دوست نہ رکھیگی پس تو اپنی روح کو طرف اعلیٰ کے راغب کر کہ نجات ہو آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

در نگون سازی سرت سوے زمین	افلی حق لا احب الافلین	گر توجہ تجکو ہے سوے زمین	افلی حق لا احب الافلین

سوال موسیٰ علیہ السلام از حق تعالی در سر غلبہ ظالمان

سوال کرنا موسیٰ علیہ السلام کا حقتعالی سے بھید مین غلبہ ظالمونکے

گفت موسیٰ اے کریم کارساز	اے کہ یکدم ذکر تو عمر دراز	بولے موسیٰ اے کریم کارساز	ذکر اکدم کا ترا عمر دراز
نقش کژ مژ دیدم اندر آب و گل	چون ملایک اعتراضی کرد دل	آب و گل مین نقش جو ٹیڑھا ملا	اعتراض ایک جون ملک و دل نے کیا
کز چہ مقصودست نقشے ساختن	واندران تخم فسادانداختن	کیون بنانا نقش کا مقصود ہے	اور کیون تخم فساد اُسمین رکھے
آتش ظلم و فساد افروختن	مسجد و سجدہ کنان را سوختن	آگ بھڑکانا فساد و ظلم کی	سجدہ و ساجد جلا دینا سبھی
مایۂ خون و تابہ و زردابہ را	جوش دادن از برائے لابہ را	نطفہ و مضغہ کو کرنا منجمد	واسطے بازی درازی کے بجد
من یقین دانم کہ عین حکمت است	لیک مقصودم عیان و رویت است	عین حکمت ہے یہ مجکو ہے یقین	پر مرا مقصد ہے رویت ہو کہین
آن یقین میگویدم خاموش کن	حرص رویت گویدم نے جوش کن	وہ یقین کہتا مجھے خاموش ہو	حرص رویت کہتی ہے پر جوش ہو
مر ملائک را نمودی سر خویش	کاین چنین نوشی ہمی ارزد بہ نیش	راز اپنا تو فرشتون کو کہا	نوش ایسا نیش کے لائق ہوا
عرضہ کردی نور آدم را عیان	بر ملایک گشت مشکلہا بیان	نور آدم کردیا تو نے عیان	ہوگئی مشکل ملائک پے عیان
حشر تو گوید کہ سر مرگ چیست	میوہ ہا گویند سر برگ چیست	حشر کہتا ہے کہ راز مرگ کیا	میوہ کہتا ہے کہ راز برگ کیا
سر خون و نطفہ حسن آدمی است	سابق ہر بیشی آخر کمی است	راز خون و نطفہ ہے حسن آدمی	پہلے ہو زیادہ پھر آخر کو کمی
لوح را اول بشوید بیوقوف	آنگہے بروے نویسد او حروف	ایک پہلے دھووے تختی بیوقوف	بعدہ اُسپر لکھے وہ بس حروف
خون کند دل را و اشک مستہان	بر نویسد بروے اسرار آنگہان	اشک خواری سے کرے دلکو خون	بعدہ اُسپر لکھے راز درون
وقت شستن لوح را باید شناخت	کہ مر آنرا دفترے خواہند ساخت	تختی دھوتے وقت وہ پہچان لے	کہ کرینگے ایک دفتر ہم اُسسے

ط۱ بولے موسیٰ الخ و شعر موسیٰ نے کہا کہ اے کریم کارساز تیرا ذکر ایکدم کا عمر دراز کے برابر ہے نقش کج مجکو آب و گل مین ملا دل نے اعتراض مثل فرشتون کے کیا کہ نقش کے بنانے سے مقصود کیا ہے اور تخم فساد کے اُسمین کیون رکھے آگ بھڑکانا فساد و ظلم کی اور ساجد و مسجد کو جلا دینا بھی نطفہ اور مضغہ کو منجمد کرنا ہے واسطے بازی و زاری کے کوشش سے یہ مجکو یقین ہے کہ عین حکمت ہے لیکن میرا مقصد ہے کہ رویت ہو مجھے یقین کہتا ہے تو خاموش ہو اور حرص رویت کسی ہے کہ جوش ہو یعنی ہر شخص پر جوش ہو راز اپنا تو حق نے فرشتونکو کہا اور ایسا نوش لائق نیش کے ہوا نور آدم تو نے ظاہر کر دیا کہ مشکل ملایک پر ظاہر ہوگئی یعنی فرشتون نے آدم کے پیدا کرنے میں سوال حق تعالی سے کیا اور ظہور نور آدم سے اُنکو وہ راز کھل گیا اور مشکل حل ہوگئی جو کہ دل میرا ابھی اس راز پر اعتراض رکھتا ہے پس مجکو بھی رویت کرادے چنانچہ اس اعتراض کی کجی مخلوق کا جواب آگے ہے کہ ہر ایک خلق باطنا خود راز بیان کرتی ہے اور عارف اسکو جانتا ہے فافہم ۱۲ ط۲ حشر کہتا ہے الخ و شعر حشر کہتا ہے کہ راز مرگ کا کیا ہے میوہ کہتا ہے کہ راز برگ کا کیا ہے یعنی نتیجہ مرگ کا حشر ہے اور نتیجہ برگ کا میوہ ہے راز خون و نطفہ کا حسن آدمی ہے کہ اول زیادہ د آخر کو کمی ہے آگے مثال ہے ایک نا دانستہ پہلے تختی دھووے بعدہ اُس پر حرف لکھے اشک خواری دل کو خون کرے بعدہ اُس پر راز باطن لکھے تختی دھونے کے وقت وہ پہچان لے کہ ہم کرینگے ایک دفتر اس سے یعنی اسیطرح حق ہنگام پیدائش انسان کی جان لیتا ہے کہ یہ کام اس سے لونگا پھر آگے مثال ہے جو تو نے بنیاد گھر کی ڈالی تو پہلی بنیاد کھود ڈالے اول مٹی کو نکالین چاہ سے بعدہ زمین سے پانی نکلے لڑکے حجامت سے روتے ہین کہ وہ کام کا بھید نہین جانتے ہین مرد حجام کو دام دیتا ہے اور نوازتا ہے نشتر خون آشام کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ع ڈوبنے والا ہے تو حق نہین دوست رکھتا ہے ڈوبنے والون کو ۱۲۔

چون اساس خانہ می افگنند — اولین بنیاد را برمی کنند
گل برآرند اول از قعر زمین — تا بآخر برکشی ماء معین
از حجامت کودکان گریند زار — کہ نمیدانند ایشان سر کار
مرد خود زر مید ہد حجام را — می نوازد نیش خون آشام را
می دود حمال ای بار گران — می رباید بار را از دیگران
جنگ حمالان برای بار بین — اینچنین است اجتہاد کاربین
چون گرانی ہا اساس راحت ست — تلخہا ہم پیشوای نعمت است
حفت الجنة بمکارہنا — حفت النیران من شہواتنا
تخم مایہ آتشت شاخ تر ست — سوختہ آتش قرین کوثر ست
ہر کہ در زندان قرین محنتی است — آن جزای لقمہ و شہوتی ست
ہر کہ در قصری قرین دولتی است — آن جزای کارزار و محنتی است
ہر کرا دیدی بزر و سیم فرد — دانکہ اندر کسب کردن صبر کرد
آنکہ بیرون از طبائع جان اوست — منصب خرق سببہا آن اوست
بی سبب بیند چو دیدہ شد گذار — تو کہ در حسی سبب را گوش دار
بی سبب بیند نہ از آب و گیا — چشم چشمہ معجزات انبیا
این سبب ہمچو طبیبست و علیل — این سبب ہمچون چراغ است و فتیل
شب چراغت را فتیلہ نو بتاب — پاک دان زینہا چراغ آفتاب

جو نئی بنیاد ڈالے گھر کی تو — کھود ڈالے پہلی تو بنیاد کو
پہلے مٹی کو نکالیں چاہ سے — بعدہ نکلے زمین سے آب ہے
روتے ہیں لڑکے حجامت سے جو زار — کہ نہیں وہ جانتے ہیں سر کار
دام دیتا مرد ہی حجام کو — اور نوازے نیش خون آشام کو
دوڑتا حمال سوے بار ہے — دوسروں سے وہ رم لیجاتا ہی
لڑتے ہیں حمال بوجھے کے لیے — اجتہاد دین بھی ہے اس طور سے
رنج و سختی جو بنا راحت کی ہے — اور تلخی پیشوا نعمت کی ہے
گھیرے ہیں جنت کو مکروہات سب — گھیرے ہیں دوزخ کو بھی شہوات سب
تخم آتش کا ہی تیری شاخ پر — سوختہ آتش کا کوثر میں گزر
قرب جو زندان میں محنت سے رکھے — وہ جزا کھانیکی اور شہوت کی ہی
قصر میں جو قرب دولت سے رکھے — وہ جزا کوشش کی اور محنت کی ہے
سیم و زر میں جسکو یکتا پائے تو — کسب میں اسنے کیا ہے صبر کو
جسکی جان غالب طبیعت پر رہے — ترک اسباب اسکی جان و ملک ہے
بے سبب دیکھے جو چھوٹے آنکھ سے — تو مطیع حس سبب پہچان لے
بے سبب دیکھے نہ آب و گھاس سے — چشم چشم انبیا کے معجزے
یہ سبب مثل طبیب اور ہی علیل — یہ سبب مثل چراغ اور ہی فتیل
بتی ہر شب چاہیے تو تیرا چراغ — پاک جان ان سب سے سورج کا چراغ

۱۵ دوڑتا الخ یہ شعر حمال بوجھ سے دوڑتا ہی اور دوسروں سے دم لیجاتا ہی حمال بوجھ کیلیے لڑتے ہیں اسطرح کوشش کاموں کی ہی رنج و سختی جو راحت کی بنیاد ہی اور تلخی نعمت کی پیشوا ہی باقی حال آگے بیان کرتے ہیں فافہم ۱۲ ۵۲ تخم آتش کا الخ شعر تیری شاخ تخم آتش کی ہے آتش کے جلے ہوئے کا کوثر میں گزر ہے یعنی آسودگی دنیا تخم دوزخ کی ہے اور مفلس دنیا جنت کو جاتا ہے آگے مثال اسکی ہے زندان میں جو قرب محنت سے رکھتا ہے وہ جزا کھانے اور شہوت کی ہے جو قصر میں دولت سے قرب رکھتا ہو وہ جزا کوشش و محنت کی ہی جسکو تو سیم و زر میں یکتا پاتا ہے اس نے کسب میں صبر کیا جسکی جان غالب طبیعت پر ہے جانو کہ ترک اسباب اسکی ملک ہے جو بے سبب دیکھے وہ آنکھ سے چھوٹے تو مطیع حس کا ہے سبب کو پہچان لے بے سبب دیکھے پانی اور گھاس سے چشم چشمہ معجزے انبیا علیہم السلام کے یعنی جو کہ بے سبب دیکھے کسی چیز کو چشم پابند حس کی نہ رہے اور جو پابند حس کی ہے اسکو چاہیے کہ اسباب پر نگاہ رکھے گھاس پانی کے سبب سے ظاہر ہووے آگے بیان اسباب کا ہے فافہم ۱۲ ۵۳ یہ سبب الخ شعر یہ سبب مثل طبیب اور بیمار کے ہے یہ سبب مثل چراغ اور بتی کے ہے تیرے چراغ کو ہر شب نئی بتی چاہیے اور چراغ خورشید ان سب سے پاک جان جان کی چھت کے واسطے تو کہگل کر چرخ کی چھت کہگل سے پاک ہے یعنی کار دنیا کے لیے سبب ہوتے ہیں اور کار حق کے لیے سبب نہیں ہیں بس تو اسباب کا پابند رہے اور جان کو اپنی صاف کر افسوس جو یار اپنا غم سوز ہو خلوت شب کی گزری اور دن ہو گیا جلوہ ماہ کا بجز شب کے نہیں ہوتا ہے تو یار کو مت ڈھونڈھ بجز درد دل کے یعنی افسوس فرقت یار کی جلا دیتی ہے کہ خلوت شب اسباب کی دور ہوئی اور دن بے اسبابی کا ظاہر ہوا کیونکہ جلوہ ماہ کا شب کو ہوتا ہے یعنی پردہ سبب میں یار ملتا ہے اور وہ سبب جاتا رہے افسوس ہے بس تو اے عارف یار کو درد دل کے سبب سے تلاش کر کہ یار ملے آگے ان اسباب کا بیان ہے فافہم ۱۲ —

رو تو کہگل ساز بہر سقف جان ‏ ‏ سقف گردون را ز کہگل پاک دان
تر کہگل جان کی چھت کیواسطے ‏ ‏ چرخ کی چھت پاک تو کہگل سے ہے

وہ کہ چون دلدار ما غم سوز شد ‏ ‏ خلوت شب درگذشت و روز شد
آہ جو غم سوز یار اپنا ہوا ‏ ‏ گزری خلوت شب کی اور دن ہو گیا

جز بشب جلوہ نباشد ماہ را ‏ ‏ جز بدرد دل مجو دل خواہ را
ماہ جلوے کا بجز شب کے نہ ہو ‏ ‏ ڈھونڈھ مت جز درد دل کے یار کو

ترک عیسیٰ کردہ خر پروردہ ‏ ‏ لاجرم چون خر برون پردہ
تو نے[۱] چھوڑا عیسیٰ اور خر کو لیا ‏ ‏ مثل خر پردہ سے تو باہر رہا

طالع عیسیٰ است علم و معرفت ‏ ‏ طالع خر نیست ای تو خر صفت
طالع عیسیٰ کا ہے علم و معرفت ‏ ‏ خر کا طالع ہے نہیں ای خر صفت

نالۂ خر بشنوی رحم آیدت ‏ ‏ پس ندانی خر خرے فرمایدت
خر کا نالہ سنکے رحم آئے تجھے ‏ ‏ تو نہ جانے خر خرے فرمائے ہے

رحم بر عیسیٰ کن و بر خر مکن ‏ ‏ طبع را بر عقل خود سرور مکن
رحم کر عیسیٰ پہ خر پہ مت کرے ‏ ‏ عقل پر تو طبع کو غلبہ نہ دے

طبع را ہل تا بگرید زار زار ‏ ‏ تو ازو بستان و وام جان گزار
طبع کو تو چھوڑ تا روتی رہے ‏ ‏ چھین تو اس سے و جان کا قرض دے

سالہا خر بندہ بودے بس بود ‏ ‏ زانکہ خر بندہ ز خر واپس بود
خر کا تو برسوں سے بندہ ہی تو ہے ‏ ‏ کیونکہ خر کے پیچھے خر بندہ چلے

اخروہنّ مراد نفس تست ‏ ‏ کو باخر باید و عقلت نخست
آخروہنّ مراد اس نفس سے ‏ ‏ کہ وہ آخر اور اول عقل ہے

ہم مزاج خر شدست این عقل پست ‏ ‏ فکرش این کہ چون علف آرد بدست
ہم[۲] مزاج خر ہے تیری عقل پست ‏ ‏ فکر یہ ہے کیسے گھاس آئے بدست

آن خر عیسیٰ مزاج دل گرفت ‏ ‏ در مقام عاقلان منزل گرفت
ہم مزاج دل خر عیسیٰ ہوا ‏ ‏ عاقلون کی جائے پر تکیہ کیا

زانکہ غالب عقل بود و خر ضعیف ‏ ‏ از سوار زفت گردد خر نحیف
کیونکہ غالب عقل تھی خر تھا ضعیف ‏ ‏ ہووے خر اسوار فربہ سے نحیف

در ضعیفی عقل تو اے خر بہا ‏ ‏ این خر پژمردہ گشتست اژدہا
اور ضعیفی عقل تیری سے ہوا ‏ ‏ یہ خر مردہ مثال اژدہا

گر ز عیسیٰ گشتۂ رنجور دل ‏ ‏ ہم ازو صحت رسد او را مہل
دل ترا عیسیٰ سے گر دقت رکھے ‏ ‏ اسکو مت چھوڑ اس سے بس صحت ملے

اے مسیح خوش نفس چونے ز رنج ‏ ‏ کہ نبود اندر جہان بے رنج گنج
اے مسیح خوش نفس مت کر تو رنج ‏ ‏ کہ جہان میں ہی نہیں بے رنج گنج

---

۱ تو نے الخ، شعر تو نے عیسیٰؑ کو چھوڑا اور خر کو لیا تب مثل خر کے پردہ سے باہر رہا عیسیٰؑ کا طالع علم و معرفت اور خر کا وہ طالع نہیں ہے یعنی عیسیٰ روح اور جسم خر ہے پس روح کو علم و معرفت نصیب ہے خر کا نالہ سن کر تجھ کو رحم آئے اور تو نہیں جانتا ہے کہ خر اپنا خرپن کہتا ہے رحم عیسےٰ پر کر اور خر پر نہ کر اور طبع کو غلبہ نہ دے عقل پر طبع کو تو چھوڑ دے کہ تا روتی رہے اس سے چھین اور قرض جان کا ادا کر یعنے پرورش طبع کی جو تو کرتا ہے اُس سے چھین لے اور جان کی پرورش کر تو خر کا برسون سے بندہ ہی تو ہے کیونکہ خر بندہ خر کے پیچھے چلتا ہے آخروہنّ یعنے عورتیں دام شیطان کی ہین مرد بس نفس سے ہے کہ عقل اول ہے اور وہ آخر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ ہم مزاج الخ، شعر تو ہم مزاج خر ہوا اور عقل پست ہوئی یہ فکر ہے گھاس کیسے ہاتھ آئے خر عیسیٰ ہم مزاج دل ہوا اور عقلمندون کی جگہ پر تکیہ کیا کیونکہ عقل غالب تھی اور خر ضعیف تھا خر ضعیف ہوتا ہے سوار فربہ سے اور ضعیفی عقل تیری ہے یہ خر مردہ مانند اژدہا کے ہوا دل تیرا اگر عیسےٰ سے دقت رکھتا ہے تو اس کو مت چھوڑ کہ صحت تجھ کو اس سے حاصل ہو اے مسیح خوش نفس تو رنج مت کر کہ جہان مین بغیر رنج کے گنج نہین یعنے خر حضرت عیسیٰ کا جو ہم مزاج دل ہوا عاقلون کے ہمنشین ہوا اور تیرا خر تن بسبب ضعیف ہونے عقل کے اژدہا ہوا اگر تیرا دل روح سے دقت رکھتا ہے تو اس کو مت چھوڑ کہ بعد رنج کے گنج معرفت حاصل ہوگا پس تو پرورش روح کی کر اور نفس کو مار کہ موجب نجات ہو چنانچہ باقی حال اس کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

چونی اے عیسیٰ ز دیدار یہود	چونی اے یوسف ز اخوان حسود	کیسے ہو عیسیٰ[1] یہود دون سے تم اب	کیسے ہو یوسف حسودون سے تم اب
تو شب و روز از پے این قوم غمر	چون شب و روزے مدد بخشائے عمر	رات دن اس قوم احمق کیلیے	دے عمر کو پشت جون دن رات کے
چونی از صفرائیان بے ہنر	چہ ہنر زاید ز صفرا درد سر	کیسے ہو صفرائیان بے ہنر	پیدا کیا صفرے سے ہوا ک دردسر
تو ہمان کن کہ کند خورشید شرق	با نفاق و حیلہ و دزدی و زرق	تو بھی وہ کر جو کرے خورشید ہے	ساتھ دزدی و نفاق و مکر کے
تو عسل ما سرکہ در دنیا و دین	دفع این صفرا بود سرکنگبین	شہد تو ہم سرکہ با دنیا و دین	دفع صفرا کو کرے سرکنگبین
سرکہ افزودیم ما قوم زحیر	تو عسل بفزا کرم را وا مگیر	اہل بخشش ہم کرین سرکہ سوا	تو سوا کر شہد اے اہل سخا
این سزید از ما چنین آید ز ما	ریگ اندر چشم چہ افزاید عمی	اسکے ہم لائق یہ ہم سے آئے ہے	کیا کرین خاک آنکھ مین اندھا کرے
آن سزد از تو ایا کحل عزیز	کہ بیابد از تو ہر ناچیز چیز	وہ تجھے لائق ہے سرمہ اے عزیز	کہ ہر یک ناچیز پاے تجھ سے چیز
ز آتش این ظالمانت دل کباب	از تو جملہ اہد قومی بد خطاب	ظالمون نے دل کیا تیرا کباب	اور تجھ سے اہد قومی کا خطاب
کان عودی در تو گر آتش زنند	این جہان از عطر و ریحان پر کنند	عود[2] کی تو کان جلائے گر عدو	یہ جہان پر عطر ہووے اے نکو
تو نہ آن عودی کز آتش کم شود	تو نہ آن روحے کہ اسیر غم شود	عود نے تو وہ کہ ہو آتش سے کم	روح نے تو وہ کہ ہووے تجکو غم
عود سوزد کان عود از سوز دور	باد کے حملہ برد بر اصل نور	عود جلتا اور نہ کان عود ہے	باد کا حملہ کب اصل نور پے
اے ز تو مر آسمان ہا را صفا	اے جفائے تو نکوتر از وفا	ای صفائی تجھ سے گردون کو ملے	اے جفا تیری وفا سے نیک ہے
زانکہ از عاقل جفائے گر رود	از وفائے جاہلان آن بہ بود	کیونکہ[3] عاقل سے اگر ہووے جفا	ہے وہ جاہل کی وفا سے خوشنما
عاقل آرد معرفت را در میان	جاہل آرد معرفت را بر زبان	لائے عاقل معرفت کو درمیان	لائے جاہل معرفت کو بر زبان
گفت پیغمبر عداوت از خرد	بہتر از مہرے کہ از جاہل رسد	بولے پیغمبر نزاع عاقلان	بہتر الفت سے جو رکھین جاہلان

ف١ کیسے ہو الخ ٩ شعر کیسے ہو تم اے عیسیٰ اب یہودیون سے کیسے ہو تم اے یوسف اب حسودون سے یعنی اے علیئے روح یہود نفس سے وا اے یوسف روح حسود نفس سے کیا حال ہے کہ رات دن اس قوم احمق کے لیے مدد عمر کو دے مانند دن رات کے کیسے تم ہو اے صفرائیو بے ہنر کہ صفرا سے کیا پیدا ہوا اک دردسر تو بھی وہ کر جو خورشید کرتا ہے اہل دزدی و نفاق و مکر کے ساتھ تو شہد ہم سرکہ دنیا و دین مین صفرے کو دفع کرے سکنجبین ہم اہل بخشش سرکہ سوا کرین تو شہد سوا کر اے اہل سخا ہم اسکے لائق یہ ہم سے آتا ہے خاک آنکھ کے اندر کیا کرے اندھا کرے وہ تجھے لائق ہے سرمہ اے عزیز کہ ہر ایک ناچیز تجھ سے پاوے ظالمون نے تیرا دل کباب کیا اور تو اھد قومی کا حق سے خطاب کرتا ہے یعنی ہدایت کر اے حق قوم میرے کو یعنی یا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم شہد ہو سرکہ مین ہون جب تم مل کر سکنجبین بنو تو صفرا اے نفس دفع ہو کیونکہ ظالمون نے تم کو رنج دیا۔ تم نے اُن کی ہدایت کی دعا مانگی آگے حال حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے فافہم ١٢

ف٢ عود کی الخ ٩ شعر تو عود کی کان ہے اگر عدو تم کو جلا دے تم کو جہان عطر سے بھر جائے تو وہ نہین ہے کہ آتش سے کم ہو جائے تو روح نہین ہے کہ تجکو غم ہووے عود جلتا ہے اور کان عود نہین جلتی ہے باد کا حملہ کب ہو نور کی اصل پر آئے تجھ سے صفائی گردون کو ملے اے تیرے جفا وفا سے بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ ف٣ کیونکہ الخ ٩ شعر کیونکہ عاقل سے اگر جفا ہووے وہ جاہل کی وفا سے خوشنما ہے عاقل معرفت کو درمیان لائے اور جاہل معرفت کو زبان پر لائے یعنی عاقل معرفت پر عمل کرے اور جاہل علم قال اسکا رکھتا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عداوت عاقلون کی بہتر ہے الفت سے جاہلون کی دوستی کر نادانا سے بہتر ہے اور دانا دشمن سے نادان دوست نہین بہتر ہے یعنی آپ کی جفا سے نادان کی وفا نہین ہے بہتر کہ آپ رحمت للعالمین ہین جیسے سوار نے مارخوار کو مار کر بلا سے چھوڑایا چنانچہ قصہ اسکا آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم وہ سوار جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہین ١٢۔

دوستی با مردم دانا نکوست	دشمن دانا به از نادان دوست	دوستی دانا سے بہتر ہے ولا	دانا دشمن دوست نادان سے بھلا
رنجانیدن امیر خفته را که مار در دهانش رفته بود		رنجیدہ کرنا امیر کا ایک خفتہ کو کہ سانپ اُسکے منھ مین گھسا تھا	
عاقلے براسپ می آمد سوار	در دهان خفته می رفت مار	عاقل اک گھوڑے پہ آتا تھا سوار	منھ مین اک خفتہ کے پس گھستا تھا مار
آن سوار آن را بدید و می شتافت	تا رہاند مار را فرصت نیافت	اُسکو دیکھا اور دوڑا وہ سوار	نے ملی فرصت بھگاتا تا وہ مار
چونکه از عقلش فراوان بد مدد	چند دبوسے قوی بر خفته زد	جو مدد اسکو تھی از بس عقل سے	گرز اُس خفتہ کے اُسنے جڑ دیے
خفته از خواب گران چون بر جهید	یک سوار ترک با دبوس دید	خفتہ اُٹھا خواب شیرین سے اُس آن	دیکھا ترک اسوار با گرز گران
بے محابا ترک دبوسے گران	چونکه افزون کوفت او شد زو در دوان	بے محابا ترک نے گرز گران	اُسکے پس مارے تو پس بھاگا جوان
خفته زان زخم گران برجست و دو	گشت حیران گفت آیا این چه بود	کود اُٹھا وہ خفتہ اس ضربات سے	ہو کے حیران بولا یہ کیا بات ہے
زد چو او را زخم آن دبوس سخت	زد گریزان تا بزیر یک درخت	پس ہوا زخمی لگا جو گرز سخت	بھاگ کر کے وہ گیا زیر درخت
سیب پوسیده بسے بد ریخته	گفت ازین خور اے بدرد آویخته	سیب بوسیدہ پڑے تھے پس وہان	بولا اُنکو کھا تو اے عاجز جوان
سیب چندان مر ورا در خورد داد	کز دهانش باز بیرون می فتاد	اسقدر سیب اُسکو کھلوائے دہان	کہ اُگلنے پس لگا اُسکا دہان
بانگ می زد کاے امیر آخر چرا	قصد من کردی چه کردم مر ترا	تب وہ بولا اے امیر آخر یہ کیون	بے جفا دیکھے کیے ہی قصد خون
گر ترا از اصل ست با جانم ستیز	تیغ زن یکبارگی خونم بریز	گر حقیقت مین لڑائی مجھ سے ہی	قتل کر ایکبارگی تلوار سے
شوم ساعت که شدم بر تو پدید	اے خنک آن را که روے تو ندید	تھی بری ساعت کہ مین تجکو ملا	ہے وہ اچھا جسکو نے اب تو ملا
بے خیانت بے گنہ بے بیش و کم	ملحدان جائز ندارند این ستم	بے خیانت بے گنہ بے بیش و کم	رکھتے ہین جائز نہ ملحد یہ ستم
می چکد خون از دهانم با سخن	اے خدا آخر مکافاتش تو کن	ٹپکے خون ہر بات مین منھ سے مرے	اے خدا بدلا تو اسکا آپ دے
ہر زمان میگفت او نفرین نو	اوش میزد کاندرین صحرا بدو	گالیان دیتا تھا وہ ہر دم اُسے	مارتا وہ اُسکو چل تو دوڑ کے
زخم دبوس سوار ہمچو باد	می دوید و باز بر رو می فتاد	ضرب سے وہ گرز کی پس بھاگتا	ٹھہرتا جو وہ اُسے پھر مارتا

۱؎ عاقل الخ ۔ شعر ایک عاقل گھوڑے پر سوار آیا اور ایک خفتہ کے منھ مین سانپ گھسا دیکھا سوار اُس کو دیکھ کر دوڑا فرصت نہ ملی کہ وہ سانپ بھگاتا جو کہ اُس کو عقل کی مدد تھی اُس خفتہ کے چند گرز اُس نے مارے وہ خفتہ خواب سے بیدار ہوا اور سوار کو باگرز گران دیکھا سوار نے بے محابا گرز مارے کہ وہ جوان اُٹھ کر بھاگا وہ خفتہ اچھل پڑا ضرب گرز سے اور حیران ہو کر کہا یہ کیا بات ہے پس وہ زخمی ہوا جب گرز لگا اور بھاگ کر ایک درخت کے نیچے گیا سیب بوسیدہ وہان پڑے تھے سوار نے کہا اسکو تو کھا اے مرد عاجز باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲؎ اس قدر الخ ۔ شعر اس قدر سیب دہان اُس کو کھلوائے کہ اُس کا دہان اُگلنے لگا تب مرد نے کہا کہ اے امیر یہ کیون قصد خون کیا ہے بے تکلف اگر حقیقت مین مجھ سے لڑائی ہے ایک بارگی تلوار سے قتل کر دے وہ بری ساعت تھی کہ مین تجھ کو ملا وہ اچھا ہے کہ جس کو تو نہ ملا بغیر خیانت و بغیر گناہ و بغیر بیش و کم ملحد بھی جائز نہیں رکھتے ہین یہ ستم ہر بات مین خون میرے منھ سے ٹپکتا ہے اے خدا تو اس کا بدلا دے وہ گالیان ہر دم دیتا اس سوار کو اور سوار اُس کو مارتا کہ وہ دوڑ کے چل گرز کی ضرب سے پس وہ بھاگا جو ٹھہرتا تو پھر اُسے مارتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

تا شبانگہ می کشید و می کشاد / تا ز صفرا قے شدن بر وے فتاد
زو بر آمد خوردہا زشت و نکو / مار با آن خوردہ بیرون جست از و
چون بدید از خود برون آن مار را / سجدہ آورد آن نکوکردار را
سہم آن مار سیاہ زشت زفت / چون بدید آن دردہا از وے برفت
گفت تو خود جبرئیل رحمتی / یا خداوندے کہ ولی نعمتی
اے مبارک ساعتے کہ دیدیم / مردہ بودم جان تو بخشیدیم
اے خنک آنرا کہ بیند روے تو / یا در افتد ناگہان در کوے تو
تو مرا جویان مثال مادران / من گریزان از تو مانند خران
خر گریزد از خداوند از خری / صاحبش در پے ز نیکو اختری
نز پے سود و زیان میجویدش / لیک تا گرگش ندرد یا ددش
اے روان پاک بستودہ ترا / چند گفتم ژاژ بیہودہ ترا
اے خداوند و شہنشاہ و امیر / من نگفتم جہل من گفت آن مگیر
شمہ زین حال اگر دانستمی / گفتن بیہودہ کے تانستمی
بس ثنایت گفتمی اے خوش خصال / گر مرا یک رمز میگفتی ز حال
لیک خامش کردہ می آشوفتی / خامشانہ بر سرم میکوفتی
شد سرم کالیوہ عقل از سر بجست / خاصہ این سر را کہ مغزش کمتر است
عفو کن اے خوبرو و خوب کار / آنچہ گفتم از جنون اندر گذار

[1] شام تک اسکو وہ دوڑاتا پھرا / تا وہ بس صفرا سے قے کرنے لگا
نکلا سب کھایا پیا اچھا برا / سانپ بھی کھانے کے ساتھ اسکے گرا
جو کہ دیکھا مار وہ نکلا ہوا / سجدہ اُس خوش خو کو وہ کرنے لگا
ڈر سے اُس مار سیاہ و زشت کے / جو کہ دیکھا رنج سب جاتے رہے
بولا تو جبرئیل ہے رحمت ہے تو / یا خداوند ولی نعمت ہے تو
ہے [2] مبارک یہ گھڑی دیکھا تجھے / میں تھا مردہ تو نے جان بخشی مجھے
اے وہ اچھا ہے کہ منہ دیکھا ترا / یا ترے کوچے میں وہ جا کر پڑا
تو مجھے ڈھونڈھے مثال مادران / اور بھاگوں تجھ سے میں مثل خران
بھاگے خر مالک سے از راہ خری / مالک اُسکے پیچھے پھر بر تری
نے وہ ڈھونڈھے فائدے کیواسطے / لیک اسکو گرگ تو نہ ضائع کرے
اے تو جان ہے لائق مدح و ثنا / کسقدر تجھکو کہا میں نے برا
اے خداوند یہ میں نے کہا / جہل نے میرے یہ سب کچھ ہے کہا
[3] گر ذرا اس حال سے میں جانتا / کب تجھے بیہودہ میں کہتا بھلا
بس ثنا کرتا میں تیری قال سے / جو مجھے اک رمز کہتا حال سے
منہ سے تھا چپ اور مجھکو مارتا / خاموشانہ سر کو میرے کوٹتا
سر پریشان و عقل اس سے گئی / خاص وہ سر مغز کی جس میں کمی
عفو کر اے خوبرو و ذو فنون / جو کہا میں نے ہے از راہ جنون

ف[1] شام تک الخ ۵ شعر شام تک وہ اُسکو دوڑائے پھرا یہانتک کہ وہ صفرے سے قے کرنے لگا سب کھایا پیا اچھا برا اُسکا نکلا سانپ بھی کھانے کے ساتھ اسکے گرا جبکہ خود سے سانپ نکلتا دیکھا سجدہ اُس خوشخو کو کرنے لگا اُس سانپ سیاہ و زشت کے خوف سے جو کچھ رنج دیکھے تھے دور ہوگئے اور کہا کہ تو جبرئیل رحمت کرنے والا ہے یا خداوند و صاحب نعمت ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف[2] ہے مبارک الخ ۲ شعر یہ مبارک ساعت ہے کہ تجھے دیکھا میں مردہ تھا تو نے جان مجھکو دی اے وہ شخص اچھا ہے کہ منہ تیرا دیکھا یا تیرے کوچہ میں وہ گیا اور میں بھاگتا ہوں تجھ سے مثل خر کے خر مالک سے بھاگتا ہے از راہ خری کے اور مالک اسکے پیچھے ہے برتری سے وہ فائدہ کے واسطے نہیں ڈھونڈھتا ہے لیکن اسلیے کہ اسکو گرگ ضائع نہ کرے اے تو جان ہے لائق مدح و ثنا کے کب تک میں تجھکو برا کہوں اے خداوند میں نے نہیں کہا یہ میرے جہل نے سب کچھ کہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف[3] گر ذرا الخ ۔ شعر اگر میں اس حال سے ذرا جانتا تو یہ بیہودہ میں کب کہہ سکتا بس تیری ثنا میں قال سے کرتا اگر ایک رمز تو کہتا حال سے تو منہ سے چپ تھا اور مجھے مارتا تھا اور خاموشوں کی مانند میرا سر کوٹتا تھا اس سے سر پریشان اور عقل گئی تھی خاص کر وہ سر کہ جس میں ہو مغز کی کمی تو معاف کر اے خوبرو جو کچھ میں نے از راہ جنون کے کہا ہے سوار نے کہا اگر میں کہتا اسکی رمز کو تو تیرا پتا پانی ہوتا اگر میں اُس دم تجھ کو سانپ کا حال کہتا خوف سے تیری ایک بارگی جان جاتی یعنے وہ سوار جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور مرد خفتہ غافلان دنیا اور سانپ نفس امارہ کہ حضورؐ نے تہدید غافلان کو مار نفس کے دل میں ہونے سے واقف کر کے راستی پر لائے چنانچہ آگے حضور کا حال ہے فافہم ۱۲ ۔

گفت اگر من گفتمے رمزے ازان / زهرهٔ تو آب گشتے آن زمان
گر ترا من گفتمے اوصاف یار / ترس از جانت برآوردی دمار
مصطفیٰ گوید اگر گویم براست / شرح آن دشمن که در جان شماست
زهره‌های پردلان برهم درد / نے رود ره نے غم کاری خورد
نے دلش را تاب ماند در نیاز / نے تنش را قوت صوم و نماز
همچو موشے پیش گربه لاشود / همچو میشے پیش گرگ از جا رود
اندرو نے حیله ماند نے روش / پس کنم ناگفته تان من پرورش
همچو بوبکر ربابی تن زنم / دست چون داؤد در آهن زنم
تا محال از دست من حالے شود / مرغ پر برکنده را بالے شود
چون یدالله فوق ایدیهم بود / دست ما را دست خود فرمود احد
پس مرا دست دراز آمد یقین / بر گذشته ز آسمان هفتمین
دست من بنمود بر گردون هنر / مقریا برخوان که انشق القمر
با ضعیفان شرح قدرت کے رواست / شرح قدرت بهر ضعف عقلهاست
خود بدانی چون برآری سر ز خواب / ختم شد والله اعلم بالصواب
گر ترا من گفتمے این ماجرا / آمدم از تو جان تو گشتی جدا
مر ترا نے قوت خوردن بدے / نے ره و پروای قے کردن بدے
می شنیدم فحش و خر میراندم / رب یسر زیر لب میخواندم

بولا اگر مین کہتا اُسکے رمز کو / تیرا پتہ پانی ہوتا جان لو
اگر تجھے کہتا مین اس دم وصف یار / ڈر سے تیری جان جاتی ایکبار
مصطفےٰ ف۱ بولے اگر مین سچ کہون / شرح دشمن کی جو ہے تیرے دلون
پردلان وقت کا پتا پھٹے / نے ہو کام اور نے وہ رستہ چل سکے
نے ہو دل کو طاقت ناز و نیاز / نے ہو تن کو قوت روزہ نماز
مثل چوہا پیش گربہ کے ہو لا / گرگ کے آگے ہو جون برہ فنا
نے رہے کچھ اسمین حیلہ نے روش / نے کہے اُنکے کرون مین پرورش
مثل بوبکر ربابی چپ ہون / ہاتھ مین داؤد سان آہن کو لون
تا محال اس ہاتھ سے میرے ہو حال / اور لنڈورے مرغ کے آجائین بال
اور یدالله ف۲ فوق ایدیهم جو ہے / ہاتھ میرا ہاتھ اپنا حق کہے
پس یقین دست دراز آیا مرا / ساتوین افلاک کے اوپر گیا
دست قدرت میرے دیکھو چرخ پر / پڑھ تو اے قاری کہ انشق القمر
یہ صفت بھی ضعف عقلون کیلیے / شرح قدرت کب ضعیفون کیلیے
خود تو جانے جو تو ہو بیدار خواب / ختم کر والله اعلم بالصواب
گر ف۳ تجھے کہتا یہ ظاہر ماجرا / تجھ سے اُس دم تیری جان ہوتی جدا
ہوتی نے کھانیکی کچھ قوت تجھے / ہوتی قے کرنیکی نے قدرت تجھے
خر بھگاتا گالیان سنتا تھا مین / رب یسر زیر لب پڑھتا تھا مین

ف۱ مصطفیٰ الخ، شعر رسول اللہ نے فرمایا اگر مین سچ کہون شرح دشمن کی جو تیرے دل مین ہے بہادرون کا پتا پھٹے نہ کام ہو اور نہ راہ چل سکے نہ دل کو طاقت ناز و نیاز کی ہو نہ تن کو قوت روزہ نماز کی ہو آگے مثال ہے مثل موش آگے گربہ کے لا ہو اور مثل برہ آگے گرگ کے فنا ہو نہ اسمین حیلہ و نہ روش رہے اور پے ان کے کہنے مین پرورش کرون مثل ابوبکر ربابی کے خاموش رہون داؤد کے مانند آہن کو ہاتھ مین لون تا میرے ہاتھ سے موم ہو محال حال اور مرغ لنڈورے کے آجائین پر و بال باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ اور یدالله الخ، شعر جو ہاتھ اللہ کا غالب ہے اوپر ہاتھ میرے کے ہے حق میرے ہاتھ کو اپنا کہتا ہے پس میرا یقین دست دراز آیا ہے کہ ساتون فلک پر گیا ہے میرے دست قدرت کو چرخ پر مت دیکھو اے قاری تو پڑھ انشق القمر کو یہ صفت کرنا بھی ضعیف عقلون کے واسطے ہے اور شرح قدرت کی کب ضعیف عقلون کے واسطے ہے یعنی میرا دست قدرت دست خدا ہے کہ آسمان پر تصرف کرتا ہے جیسے شق القمر کرنا پس یہ مثال کم عقلون کے واسطے ہے ورنہ میری قدرت کا بیان کب ضعیف عقل سمجھ سکتے ہین اگر تو خواب غفلت سے بیدار ہو تو خود کو جان لے ختم کر اس بات کو کہ اللہ خوب جانتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ف۳ گر تجھے الخ، شعر اے مرد اگر تجھے یہ ظاہر ماجرا کہتا تیری جان اُسی دم نکل جاتی نہ تجھے کھانے کی کچھ قوت ہوتی نہ قے کرنے کی قدرت ہوتی مین گالیان سنتا تھا اور خر کو دوڑاتا تھا رب یسر یعنی اے رب آسان کر زیر لب پڑھتا تھا اور بسبب کہنا دستور نہین ہے اور نہ تجھے چھوڑنے کا مقدور رہے ہر دم ساتھ درد دل کے کہتا تھا ترجمہ اے رب میرے ہدایت کر میری قوم کو تحقیق وہ نہین جانتے ہین آگے حال مرد کا ہے فافہم ۱۲ ف۴ ہاتھ اللہ کا غالب ہے اُن کے ہاتھون پر

از سبب گفتن مرا دستور نیست ترک تو کردن مرا مقدور نیست
ہر زمان میگفتم از درد درون اہدِ قومی انہم لا یعلمون
سجدہ ہا میکرد آن رستہ ز رنج کای سعادت وی مرا اقبال و گنج
از خدا یابی جزاہای شریف قوت شکرت ندارد این ضعیف
شکر حق گوید ترا ای پیشوا آن لب و چانہ ندارم وان نوا
دشمنی عاقلان زین سان بود زہر ایشان ابتہاج جان بود
دوستی ابلہان رنج و ضلال این حکایت بشنو از بہر مثال

اور سبب کہنا نہیں دستور ہے چھوڑنا تجھ کو نہیں مقدور ہی
ہر گھڑی کہتا تھا با درد درون اھدِ قومی انھم لا یعلمون
سجدہ بس کرتا تھا وہ وارستہ رنج اے سعادت تو مرے اقبال و گنج
اور خدا سے تو جزاہاے شریف شکر کی طاقت نہ رکھے یہ ضعیف
شکر تیرا حق کرے اے پیشوا وہ دہان و لب رکھتا ہون ذرا
ایسی جانو دشمنی عاقلان زہر بھی دیوین تو ہووے فرح جان
دوستی احمقان رنج و ملال یہ حکایت تم سنو بہر مثال

حکایت آن مرد ابلہ کہ مغرور بود بر تملق خرس

حکایت اُس مرد احمق کی کہ مغرور تھا اوپر تملق ریچھ کے

اژدہائی خرس را در می کشید شیر مردی رفت و فریادش رسید
شیر مردانند در عالم مدد آن زمان کافغان مظلومان رسد
بانگ مظلومان زہر جا بشنوند آن طرف چون رحمت حق میدوند
آن ستونہای خللہای جہان آن طبیبان مرضہای نہان
محض مہر و داوری و رحمت اند ہمچو حق بے علت و بے رشوت اند
این چہ یاری میکنی یکبارگیش گوید از بہر غم و بیچارگیش
مہربانی شد شکار شیر مرد در جہان دارو نجوید غیر درد

اژدہا اک ریچھ کو تھا کھینچتا شیر مرد اک اُسکا حامی جا ہوا
شیر مرد عالم میں وہ ہیں کہ کرین بس مدد مظلوم کی جب شر سنین
بانگ مظلومونکی جس جاسے سنین اس طرف جون رحمت اللہ پھرین
دو جہان پر خلل کے ہیں ستون درد دل کے ہیں طبیب ذو فنون
محض رحمت اور مہر و داد ہین مثل حق بے علت اور رشوت لین
یہ تو کیا اکبارگی یاری کرے وہ کہے بیچارگی کے واسطے
مہربانی ہے شکار شیر مرد نے جہان میں ڈھونڈھے الا غیر درد

سلہ سجدہ الخ ۵ شعر وہ مرد یہ سکر سجدہ کرتا تھا کہ اے اقبال گنج تو میری سعادت ہے اور تجھ کو خدا جزائے خیر دے اور مین ضعیف اسکے شکر کی طاقت نہین رکھتا ہون اے پیشوا تیرا شکر حق کرے اور مین وہ دہان و لب نہین رکھتا ہون عقلمندون کی دشمنی ایسی جانو کہ اگر وہ زہر دیوین تو فرحت ہووے دوستی احمق کی رنج و وبال ہے یہ حکایت تم سنو واسطے مثال کے یعنی دوستی اولیاء اللہ کی مثل اس سوار کے جانو کہ بے خواہش نفع جبر کرکے پہونچاتے ہین اور دوستی احمقان اہل دنیا کی رنج و ملال پہونچاتی ہے چنانچہ اس کا حال آگے حکایت مین مثالاً بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ حکایت ششم احمقون کی دوستی مین رنج و ملال ہو ۱۲ سلہ اژدہا الخ ۳ شعر ایک اژدہا ریچھ کو کھینچتا تھا کہ ایک شیر مرد اُس کا جا کر حامی ہوا آگے حقائق ہین عالم مین وہ شیر مرد ہین کہ مدد کرین مظلوم کی جب فساد اُس کا سنین اُس طرف مانند رحمت اللہ کے دوڑین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ جہان الخ ۲ شعر وہ جہان پر خلل کے ستون ہین اور مرض دل کے طبیب دانا ہین محض رحمت اور مہر او رداد ہین اور مثل حق کے بے علت دوست ہین یہ ایکبارگی تو کیا یاری کرتا ہے وہ کہوے کہ بیچارگی کے واسطے کرتا ہون آگے حقائق ہین شیر مرد سے کہے کہ تو ریچھ کی ایکبارگی کیا مدد کرتا ہے شیر مرد کہے کہ اسکی بیچارگی کیواسطے کرتا ہون آگے حقائق ہین شیر مرد کی مہربانی شکار ہی کہ جہان مین وہ ادویہ غیر درد کے نہین ڈھونڈھتا جس جگہ درد ہے دوا وہان جاتی ہے جس جگہ فقر ہے تو شہ وہان جاتا ہے تشنگی پیدا کر و پانی کم ڈھونڈ کہ تا بالاو پست سے تا پانی دستیاب ہو اور خطاب ہو وسقاھم ربھم شرابا طھورا یعنے پلائی اُن کو رب ان کے نے شراب پاک پس تو تشنہ رہو اللہ خوب جانتا ہے یعنی مرشد ان کامل خود بندہ طالب صادق ہین پس تو تشنگی و صداقت خود مین پیدا کر۔ پانی تلاش کم کر کہ تیری شکستگی خود مرشد کو کھینچ لائے گی آگے اس کا حال ہے فافہم ۱۲ سلہ اے رب میرے ہدایت کر قوم میری کو تحقیق وہ نہین جانتے ہین ۱۲۔

ہر کجا دردے دوا آنجا رود　　ہر کجا فقرے نوا آنجا رود
آب کم جو تشنگی آور بدست　　تا بجوشد آبت از بالا و پست
تا سقہم ربہم آید خطاب　　تشنہ باش اللہ اعلم بالصواب
آب رحمت بایدت رو پست شو　　وانگہان خور خمر رحمت مست شو
رحمت اندر رحمت آید تا بسر　　بر یکے رحمت فرو ماے اے پسر
چرخ را در زیر پا آر اے شجاع　　بشنو از فوق فلک بانگ سماع
پنبۂ وسواس بیرون کن ز گوش　　تا بگوشت آید از گردون خروش
پاک کن دو چشم را از موے عیب　　تا ببینی باغ و سروستان غیب
دفع کن از مغز و از بینی زکام　　تا کہ ریح اللہ آید در مشام
ہیچ مگذار از تپ صفرا اثر　　تا بیابی از جہان طعم شکر
داروے مردی کن و عنین مشو　　تا برون آیند صد گون خوب رو
کندۂ تن را ز پائے جان بکن　　تا کند جولان بپائے این چمن
غل بخل از دست و گردن دور کن　　بخت نو دریاب از چرخ کہن
ور نمی تانی بکعبہ لطف پر　　عرضہ کن بیچارگی بر چارہ گر
زاری و گریہ قوی سرمایہ ایست　　رحمت کلی قوی تر دایہ ایست
دایہ و مادر بہانہ جو بود　　تا کہ کے آن طفل گریان بشود

جس جگہ ہے درد وان جائے دوا　　جس جگہ ہے فقر وان جائے نوا
تشنگی کر پیدا پانی ڈھونڈھ کم　　پست و بالا سے ہوتا پانی بہم
تا سقہم ربہم کا ہو خطاب　　تشنہ رہ واللہ اعلم بالصواب
آب[۱] رحمت چاہیے تو جا پست ہو　　بادۂ رحمت کو پی اور مست ہو
رحمت اندر رحمت آئے تا بسر　　ایک رحمت پر نہ ٹھہر اب تو پسر
آسمان کو زیر پا لا اے شجاع　　تا فلک پر تو سنے بانگ سماع
کان سے وسواس کی روئی نکال　　تا سنے بانگ خروش اے اہل حال
عیب کے پر بال سے کر آنکھ پاک　　کہ دیکھے باغ غیب اے اہل خاک
کر[۲] دماغ اپنے سے تو دفع زکام　　تا کہ ریح اللہ سونگھے تو مدام
مت تپ صفرا سے چھوڑ اب کچھ اثر　　تا جہان سے پائے تو ذوق شکر
کر دوا مردی کی مت عنین ہو　　تا کہ پیدا خوب رو بس تجھ سے ہو
گر تو کندہ تن کا پائے جان سے وا　　تا کرے گلگشت باغستان نوا
طوق بخل اب دست و گردن سے نکال　　بخت نو لے چرخ سے اے خوشخصال
گر نہ اڑ سکتا ہے کعبہ لطف پر　　چارہ گر پر عجز کو ظاہر تو کر
زاری و گریہ ہے سرمایہ قوی　　رحمت کلی ہے اک دایہ قوی
مان و دائی ہین بہانہ ڈھونڈھتی　　تا کہ کب وہ طفل روئے اے اخی

[۱] آب رحمت الخ۔ شعر آب رحمت جو تو چاہتا ہے جا پست ہو اور بادۂ رحمت کو پی مست ہو یعنی پانی نشیب کی طرف جاتا ہے پس تو خود کو عاجز و پست کر کہ آب رحمت تیری جانب آئے رحمت اندر رحمت کے ہے تو سر تک غرق ہو اور ایک رحمت پر قانع نہ ہو یعنی رحمت پانچون حواس کی تو حاصل کر آگے حواس خمسہ کا بیان ہے آسمان کو نیچے پاؤن کے لا تا تو فلک پر سنے آواز سماع کو یعنی الہام الٰہی کو کان سے وسوسہ کی روئی کو نکال تا کہ تو سنے خروش اہل حال کو چشم کو عیب کے پر بال سے پاک کر تا کہ تو دیکھے بستان غیب کو باقی اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] کر دماغ الخ۔ شعر تو اپنے دماغ سے زکام دفع کر تا کہ خوشبو اللہ کی تو ہمیشہ سونگھے تپ صفرائے نفس سے کچھ اثر مت چھوڑ تا کہ جہان سے تو شکر پائے مردی کی دوا کر اور عنین مت رہو تا کہ تجھ سے خوب رو پیدا ہوں یعنے روح تیری اس عالم میں جسم سے پیدا ہو اس کندہ تن کو جان کے پاؤن سے دور کر کہ باغ نور میں تو گلگشت کرے تنگہ اور دو میں کندہ فارسی میں اس چوب کو کہتے ہین کہ قیدی کے پاؤن میں بجائے بیڑی کے ڈالتے ہین اور بدن سے تشبیہ رکھتا ہے کہ وہ جان کے پاؤن میں پڑا ہے طوق بخل کا دست و گردن سے نکال اور بخت کو آسمان سے حاصل کر اگر کعبہ لطف پر اڑ نہین سکتا ہے تو اپنی عجز چارہ گر پر ظاہر کر گریہ و زاری پونجی ہے رحمت کلی ایک دایہ قوی ہے مان اور دائی بہانہ ڈھونڈھتی ہین تا وہ کب طفل روئے یعنے مادر حق دایہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہین کہ خلق حق سے پیدا ہین اور رسول اللہ تربیت کرتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

طفل حاجات شما را آفرید	تا بنالید و شود شیرش مزید	طفلؔ حاجت کو تری پیدا کیا	تا وہ روئے اور دودھ ہووے سوا
گفت ادعوا اللہ بی زاری مباش	تا بجوشد شیرہاے مہرہاش	بولا ادعوا اللہ تو زاری سے کر	مہر کے تا دودھ کو ہو جوش تر
ہاے ہوے باد و شیر افشان ابر	در غم مایند یکساعت تو صبر	شیر بارش اور بادہاے نُمو	ہین ہمارے غم مین اکدم کر صبر تو
فی السماء رزقکم بشنیدۂ	اندرین پستی چہ بر چفسیدۂ	فی السماء رزقکم تو نے سُنا	کسلیے پستی مین ہے لپٹا ہوا
ترس و نومیدیت دان آواز غول	میکشد گوش تو با قعر سفول	ہے صداے غول نومیدی تری	کھینچے اسفل کو ترے کان ای اخی
ہر ندائے کہ ترا بالا کشید	آن ندائے دان کہ از بالا رسید	جس ندا نے کھینچا اعلیٰ کو تجھے	وہ ندا اعلیٰ سے آئی جان لے
ہر ندائے کہ ترا حرص آورد	بانگ گرگے دان کہ او مردم درد	جس ندا سے حرص پیدا تجھ مین ہو	ہے وہ بانگ گرگ پھاڑے مرد کو
این بلندی نیست از روے مکان	این بلندیہاست سوے عقل و جان	یہ بلندی ہے نہ از روے مکان	یہ بلندی ہے سوے عقل و جان
ہر سبب بالاتر آمد از اثر	سنگ و آہن فائق آمد بر شرر	ہر سبب آیا اثر پر فوق ہے	سنگ و آہن کو شرر پر فوق ہے
آن فلانے فوق آن سرکش نشست	گرچہ در صورت بہ پہلوش نشست	فوق اُس سرکش سے بیٹھا وہ فلان	گرچہ بیٹھا ہے برابر وہ عیان
فوق آنجاست از روے شرف	جاے دور از صدر باشد مستخف	وہ جگہ ہے فوق از راہ شریف	دور جو جا صدر سے ہو ہے خفیف
سنگ و آہن زین جہت کہ سابق است	در عمل ہنگام فوقی این لائق آمدہ	سنگ و آہن اسلیے سابق ہوا	اور عمل مین فوق کے لائق ہوا
وان شرر از روے مقصودے خویش	زآہن و سنگ است زین رو پیش پیش	اور شرر وہ از رہ مقصود کے	سنگ و آہن سے ہے فائق اسلیے

۱ طفل الخ ۵ شعر تیری حاجت کو ایک طفل پیدا کیا ہے تاکہ وہ روئے اور دودھ سوا ہووے کہا ہے کہ یاد کرو تم اللہ کو زاری کے ساتھ
تاکہ مہر کے دودھ کو جوش زیادہ ہو شیر بارش ہوا ہو باکی ہمارے غم مین ہین اور تو صبر کر اوپر آسمان کے تمھارا رزق ہے تو نے اُس کو سنا
پھر تو پستی مین کس لئے آلودہ ہوتا ہے یہ تیری ناامیدی صداے غول ہے اور اسفل کی طرف تیرے کان کھینچتی ہے یعنی تیرا رزق آسمان پر ہے
اور بصورت آب بارش نازل ہوکر زمین مین سے قسم قسم کی صورتین پکڑ کے ظاہر ہوتا ہے پھر تو آسمان کی طرف کیون نہین متوجہ ہوتا ہے یا رزق
روحی سے مراد ہے کہ مثل ہوا و بارش جان پر برستا ہے اور یہ ناامیدی تیری زمین کی جانب تجھے کھینچتی ہے اسمین تیرا نقصان ہے پس تو آسمان کی جانب رجوع
کرتا کہ تیری ترقی ہو باقی اسکا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۲ جس ندا نے الخ ۲ شعر اعلا کو جس ندا سے تجھے کھینچا جان کہ وہ ندا اعلا سے آئی ہے
اور جس ندا سے حرص تجھ مین پیدا ہو وہ ندا گرگ مردم پھاڑنے والے کی ہے یہ بلندی از روے مکان کے نہین ہے یہ بلندی سوے عقل و جان کی ہے
یعنی یہ عروج عقل و جان سے ہے نہ مکان سے ہر سبب اثر پر فوق سے آیا جیسے سنگ و آہن کو شرر پر فوق ہے آگے مثال ہے فوق اُس سرکش
سے وہ فلان بیٹھا ہے اگرچہ بظاہر وہ برابر بیٹھا ہے وہ جگہ فوق ہے از راہ شرافت کے اور جو دور صدر سے ہو خفیف ہے اسی طرح سے سنگ و
آہن اول ہوا اور عمل مین لائق فوق ہوا یعنی از روے نشست قربیت صدر کے جیسے کوئی فوق ہو سرکش سے ایسے ہی سنگ و آہن فوق ہین شرر سے اول آنے
مین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ اور شرر الخ ۲ شعر اور شرر از راہ مقصود کے سنگ و آہن کے پہلے اور آخر شرر ہے ولیکن دونون جسم ہین اور شرر جان شرر تو بعد
ہے زمانہ مین ولیکن سنگ و آہن سے صفت مین بڑھ کے ہے یعنی جیسے سنگ و آہن اول ہوتا ہے وبعدہ شرر ہوتا ہے اور مقصود ہی شرر اول ہے و سنگ
و آہن بعد ہے ولیکن مقصود مین اثر اول ہے و سبب بعد ہے مثال دوسری شاخ زمانہ مین اول ہے و ثمر آخر ہے لیکن شاخ سے فائق ہے ثمر مین جو کہ
مقصود شجر کا ثمر ہے پس ثمر اول ہے اور آخر شجر ہے یعنی آدم و حوا مثل سنگ و آہن کے اندر زمانہ کے اول ہین و جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
مثل شرر بعد آدم مثل شجر کے اول حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مثل ثمر کے بعد لیکن مقصود ظہور دنیا مین جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اول
ہین و آدم بعد ہین بموجب حدیث شریف کے الآخرون السابقون یعنی مین پچھلا آگے ہون اگلون کے آگے رجوع بقصہ ہے اژدہا اور
ریچھ کا تو پھر حال کہہ کر تشبیہ و مثال طول رکھتی ہے باقی حال قصہ کا آگے ہے فافہم ۱۲

سنگ و آہن اول و پایان شرر / لیک این ہر دو تن اند و جان شرر
کان شرر کاندر زمان وا پس ترست / در صفت از سنگ و آہن برترست
در زمان شاخ از ثمر سابق ترست / در ہنر از شاخ او فائق ترست
چونکہ مقصود از شجر آمد ثمر / پس ثمر اول بود آخر شجر
سوے خرس و اژدہا کردیم باز / زانکہ طولے دارد اضمار و مجاز
خرس چون فریاد کرد از اژدہا / شیر مردے کرد از چنگش رہا
حیلت و مردی بہم دادند پشت / اژدہا را او بدین قوت بکشت
اژدہا را او بدین حیلت بہ بست / تا کہ آن خرس از ہلاکی تن برست
اژدہا را ہست قوت حیلہ نیست / لیک فوق حیلۂ تو حیلتے ہست
ماکران بسیار لیکن باز بین / در بنی واللہ خیر الماکرین
حیلۂ خود را چو دیدی باز رو / کز کجا آمد سوے آغاز رو
ہر چہ در پستی است آمد از علا / چشم را سوے بلندی نہ ہلا
روشنی بخشد نظر اندر علا / گرچہ اول خیرگی آرد بلا
چشم را در روشنائی خوے کن / گر نہ خفاشی نظر آن سوے کن
عاقبت بینی نشان نور تست / شہوت حالی حقیقت گور تست
عاقبت بینی کہ صد بازی بدید / مثل آن نبود کہ یک بازی شنید
زان یکے بازی چنان مغرور شد / کز تکبر ز اوستادان دور شد
سامری وار آن ہنر در خود چو دید / او ز موسیٰ از تکبر سر کشید

سنگ و آہن پہلے اور آخر شرر / یہ ہیں دو نون تن شرر جان اے پسر
جو شرر تو بعد ہے اندر زمان / سنگ و آہن سے ہے فائق وہ یہان
پہلے شاخ اندر زمان آخر ثمر / شاخ سے فائق ہے یہ اندر ہنر
جو کہ مقصود شجر ٹھہرا ثمر / پس ثمر اول ہے اور آخر شجر
اژدہا اور ریچھ کا پھر کہہ تو حال / طول رکھتا ہے یہ تشبیہ و مثال
اژدہا کی ریچھ نے فریاد کی[1] / شیر مرد آیا رہائی اُس سے دی
حیلہ مردی نے مدد باہم جو کی / اژدہا کی جان اُس قوت سے لی
باندھا اُس حیلہ سے اُسنے اژدہا / تاکہ وہ ریچھ اُس ہلاکت سے بچا
اژدہا رکھتا ہے قوت حیلہ نے / فوق اک حیلہ ہے حیلہ پر ترے
ہین بہت مکار لیکن کر یقین / حق کہے واللہ خیر الماکرین
حیلہ اپنے کو جو دیکھے پھر کے جا / جس جگہ سے وہ ہے آیا وان پہ جا
آیا جو اعلیٰ سے اس پستی مین ہے / سوے اعلیٰ ہاں آنکھ رکھنا چاہیے
روشنی[2] اعلیٰ مین تجکو دے نظر / گرچہ پہلے خیرگی سے ہو ضرر
روشنی کا آنکھ کو عادی کرو / تو نہ چمگادڑ ہے دیکھ اُس سمت کو
عاقبت بینی نشان نور ہے / اور شہوت حال کی کوری رکھے
عاقبت بین وہ کہ سو بازی رکھے / کب ہو مثل اسکے کہ اک بازی کرے
ایسا مغرور ایک بازی سے ہوا / خود کو برتر اوستادون سے کیا
سامری سان خود ہنر دیکھا جو / پھیرا بس مغرور ہو موسیٰ سے سر

[1] اژدہا الخ، شعر ریچھ نے جو اژدہا کی فریاد کی شیر مرد آیا اور اُس سے رہائی دی حیلہ اور مردی نے جو باہم دکی اور اُس قوت سے اژدہا کی جان لی اُسنے اس حیلہ سے اژدہا کو باندھا تاکہ ریچھ اُس ہلاکت سے بچا اژدہا قوت رکھتا ہے حیلہ نہین رکھتا ہے لیکن تیرے حیلہ پر ایک حیلہ فوق ہے بہت مکار ہین وہ لیکن تو یقین کر کہ حق کہتا ہے واللہ خیر الماکرین یعنے اللہ جزا دیتا ہے مکارون کو اگر اپنے حیلہ کو دیکھتا ہے لوٹ کر جا اور جس جگہ سے وہ آیا ہے وہان پر لوٹ کر جا آیا اعلیٰ سے اس پستی مین تو ہے پس اعلیٰ کی طرف آنکھ رکھنا چاہیے یعنی تو اپنی اصل کی طرف پھر رجوع کر آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ [2] روشنی الخ، شعر اعلیٰ مین روشنی تجھ کو نظر دے اگرچہ خیرگی سے اول ضرر ہووے آنکھ روشنی کا عادی کر تو چمگادڑ نہین ہے اُس طرف کو دیکھ عاقبت بینی نشان نور کا ہے اور حال شہوت اندھاپن رکھتی ہے عاقبت بین وہ ہے کہ سو بازی رکھے اور اُس کی مثال کب ہو جو ایک بازی کرے ایک بازی سے ایسا مغرور ہوا کہ خود کو برتر استادون سے کیا آگے مثال ہے سامری کے مانند جو خود بین ہنر دیکھا مغرور ہو کر موسیٰ سے منہ پھیرا یعنے عاقبت بینی بہتر ہے نقد حال دیکھنے سے کیونکہ عاقبت بینی مین سو ہنر ہین ایک ہنر پر حال بین کو مغرور نہ ہونا چاہیے جیسے سامری نے ایک ہنر پر غرہ کیا اور موسیٰ سے کہ عاقبت بین تھے مغلوب ہوا باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

از موشٹی آن ہنر آموختہ بود	وز معلم چشم را بر دوختہ	اُسنے سیکھا وہ ہنر موشٹی سے تھا[1]	آنکھ پھیری پھر معلم سے بھلا
لاجرم موشٹی دگر بازی نمود	تاکہ آن بازی او جانش ربود	اس لیے موشٹی نے بازی اور کی	تاکہ اُس بازی سے اُسکی جان لی
اے بسا دانش کہ اندر سر دود	تا شود سرور بدان خود سر رود	اے بہت دانش کہ پیدا سر مین ہو	تا ہو سردار اُس سے اور لے سر کو وہ
سر نخواہی کہ رود تو پائے باش	در پناہ قطب صاحب رائے باش	سر نہ دینا چاہے گر تو پاؤن ہو	اور پناہِ قطب عالم مین رہو
گرچہ شاہی خویش فوق او مبین	گرچہ شہدی جز نبات او مچین	فوق اُس سے ست ہو گرچہ شہ ہے	شہد گرچہ تو ہے شکر اُس سے لے
فکر تو نقش ست و فکر اوست جان	نقد تو قلب ست و نقد اوست کان	فکر تیری تن ہے اُس کی فکر جان	نقد تیرا کھوٹا اُس کا نقد کان
او توئی خود را بجو در وے او	کوکو فاختہ سان سوئے او	وہ تو ہی ہے خود کو اُسمین ڈھونڈھ تو	کر تو کوکو فاختہ وار اُس کی سو
در نخواہی خدمت اہل صفا	ہمچو خرسے در دہان اژدہا	اہل دل[2] کی گر نہ تو خدمت کرے	اژدہا کے منہ مین تو جون ریچھ ہے
بو کہ استادے رہاند مر ترا	وز خطر بیرون کشاند مر ترا	ہے امید اُستاد تجکو دے چھڑا	اور خطر سے تجکو کر دے وہ رہا
زارئے مسکین چو زورت نیست ہین	چونکہ کوری سر مکش از راہ بین	زور تجکو گر نہین زاری تو کر	کیونکہ تو اندھا ہے وہ ہے راہ بر
تو کم از خرسے نمی نالی ز درد	خرس رست از درد چون فریاد کرد	ریچھ سے تو کم نہین رو اے پسر	ریچھ چھوٹا درد سے فریاد کر
اے خدا آن سنگدل را موم کن	نالہ اش را تو خوش و مرحوم کن	اے خدا اُس سنگدل کو موم کر	اُسکا نالہ تو خوش و مرحوم کر

گفتن نابینائے سائل کہ من دو کوری دارم مرا رحم کنید — کہنا اندھے سائل کا کہ مین دوہرا اندھا ہون مجھپر رحم کر

آن یکے کورے ہمیگفت الامان	من دو کوری دارم اے اہل زمان	ایک وہ[3] کہتا تھا اندھا الامان	مین ہون دوہرا اندھا اے اہل زمان
پس دو بارہ رحمتم آرید ہان	چون دو کوری دارم اندر اہل زمان	پس دوبارا رحم تم مجھ پر کرو	دوہرا اندھا پن ہے مجھ مین جان لو

[1] اُس نے الخ۔ شعر وہ ہنر اُس نے موشٹی سے سیکھا تھا اور پھر معلم سے اُس نے آنکھ پھیری اسلیے موشٹی نے ایک اور بازی کی یہانتک کہ اُس بازی نے اُسکی جان لی آگے حقائق ہین اے شخص بہت سی دانش ہین کہ سر مین پیدا ہوں کہ اُس سے سردار ہوا اور وہ اُسکا سر لین اگر تو سر نہین دینا چاہتا ہے پاؤں ہو اور پناہ قطب عالم مین رہو یعنی افزونی عقل سے اگر تجکو نخوت نہین ہے تو اپنے کو عاجز کر اور مرشد کی پناہ مین رہو اگرچہ تو شہد ہے شکر اُس سے لے کیونکہ تیری فکر تن ہے اور اُس کی فکر جان ہے تیرا نقد کھوٹا اور اُس کا نقد کان کا ہے وہ توئی ہے تو خود کو اُس مین ڈھونڈھ اور فاختہ کی مانند کوکو اُس کی طرف کر یعنے خود کو مرشد مین تلاش کر کہ راہ معرفت کی تجھے ملے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] اہل دل الخ۔ شعر اگر تو اہل دل کی خدمت نہ کرے اژدہائے نفس کے منہ مین تو مانند ریچھ کے ہے امید ہے کہ مرشد تجھ کو چھڑا دے اور خطر سے تجھکو بچا دے اگر تجکو زور نہین ہے تو زاری کر کیونکہ تو اندھا ہے اور وہ راہبر ہے تو ریچھ سے کم نہین ہے نالہ کر کہ ریچھ درد سے چھوٹا تو فریاد کر اے خدا اُس سنگدل کو موم کر دے اور اُسکے نالہ کو خوش اور مرحوم کر دے یعنے اے خدا اس مخاطب کے دل سنگین کو مثل موم کے نرم کر دے اور نالہ کو اُس کے خوش آواز کر دے کہ مرحوم ہو چنانچہ اُس کا قصہ مثال ہین آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [3] ایک وہ الخ۔ شعر ایک اندھا کہتا تھا الامان کہ مین دوہرا اندھا ہون اے اہل زمانہ کے پس دو بارہ رحم تو مجھپر کرو کیونکہ اندھا پن دوہرا مجھ مین ہے پس مردم تعجب سے یہ کہتے تھے کہ دوہرے اندھے پن کو تو اپنے بیان کر ایک اندھا پن تو ہم کو دکھائی دیتا ہے دوسرا کیا ہے وہ ہم کو دکھلا کہا کہ بد آواز ناخوش صدا ہون میری بد آواز دوسرا اندھا پن ہے کیونکہ دل مین بد آواز غم پیدا کرتی ہے اور محبت خلق کی کم کرتی ہے میری بد آواز جس جگہ جائے غم اور غصہ اور کینہ پیدا کرے پس رحم دوہرا اندھے دوہرے پر کرو اور ایسے نفس کو تم آسودہ کرو کہ جو دوہرا اندھا ہے باقی حال اس کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

از تعجب مردمان گفتند لیک — این دو کوری را بیان کن نیک نیک
زانکه یک کوریست می بینیم ما — آن دگر کوری کدام آنرا نما
گفت زشت آوازم و ناخوش نوا — زشت آوازی و کوری شد دوتا
بانگ زشتم مایهٔ غم میشود — مهر خلق از بانگ من کم می شود
زشت آوازم بهر جا که رود — مایهٔ خشم و غم و کین می شود
بر دو کوری رحم را دوتا کنید — اینچنین ناگنج را گنجا کنید
کرد نیکو چون بگفت این راز را — لطف آواز دلش آواز را
زشتی آواز کم شد زین گله — خلق شد با وی برحمت یکدله
وانکه آواز دلش هم بد بود — آن سه کوری دوری سرمد بود
لیک وهابان که بے علت دهند — بو که دستے بر سر زشتش نهند
چونکه آوازش خوش و مرحوم شد — زو دل سنگین دلان چون موم شد
نالهٔ کافر چو زشت است و شهیق — زان نمیگردد اجابت را رفیق
اخسئوا بر زشت آواز آمدست — کو ز خون خلق چون سگ بود مست
چونکه نالهٔ خرس رحمت کش بود — نالهٔ تو نیود این ناخوش بود
وانکه با یوسف تو گرگے کرده — یا ز خون بے گناہے خورده
توبه کن وز خورده استفراغ کن — ور جراحت کهنه شد رو داغ کن
باز گرد از گرگی اے روباه پیر — نصرت از حق طلب نعم النصیر

پس تعجب سے یہ تھے مردماں — دو ہرے اندھے ہیں کو کر ہم سے بیاں
ایک اندھاپن تو ظاہر ہی ہمیں — دوسرا کیا ہی تو دکھلادے ہمیں
بولا بد آواز ہوں ناخوش صدا — میری آواز اندھاپن ہے دوسرا
دل میں بد آواز غم پیدا کرے — اور محبت خلق کی وہ کم کرے
جائے بد آواز میری جس جگے — کینہ غم غصہ کی وہ پونجی بنے
رحم دوہرا اندھے دوہرے پہ کرو — ایسے تم مفلس کو آسودہ کرو
کردیا اچھا کہا جو راز کو — لطف بانگ دل نے اُس آواز کو
خوش وہ آواز اُس گلہ سے ہوگیا — اُس سے بس الفت ہر اک کرنے لگا
جسکا بد آواز دل ہووے اگر — ہے وہ تہرا اندھا بد ازلی اسیر
اہل بخشش دیتے ہیں جو بے سبب — سر پہ اُسکے ہاتھ رکھیں کیا عجب
جو کہ آواز اسکی خوب و خوش ہوئی — سنگدل خلق اُس سے مثل موم تھی
نالۂ کافر ہے بد اور بانگ خر — اس لیے مقبول نے ہوتا مگر
اخسئوا آیا ہے بد آواز پے — خلق کے خون سے وہ جوں سگ مست ہے
ریچھ کا نالہ تو رحمت یاب ہے — اور ترا نالہ نہو کمیاب ہے
گرگ ہیں تو جان یوسف سے کیا — اور خون اک بے گنہ کا کھا لیا
توبہ کر کھائے سے استفراغ کر — زخم کہنہ ہے تو اُس کو داغ کر
بھیڑیا پن تو چھوڑ اے روباہ پیر — حق سے نصرت کر طلب نعم النصیر

تتمہ حکایت خرس و آن ابلہ کہ بآن خرس اعتماد کردہ بود

باقی قصہ ریچھ اور اُس بیوقوف کا کہ اُسنے ریچھ پر اعتماد کیا تھا

۱ کردیا الخ ۵ شعر جو راز کہا تو اچھا کر دیا اُس کو لطف بانگ دل نے اُس گلہ کرنے سے وہ خوش آواز ہوگیا اور اس سے بس الفت ہر ایک کرنے لگا جسکا دل اگر بد آواز ہووے وہ ازلی اندھا ٹھہرا اہل بخشش جو بے سبب دیتے ہیں اگر اُسکے سر پہ ہاتھ رکھیں کیا تعجب ہے جب کہ آواز اُس کی خوب و خوش ہوگئی سنگدل اُس سے مثل موم کے ہوا یعنی اُس اندھے کی بد آواز خوش ہوئی اور ہر ایک اُس سے الفت کرنے لگا آگے حقائق ہیں فافہم ۱۲ ۲ نالۂ کافر الخ ۷ شعر کافر کا نالہ بد آواز خر ہے اس واسطے مقبول نہیں ہوتا ہے واسطے بد آواز کے قرآن میں آیا ہے قال اخسئوا فیہا ولا تکلمون یعنی کہا اللہ نے چپ رہو دوزخ میں کلام مت کرو خونریزی خلق سے وہ مانند سگ کے مست تھے ریچھ کا نالہ تو رحمت پائے اور تیرا نالہ نہیں وہ نالہ ناخوش ہے تو جان لے کہ گرگ پن یوسف سے کیا یا خون ایک بے گنہ کا کھایا ہے توبہ کر کھائے ہوئے سے استفراغ کر داگر زخم کہنہ ہے اُس کو داغ کر گرگ پن کو چھوڑ دے اے روباہ پیر حق سے نصرت طلب کر کہ نیک مدد کرنے والا ہے یعنے خدا کی طرف تو رجوع کر اور افعال ذمیمۂ ماضیہ سے توبہ کر کہ حق تعالیٰ مدد کرنے والا ہے تاکہ دل تیرا نور عرفان سے روشن ہو اور جہان تجھ پہ مہربان ہو آگے قصہ ریچھ کا ہے فافہم ۱۲ ـ

خرس هم از اژدها چون وارهید / وان کرم زان مرد مردانه بدید
چون سگ اصحاب کهف آن خرس زار / شد ملازم در پے آن یار غار
آن مسلمان سر نهاد از خستگی / خرس حارس گشت از دل بستگی
آن یکے بگذشت و گفتش حال چیست / اے برادر مر ترا این خرس کیست
قصه وا گفت و حدیث اژدها / گفت بر خرسے منه دل ابلها
دوستی ابله بتر از دشمنی ست / او بهر حیله که دانی راندنی ست
گفت و الله از حسودے گفت این / ورنه خرسے چه نگر این مهر بین
گفت مهر ابلهان عشوه ده است [۱] / این حسودے من از مهرش به است
ہے بیا با من بران این خرس را / خرس را مگزین مهل تو جنس را
گفت رو رو کار خود کن ای حسود / گفت کارم این بد و قسمت نبود
من کم از خرسے نباشم ای شریف / ترک او کن تا منت باشم حریف
بر تو دل میلرزدم ز اندیشه / با چنین خرسے مرو در بیشه
این دلم هرگز نه لرزید از گزاف / نور حق ست این نه دعوی و نه لاف
مؤمنم ینظر بنور الله شده / هان و هان بگریز ازین آتشکده
اینهمه گفت و بگوشش در نرفت / بدگمانی مرد را سدیست زفت
دست او بگرفت و دست از وی کشید / گفت رفتم چون نه یاری رشید

جو ہوا[۱] ریچھ اژدہا سے بس رہا / اور کرم بھی پایا اُس نے مرد کا
جون سگ اصحاب کہف اس ریچھ نے / پیروی کی واسطے اُس مرد کے
وہ مسلمان تھک کے اُس دم پڑ گیا / اور نگہبان ریچھ اُسکا بس ہوا
ایک نے آ پوچھا اُس سے کیا ہے حال / ریچھ تیرے ساتھ کیون ہے خوشخصال
اژدہا اور ریچھ کا قصہ کہا / بولا مت کر اعتبار اس ریچھ کا
دشمنی سے دوستی ابلہ کی بد / دفع ہر حیلہ سے کر از راہ کد
بولا[۲] واللہ یہ حسد ہے مت کہو / ریچھ پن مت دیکھ دیکھ اس مہر کو
بولا مہر ابلہان دے ہے دغا / مہر سے اسکی حسد میرا بھلا
ساتھ میرے چل تو چھوڑ اس ریچھ کو / ریچھ تو مت کھو شریک جنس ہو
بولا جا کام اپنا کر تو اے حسود / بولا مجھ کو بحث سے تیرے نہ سود
مین نہ کم اس ریچھ سے ہون اے شریف / چھوڑ اسکو مین بنون تیرا حریف
تجھ پہ دل دکھتا ہے اس افکار سے / ریچھ کے ہمراہ جنگل مین رہے
یہ نہ دل دکھتا ہے از راہ گزاف / نور حق ہے یہ نہ دعوی ہے نہ لاف
مومن ینظر بنور اللہ ہون مین / بھاگ اس آتشکدہ سے ذو فنون
کی[۳] نصیحت اُس نے اُسنے سنی / سد رہ ہے مرد کو یہ بدظنی
ہاتھ پکڑا اُس سے کھینچا ہاتھ کو / بولا جاتا ہون نہیں ہے یار تو

ف ۱ جو ہوا الخ۔ شعر جب ریچھ اژدہا سے چھوٹا اور اُس نے شیر مرد کا کرم پایا مانند سگ اصحاب کہف کے ریچھ نے پیروی اُس مرد کی کی وہ مسلمان اُس دم تھک کر لیٹ رہا اور نگہبان وہ ریچھ اُس کا ہوا ایک شخص نے اس سے پوچھا کہ کیا حال ہے اور یہ ریچھ تیرے ساتھ کسواسطے ہے اُسنے اژدہا اور ریچھ کا قصہ کہا اُس شخص نے کہا کہ ریچھ کا اعتبار نہ کر احمق دوستی دشمنی سے کرتا ہے ہر حیلہ سے اُس کو دفع کر از راہ کوشش کے آگے جواب شیر مرد کا ہے فافہم ۱۲ ف ۲ بولا واللہ الخ۔ شعر شیر مرد نے کہا کہ واللہ یہ حسد سے مت کہہ ریچھ پن کو مت دیکھ اور اُس کی محبت کو دیکھ ناصح نے کہا کہ محبت احمقون کی دغا دیتی ہے اس کی محبت سے میرا حسد بہتر ہے میرے ساتھ تو چل اور اُس ریچھ کو چھوڑ ریچھ کو ہمراہی مین نہ رکھ اور شریک جنس ہو مرد نے کہا جا تو اپنا کام کر اے حاسد ناصح نے کہا مجھ کو تیری بحث سے فائدہ نہیں مین نہیں ہون کم اس ریچھ سے اے شریف اسکو چھوڑ کہ مین تیرا یار ہون اس فکر سے دل دکھتا ہے کہ تو ریچھ کے ہمراہ جنگل مین رہے یہ دل از راہ جھوٹ کے نہین دکھتا ہے یہ نور حق ہے نہ دعوے ہے نہ لاف ہے مین مومن ہون اور دیکھنے والا ہون ساتھ نور اللہ کے اس آتشکدہ سے اے ہوشیار بھاگ یعنی یہ نفس تیرا ریچھ ہے اس کے ہمراہ اس صحرائے دنیا مین مت رہ مجھ عارف کے ہمراہ چل آگے حال عارف ہے فافہم ۱۲ ف ۳ کی نصیحت الخ۔ شعر اُس نے نصیحت کی اور اُس نے نہیں سنی یہ بدظنی سد راہ مرد کو ہے ہاتھ جو پکڑا تو اُس سے ہاتھ کو کھینچا اور کہا کہ جاتا ہون تو یار نہیں ہے کہا جا میرا غمخوار مت رہ اور اب معرفت مت تراش اے لاف گو پھر کہا تیرا دشمن نہیں ہون ولیکن لطف ہو وے اگر تو میرے ہمراہ چلے مرد نے کہا میں سوتا ہون تو مجکو چھوڑ اور جا کہا یار سے آخر باوفا ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گفت رو با من تو غمخوارہ مباش بوالفضولا معرفت کمتر تراش
بولا جا غمخوار میرا مت رہو مت تراش اے معرفت ایسی لاف گو

باز گفتش من عدوے تو نیم لطف باشد گر بیائی در پیم
پھر کہا دشمن نہ تیرا ہون وے لے لطف ہووے گر مرے ہمرہ چلے

گفت خوابستم مرا بگذار و رو گفت آخر یار را انقاد شو
بولا مین سوتا ہون مجھکو چھوڑ جا بولا آخر یار سے ہو با وفا

تا بخسپی در پناہ مقبلی در جوار دوستی صاحبدلے
تا کہ[۱] مقبل کی پنہ مین سوئے تو اہل دل کے پاس اک جا پاے تو

در خیال افتاد مرد از جد او خشمگین شد زو بگردانید رو
اُسکی سعی سے وہ خیال اندر پڑا غصہ ہو کر اس سے رو گردان ہوا

کین مگر قصد من آمد خونی است یا طمع دارد گدا و تونی است
آیا میرے قصد کو خونی ہے یہ یا گدا طامع دلا تو ہی ہے یہ

یا گرو بستست با یاران بدین کہ بترساند مرا زین ہمنشین
یا کہ آیا شرط کر یاران سے کہ ڈرائے مجکو اس اعلان سے

یا حسد دارد ز مہر یار من کاین چنین جد میکند در کار من
یا حسد رکھتا ہے مہر یار سے کام مین کوشش جو کرتا ہی مرے

خود نیامد ہیچ از خبث سرش یک گمان نیک اندر خاطرش
خبث باطن سے نہ لایا وہ جوان اک گمان نیک دل کے درمیان

ظن نیکش جملگی بر خرس بود او مگر مر خرس را ہمجنس بود
ریچھ پر اسکو گمان نیک تھا ریچھ کا شاید کہ وہ ہمجنس تھا

بدگمان و ابلہ و نا اہل بود وز شقاوت او مطیع جہل بود
بدگمان[۲] اور ابلہ اور نا اہل تھا اور شقاوت سے مطیع جہل تھا

بدرگ و خودرائے و بدبخت و بد گمرہ و مغرور و کور و خوار و رد
اصل بد خودرائے بدکردار تھا گمرہ و مغرور اندھا خوار تھا

خرس را بگزید بر صاحب کمال رو سیہ حاصل تبہ فاسد خیال
ریچھ چاہا چھوڑا یہ صاحب کمال رو سیہ حاصل تبہ ناقص خیال

عاقلے را از خرے تہمت نہاد خرس را دانست اہل مہر و داد
ایک عاقل کو خری سے بد کہا ریچھ کو جانا کہ ہے اہل وفا

گفتن موسیٰ گوسالہ پرست را کہ این خیال اندیشی تو است زکجا

کہنا موسیٰ کا ایک گوسالہ پرست کو کہ یہ خیال اندیشی تیری کہاں سے ہے

گفت موسیٰ با یکے اہل خیال کای بد اندیش از شقاوت و ضلال
بولے[۳] موسیٰ اک خیال اندیش سے کہ بد اندیشی سے تو گمراہ ہے

۱ تا کہ مقبل الخ۔ شعر تا کہ مقبل کی پنہ مین تو سوئے اور اہل دل کے پاس تو جا پائے اُسکی کوشش سے وہ ایک خیال مین پڑا اور غصہ ہو کر اُس سے رو گردان ہوا کہ یہ میرے قصد کو آیا ہے وہ خونی ہے یا ایک گدا طمع والا ہے یا کہ یارون سے شرط کرکے آیا ہے کہ مجھکو ڈرائے اس اطلاع سے یا محبت یار سے حسد رکھتا ہے میرے کام مین جو کوشش کرتا ہے آگے قول مولانا کا ہے وہ جوان خبث باطن سے نہ لایا ایک گمان نیک دل مین ریچھ پر گمان نیک تھا شاید کہ وہ ریچھ کا ہمنشین تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔ ۲ بدگمان الخ۔ شعر بدگمان ابلہ اور نا اہل تھا اور شقاوت سے مطیع جہل کا تھا اصل بد اور خودرائے اور بدکردار تھا گمراہ اور اندھا اور مغرور خوار تھا ریچھ کو چاہا اور صاحب کمال کو چھوڑا رو سیاہ اور خراب حاصل اور خیال ناقص تھا خری سے ایک عاقل کو برا اور ریچھ کو اہل وفا جانا یعنی بندہ نفس کے کاملون کو برا جانتے ہین اور اُن کی اطاعت سے دگر دان ہو کر نفس پرستون کے مطیع رہتے ہین جیسے موسیٰ نے گوسالہ پرست سے کہا چنانچہ ان کا قصہ مثال کے طور پر آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۔ ۳ بولے موسیٰ الخ۔ شعر یہ موسیٰ نے ایک خیال اندیش سے کہا کہ اس اندیشۂ بد سے تو گمراہ ہے سو تجھکو گمان میری نبوت مین ہے باوجود ایسی دلیل وخلق کے کہ صدہا معجزے مجھ سے عیان دیکھے تو خیال وگمان بڑھاتا ہے اور خیال فکر سے تو تنگ ہو کر طعنے کرتا ہے میری نبوت پر ور پلے سے مین نے گرد ظاہر کی تب فرعونیون کی شر سے تم چھوٹے چالیس برس کھانا چرخ سے آیا اور پتھر سے نہر نکال کر جاری کی میرے ہاتھ مین چوب اژدہا ہوئی و میرے دشمن پر پانی خون ہوا میرا کف دست خورشید اور عصا مار بنا اور آفتاب میرے نور کے عکس سے روشن ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

صد گمانت بود در پیغمبریم	با چنین برہان واین خلق کریم	سو گمان تجکو نبوت مین مرے	باوجود ایسی دلیل و خلق کے
صد ہزاران معجزہ دیدی زمن	صد خیالت میفزود و شک و ظن	دیکھے صد ہا معجزے مجھ سے عیان	ہے بڑھاتا تو خیالات و گمان
از خیال و وسوسہ تنگ آمدی	طعنہ بر پیغمبریم میزدی	تنگ ہوکر تو خیال و فکر سے	طعنے کرتا ہے نبوت پر مرے
گرد از دریا برآوردم عیان	تا رہیدید از شر فرعونیان	گرد دریا سے کری مین نے عیان	تب چھٹے فرعونیونکے شر سے یان
ز آسمان چل سال کاسہ و خوان رسید	وز دعایم جوے از سنگے دوید	خوان آیا چرخ سے چالیس سال	نہر کردی جاری پتھر سے نکال
چوب شد در دست من اژدہا	آب خون شد بر عدوے ناسزا	چوب ہوئی ہاتھ مین میرے اژدہا	دشمنون پر میرے پانی خون ہوا
شد عصا مار و کفم شد آفتاب	آفتاب از عکس نورم شد شہاب	لاٹھی سانپ اور کف مرا سورج بنا	مہر عکس نور سے روشن ہوا
این و صد چندین و چندین گرم و سرد	از تو اے سرد آن توہم کم نکرد	اسقدر[1] صد ہا یہ گرم و سرد نے	وہم کچھ دل سے نہ تیرے کم کیے
بانگ زد گوسالہ از جادوئی	سجدہ کردی کہ خدائے من توئی	ایک گوسالہ کی سن آواز کو	کرکے سجدہ بولا میرا رب ہے تو
آن توہمات را سیلاب برد	زیرکی باردت را خواب برد	وہ توہم تیرے بالکل بہہ گئے	وہ خیال اب خواب تیرے ہوگئے
چون نبودی بدگمان در حق او	چون نہادی سر چنان ای زشت خو	کیون نہین تو بدگمان اس سے ہوا	کیون رکھا سر اسکے آگے بس جھکا
چون خیالت نامد از تزویر او	وز فساد سحر احمق گیر او	کیون نہ آیا اسکے دھوکے کا خیال	کہ فساد سحر سے کرتا ہے چال
سامری خود کہ باشد ای مہان	کہ خدائے بر تراشد در جہان	سامری کی کیا حقیقت اے جوان	کہ تراشے اک خدا کو وہ یہان
در خدائی گاو چون یکدل شدی	وز ہمہ اشکالہا عاطل شدی	کیون[2] خدائے گاو مین اک دل ہوا	اور سب مشکل سے تو عاطل ہوا
گاو می شاید خدائی را بلاف	در رسولیم تو چون کردی خلاف	گاو لائق ہے خدائی کو یہ لاف	اور نبوت مین مرے تجکو خلاف
پیش گاوے سجدہ کردی از خری	گشت عقلت صید سحر سامری	گاو کو سجدہ کیا از رہ خری	عقل ہوئی تسخیر سحر سامری
چشم دزدیدی ز نور ذوالجلال	اینت جہل وافر و عین ضلال	نور حق کے سے چرائے آنکھ کو	ہے ترا یہ جہل و گمراہی سنو
شہ بران عقل و گزینت کہ تراست	چون تو کان جہل را کشتن سزاست	تف یقین و عقل پر جو تجکو ہے	کیونکہ کان جہل کے لائق تو ہے
گاو زرین بانگ زد آخر چہ گفت	کاحمقان را اینہمہ رغبت شگفت	گاو زرین نے یہ کیا آواز دی	احمقونکو اسپہ کیون رغبت ہوئی
زان عجب تر دیدہ از من بسے	لیک حق را کے پذیرد ہر خسے	مجھ سے دیکھا بس عجائب اس سے تر	کب کرے حق کو پذیرا ہر بشر

[1] اس قدر الخ یہ شعر اس قدر صد ہا گرم و سرد نے اے مرد دل تجھ سے وہم نہ کم کیے ایک گوسالہ کی آواز سنکر سجدے کیے اور کہا کہ میرا رب ہے وہ توہم تیرے بالکل بہہ گئے اور وہ خیال اب تیرے خواب ہو گئے تو اس سے بدگمان کیون نہین ہوا اور کیون اس کے آگے سر جھکایا اور اسکے دھوکے کا کیون نہین خیال آیا کہ فساد سحر سے چال کرتا ہے کیا حقیقت ہے سامری کی کہ ایک خدا کو وہ یہان تراشتا ہے یعنی روح موسٰی ہے اور سامری نفس ہے اور وجود گوسالہ ہے اہل غافل دنیا باوجود کمالات روح کی اس سے منکر ہوکر اپنے گوسالہ تن کی پرستش بسبب دھوکا دینے نفس کے کرتے ہین اور روح سے منکر رہتے ہین چنانچہ باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [2] کیون الخ یہ شعر تو خدائے گاو مین کیون ایک دل ہوا اور سب مشکلون سے کیون معطل ہوا واسطے خدائی کے گاو لائق ہے از راہ جھوٹ کے اور نبوت مین میری تجھ کو خلاف ہے گاو کو سجدہ کیا از راہ خری کے اور عقل سحر سامری مین تسخیر ہوئی حق کے نور سے آنکھ چرائی تیری جہل و گمراہی ہے تیرے یقین و عقل پر تف ہے کیون جہل کے کان کو تو لائق ہے گاو زمین نے فقط آواز دی احمقون کو اس پر رغبت ہو گئی اس سے زیادہ عجائب مجھ سے دیکھے کب حق کو قبول کرتا ہے ہر ایک بشر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ —

باطلان را چه ربايد باطلی	عاطلان را چه خوش آيد عاطلی	باطلون کو کون کھینچے باطلی	عاطلون کو کیا خوش آئے عاطلی
زانکه هر جنسی ربايد جنس خود	گاو سوی شیر نر کی رو نهد	کیونکر کھینچے جنس کو بس جنس ہی	گاو کب جاتا ہی جانب شیر کے
گرگ بر یوسف کجا عشق آورد	جز مگر از مکر تا او را خورد	گرگ بس یوسف پہ کیونکر عشق لائے	پر سوائے مکر تاکہ اسکو کھائے
چون ز گرگی وا رهد محرم شود	چون سگ کهف از بنی آدم شود	گرگ پن سے جو چھٹے محرم بنے	چون سگ کہف اک بنی آدم بنے
چون محمد را ابوبکر نکو	دید صدقش گفت هذا صادق او	دیکھا ابوبکر نے صدق نکو	مصطفے کا بولا ھذا صادقوا
چون ابوبکر از محمد برد بو	گفت هذا لیس وجه کاذب او	پائی جو بوبکر نے احمد سے بو	بولا ھذا لیس وجہ کاذبوا
چون نبد بوجهل از اصحاب درد	دید صد شق القمر باور نکرد	جو نہ تھا بوجہل اہل درد سے	کب یقین شق القمر پر ہوا اسے
دردمندی کش ز بام افتاد طشت	زو نهان کردیم حق پنهان نگشت	دردمند ایسا کہ وہ ظاہر ہوا	حق چھپایا ہمنے لیکن کھل گیا
وانکه او جاهل بد از دردش بعید	چند بنمودیم داد آنرا ندید	اور وہ جاہل کہ درد اسکو نہ تھا	جسقدر دکھلایا نے اسکو دکھا
آئینهٔ دل صاف باید تا در او	واشناسی صورت زشت از نکو	آئینہ ہو صاف دل کا اسمین تا	صورت بد نیک سے جانے جدا

ترک کردن آن مرد ناصح پند آن مغرور خرس را

ترک کرنا اس مرد ناصح کا نصیحت کو اس مغرور ریچھ سے

آن مسلمان ترک آن ابله گرفت	زیر لب لاحول گویان وا گرفت	ترک ابلہ کو مسلمان نے کیا	زیر لب لاحول کہتا چل دیا
گفت چون از جد و پندم وز جدال	در دل او بیش میزاید خیال	بولا میری جہد و کوشش پند سے	بس خیال اسکے بہت دلمین بسے
پس ره پند و نصیحت بسته شد	امر اعرض عنهم پیوسته شد	واستہ پند و نصیحت کا رکا	امر اعرض عنهم وارد ہوا
چون دوایت می فزاید درد پس	قصه با طالب بگو بر خوان عبس	ہوا دوا سے تجکو افزون درد بس	قصہ طالب سے کہو اور پڑھ عبس
چونکه اعمی طالب حق آمده است	بهر فقر او نشاید سینه خست	حق کا طالب اک اندھا آیا جو	فقر کی خاطر نہ دل خستہ کرو

ف۱ باطلون کو الخ۔ اشعر باطلون کو کون کھینچے باطل کیونکہ جنس کو جنس ہی کھینچتی ہے اور کب گاؤ شیر کی طرف جاتا ہے گرگ کیونکر یوسف پر عشق لائے لیکن سوائے مکر کے کہ اسکو کھائے گرگ پن سے چھٹے اور محرم بنے مانند سگ کہف کے ایک بنی آدم بنے آگے مثال ہے دیکھا جو ابوبکر نے احمد سے جو سچائی تو کہا یہ نہیں ہے منہ جھوٹ کہنے والا جو ابوجہل اہل درد سے نہ تھا کب شق القمر پر یقین اسے ہوا ایسا دردمند کہ وہ ظاہر ہوا ہمنے حق تو چھپایا ولیکن ظاہر ہو گیا اور وہ جاہل کہ اسکو درد نہ تھا جس قدر اسکو دکھلایا مگر نہ دیکھا آئینہ صاف دل کا ہو کہ اس مین صورت بد نیک سے جدا جانے یعنے جس کو حقیقت روح کی کھل گئی وہ اس کی طرف مثل ابوبکر صدیق کے راغب ہوا اور جس کو نہ کھلی وہ مانند ابوجہل کے منکر ہوا بس درد دل مین چاہیے کہ روح و نفس مین اسکو فرق معلوم ہو نہ مثل مرد مغرور ریچھ کے دربلا گرفتار ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ ترک ابلہ الخ ہم شعر اس مسلمان نے مرد ابلہ کو چھوڑا جو زیر لب لاحول کہتا چلدیا اور کہا کہ میری بحث و کوشش و نصیحت سے اسکے دلمین بہت خیال پیدا ہوئے راستہ پند و نصیحت کا بند ہوا اور حکم وارد ہوا کہ روگردانی کرو تم ان سے تجکو دوا سے درد زیادہ ہو بس قصہ طالب سے کہو اور پڑھ عبس و تولی یعنی ترش رو کیا اپنے کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اور منہ پھیرا قصہ اس کا یہ ہے کہ ایک روز جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوت صنادید قریش مین مشغول تھے کہ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے آئے و عرض کی یا رسول اللہ مجھے تعلیم کرو جو کہ تعلیم کی اللہ نے تم کو بس حضرت انکے دخل معقول ہونے سے ترش رو ہوئے کہ عبداللہ باہر مایوس ہو کر چلے گئے کہ آیت مذکور حضور پر نازل ہوئی از بحر العلوم چنانچہ مولانا اسی قصہ کو آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ف۳ حق کا طالب الخ ۵ شعر ایک بینا حق کا طالب جو آیا واسطے فقر کے اسکو دل خستہ نہ کر تجھکو امرائے لعین کا خیال ہے تاکہ علم مجھ سے سیکھین اہل قال ای احمد تو نے جانا کہ قوم شاہونکی سنکر خوش ہوکر شاید سردار ہوون دین کے اور خوش رہین کہ عرب کے سردار و سردار ہیں تاکہ یہ شہرت ہو پہنچے بصرہ اور تبوک کو کیونکہ آدمی اور دین بادشاہ اپنے کے ہوتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۴ روگردانی کرو ان سے ۱۲

توحریصی بر رشاد مہتران / تا بیاموزند علم از سروران
احمدا دیدی کہ قومی از ملوک / مستمع گشتند گشتی خوش کہ بوک
این رئیسان یار دین گردند خوش / بر عرب اینہا سرند و بر حبش
بگزرد این صیت از بصرہ و تبوک / زانکہ الناس علی دین الملوک
زین سبب تو از ضریر مہتدی / رو بگردانیدی و تنگ آمدی
کاندرین فرصت کم افتد این مناخ / تو ز یارانی و وقت تو فراخ
مزدحم میکردیم در وقت تنگ / این نصیحت میکنم نی خشم و جنگ
احمدا نزد خدا این یک ضریر / بہتر از صد قیصرست و صد وزیر
یاد الناس معادن ہین بیار / معدنی باشد فزون از صد ہزار
معدن لعل و عقیق مکتبس / بہتر است از صد ہزاران کان مس
احمدا اینجا ندارد مال سود / سینہ باید پر ز عشق و درد و دود
اعمی روشن دل آمد در مبند / پند او را دہ کہ حق اوست پند
گر دو سہ ابلہ ترا منکر شوند / تلخ کی گردی چو ہستی کان قند
گر دو سہ احمق ترا تہمت نہند / حق برای تو گواہی میدہد
گفت از اقرار عالم فارغم / آنکہ حق باشد گواہ او را چہ غم
گر خفاشی را ز خورشیدی خوریست / آن دلیل آمد کہ آن خورشید نیست
نفرت خفاشگان باشد دلیل / کہ منم خورشید تابان جلیل

تجکو ہی امرا کی تسکین کا خیال / تا کہ سیکھیں علم مجھ سے اہل قال
جانا تو نے احمدا قوم شہان / خوش ہوئے سنکر کہ شاید سروران
یار ہو دین دین کے اور خوش ہین / کہ عرب کے سرور و سرور ہین
پہونچے یہ آواز بابصرہ تبوک / کیونکہ الناس علی دین الملوک
اس سبب[1] تجھ سے وہ اندھا ملتجی / پھر گیا بس تنگ ہو کر منھ ابھی
ایسا موقع کم یہ فرصت مین پڑے / تو ہی یار اور وقت تیرے ہین بڑے
ہے ہجوم اب مجھپہ اندر وقت تنگ / پند کرتا ہون نہین مین خشم و جنگ
احمدا اندھا یہ ہے پیش خدا / سو وزیر اور بادشاہون سے بڑا
یاد الناس معادن کو تو کر / معدنی ہوتا ہی بہتر سب سے زر
لعل اور یاقوت کی بہتر ہی کان / بس ہزاران کان مس سے رکھ تو کان
احمدا[2] رکھتا نہین یان مال سود / چاہیے سینہ مین عشق و درد و دود
آیا روشن دل ہی اندھا در مبند / پند کر اسکو کہ ہے حقدار پند
گر ہون منکر تجھ سے ابلہ خود پسند / تلخ تو کب ہو کہ ہی تو کان قند
تجھپہ تہمت ایک دو احمق رکھے / حق گواہی دیوے تیرے واسطے
بولے کیا انکار عالم سے الم / جسکا حق ہووے گواہ کیا اسکو غم
نفع گر خفاش لے خورشید سے / ہے دلیل اسکی نہ وہ خورشید ہے
نفرت خفاشگان ہووے دلیل / کہ مین ہون خورشید تابان و جلیل

[1] اس سبب سے الخ شعر اس سبب سے وہ اندھا ملتجی تجھ سے پھر گیا بس تنگ ہو کر فرصت مین ایسا موقع کم پڑے تو یار ہے اور وقت تیرا بڑا ہے تنگ وقت مین اب مجھ پر ہجوم ہے مین تجھے نصیحت کرتا ہون غصہ نہین ہوتا ہون اے احمد یہ اندھا نزدیک خدا کے سو وزیر و بادشاہ سے بہتر ہے تو یاد کر کہ آدمی معدن ہے اور زر معدنی بہتر ہوتا ہے سب سے آگے مثال ہے لعل و یاقوت کی کان بہتر ہے ہزارون کان مس سے تو کان رکھ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] احمدا الخ شعر اے احمد یہان مال فائدہ نہین رکھتا ہے سینہ مین چاہیے عشق و سوز و درد اندھا در مبند روشن دل آیا ہے اُس کو نصیحت کر کہ حقدار نصیحت ہے اگر ابلہ خود پسند تجھ سے منکر ہون تو تلخ کب ہو کہ وہ کان قند ہے ایک دو احمق تجھ پر تہمت رکھے حق تیرے واسطے گواہی دیوے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا انکار عالم سے کیا الم ہے جس کا حق ہووے گواہ اُس کو کیا غم ہے آگے مثال ہے اگر خفاش نفع خورشید سے لے اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ خورشید نہین ہے نفرت خفاش کی دلیل ہووے کہ مین خورشید تابان ہون دلیل دن کی یعنے حضرت نے فرمایا کہ انکار عالم سے مجھے رنج نہین ہے کیونکہ جس خورشید سے خفاش کو نفع ہو وہ خورشید نہین بلکہ وہ خورشید ہے کہ جس سے خفاش کو نفرت ہو پس منکرون کا انکار میرے واسطے بہتر ہے چنانچہ اس کی مثال دوسری آگے ہے فافہم ۱۲ [3] آدمی اوپر دین بادشاہ اپنے کے ہین ۱۲۔

گر گلابی را جعل راغب شود — آن دلیل ناگلابی می بود
گر شود قلبی خریدار محک — در محکی اش در آید نقص و شک
دزد شب خواند نہ روز این ایدان — شب نیم روزم کہ تابم در جہان
فارقم فاروقیم غربیل وار — تا کہ کاہ از من نمی یابد گذار
آرد را پیدا کنم من از سبوس — تا نمایم این نقوش ست آن نفوس
من چو میزان خدایم در جہان — وا نمایم ہر سبک را از گران
گاؤ را داند خدا گوسالۂ — خر خریدارے و در خور کالۂ
من نہ گاوم تا کہ گوسالہ ام خرد — من نہ خارم کاشترے از من چرد
او گمان دارد کہ بر من جہل کرد — بلکہ از آئینہ من روفت گرد

گیڑا[1] گوبر کا اگر چاہے گلاب — ہے دلیل اُسکی نہ وہ خود ہے گلاب
کھوٹا نہ رچاہے کسوٹی کو اگر — ہے کسوٹی پن مین نقصان و ضرر
چور شب چاہے نہ دن تو اسکو جان — شب نہین مین دن ہون چمکاؤ جہان
فرق مین کرتا ہون چھلنی کی مثال — بھوسی تا آٹے سے دیتا ہون نکال
کر دون آٹے کو مین بھوسی سے عیان — تا دکھاؤن نفس اور نقش جہان
مین[2] جہان مین ہون چو میزان خدا — مین کرون ہلکے کو بھاری سے جدا
جانتا گوسالہ رب ہے گاؤ کو — خر کو جانے جو خریدار اُسکا ہو
مین نہین ہون گاؤ تا گوسالہ لے — خار نے ہون اونٹ تا مجکو چرے
وہ گمان رکھے ستم مجھ پر کیا — بلکہ آئینہ کیا میرا صفا

تملق دیوانہ با جالینوس و وہم کردن جالینوس

تملق کرنا دیوانہ کا جالینوس سے اور وہم کرنا جالینوس کا

گفت جالینوس با اصحاب خود — مر مرا تا آن فلان دارو دہید
پس بدو گفت آن یکے کای ذوفنون — این دوا خواہند از بہر جنون
دور از عقل تو این دیگر مگو — گفت در من کرد یک دیوانہ رو
ساعتے در روئے من خوش بنگرید — چشمکم زد و آستینے بر درید
گر نہ جنسیت بدی در من ازو — کے رخ آوردے بمن آن زشت رو

بولا[3] جالینوس اپنے یار سے — وہ دوا لا جلد اور تو مجکو دے
ایک نے اس سے کہا اے ذوفنون — یہ دوا ہے واسطے دفع جنون
دور تیری عقل سے مت کہہ یہ تو — بولا اک دیوانہ آیا میرے سو
ایک ساعت اُس نے منہ دیکھا مرا — آنکھ ماری آستین کو شق کیا
جنسیت[4] اُس سے اگر مجھ مین نہ تھی — کیون توجہ میری جانب اُسنے کی

[1] کیڑا الخ ۱۵ شعر اگر گوبر کا کیڑا گلاب چاہے اسکی دلیل ہے کہ وہ خود گلاب نہیں ہے اگر کھوٹا زر کسوٹی چاہے بس کسوٹی پن مین اسکے نقصان ہے اگر چور شب چاہے دن تو اُسکو جان کہ مین شب نہیں دن ہون کہ جہان روشن کردون مین فرق کرنیوالا ہون مانند چھلنی کے کہ تا بھوسی آٹے سے جدا کرون مین آٹے کو بھوسی سے ظاہر کردون تا دکھاؤن نفس اور نقش جہان کو یعنی دکھاؤن کہ دین حق و باطل کو علیحدہ علیحدہ کر دیتا ہون اور اچھے و بُرے کو جدا جدا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] مین جہان مین الخ ۴ شعر مین جہان مین میزان خدا ہون مین کرتا ہون ہلکے کو بھاری سے جدا آگے مثال ہے گوسالہ رب جانتا ہے گاؤ کو خر وہ جانے جو خریدار خر کا ہو مین گاؤ نہین تا کہ گوسالہ مجھے لے مین خار نہین ہون کہ اونٹ مجھے چرے وہ گمان رکھتا ہے کہ اُس نے مجھ پر ستم کیا بلکہ میری آئینہ کو اُس نے صفا کیا یعنی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہین کہ مین میزان ہون و ہلکے بھاری کو جدا جدا کر دیتا ہون اسواسطے ناقص مجھ سے متنفر ہین و ناقص کو رغبت ناقص کے ساتھ ہوا کرتی ہے اور مجھ پر اُسکا ستم باعث نفع ہے گو بظاہر وہ مجھ پر ستم کرتے ہین جیسے دیوانہ جالینوس کے ساتھ تملق کرتا تھا چنانچہ قصہ اسکا آگے مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [3] بولا جالینوس الخ ۴ شعر جالینوس نے اپنے یار سے کہا کہ وہ دوا لا جلد مجھے دے ایک نے اُس سے کہا کہ اے دانا یہ دوا واسطے دفع جنون کے ہے دور تیری عقل سے یہ تو مت کہہ کہ ایک دیوانہ میری طرف آیا ایک ساعت اُس نے میرا منھ دیکھا آنکھ ماری اور میری آستین پھاڑی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [4] جنسیت الخ ۱ شعر اگر جنسیت مجھ مین اس مین نہ تھی کیونکر توجہ اس نے میری طرف کی اگر مجکو جنس نہ پاتا وہ کب آتا و غیر جنس اپنے سے کب کوئی ملتا ہے آگے مثال ہے جو کہ دو شخص باہم ملین بے شبہہ اُن کے درمیان قدر اشتراک ہوتا ہے مرغ بغیر جنس اپنے کے کب اُڑے صحبت ناجنس کی گور کی مانند ہے یعنے جالینوس نے دیوانہ کے لپٹنے سے خود کو دیوانہ جانا کہ بغیر جنسیت کے کوئی کسی سے کب مشترک ہوتا ہے چنانچہ اس کی مثال مین قصہ زاغ و لکلک کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ -

گر ندیدے جنس خود کے آمدے ۔ کے بغیر جنس خود را بر زدے
چون دو کس برہم زنند بی ہیچ شک ۔ درمیان شان ہست قدر مشترک
کے پریدے مرغ جز با جنس خود ۔ صحبت ناجنس گورست و لحد

آتا کب گر ہم جنس نے پایا مجھے ۔ غیر جنس اپنے سے کوئی کب ملے
جو کہ دو باہم ملین بے شبہہ و شک ۔ درمیان اُنکے ہی قدر مشترک
مرغ کب بے جنس اپنے کے اڑے ۔ صحبت ناجنس مثل اک گور کے

سبب پریدن و چریدن مرغے کہ مرغ دیگر ہمجنس او نہ بود

سبب اُڑنے و چرنے ایک مرغ کا ساتھ اُس مرغ کے کہ وہ ہمجنس اس کا نہ تھا

آن حکیمے گفت دیدم در تگے ۔ در بیابان زاغ را در لکلکے
در عجب ماندم بجستم حال شان ۔ تا چہ قدر مشترک یابم نشان
چون شدم نزدیک حیران و دنگ ۔ خود بدیدم ہر دو آن بود ند لنگ
خاصہ شہبازی کہ او عرشی بود ۔ با یکے جغدے کہ او فرشی بود
آن یکے خورشید علیین بود ۔ وین یکے کرمے کہ بر سرگین بود
آن یکے یوسف رخی عیسیٰ نفس ۔ وین دگر کرمے دیا خر یا خرس
آن یکے پران شدہ در لامکان ۔ وین یکے در کاہدان ہمچون سگان
آن یکے سلطان عالی مرتبت ۔ وین یکے در گلخنے در تعزیت
آن یکے خلقے ز اکرامش خجل ۔ وین دگر از بینوائی منفعل
آن یکے سرور شدہ ز اہل زمان ۔ وین وگرد ر خاک خواری بس نہان
بلبلان را جائے می زیبد چمن ۔ مر جعل را در چمین خوشتر وطن
با زبان معنوی گل با جعل ۔ این ہمی گوید کہ اے گندہ بغل
گر گریزانی ز گلشن بے گمان ۔ ہست آن نفرت کمال گلستان

[۱] وہ حکیم اب بولا دیکھا مین نے ہے ۔ ساتھ تھی جنگل مین لکلک زاغ کے
ہو کے حیران میں ڈھونڈھا اُنکے حال کو ۔ اُنکی تا شرکت کا سبب معلوم ہو
جو گیا نزدیک مین حیران و ہان ۔ دیکھا لنگڑا مین نے دونونکو عیان
خاص وہ شہباز کہ عرشی ہو وہ ۔ ساتھ اک الو کے جو فرشی ہو وہ
ایک وہ خورشید علیین کا ہو ۔ ایک یہ کیڑا کہ بس سرگین کا ہو
ایک وہ یوسف رخ و عیسیٰ نفس ۔ ایک یہ کیڑا او یا خر یا خرس
[۲] ایک وہ کرتا ہے سیر لامکان ۔ ایک یہ گھورے پہ ہے مثل سگان
ایک وہ سلطان عالی مرتبا ۔ ایک یہ گلخن مین با حال تبا
ایک وہ بخشش سے خلق اسکی خجل ۔ ایک یہ افلاس سے ہی منفعل
ایک وہ ہے سرور اہل زمان ۔ ایک یہ ہے گرد خواری مین نہان
بلبلون کو زیب ہے جائے چمن ۔ آئے خوش کیڑون کو گوبر کا وطن
پھول کیڑون کو زبان حال سے ۔ یہ کہے کہ اے نجاست کے بھرے
تو اگر گلشن سے بھاگے بیگمان ۔ وہ تنفر ہے کمال گلستان

[۱] وہ حکیم الخ یعنی شعر اُس حکیم نے کہا کہ مین نے دیکھا ہے جنگل مین ساتھ زاغ کے لک لک بھی حیران ہو کر اُن کے حال کو ڈھونڈھا تاکہ اُنکی شرکت مجھے معلوم ہوئے جب کہ مین حیران اُنکے نزدیک گیا مین نے لنگڑا ان دونون کو ظاہر ا دیکھا آگے حقائق اُس کے ہین خاص کر وہ شہباز کہ عرشی ہو ساتھ ایک الو کے جو فرشی ہو یعنی روح کا ساتھ نفس امارہ کے شریک ہونا اس پیرایہ مین مولانا فرماتے ہین ایک کہ خورشید علیین کا ہو ایک کیڑا گوبر کا ایک وہ کہ یوسف و عیسیٰ نفس ہو ایک یہ کیڑا یا خر یا خرس ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] ایک وہ کہ الخ شعر ایک وہ کہ کرتا ہے سیر لامکان کی ایک یہ گلخن پر بحال تباہ ہے ایک وہ کہ سلطان عالی مرتبہ ہے ایک یہ ہے کہ بخشش سے اس کی خلق خجل ہے ایک یہ کہ افلاس سے منفعل ہے ایک وہ کہ سردار ہے اہل زمانہ کا ایک یہ کہ گرد خواری مین پوشیدہ ہے چمن بلبلون کو زیب دیتا ہے اور کیڑون کو وطن گوبر کا خوش آتا ہے کیڑے کو زبان حال سے گل یہ کہے کہ اے نجاست کے بھرے اگر تو گلشن سے بیگمان بھاگے وہ تیرا تنفر کمال گلستان کا ہے یعنی نفس کو روح سے ملنا نقصان روح کا ہے اور نفس کا متنفر ہونا کمال روح ہے چنانچہ عارفون کا نفس اُن کی روح سے بیزار رہتا ہے اور جس کا نفس روح سے خوش ہو جان لو کہ روح اُسکی ناقص ہے باقی آئندہ حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

غیرت من بر سر تو دور باش	میزندکاے خس ازین رد دور باش	[1] میری غیرت مارے چوب دور باش	سر پے تیرے کہ ہو دور اے بدمعاش
دربیامیزی تو بامن اے دنی	این گمان آید کہ از کان منی	اور اگر مجھ سے ملے تو آن کے	یہ گمان ہو کہ مرا ہم جنس ہے
گرد رآمیز وز نقصان من است	زانکہ پندارند کہ زان من است	گر ملے تو مجھ سے ہے نقصان مرا	کیونکہ جانے ملک تو میرا ہوا
گرد رآمیز دمبن آن زہرناک	موش و دریا باشد و ماہی و خاک	مجھ سے گر آکر ملے وہ زہرناک	موش و دریا ہووے اور مچھلی و خاک
حق مرا چون از پلیدی پاک داشت	چون سزد بر من پلیدے را گماشت	پاک حق نے جو پلیدی سے کیا	پس پلیدی کیسی مجھ پر ہو روا
یک رگم ز ایشان بد و آن را برید	در من آن بد رگ کجا خواہد رسید	مجھ مین اک رگ انکی تھی وہ کاٹ دی	کیسے بد رگ مجھ مین اب وہ آئیگی
یک نشان آدم آن بود از ازل	کہ ملایک سر نہندش از محل	[2] اک نشان آدم کا تھا وہ جان لے	کہ فرشتے سجدہ کرتے تھے اُسے
یک نشان دیگران کہ آن بلیس	ننہدش سر کہ منم شاہ و رئیس	اک نشان تھا اور وہ کہ وہ بلیس	نے کیا سجدہ کہ مین ہی ہون رئیس
پس اگر ابلیس ہم ساجد شدے	او نبودے آدم او غیرے بود	کرتا اگر ابلیس بھی سجدہ اُسے	وہ نہ آدم ہوتا ہوتا غیر سے
ہم سجود ہر ملک میزان اوست	ہم جحود آن عدو برہان اوست	اُسکے ہر سجدہ ملک میزان ہے	اُسکی انکار عدو برہان ہے
ہم گواہ اوست اقرار ملک	ہم گواہ اوست کفران سگک	ہم گواہ اُسکا ہے اقرار ملک	ہم گواہ اُسکا ہی اُس کافر کا شک
این سخن پایان ندارد باز گرد	تا چہ کرد آن خرس با آن شیر مرد	بوٹ تب بے انتہا یہ بات ہے	کیا کیا پھر مرد سے اُس ریچھ نے

تتمہ قصہ آن مرد مغرور بروفاے خرس

باقی قصہ اُس مرد کا مغرور اوپر وفا ریچھ کے تھا

شخص خفت و خرس میراندش مگس	وز ستیز آمد مگس زو باز پس	[3] مرد سویا ریچھ جھلتا مکھیان	ضد سے مکھی بار بار آتی وہان
چند بارش راند از روے جوان	آن مگس پس باز می آید دوان	چند بار اُسکو اُڑایا ریچھ نے	پھر وہ منہ پر آکے بیٹھی مرد کے

سلہ میری غیرت الخ شعر میری غیرت چوب دور باش مارے تیرے سر پر کہ اے بدمعاش تو دور ہو اور اگر تو مجھ سے آن کر ملے یہ گمان ہو کہ میرا ہم جنس ہے اگر مجھ سے آن کر ملے نقصان ہے کیونکہ جانے تو کہ میرا ملک ہوا اگر مجھ سے ملے وہ زہرناک موش و دریا ہووے اور مچھلی و خاک حق نے پاک جو پلیدی سے کیا پس پلیدی مجھ پر کیسے روا ہو مجھ مین اک رگ اُن کی تھی وہ کاٹ ڈالی بد رگ اب کیسے مجھ مین آملے گی یعنے روح کہتی ہے کہ اگر نفس مجھ سے آکے ملے اُسکو نقصان ہے جیسے موش کو آب مین اور مچھلی کو خاک مین اور جو مجھ مین اشتراک نفس سے ایک رگ پلیدی دنیا کی تھی وہ مین نے کاٹ ڈالی کہ تا مجھ مین نہ آسکے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اک نشان الخ ۲ شعر اک نشان وہ آدم کا تھا تو جان لے کہ فرشتے اُسے سجدہ کرتے تھے ایک نشان اور وہ تھا کہ ابلیس نے سجدہ نہ کیا کہ مین خود رئیس ہون یعنی آدم مین ایک نشان عقل کا تھا کہ اُس جنسیت سے فرشتون نے اُنھین سجدہ کیا اور دوسرا نشان یہ کہ خودی نہ رکھتے تھے کہ اس سبب شیطان متنفر ہوا اگر ابلیس بھی سجدہ کرتا آدم نہ ہوتا غیر سے ہوتا ہر ایک سجدہ ملک میزان اُسکی ہے انکار عدو برہان اُس کی ہے اقرار ملک کا بھی گواہ اُسکا ہے اور رشک کا بھی گواہ اسکا ہے تو لوٹ یہ باب بے انتہا ہے کہہ کہ کیا کیا اُس مرد سے ریچھ نے یعنی جس روح مین جنسیت نفس امارہ کی ہے نفس اُس سے رغبت رکھتا ہے اور جس مین نہین ہے نفس اُس سے بیزار ہے پس غیر مرد کا ریچھ سے ملنا خالی جنسیت سے نہین چنانچہ باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مرد سویا الخ ۲ شعر مرد سویا اور ریچھ مکھیان جھلتا تھا اور ضد سے مکھی بار بار آتی تھی ریچھ نے چند بار اُسکو اُڑایا پھر وہ منہ پر مرد کے آکر بیٹھی ریچھ بھی غصہ ہو کر گیا اور کوہ پہ سے ایک پتھر اُٹھا کر لایا پس مکھی وہان بیٹھی تھی یا کہ منہ پر اُس خفتہ کے مکان رکھتی ہے اُس پتھر کو مکھی پر اُٹھا کر مارا کہ مکھی اُسمین فنا ہو پتھر نے منہ کو پارہ پارہ کر دیا اُس مثل کو عالم مین مشہور کیا یعنی دوستی احمق کی وبال جان ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

خشمگین شد با مگس خرس و برفت
بر گرفت از کوہ سنگی سخت زفت

سنگ آورد و مگس را دید باز
بر رخ خفتہ گرفتہ جاے ساز

بر گرفت آن آسیا سنگ و بزد
بر مگس تا آن مگس واپس خزد

سنگ روئے خفتہ را خشخاش کرد
وین مثل بر جملہ عالم فاش کرد

مہر ابلہ مہر خرس آمد یقین
کین او مہرست و مہر اوست کین

عہد او سست است ویران و ضعیف
گفت او زفت و وفاے او نحیف

گر خورد سوگند ہم باور مکن
بشکند سوگند مرد کژ سخن

چونکہ بے سوگند گفتش بد دروغ
تو میفت از مکر سوگندش بدوغ

نفس او میرست و عقل او اسیر
صد ہزاران مصحفش خود خوردہ گیر

چونکہ بے سوگند پیمان بشکند
گر خورد سوگند او بدتر کند

زانکہ نفس آشفتہ تر گردد ازان
کہ کنی بندش بہ زنجیر گران

چون اسیری بند بر حاکم نہد
حاکم آنرا بردرد بیرون جہد

بر سرش کوبد ز خشم آن بند را
میزند بر روے او سوگند را

تو ز اوفوا بالعقودش دست شو
احفظوا ایمانکم با او مگو

ہر کہ او گوید بہ نزد ما دروغ
در نگیرد گفت سوگندش فروغ

وانکہ داند عہد ہا کہ می کنند
تن کند چون تار و گرد او تنند

غصہ ہو کر ریچھ مکھی پر گیا
کوہ پر سے لایا پتھر وہ اُٹھا

لایا پتھر دیکھی مکھی پھر وہان
منھ پر اُس خفتہ کے رہتی ہی مکان

مارا اُس پتھر کو مکھی پر اُٹھا
تا کہ مکھی اُسکے اندر ہو فنا

پارہ پارہ منھ کو پتھر نے کیا
اُس مثل کو فاش عالم پے کیا

مہر ابلہ مہر ریچھ اک ہے یقین
کینہ اُسکا مہر و مہر اُسکی ہی کین

عہد اُس کا سست ہے اور ہے ضعیف
ہے قوی قول اور وفا اسکی نحیف

گر قسم کھائے تو مت کر اعتبار
لاف گو توڑے قسم کو ایک بار

بے قسم اُس نے کہا جو جھوٹ تھا
تو قسم سُن کر نہ لے سر پہ بلا

نفس اُسکا حاکم عقل اُسکی اسیر
سیکڑون قرآن وہ کھائے ہی شریر

بے قسم کھائے وہ پیمان توڑ دے
گر قسم کھائے تو وہ بدتر کرے

کیونکہ نفس اُس سے زیادہ ہو خفا
بند بھاری مین اُسے رکھے پھنسا

جیسے قیدی قید حاکم پر رکھے
حاکم اُسکو توڑے اور جلدی چھٹے

سر پے مارے خشم سے اُس بند کو
مارے منھ پے اُسکے وہ سوگند کو

ہاتھ اوفوا بالعقودش سے تو دھو
احفظوا ایمانکم کو مت کہو

جو وہ کہتا ہے مین جانون ہو دروغ
کس طرح اُسکی قسم پائے فروغ

جانے وہ کہ عہد کرتا کس سے ہے
تار سا تن کو کرے اُس پر تنے

ف محبت احمق کی محبت ریچھ کی ہے اور کینہ اُس کا محبت اور محبت اُس کی کینہ ہے اقرار اُس کا سُست و ضعیف ہے قول قوی اور وفا اس کی نحیف ہے اگر وہ قسم کھائے تو اُس کا اعتبار نہ کر خلاف کر قسم کو ایک بار توڑے بے قسم اُس نے جو جھوٹ کہا تھا تو مکرر قسم سے بلا مین مت پڑ کیونکہ نفس اُس کا حاکم اور عقل اُس کی اسیر ہے سیکڑون قرآن سر پہ اُٹھاتا ہے بغیر قسم کھائے گر وہ پیمان توڑتا ہے اگر قسم کھائے تو بدتر کرتا ہے کیونکہ اُس سے زیادہ خفا ہووے اور بھاری قید مین اُسے پھانسے یعنے احمق کا فعل ریچھ کا ہے کہ جو عہد کرتا ہے توڑتا ہے کیونکہ اُس کا نفس طالب ہے اگر قسم کھا کر بد عہدی کرے تو اور سوا برا کرے پس بد عہد کی قسم کا کیا اعتبار ہے اگر قسم کھا کر وہ عہد کرے تو نفس اُس کو زیادہ قید مین پھنسائے چنانچہ اس کی مثال آگے ہے فافہم ۱۲ منہ جیسے الخ ۵ شعر جیسے ایک قیدی حاکم پر قید رکھے اور حاکم اُس قید کو جلد توڑ ڈالے اور اُس قید کو اُس کے سر پر مارے اسی طرح اسی طرح نفس اُس قسم کو اُس کے منھ پر مارے اور کہے کہ چھوڑ اوفوا بالعقود کو یعنی وفا کرو تم عہد کی اور مت کہو احفظوا ایمانکم کو یعنی نگاہ رکھو تم قسمون کو اپنی جو وہ احمق کہتا ہے مین دروغ جانتا ہون اسکی قسم پھر کس طرح فروغ پائے پس یہ بات وہ شخص جانتا ہے کہ عہد کس سے کرتا ہے اور تار کے مانند اپنا جسم اُس پر تنتا ہے یعنے عارف کو چاہیئے کہ جو مرشد سے عہد کرے تو اس سے ایفاے عہد مین کوشش کرے اور خود کو ریاضت سے مانند تار کے کرے ولیکن بد عہدی نہ کرے کہ آفت و وبال اُس کا نہ آئے جیسے ایک اصحاب نبی بسبب گستاخی کے آفت بیماری مین پڑا اور حضور نے اُسکی عیادت کو جا کر اُس بلا سے نجات دی چنانچہ وہ قصہ آگے مثال مین بیان فرماتے ہین۔

رفتن رسول خدا بعیادت صحابی رنجور و فائدۂ آن

از صحابه خواجهٔ بیمار شد   واندر آن بیماری چون تار شد
مصطفیٰ آمد عیادت سوی او   چون همه لطف و کرم بد خوی او
در عیادت رفتن تو فائده است   فائدهٔ آن باز با تو عائده است
فائده اول که آن شخص علیل   بو که قطبی باشد و شاه جلیل
چون تو چشم دل نداری ای عنود   که نمیدانی تو هیزم را ز عود
چونکه گنجی هست در عالم مرنج   هیچ ویران را مدان خالی ز گنج
قصد هر درویش میکن از گزاف   چون نشان یابی بجد میکن طواف
چون ترا آن چشم باطن بین نبود   گنج می پندار اندر هر وجود
ور نباشد قطب یار ره بود   شه نباشد فارس اسپه بود
پس صلهٔ یاران ره لازم شمار   هر که باشد گر پیاده در سوار
ور عدو باشد هم این احسان نکوست   که باحسان بس عدو گشتست دوست
ور نگردد دوست کینش کم شود   زانکه احسان کینه را مرهم شود
بس فوائد هست غیر این ولیک   از درازی خائفم ای یار نیک
حاصل این آمد که یار جمع باش   همچو بتگر از حجر یاری تراش

جانا حضرت رسول خدا کا واسطے عیادت بیمار صحابی کے اور فائدہ اُس کا

اک[۱] ہوے بیمار اصحاب نبیؐ   تن ہوا مانند تار اُن کا سبھی
مصطفیٰ اُنکی عیادت کو گئے   جو کہ تھا لطف و کرم عادات سے
پس عیادت مین ہے تجکو فائدہ   فائدہ تجھپر پھرے ہے قاعدہ
فائدہ اول کہ وہ شخص علیل   ہووے شاید قطب اور شاہ جلیل
جو نہین تو چشم باطن کور رکھے   کہ نہین جانے تو لکڑی عود سے
گنج ہے عالم مین کچھ مت کر تو رنج   رکھتا ہی ہر ایک بس ویرانہ گنج
ڈھونڈھ ہر درویش کو تو جابجا   جب پتا پائے تو کوشش کر کے جا
چشم باطن مین نہین ہے جو تجھے   جان تو ہر جسم مین اک گنج ہے
گر نہ[۲] ہووے قطب رہ کا یار ہوئے   شہ نہووے گر تو شہ اسوار ہو
سالکان راہ سے تیار رہو   کوئی ہو پیادہ ہو یا اسوار ہو
گر ہو دشمن بھی تو یہ احسان کر   دوست ہو احسان سے دشمن بتر
گر نہووے دوست تو کینہ ہو کم   کیونکہ احسان کینہ کا مرہم اتم
فائدے اسکے سوا از بس ہین لیک   طول سے ڈرتا ہون مین اے یار نیک
ہے یہ حاصل جمع کا ہو یار باش   مثل بت گر یار پتھر سے تراش

۱ اک ہوے الخ۔ شعر ایک اصحاب نبی بیمار ہوے اور اُن کا بدن مثل تار کے ہوا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انکی عیادت کو گئے جو کہ لطف و کرم عادت سے تھا آگے اسکے حقائق ہین تجکو عیادت مین بہت فائدہ ہے اور فائدہ تجھپر پھرے یہ قاعدہ ہے فائدہ اول یہ ہی کہ وہ شخص بیمار شاید قطب بزرگ ہو تو چشم باطن جو نہین رکھتا ہے کہ لکڑی کو عود سے نہین جانتا ہے کیونکہ گنج عالم مین ہے اور تو رنج مت کر کہ ہر ایک ویرانہ گنج رکھتا ہے تو ڈھونڈھ ہر ایک درویش کو جابجا اور کوشش کر کے جا جب تو پتا پائے جو تجھے چشم باطن بین نہین ہی ہر جسم مین تو ایک گنج جان یعنی اولیاء اللہ جسم انسانون مین پوشیدہ ہین پس تو ہر فرد بشر پر گمان اولیا کا رکھ کہ تا تجھے اولیاء اللہ ملے ورنہ بسبب غفلت و بے تعظیمی کے مواخذہ گستاخی مین تو پڑے پس بہر کیف ساتھ ہر ایک کے یہ تواضع و مدارات مین آگہ نفع ہے چنانچہ باقی اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ گر نہ ہووے الخ۔ شعر اگر قطب نہ ہووے راہ کا یار ہووے اگر شاہ نہووے شاہ کا پیادہ ہووے سالکان راہ سے تو ملتا رہ کوئی ہو سوار یا پیادہ ہو یعنی تو ہر ایک سے ملتا رہ خواہ وہ کامل ہو یا ناقص ہو اگر دشمن بھی ہووے تو اس سے بھی یہ احسان کر کہ وہ دوست ہووے احسان سے اگر دوست نہ ہووے تو کینہ کم ہو کیونکہ احسان مرہم ہے کینہ کا اور فائدے اس سے از بس سوا ہین لیکن مین ڈرتا ہون طول سے حاصل یہ ہے کہ تو مجمع کا یار رہ اور بت گر کے مانند پتھر کے یار تراش کیونکہ جرگہ اور انبوہ قافلہ رہزنون کو بھگاتا ہے راہ سے یعنے تو مرشد کو اختیار کر کہ عوائق نفسانی و خطرات سے بچے رہو کیونکہ صحبت اولیاء صحبت حق ہے چنانچہ اس صحبت کا حال آگے قصۂ موسیٰ مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

زانکہ انبوہ است وجمع کاروان	رہزنان را بشکند پشت سنان	کیونکہ جرگہ اور ہجوم کاروان	رہزنون کو کرتا ہی بس بے نشان

وحی کردن حقتعالے بموسیٰ کہ چرا بعیادت من نیامدی

وحی بھیجنا حقتعالے کا موسیٰ پر کہ کسواسطے ہماری عیادت کو نہیں آیا

آمد از حق سوے موسیٰ این عتیب	کاے طلوع ماہ دیدہ نور جیب	سوے موسیٰ حق سے آیا یہ عتیب	ای طلوعِ ماہ دیکھا نور جیب
مشرقت کردم ز نور ایزدی	من حقم رنجور گشتم نامدی	نور یزدان سے تجھے مشرق کیا	تو نہ آیا مین خدا بیمار تھا
گفت سبحانا تو پاکی از زیان	این چہ رمزست این بکن یا رب بیان	بولا اے حق تو زیان سے پاک ہے	رمز کیا ہی تو کہدے اب مجھے
باز فرمودش کہ در رنجوریم	چون نپرسیدی تو از روے کرم	پھر کہا کہ مین ہوا بیمار تھا	پوچھنا میرا نہ کیون تو نے کیا
گفت یا رب نیست نقصانی ترا	عقل گم شد این گرہ را برگشا	بولا یا رب تجکو کب نقصان ہے	عقل گم ہے بھید اسکا کھولدے
گفت آرے بندۂ خاص گزین	گشت رنجور او منم نیکش ببین	بولا سچ ہے خاص بندہ اک مرا	ہوگیا بیمار وہ مین ہی تو تھا
ہست معذوریش معذوری من	ہست رنجوریش رنجوری من	اسکی معذوری ہے معذوری مری	اسکی رنجوری ہے رنجوری مری
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا	او نشیند در حضور اولیا	ہمنشینی چاہے جو اللہ سے	اولیا کی وہ حضوری مین رہے
از حضور اولیا گر بگسلی	تو ہلاکی زانکہ جزوی نہ کلی	گر نہ ہو تو اولیا کا ہمنشین	تو مٹے گا کیونکہ جز ہے کل نہین
ہر کرا دیو از کریمان وا برد	بے کسش یابد سرش را او برد	دیو لیجائے کریمون سے جسے	بیکس اسکو پائے اور جان اسکی لے
یک بدست از جمع رفتن یک زمان	مکر شیطان باشد این نیکو بدان	جانا اک بالشت جرگہ سے اک آن	مکر شیطان اسکو ہووے خوب جان

جدا کردن باغبان صوفی و فقیہ و علوی را از ہم

جدا کرنا باغبان کا صوفی و فقیہ و شریف کو آپس سے

باغبانے چون نظر در باغ کرد	دید چون دزدان بباغ خود سہ مرد	باغبان نے باغ مین جو کی نظر	دیکھے اسنے تین چور اس جاے پر

سلہ سوے موسیٰ الخ شعر موسیٰ کی جانب حق کی طرف سے یہ عتاب آیا کہ اے طلوع ماہ تو نے نور جیب سے دیکھا نور حق نے تجکو مشرق کیا مین خدا بیمار تھا لیکن تو بیمار پرسی کے لیے نہ آیا موسیٰ نے کہا کہ اے خدا تو زیان سے پاک ہے اس مین کیا رمز ہے تو مجھ سے کہدے پھر حق تعالے نے کہا مین بیمار ہوا تھا تو میرے پوچھنے کو کیون نہین آیا کہا یا رب کب تجکو نقصان ہے عقل میری گم ہے اس کا بھید کھول دے حق نے کہا یہ سچ ہے میرا ایک خاص بندہ بیمار ہوگیا وہ مین ہی تو تھا اسکی معذوری میری معذوری ہے اسکی رنجوری میری رنجوری ہے یعنی خاصان حق حق ہین چنانچہ اس کے حقائق آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ ہمنشینی الخ ہر شعر جو کوئی ہمنشینی چاہے اللہ سے وہ اولیا کی حضوری مین رہے اگر تو اولیا کا ہمنشین نہ ہو تو ہلاک ہو کیونکہ تو جز ہے کل نہین ہے یعنی تو ابھی قطرہ ہے اور اپنے دریا مین واصل نہین ہوا ہے پس دیو جسکو کریمون یعنی مرشد سے لے جائے اُس کو بے کس ناچار پائے اور اُس کی جان لے اور ایک بالشت جرگہ سے جانا ایک ساعت وہ مکر شیطان ہے تو خوب جان لے یعنی حضوری مرشد سے دم بھر علیحدہ ہونا شیطان کا فریب جان کہ وہ تجکو بلا مین پھانسے گا پس اس حضوری مرشد سے مراد حضوری ظاہر و یا حضوری باطن ہے کہ بعیت مرشد شیطان کو نہین چھوڑتی اور جو کوئی مرشد سے ظاہر و باطن علحدہ ہوا اسکو دیو نے بلا مین پھانسا جیسے ایک باغبان نے تین چورونکو مارا چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ باغبان الخ ہر شعر باغ مین جو ایک باغبان نے نظر کی تین چور اُس نے ایک جا دیکھے ایک صوفی اور ایک فقیہ و ایک شریف اور ہر ایک شوخ اور فضول اور خفیف کہا کہ ان سب سے مجکو سو حجت ہے لیکن جمع ہین اور جمع رحمت ہے کیونکہ اب مین ان تینون پر غالب آؤن پہلے ایک ایک نفر کو جدا کردون جبکہ تنہائی ہو تو اُسکو سزا دون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

یک فقیہ و یک شریف و صوفیے / ہر یکے شوخے فضولے بوفیے
گفت با اینہا مرا صد حجت است / لیک جمع اند و جماعت رحمت است
بر نیایم یک تنہ با سہ نفر / پس ببرم شان نخست از یکدگر
ہر یکے را من بسوے افگنم / چونکہ تنہا شان کنم سر بر کنم
حیلہ کرد و کرد صوفی را براہ[1] / تا کند یارانش را با او تباہ
گفت صوفی را برو سوے وثاق / یک گلیم آور براے این رفاق
رفت صوفی گفت خلوت با دو یار / تو فقیہی وین شریف نامدار
ما بفتواے تو نانے می خوریم / ما بپرّ دانشت می پریم
وین دگر شہزادہ و سلطان ماست / سید است از خاندان مصطفٰےست
کیست آن صوفی شکمخوار خسیس / تا بود با چون شما شاہان جلیس
چون بیاید مر ورا پنبہ کنید / ہفتہ بر باغ و راغ من تنید
باغ چہ بود جان من آن شماست / اے شما بودہ مرا چون چشم راست
وسوسہ کرد و مر ایشان را فریفت / آہ کز یاران نمی باید شکیفت
چون برہ کردند صوفی را و رفت / خصم شد اندر پیش با چوب زفت
گفت اے سگ صوفیے کو از ستیز / اندر آید باغ مردم تیز تیز
این جنیدت رہ نمود و بایزید / از کدامے شیخ و پیرت این رسید
کوفت صوفی را چو تنہا یافتش / نیم کشتش کرد و سر بشکافتش
گفت صوفی آن من بگذشت لیک / اے رفیقان پاس خود دارید نیک
مر مرا اغیار دانستید ہان / نیستم اغیارتر زین قلتبان

ایک صوفی ایک فقیہ اور اک شریف / تھا ہر اک شوخ و فضول و بس خفیف
بولا اُن سب سے ہے سو حجت مجھے / پر ہیں یہ جمع جمع رحمت آئی ہے
کیونکہ اک میں آؤں غالب تین پر / پہلے کر دوں میں جدا اک اک نفر
میں ہر اک کو ہر طرف بھیجوں جدا / جبکہ تنہا ہو تو اُسکو دوں سزا
حیلہ کر کے بھیجا صوفی کو براہ / تا کرے یاروں کو ساتھ اُسکے تباہ
بولا صوفی کو کہ جا چوپال سے / لا تو کمل ان رفیقوں کے لیے
جو گیا صوفی کہا دو یار سے / تو فقیہ اور یہ شریف اک مرد ہے
ہم تیرے فتوے سے روٹی کھاتے ہیں / عقل کے پر سے تیرے ہم اُڑتے ہیں
دوسرا شہزادہ اور سلطان مرا / اور سید خاندان مصطفٰی
کون وہ صوفی ہے خوار اک بھک منگا / تا کہ ساتھی ہووے تم سے شاہ کا
جو وہ آئے اُسکے تم حامی نہ ہو / ایک ہفتہ باغ میں میرے رہو
باغ کیا یہ جان تمہاری ملک ہے / تم مجھے ہو مثل سیدھی آنکھ کے
دھوکا دیکر[2] اُن کو مائل کرلیا / آہ یاروں سے نہ ہو تو بس جدا
بھیجا صوفی کو جو وان اور وہ گیا / باغبان لے سونٹا پیچھے سے چلا
بولا اے سگ تو نہ صوفی ظلم سے / باغ میں لوگوں کے آئے کسلیے
یہ جنید و بایزید پیر نے / رہ بتائی یا ملی کس پیر سے
مارا صوفی کو جو وہ تنہا ملا / توڑا سر اور کر دیا بس ادھ مرا
بولا صوفی وقت گذرا میرا پر / اے رفیقو تم رکھو اپنی خبر
جانا اک اغیار تم نے اب مجھے / میں نہیں ہوں غیر تر اس مرد سے

[1] حیلہ کرکے الخ۔ شعر صوفی کو حیلہ کرکے راہ پر بھیجا تاکہ یاروں کو اس کے ساتھ تباہ کرے صوفی سے کہا کہ جا چوپال میں سے کمل تو لا ان رفیقوں کے لئے جب کہ صوفی گیا دونوں یار رہے تو فقیہ سے کہا کہ تو مرد شریف ہے ہم تیرے فتوے سے روٹی کھاتے ہیں اور تیری عقل کے پر سے ہم اُڑتے ہیں دوسرا شہزادہ اور سلطان میرا ہے اور سید خاندان مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے صوفی کون ہے ایک خوار بھک منگا جلیس وہ تم سے شاہ کا ہووے اگر وہ آئے تم اسکے حامی مت ہو اور ایک ہفتہ باغ میں میرے تم رہو باغ کیا چیز ہے یہ جان تمہاری ملک ہے تم مجکو مانند سیدھی آنکھ کے بھا گئے باقی اس کا حال مولانا آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲۔ [2] دھوکا الخ۔ شعر اُن کو دھوکا دے کر اپنا مائل کر لیا افسوس کہ تو اپنے یاروں سے جدا نہ ہو جو وہان صوفی کو بھیجا اور وہ گیا تو باغبان سونٹا لے کر پیچھے سے چلا اور کہا کہ اے سگ تو صوفی نہیں ہے ظلم سے باغ میں لوگوں کے آتا ہے یہ جنید اور بایزید سے تجھکو راہ ملی جبکہ وہ تنہا ملا تو صوفی کو مارا اور سر توڑا اور ادھ مرا کر دیا صوفی نے کہا میرا تو وقت گذرا لیکن اے رفیقو تم اپنی خبر رکھو تم نے مجھکو ایک اغیار جانا میں اس مرد سے اغیار سوا نہیں ہوں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

انچه خوردم من شما را خوردنی است | هم چنین ضربت سزا ہر دنی است
رفت بر من بر شما هم رفتنی است | انچنین غصه شما را خوردنی است
این جهان کوهست گفت و گوی تو | از صدا هم باز آید سوی تو
چون ز صوفی گشت فارغ باغبان | یک بهانه کرد زان پس جنس آن
کای شریف من برو سوی وثاق | که ز بهر چاشت پختستم رقاق
بر در خانه بگو قیماز را | تا بیارد آن رقاق و قاز را
چون بره کردش بگفت ای مرد دین | تو فقیهی ظاهرست این و یقین
او شریفی میکند دعوی سرد | مادر او را که داند تا چه کرد
بر زن و بر فعل زن دل می نهید | عقل ناقص وانگهانی اعتمید
خویشتن را بر علیؓ و بر نبیؐ | بسته است اندر زمانه هر غبی
هر که باشد از زنا و زانیان | این برد ظن در حق ربّانیان
هر که برگردد سرش از چرخها | همچو خود گردنده بیند خانه را
انچه گفت آن باغبان بوالفضول | حال او بد دور از اولاد رسول
گر نبودی او نتیجه مرتدان | کی چنین گفتی برای خاندان
خواند افسونها شنید آن را فقیه | در پیش رفت آن ستمگار سفیه

مین نے جو کھایا تمھین کھانا پڑا | ایسا اٹھنا ہے کمینے کی سزا
مجھپہ گزرا اب گزرنا تمپے ہے | ایسا غصہ اب تمھین کھانا پڑے
یہ جہان ہے کوہ تیری گفتگو | جون صدا پھر کے آئے تیرے سو
جو ہوا صوفی سے فارغ باغبان | پھر بہانہ اک کیا دونون سے وان
اے شریف اب جا طرف چوپال کے | روٹی پکی ہے تمھارے واسطے
در پہ جا نوکر سے میرے تم کہو | تا کہ وہ لا دیوے روٹی گوشت کو
جو گیا وہ تب کہا ای مرد دین | ہے تو عالم یہ ہے ظاہر او یقین
ہے شریفی کے یہ لائق مدعی | اسکی مان کا فعل کیا جانے کوئی
عورتون کے فعل پر تجکو یقین | عقل ناقص اعتماد اسپر کہین
خود کو اولاد علیؓ آل نبیؐ | ہر زمانے مین ہی جانے ہر غبی
جو کہ زانی اور زنا سے ہوتا ہے | یہ گمان ربانیون پر کرتا ہے
جیسے چرخی پر کسی کا سر پھرے | اسطرح سے اسکا سارا گھر پھرے
باغبان نے جو کہا از رہ فضول | حال وہ اسکا تھا نے آل رسول
گر نہ ہوتا وہ نتیجہ مرتدان | ایسا کب کہتا وہ بہر خاندان
بس فقیہ نے وہ فسون اسکا سنا | وہ ستمگر اس کے پیچھے وان گیا

ف مین نے الخ یہ شعر مین نے جو کھایا ہے اب تمھین کھانا پڑا ایسی مار کھانا کمینہ کی سزا ہے مجھپر جو گزرا ہے تم پر گزرنا ہے ایسا غصہ اب تم کو کھانا پڑے گا آگے اسکے حقائق ہین یہ جہان کوہ ہے اور تیری گفتگو مانند صدا کے پھر کر تیری جانب آتی ہے یعنی جو دوسرے پر کریگا وہی اس پر لوٹ کر آئیگا بقول اُستاد چاہ کن را چاہ در پیش جبکہ باغبان صوفی سے فارغ ہوا پھر ان دونون سے وہان بہانہ کیا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ف اے شریف الخ شعر اے شریف چوپال کی طرف جا کہ روٹی تمھارے کھانے کے لیے پکی ہے تو میرے دروازے پر جا کر تو کہہ کہ وہ گوشت اور روٹی لا دے جبکہ وہ گیا تب کہا اے مرد دین تو فقیہ ظاہر ہے اور یہ مدعی شریفی کے لائق نہین ہے اسکی مان کا فعل کوئی کیا جانے عورتون کے فعل پر تجکو یقین ہے عقل ناقص اعتماد اس پر کہین کرتی ہے خود کو اولاد علی و آل نبی پر زمانہ مین جانتا ہے ہر ایک غبی آگے حقائق ہین جو کوئی زانی اور زنا سے ہوتا ہے یہ گمان بد ربانیون پر کرتا ہے یعنی جو شخص حرامی بچہ ہوتا ہے اہل سادات کی نسبت یہ گمان بد کرتا ہے جیسے اس باغبان نے بہ نسبت اس شریف کے تیرہ دلی سے کیا عیاذاً باللہ آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ف جیسے چرخی الخ شعر جیسے کسی کا چرخے پر سر پھرے اپنے مانند گھر اُسے پھرتا ہوا دیکھے باغبان نے جو از راہ فضول کے کیا وہ اس کا حال تھا آل رسول اللہ کا نہ تھا اگر وہ نتیجہ مرتدون کا نہ ہوتا ایسا کب کہتا بہ نسبت خاندان نبوی کے بس فقیہ نے وہ اس کا فسون سنا اور ستمگر وہان اُس کے پیچھے گیا اور کہا اے خر یہان کون تجکو لایا چوری پیغمبر کی کیا میراث ہے شیر کا بچہ شیر کی ہمشکل ہوتا ہے تو پیغمبر سے کیا شباہت رکھتا ہے حیدر کے ساتھ اس نے وہ حرکت کی کہ آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو خارجی کرتے ہین یعنی آل نبی سے اُس باغبان نے دنیا کے واسطے گستاخی کی جیسے خارجی کرتے ہین پس عارف کو چاہیے کہ جو خود کو سید کہے بلا تحقیق اسکا ادب و تعظیم کرے کہ در اصل وہ تعظیم جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اگر جو شخص آسودگی دنیا کے سبب سے سادات کرام کو حقیر دیکھے گا بلا شک اس کی دنیاداری خراب و برباد ہو جائے گی چنانچہ حقائق اس کے آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

گفت ای خر اندرین باغت کہ خواند | دزدی از پیغمبرت میراث ماند
شیر را بچہ ہمی ماند بدو | تو بہ پیغمبر چہ می مانی بگو
با شریف آن کرد مرد ملتجی | کہ کند با آل یٰسین خارجی
تا چہ کین دارند دیو و غول | چون یزید و شمر با آل رسول
شد شریف از زخم آن ظالم خراب | با فقیہ او گفت با چشم پر آب
پای دار اکنون کہ گشتی فرد و کم | چون دہل شو زخم میخور بر شکم
گر شریف و لائق ہمدم نیم | از چنین ظالم ترا من کم نیم
مر مرا دادی بدین صاحب غرض | احمقی کردی ترا بئس العوض
شد ازو فارغ بیامد کای فقیہ | چہ فقیہی ای تو ننگ ہر سفیہ
فتویت اینست ای بریدہ دست | کاندر آئی و نگوئی امر ہست
بوحنیفہ داد این فتوے ترا | شافعی گفتست این ای ناسزا
اینچنین رخصت بخواندی در وسیط | یا بدست این مسئلہ اندر محیط
این بگفت و دست بروی بر کشاد | دست او کین دلش را داد داد
گفت حقستت بزن دستت رسید | این سزای آنکہ از یاران برید
من سزاوارم باین و صد چنین | تا چرا بریدم از یاران بکین
گوش کردم آنچہ افسوس تو | بر زنم بر سر کہ شد ناموس تو
زد ورا القصہ بسیار و نجست | کرد بیرونش ز باغ در ببست
ہر کہ تنہا ماند از یاران خود | اینچنین آید مر او را حملہ بد

بولا ای خر کون یان لایا تجھے | چوری پیغمبر کی کیا میراث ہے
شیر کا بچہ مشابہ شیر کے | کیا پیمبر سے شباہت ہے تجھے
ساتھ سیّد کے وہ حرکت اسنے کی | آل احمد سے کرے جو خارجی
[1]کسقدر کینہ رکھے دیو پلید | آل احمد سے کہ جون شمر و یزید
زخم ظالم سے ہوا سیّد خراب | پس فقیہ سے بولا با چشم پُر آب
کہ تو اب ٹھہرا رہو تنہا ہوا | پیٹ کٹوا اپنا اب تو ڈھول سا
مین شریف و لائق ہمدم نہین | ایسے ظالم سے بچے مین کم نہین
جو دیا اہل غرض کو اب مجھے | احمقی کا بدعوض تجھ کو ملے
اس سے فارغ ہو کے آیا تو کہا | ای فقیہ تو ننگ ہر بدذات کا
ای کٹے ہاتھ اب ترا فتوی یہی | کہ تو اندر آئے اور بے حکم کے
بوحنیفہ رح نے ہی یہ فتوی دیا | شافعی رح نے کیا یہی تجھ سے کہا
یہ اجازت پائی ہے اندر وسیط | یا کہ ہی یہ مسئلہ اندر محیط ؟
[2]یہ کہا اور اُسپہ چھوڑا ہاتھ کو | دل کے کینہ سے کہا شاباش ہو
بولا اب ہر ایک قدرت ہے تجھے | ہے سزا اُسکی جو یارون سے چھٹے
مین ہون لائق اسکے اور بلکہ سوا | کیون ہوا یارون سے اپنے مین جدا
مکر و حیلہ سب ترا مین نے سنا | مار مجکو تاکہ دل خوش ہو ترا
مارا القصہ اُسے بس خوب سا | باغ سے در بند کر خارج کیا
اپنے یارون سے کوئی تنہا رہے | اُسکے اوپر ایسی مار آکر پڑے

[1] کس قدر الخ و شعر کس قدر کینہ رکھتا ہے دیو پلید آل احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مانند شمر و یزید کے پس اُس ظالم کے زخم سے جو سید خراب ہوا تو فقیہ سے کہا با چشم پر آب کہ تو اب ٹھہرا رہو جو تو تنہا ہوا ہے پیٹ کٹوا اپنا مانند ڈھول کے مین شریف لائق ہمدمی کے نہین ہون اور ایسے ظالم سے مین تجھے کم نہین ہون جو تو نے اہل غرض کو مجھے دیا اس احمقی کا عوض تجھ کو ملے گا پس باغبان اس سے فارغ ہو کر آیا تو کہا کہ اے فقیہ تو ہر بدذات کا ننگ ہے اے دست بریدہ تیرا فتوی یہ ہے کہ تو بغیر اجازت لیے اندر آئے بوحنیفہ رح نے یہی فتوی دیا اور شافعی نے یہی تجھ سے کہا تو نے یہی اجازت پائی ہے وسیط مین یا کہ یہ مسئلہ ہے محیط مین یعنی وسیط محیط نام کتابون فقہ کا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] یہ کہا الخ شعر یہ کہا اور اُس پر ہاتھ چھوڑا کینۂ دل سے اُس نے شاباش کہا کہ اب تو مار مجھے قدرت ہے اور یہ اس کی سزا ہے کہ جو یارون سے جدا ہوا ہے مین اس کے لائق ہون بلکہ سوا کے کہ کیون یارون سے اپنے مین جدا ہوا تیرا مکر و حیلہ مین نے سنا تو مجھ کو مار تاکہ تیرا دل خوش ہووے القصہ اس کو خوب مارا اور باغ سے نکال کر دروازہ بند کر دیا آگے حقائق ہین کہ جو کوئی اپنے یارون سے تنہا ہووے اُس کے اوپر ایسی گزرے یعنے خود کو یاران طریقت سے علیحدہ نہ کر اور شریک حال رکھ کہ نفس و شیطان سے تجھے امان ہووے اس واسطے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک صحابۂ کرام کے شریک حال رنج و راحت مین رہتے تھے چنانچہ عیادت کا یہی نتیجہ ہے آگے حال اس کا بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

رجعت بہ قصہ مریض و عیادت پیغمبر علیہ السلام

این عیادت از برای این صلہ است / وین صلہ از صد محبت حاملہ است
چون عیادت رفت پیغمبر بدید / آن صحابی را کہ در نزع رسید
چون شوی دور از حضور اولیا / در حقیقت گشتۂ دور از خدا
چون نتیجۂ ہجر ہمراہان غم است / کے فراق روی شاہان زان کم است
سایۂ شاہان طلب ہر دم شتاب / تا شوی زان سایہ بہتر ز آفتاب
رو بجنب اندر پناہ مقبلے / تا کہ آزادت کند صاحبدلے
گر سفر داری بدین نیت برو / ور حضر باشد ازین غافل مشو
فاختہ سان روز و شب کو کو کو / گنج پنہانی ز درویشی بجو
در بدر میگرد میرد کو بکو پا / جستجو کن جستجو کن جستجو
تا توانی ز اولیا رو بر متاب / جہد کن واللہ اعلم بالصواب

پھرنا طرف قصہ مریض و عیادت حضرت پیغمبر علیہ السلام

ہے عیادت اُس صلے کے واسطے / سو محبت کو صلہ یہ رکھتا ہے
جب رسول حق عیادت کو گئے / اس صحابی کو جو دیکھا نزع سے
جو حضور اولیا سے تو ہو دور / در حقیقت جان خود کو حق سے دور
جو نتیجہ ہجر یارون کا ہے غم / کب فراق روئے شاہان اُس سے کم
سایۂ شہ کی طلب ہر دم رہے / تا ہو اُس سایہ مین بہتر شمس سے
جا تو رہ اندر پناہ مقبلے / تا کرے آزاد صاحبدل تجھے
گر سفر کو جائے اس نیت سے جا / اور حضر مین گر رہے غفلت نہ لا
رات دن جون فاختہ کر کو کو کو / ڈھونڈھ درویشون سے مخفی گنج کو
در بدر پھرتا رہو اور کو بکو / جستجو کر جستجو کر جستجو
اولیا سے تو نہ پھر جب تک ہو تاب / سعی کر واللہ اعلم بالصواب

رفتن بایزید بسطامی بہ کعبہ و در راہ بخدمت بزرگے رسیدن و گفتن آن بزرگ کہ کعبہ منم

جانا بایزید بسطامی کا کعبہ کو اور پہونچنا خدمت مین ایک بزرگ کے راہ مین اور کہنا اُس بزرگ کا کہ مین کعبہ ہون

۱ ہے عیادت الخ، شعر عیادت ہے اس صلہ کے واسطے اور یہ صلہ سو محبت رکھتا ہے یعنی اس عیادت سے غرض شریک حال رہنا ہے جب رسول حق عیادت کو گئے تو اس صحابی کو نزع مین دیکھا آگے حقائق ہین جو اولیا کی حضوری سے تو دور ہو حقیقت مین خود کو حق سے جدا جان ے جب کہ ہجر یارون کا نتیجہ غم ہے فراق روے شاہان اس سے کم ہے یعنی ظل پیر سے وہ نور تجھ کو حاصل ہو کہ آفتاب سے تو غالب ہو جائے تو پناہ مقبولون کی مین رہ تا صاحب دل تجھے آزاد کرے اگر سفر کو تو جائے تو اس نیت سے جا اور اگر حضر ہو تو غفلت مت لا یعنی ہمیشہ تو مرشد کی خدمت مین رہ اگر سفر کرے بہ نیت تلاش صاحب دل جا اور اگر حضوری مرشد مین رہے تو غافل مت رہ چنانچہ باقی حال اس کا مولانا آگے اس کے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۲ رات دن الخ ۳ شعر رات دن مانند فاختہ کے کو کو کر اور ڈھونڈھ گنج پوشیدہ پھرتا رہ در بدر کو بکو جستجو کر جستجو جب تک تجھ کو طاقت ہے اولیا سے مت پھر اور سعی کر اللہ خوب جانتا ہے یعنی ہمیشہ تلاش اولیاء اللہ کی کرتا رہ کہ اُن کے پرتو سے ترقی مقامات سلوک وانکشاف اسرار وکشود عوارف ہو جیسے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے تلاش اولیاء اللہ کی کی چنانچہ اُن کا قصہ آگے مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

مرا طواف کن

سوے مکہ شیخ امت بایزید — از براے حج و عمرہ می دوید
او بہر شہرے کہ رفتی از نخست — مر عزیزان را بکردی باز جست
گرد میگشتے کہ اندر شہر کیست — کو بر ارکان بصیرت متکی است
گفت حق اندر سفر ہر جا روی — باید اول طالب مردے شوی
قصد گنجے کن کہ این سود و زیان — در تبع آید تو آن را فرع دان
ہر کہ کارد قصد گندم باشدش — کاہ خود اندر تبع می آیدش
کہ بکاری بر نیاید گندمے — مردمے جو مردمے جو مردمے
قصد کعبہ کن چو وقت حج بود — چونکہ رفتی مکہ ہم دیدہ شود
قصد در معراج دید دوست بود — در تبع عرش و ملائک ہم نمود
سید الاعمال بالنیات گفت — نیت خیرت بسی گلہا شگفت
نیت مومن بود بہ از عمل — ہمچنین فرمود سلطان ازل

میرا طواف کر

سوئے مکہ بایزید پیشوا — واسطے حج اور عمرے کے چلا
پہونچتا جس شہر مین تھا پہلے وہ — دوستان حق کی کرتا جستجو
گشت کرتا کہ یہان پر کون ہے — تکیہ ارکان بصیرت پر رکھے
حق نے فرمایا سفر جس جا کرو — پہلے مرد حق کے تم طالب ہو
گنج کو تو ڈھونڈھ یہ سود و زیان — اسمین شامل ہی تو اسکو فرع جان
کھیتی بوئے اور گندم اس سے لے — گھانس شامل اسکے تجکو خود ملے
گھانس بوے گندم اس سے کب اُگے — ڈھونڈھ مرد اور ڈھونڈھ مرد اور ڈھونڈھ
قصد کعبہ کر جو حج کا وقت ہے — جبکہ جائے مفت مکہ دیکھ لے
قصد تھا معراج مین دیدار کا — پر ملک اور عرش مفت انکو ملا
سید الاعمال بالنیات ہے — خیر نیت سے تری بس گل کھلے
نیت مومن فزون اعمال سے — یون ہی فرمایا شہ ابرار نے

	حکایت پیر و مرید			حکایت پیر و مرید	

خانۂ نو ساخت روزے نو مرید — پیر آمد خانۂ او را بدید

اک مرید نو کا جو اک گھر بنا — دیکھنے کو پیر اس گھر کے گیا

لہ سوے مکہ الخ ۵ شعر جانب مکہ کے بایزید پیشوا واسطے حج کرنے و عمرے کے چلا جس شہر مین وہ پہونچتا تو پہلے دوستان حق کی جستجو کرتا اور گشت کرتا کہ یہان پر کون ہے وہان پر کون ہے جو تکیہ ارکان بصیرت پر رکھتا ہے یعنی اس شہر کا صاحب خدمت باطنی کون ہے آگے اس کے حقائق مین حق تعالے نے فرمایا کہ جس جا تم سفر کرو اول مرد خدا کے طالب رہو یعنی یہ حکم حق تعالے نے اگلے صحیفون مین کہا ہے قرآن مین نہین تو گنج کی تلاش کر کہ یہ سود و زیان اس مین شامل ہے اور تو اس کو فرع جان لے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۲ کھیتی بوئی الخ ۶ شعر کھیتی بوئی اور گندم اس سے لیے اور اس کے شامل گھانس خود تجھکو ملی اگر گھانس بوئے گندم اس سے کب اُگے مرد ڈھونڈھ اور مرد ڈھونڈھ اور مرد ڈھونڈھ قصد کعبہ کا کر اگر حج کا وقت ہے جب کہ جائے مکہ کو مفت دیکھے معراج مین قصد دیدار کا تھا لیکن فرشتے و عرش ان کو مفت دکھائی دیے ترجمہ سردار اعمالون کی نیت ہے بہتر اعمال سے اس طرح فرمایا ہے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے بموجب حدیث شریف نیۃ المومن خیرٌ من عملہ و عمل المنافق خیر من نیتہ یعنے نیت مومن کی بہتر ہے عمل اس کے سے و عمل منافق کا بہتر ہے نیت اس کی سے یعنے انسان کام دنیا کا کرے ساتھ نیت خیر کے گو اس مین نفع دنیا ہو وہ مضر نہین ہے چنانچہ نیت کے معاملہ مین حکایت پیر و مرید کی آگے فرماتے ہین ۱۲ فافہم ۳ اک مرید الخ ۵ شعر ایک مرید نے گھر نیا بنایا اور پیر اس گھر کے دیکھنے کو گیا اُس مرید سے شیخ نے پوچھا اور امتحان اس نیک مرد سے لیا کہ یہ روزن اس مین کیلئے رکھا ہے کہا نور آنے کو راستہ کیا پیر نے بیان کیا کہ وہ فرع ہے بیان کر تو نیاز تا کہ اس راہ سے تو بانگ نماز سنے اور نور مفت تجھکو ملے تجھ کو یہ چاہیے کہ نیت اس کی تو کر آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۔

گفت شیخ آن نو مرید خویش را	امتحان کرد آن نکو اندیش را	اُس مرید نو سے پوچھا شیخ نے	اور لیا اک امتحان اُس نیک سے
روزن از بہر چہ کردی ای رفیق	گفت تا نور اندر آید از طریق	کہ یہ روزن کسلیے اسمین کہا	بولا نور آنے کو اک رستہ کیا
گفت آن فرعست این باید نیاز	تا ازین وشنوی بانگ نماز	بولا وہ ہی فرع یان کر تو نیاز	تا سنے اُس رہ سے تو بانگ نماز
نور خود اندر تبع می آیدت	نیت آنرا کن کہ آن میبایدت	نور آئے مفت خود تجکو ملے	نیت اُسکی کر تجھے یہ چاہیئے
بایزید اندر سفر جستے بسے	تا بیابد خضر وقت خود کسے	[1] اُس سفر میں ڈھونڈھتا تھا بایزید	تا کہ خضر وقت پا کے وہ سعید
دید پیرے با قدی ہمچون ہلال	بود در وے فر و گفتار رجال	دیکھا اُسنے پیر اک مثل ہلال	اسمین تھا انسان کا کر و فر و قال
دیدہ نابینا و دل چون آفتاب	ہمچو پیلے دیدہ ہندستان بخواب	آنکھ اندھی اور دل چون آفتاب	جیسے ہاتھی دیکھے ہندستان بخواب
چشم بستہ خفتہ بیند صد طرب	چون گشاید آن نہ بیند ای عجب	[2] بند آنکھین خفتہ دیکھے سو طرب	جو کھلے آنکھین نہ دیکھے یہ عجب
بس عجب در خواب روشن میشود	دل درون خواب روزن میشود	ہے عجب دل خواب میں روشن کرے	اور اندر خواب کے روزن کھلے
وانکہ بیدارست و بیند خواب خوش	عارف است و خاک او در دیدہ کش	جو کہ ہی بیدار دیکھے خواب کو	ہے وہ عارف سرمہ کر خاک اُسکی کو
بایزید او را چو از اقطاب یافت	مسکنت بنمود در خدمت شتافت	[3] بایزید اک قطب اُسکو جان کر	واسطے خدمت کے دوڑا اُسکے گھر
پیش او بنشست و میپرسید حال	یافتش درویش و ہم صاحب عیال	اُسکے آگے بیٹھا پوچھا اُسکا حال	پایا درویش اُسکو اور صاحب عیال
گفت عزم تو کجا اے بایزید	رخت غربت را کجا خواہی کشید	بولا جاتا ہے کہان اے بایزید	اور ارادہ ہے کہان کا اے سعید
گفت قصد کعبہ دارم از ولہ	گفت ہین با خود چہ داری زاد رہ	بولا کعبہ کا ارادہ ہے مرا	بولا رکھتا زاد راہ اب تجھ سے کیا
گفت دارم از درم نقرہ دویست	نک ببستہ سخت بر گوشہ ردیست	بولا رکھتا ہوں میں دوسو درم	یہ بندھے چادر میں ہین بیش و نہ کم
گفت طوفے کن بگردم ہفت بار	وین نکوتر از طواف حج شمار	بولا میرا طوف کر لے سات بار	طوف حج سے بہتر اسکو کر شمار
وان درمہا پیش من نہ ای جواد	وانکہ حج کردی و شد حاصل مراد	وہ درم رکھ میرے آگے ای جواد	حج ہوا تو جان اور حاصل مراد
عمرہ کردی عمر باقی یافتی	صاف گشتی بر صفا بشتافتی	عمر باقی پائے جو عمرہ کیا	صاف تو ہو وے صفا مروہ کیا

[1] اس سفر میں الخ شعر اس سفر میں بایزید ڈھونڈھتا تھا کہ وہ خضر وقت پائے اُس نے ایک پیر کو پایا مانند ہلال کے کہ اسمین کر و فر قابل انسان کے تھا آنکھ اندھی اور دل مانند آفتاب کے جیسے ہاتھی خواب مین ہندوستان دیکھے یعنے وہ بظاہر نابینا تھا ولیکن روشن دلی سے غیب مین ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہاتھی خواب مین ہندوستان دیکھتا ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ [2] بند آنکھین الخ شعر خفتہ بند آنکھین کیے سو خوشی دیکھے جو کھلے تو آنکھون سے نہ دیکھے یہ تعجب ہے تعجب ہے کہ دل خواب مین روشن رہے اور اندر خواب کے روزن کھلے جو کہ ہے بیدار اور دیکھے خواب کو وہ عارف ہے اُس کی خاک پا کو سرمہ کر یعنے جیسے خواب مین روزن دل کا کھلتا ہے اور خفتہ تماشا اس جہان کا دیکھتا ہے جو کہ بیداری مین تماشا خواب کا دیکھے وہ عارف ہے اسکی خاک ہونا چاہیے آگے قصہ ہے فافہم ۱۲ [3] بایزید الخ شعر بایزید اس کو ایک قطب جان کر خدمت کے لیے اُس کے گھر گیا اُس کے آگے بیٹھا اور حال اُس کا پوچھا اُسکو درویش اور صاحب عیال پایا کہا کہ اے بایزید کہان جاتا ہے اور ارادہ کہان کا ہے بایزید نے کہا کہ میرا ارادہ کعبہ کا ہے کہا کہ اب کیا زاد راہ رکھتا ہے بایزید نے کہا دو سو درم یہ چادر مین بندھے ہین بیش و کم نہین کہا کہ میرا طواف سات بار کر لے اور طواف حج سے اس کو بہتر جان لے وہ درم میرے سامنے رکھدے سمجھ لے کہ تیرا حج ہوا اور مراد حاصل ہوئی تو جان لے کہ عمرہ کیا باقی اور صفا اور مروہ گیا تو صاف ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حق آن حقے کہ جانت دیدہ است ۔ کہ مرا بہتر بیت خود نگزیدہ است
کعبہ ہر چندیکہ خانۂ بر اوست ۔ خلقت من نیز خانۂ سر اوست
تا بکرد آن خانہ را در وے نرفت ۔ و اندرین خانہ بجز آن حی نرفت
چون مرا دیدی خدا را دیدۂ ۔ گرد کعبۂ صدق بر گردیدۂ
خدمت من طاعت و حمد خداست ۔ تا نپنداری کہ حق از من جداست
چشم نیکو باز کن در من نگر ۔ تا ببینی نور حق اندر بشر
کعبہ را یکبار بیتی گفت یار ۔ گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار
بایزیدا کعبہ را دریافتی ۔ صد بہا و عز و صد فر یافتی
بایزید آن نکتہا را ہوش داشت ۔ ہمچو زرین حلقہ اش در گوش داشت
آمد از وے بایزید اندر مزید ۔ منتہی در منتہے آخر رسید

لہ ہے قسم بس حق کی جو تجکو دکھا ۔ کہ مجھے بہتر گھر اپنے سے کیا
کعبہ گرچہ خانۂ ستار ہے ۔ میری خلقت خانۂ اسرار ہے
گھر بنا اسمین نہ وہ جیسے گیا ۔ اور نہ اُس گھر مین بجز اسکے رہا
مجکو دیکھا تونے تو دیکھا خدا ۔ گرد کعبۂ صدق کے اب تو پھرا
میری خدمت کرنا ہے حمد خدا ۔ تا نہ جانے تو کہ حق مجھ سے جدا
کھول اپنی آنکھ مجھ مین کر نظر ۔ تا تو دیکھے نور حق اندر بشر
کعبہ کو اکبار ہے بیتی کہا ۔ مجھ کو ستر بار یا عبدی کہا
ٹہ بایزید اپایا تونے کعبہ کو ۔ بیش در اچھا و با جاہ و نکو
بایزید اس راز پر رکھتا تھا ہوش ۔ مثل حلقہ زر انھین کرتا بگوش
بایزید اُن سے ترقی مین ہوا ۔ منتہی مین منتہے آخر ملا

داستن پیغمبر صلعم کہ سبب رنجوری آن شخص از گستاخی بودہ است

جاننا پیغمبر علیہ السلام کا کہ بیماری اُس شخص کی بسبب گستاخی کے ہے

چون پیمبر دید آن بیمار را ۔ خوش نوازش کرد یار غار را
زندہ شد او چون پیمبر را بدید ۔ گوئیا آن دم مر او را آفرید
گفت بیماری مرا این بخت داد ۔ کامد این سلطان بر من بامداد
تا مرا صحت رسید و عافیت ۔ از قدوم این شہ بے خاصیت
اے خجستہ رنج و بیماری و تب ۔ اے مبارک درد و بیداری شب

سہ جو نبی نے دیکھا اس بیمار کو ۔ خوش نوازا اپنے یار غار کو
جو نبی کو دیکھا تو زندہ ہوا ۔ گویا اُس دم پھر سے وہ پیدا ہوا
بولا بیماری نے یہ کھولے نصیب ۔ کہ مرے گھر آئے اللہ کے حبیب
تا مجھے صحت ملی و عافیت ۔ شہ کے آنے سے کہ جو ہے باصفت
اے مبارک رنج و بیماری و تب ۔ اے مبارک درد و بیداری شب

لہ ہے قسم الخ ۱ شعر قسم ہے اُس خدا کی کہ جو مجھکو دیکھا کہ مجھکو اپنے گھر سے بہتر کیا اگرچہ کعبہ خانۂ ستار ہے ولیکن میری خلقت خانۂ اسرار ہے جیسے گھر مین بجز اس کے کوئی نہ رہا تو نے مجھکو دیکھا تو خدا کو دیکھا اور اگر کعبہ صدق کے گرد اب تو پھرا میری خدمت کرنا خدا کی خدمت ہے تاکہ تو نہ جانے کہ حق مجھ سے جدا ہے تو اپنی آنکھیں کھول کر مجھ مین نظر کر تاکہ تو دیکھے نور خدا کا بشر مین کعبہ کو گھر اپنا ایک بار کہا ہے اے بندے میرے مجھ سے ستر بار کہا یعنے اولیاء اللہ فانی ذات مطلق مین اور خدا سے جدا نہیں ہین باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ٹہ بایزید الخ ۳ شعر اے بایزید تو نے کعبہ کو پایا بیش قیمت اور با جاہ و نکو بایزید اس راز پر کان رکھتا تھا اور مثل حلقۂ زر کے انھین کان مین ڈالتا تھا بایزید نے اُن سے ترقی پائی اور منتہی ہوا منتہی کو آخر کو ملا یعنے بایزید علیہ الرحمہ نے باوجود کمال کے اور کمال مدارج اولیاء بزرگ سے حاصل کیے آگے قصہ عیادت حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ہے فافہم ۱۲ سہ جو نبی نے الخ ۸ شعر جو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیمار کو دیکھا بہت نوازش کی اس اپنے یار پر جو نبی کو دیکھا تو زندہ ہوا گویا اُس دم وہ پھر نئے سر سے پیدا ہوا اور کہا کہ بیماری نے یہ نصیب کھولے کہ میرے دیکھنے کو آئے اللہ کے حبیب تاکہ مجھ کو صحت ملے اور عافیت شاہ کے آنے سے کہ جو باصفت ہے لے مبارک رنج و بیماری و تپ لے مبارک درد و بیداری شب مجھ کو پیری مین اپنی لطف ہے یہ مرض اللہ نے ایسا دیا کہ تا خواب سے نیم شب کو وہ مجھے اٹھا دیتا ہے تاکہ شب بھر مین مانند بھینس کے نہ سوؤں حق نے درد بخشا ہی اپنے لطف سے مجھے یعنے وہ مرض اس کو باعث مغفرت ہوا کیونکہ وہ بسبب گستاخی کے گرفتار ہوا تھا چنانچہ آگے حقائق اُس کے ہین فافہم ۱۲

لیک مرا در پیری از لطف و کرم
درد پشتم داد تا من هم ز خواب
تا نه نسیم جملهٔ شب چون گاو میش
زین شکستن رحم شاهان جوش کرد
رنج گنج آمد که رحمتها درست
ای برادر موضع تاریک و سرد
چشمهٔ حیوان و جام مستی است
آن بهاران مضمرست اندر خزان
همرهٔ غم باش و با وحشت بساز
آنچه گوید نفس تو کاینجا بدست
تو خلافش کن که از پیغمبران
مشورت در کارها واجب شود
سعیها کردند بسیار انبیا
نفس میخواهد که تا ویران کند
گفت امت مشورت با که کنیم
گفت اگر کودک درآید یا زنی

حق چنین رنجوری داد و سقم
بر جهم هر نیم شب لابد شتاب
دردها بخشید حق از لطف خویش
دوزخ از تهدیدشان خاموش کرد
مغز تازه شد چو بخراشید پوست
صبر کردن بر غم و سستی و درد
کان بلندیها همه در پستی است
در بهارست این خزان مگریز از آن
می طلب در مرگ خود عمر دراز
مشنوش چون کار او ضد آمد است
اینچنین آمد وصیت در جهان
تا پشیمانی در آخر کم بود
تا که گردان شد برین سنگ آسیا
خلق را گمراه و سرگردان کند
انبیا گفتند با عقل امیم
کو ندارد عقل و رای روشنی

مجکو اب پیری مین اپنی لطف سے
پس دیا درد کمر تا خواب سے
تا نہ شب بھر سوؤن مین چون بھینس کے
ہووے دل شکنی سے رحم شہ کو جوش
رنج گنج آیا کہ رحمت اسمین ہے
اے برادر جائے تیرہ سرد پر
چشمہ حیوان و مستی کا ہے جام
دہ بہار اندر خزان کے ہے چھپی
ہو موافق غم سے کر وحشت سے ساز
نفس گر تجکو کہے یہ بد ہے جا
کر خلاف اسکے کہ حضرت نے کہا
مشورہ ہر کام سے واجب لکھو
انبیا نے جو بہت کوشش کری
نفس چاہتا ہے کہ تا ویران کرے
بولی امت مشورہ کس سے کرے
بولے گر عورت ہو یا کہ طفل ہو

یہ مرض ایسا دیا اللہ نے
نیم شب کو وہ اٹھاتا ہے مجھے
درد بخشا حق نے اپنے لطف سے
اور دوزخ ڈر سے انکے ہو خموش
مغز تازہ ہو کہ جب چھلکا چھلے
صبر کرنا اور غموم و درد پر
کہ بلندی ہے وہ پستی مین تمام
اس خزان سے بھاگ تو تو اے اخی
اور طلب کر موت مین عمر دراز
مت سنے جو کام اسکا ضد ہوا
اس وصیت کو جہان مین برملا
تا پشیمانی نہ آخر تمکو ہو
آسیا اس سنگ پر تب ہے پھری
خلق کو گمراہ و سرگردان کرے
انبیا بولے امام عقل سے
کہ نہ انکی روشنی ہے عقل کو

ف۱ ہووے الخ ۷ شعر دل شکنی سے رحم شاہ کو جوش ہووے اور دوزخ اُن کے ڈر سے خاموش ہو رنج آیا ہے گنج کہ رحمت اسمین ہے مغز تازہ ہووے جبکہ چھلکا چھلے اے برادر جائے تیرہ و سرد پر اور غم و درد پر صبر کرنا چاہیے کہ وہ چشمہ حیوان و جام مستی کا ہے کہ وہ بلندی پستی مین بالکل ہے وہ بہار اندر خزان کے ہے پوشیدہ تو اس خزان سے مت بھاگ غم و وحشت سے موافقت کر تو مرگ مین طلب کر عمر دراز کو باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ف۲ نفس گر الخ ۷ شعر اگر نفس تجکو کہے کہ جگہ یہ ہے تو اسے مت سن کہ اسکا کام حسد ہے اسکے خلاف کر پیغمبر نے کہا ہے اس وصیت کو جہان مین برملا ہر کام مین مشورہ واجب رکھو کہ آخر تجھکو پشیمانی نہ ہووے انبیا علیہم السلام نے جو کوشش بہت کی تب آسیا اس سنگ پر پھری ہے یعنی کوشش انبیا سے تب یہ کام مشکل آسان ہوا ہے یعنی یہ نفس راستی دین پر چلا ہے نفس چاہتا ہے کہ ویران کرے اور خلق کو گمراہ و سرگردان کرے کہو کہ مشورہ امت کس سے کرے انبیا نے کہا کہ امام عقل سے یعنی مرشد سے مشورہ کرو تا نفس اُس سے کشتہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ف۳ بولے عورت الخ ۷ شعر کہ اگر عورت یا طفل ہو کہ اُن کی عقل کو روشنی نہین ہے انبیا نے کہا اُن سے مشورہ کر لیکن برخلاف ان کے راہ چل پس نفس کو تو عورت سے بدتر جان کیونکہ عورت جزو ہے اور نفس کل ہے اگر نفس اپنے سے مشورہ کرے برخلاف اس کے کر جو تجھ سے کہے نفس مکار ہے اور حیلہ کرتا ہے مشورہ افعال مین نفس سے کر اُس کے برعکس چل جو تجھ سے کہے اگر اس کی لڑائی سے غالب نہ ہو تو نہ ہووے یار کے نزدیک جا اور اُس سے ہمت لے یعنے مرشد سے ہمت چاہ اور اگر نفس نماز پڑھنے کو کہے اُس وقت کو ٹال کر پھر پڑھ لے کہ نماز پھر بھی ہوئی چنانچہ اس کا بیان آگے مولانا فرماتے ہین فافہم ۱۲

گفت با او شورہ کن انچہ گفت   تو خلاف آن کن و در راہ اُفت
نفس خود را زن شناس از زن بتر   زانکہ زن جزو ست نفست کل شر
مشورت با نفس خود گر میکنی   ہر چہ گوید کن خلاف آن دنی
گر نماز و روزہ می فرمایدت   نفس مکارست مکرے زایدت
مشورہ با نفس خود اندر فعال   ہر چہ گوید عکس آن باشد کمال
رہ نیابی با ہوے و استیز او   رو بر یارے بگیر آمیز او
عقل قوت گیرد از عقل دگر   پیشہ گر کامل شود از پیشہ گر
من ز مکر نفس دیدم چیزہا   کو برد از سحر خود تمییز ہا
وعدہا بدہد ترا تازہ بدست   کو ہزاران بار آنہا را شکست
عمر اگر صد سال خود مہلت دہد   اوت ہر روزے بہانہ نو نہد
گرم گوید وعدہ ہاے سرد را   جادوے مردی ببندد مرد را
اے ضیاء الحق حسام الدین بیا   کہ نروید بے تو از شورہ گیا
از فلک آویختہ شد پردۂ   از پے نفرین دل آزردۂ
این قضا را ہم قضا داند علاج   عقل خلقان در قضا گیجست گیج
اژدہا گشتست آن مار سیاہ   آنکہ کرمے بود افتادہ براہ
اژدہا و مار اندر دست تو   شد عصا اے جان موسیٰ مست تو
حکم خذہا لاتخف دادت خدا   تا بدستت اژدہا گردد عصا
ہین ید بیضا نما اے بادشاہ   صبح تو بگشا ز شبہائے سیاہ

بوے شوری کر تو اُس سے جو کہے   برخلاف عقل چل اُس راہ سے
نفس کو تو جان عورت سے بتر   کیونکہ عورت جزو کل نفس ای بسر
مشورہ گر نفس اپنے سے کرے   کر خلاف اُسکے وہ جو تجھ سے کہے
گر نماز و روزہ کو تجھ سے کہے   نفس ہے مکار وہ حیلہ کرے
مشورہ افعال مین کر نفس سے   چل تو برعکس اُسکے جو تجھ سے کہے
گر نہ ہو غالب تو اُسکی جنگ سے   یار کے جا پاس ہمت اُس سے لے
[1] عقل کو ہے عقل سے جاہ جلال   پیشہ گر کو پیشہ گر سے ہے کمال
دیکھی کر نفس سے بس مین نے چیز   کہ وہ لیجاتا ہے جادو سے تمیز
وعدہ کرتا ہے وہ تجھ سے تازہ تر   اور ہزارون بار توڑے سر بسر
سو برس کی عمر مہلت دے تجھے   وہ تجھے ہر روز دھوکا ایک دے
گرم کہوے وعدہ ہاے سرد کو   سحر سے نامرد کر دے مرد کو
اے ضیاء الحق حسام الدین تو آ   بے ترے اُگتی نہ شورہ سے گیا
[2] پردہ لٹکایا گیا افلاک سے   واسطے نفرت دل بیمار کے
اس قضا کی بھی قضا جانے علاج   کب قضا سے عقل خلق ہو ہم مزاج
وہ ہوا مار سیہ اک اژدہا   جو کہ اک کیڑا تھا رستے مین پڑا
ہاتھ مین تیرے ہوا مار اژدہا   بس عصا ای جان موسیٰ برملا
حکم خذہا لاتخف حق نے کہا   اژدہا ہو ہاتھ مین تیرے عصا
ہان ید بیضا دکھا اے بادشاہ   صبح تو دکھلا کہ ہین راتین سیاہ

۱؎ عقل کو الخ، شعر عقل سے ہے عقل کو جاہ وجلال پیشہ گر کو پیشہ گر سے ہے کمال مین نے مکر نفس سے ایک چیز دیکھی کہ وہ جادو سے تمیز لے جاتا ہے وہ تجھ سے ہے وعدہ کرتا ہے تر و تازہ اور ہزارون بار اُس کو توڑتا ہے بالکل سو برس کے عمر کی مہلت اگر حق تجھ کو دے نفس ہر روز تجھ کو دھوکا دے سرد وعدون کو گرم کہے اور سحر سے مرد کو نامرد کر دے آگے حقائق ہین اے ضیاء الحق حسام الدین تو آ کہ بغیر تیرے زمین شور سے گیاہ نہین اُگتی ہے یعنے یا رسول اللہ تم میری مدد کرو کہ دل تیرہ سے نور باطن ظہور کرے کیونکہ ظلمت نفس کی غالب ہے اور طول امل مین ڈالتی ہے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲

۲؎ پردہ الخ، شعر آسمان سے پردہ لٹکایا گیا دل بیمار کے نفرت کے واسطے یعنے تیرہ دلون کے واسطے نفرت کے آسمان سے پردہ لٹکایا گیا کہ تا انوار باطنہ کو وہ نہ دیکھ سکین اس قضا کا علاج قضا جانتی ہے کب قضا سے عقل مخلوق کی ہم مزاج ہو سکے وہ مار سیہ ایک اژدہا ہوا جو کہ راہ مین ایک کیڑا پڑا تھا تیرے ہاتھ مین مار اژدہا ہو عصا اے جان موسیٰ کی اور حق نے حکم دیا ترجمہ پکڑو تم اور مت ڈرو کہ اژدہا تیرے ہاتھ مین عصا ہو جاوے دکھلا اے بادشاہ نور صبح تو دکھلا کہ راتین سیاہ ہین یعنے اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم دل میرا روشن کرو ظلمت نفس کی چھائی ہوئی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

دوزخ افروخت بر وی دم فسون / ای دم تو از دم دریا فزون
بحر مکارست بنموده کفی / دوزخ است از مکر بنموده تفی
زان نماید مختصر در چشم تو / تا زبون بینی و جنبد خشم تو
همچنانکه لشکرے انبوه بود / مر پیمبر را بچشم اندک نمود
تا بر ایشان زد پیمبر بے خطر / ور فزون دیدی از آن کردی حذر
آن عنایت بود و فضل ایزدی / احمدا ورنه تو بد دل می شدی
کم نمود او را و اصحاب ورا / آن جهاد ظاهر و باطن خدا
تا میسر کرد یسرے را بدو / تا ز عسرے او بگرداند رو
کم نمودن مر ورا پیروز بود / که حقش یار و طریق آموز بود
آنکه حق پشتش نباشد در ظفر / وای اگر گربه اش نماید شیر نر
وای اگر صد را یکے بیند ز دور / تا بجالش اندر آید از غرور
زان نماید ذوالفقارے حربه / زان نماید شیر نر چون گربه
تا دلیر اندر رود احمق بجنگ / واندر آرد شان بدین حیلت بچنگ
تا بپای خویش باشد آمده / آن فلیوان جانب آتشکده
کاه برگے مینماید تا تو زود / پف کنی و ور برانی از وجود
هان که آنکه کوهها بر کنده است / زو جهان گریان و او در خنده است
مینماید تا بکعب این آب جو / صد چو عوج بن عنق شد غرق او

بھڑکے ہے دوزخ تو پھونک افسون[۱] / ہے دم دریا سے تیرا دم فزون
بحر ہے مکار جھاگ اپنی دکھائے / اور دوزخ مکر سے گرمی بتائے
مختصر دکھلائے تجکو اسلیے / تو تو عاجز جان کر غصہ کرے
جیسے اک لشکر تھا انبوہ کثیر / نزد پیغمبر وہ تھا از بس حقیر
مارا انکو تا نبی نے بیخطر / گر زیادہ دیکھتے کرتے حذر
وہ عنایت تھی بفضل ایزدی / ورنہ ہوتی تجکو احمد بیدلی
کم دکھایا انکو اصحاب انکے کو / ظاہر و باطن جہاد اللہ نے دو
کر دیا[۲] بس یسر کو حاصل انہیں / تا کہ عسرت سے وہ منھ کو پھیر لین
کم دکھانا خاص انکو فتح تھی / حق تھا انکا یار و ہادی ہی اخی
حق مدد جسکی نہ نصرت سے کرے / ہائے بلّی کو وہ شیر نر کہے
ہائے نشو کو ایک دیکھے دور سے / تا کہ مغروری سے وہ آکر لڑے
مثل اک حربہ دکھائے ذوالفقار / اور دکھائے شیر نر کو گربہ وار
تا دلیری میں پڑے احمق لڑے / وہ اسی حیلہ سے اُسکو مار لے
تا کہ اپنے پاؤن سے وہ بیہدہ / آئے چلکر جانب آتشکدہ
گھاس[۳] کا پتا جو اک تن پر پڑے / پھونک مارے اُسکو تو جلدی اڑے
جو پہاڑوں کو اکھیڑے جائے ہے / اُس سے نالان ہو جہان اور وہ ہنسے
ہی بتاتا ٹخنے تک اُس آب کو / مثل عوج بن عنق سو غرق ہو

۱۔ بھڑکی ہے الخ، شعر دوزخ بھڑکی ہے تو اس پر افسون پھونک کیونکہ دم دریا سے تیرا دم افزون ہے نفس کا دریا مکار ہے کہ اپنے کفنے دکھاتا ہے اور نفس کی دوزخ مکر سے گرمی بتاتی ہے اس لیے مختصر تجھ کو دکھلائے کہ تو عاجز جان کے غصہ کرے آگے مثال ہے جیسے ایک لشکر انبوہ کثیر تھا اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھا از بس حقیر تب نبی نے انکو بیخطر مارا اگر زیادہ دیکھتے تو پرہیز کرتے وہ عنایت بفضل خدا تھی ورنہ تجھ کو اے احمد بے دلی ہوتی ان کو اور اُن کے اصحاب کو کم دکھایا آیا وہ جہاد ظاہر و باطن یعنے حق تعالے نے لشکر کفار کا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب کو کم دکھایا کہ تا فتح و نصرت حاصل ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲۔ کر دیا الخ، شعر انھین حاصل راحت کر دی تا کہ رنج سے وہ منھ کو پھیر لین کم دکھلانا اُن کو خاص فتح تھی کیونکہ حق اُن کا یار و ہادی تھا اور جس کی نصرت سے حق مدد نہ کرے افسوس نشو کو ایک دیکھے دور سے تا کہ وہ مغروری سے آکر لڑے مثل ایک حربہ کے دکھائے ذوالفقار اور دکھائے شیر نر کو گربہ کے مانند تا کہ دلیری میں پڑے اور احمق لڑے، اور وہ اسی حیلہ سے مار لے تا کہ اپنے پاؤن سے وہ بیہودہ جانب آتشکدہ کے آئے چل کر آگے مثال اسکی بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۳۔ گھاس الخ، شعر ایک پتا گھاس کا اگر تن پر پڑے تو اُس کو پھونک مارے تو جلدی اُڑے جو کہ پہاڑون کو اکھیڑے تو جان لے کہ اُس سے جان نالان ہو اور وہ ہنسے اس آب کو ٹخنے تک بتاتا ہے مگر مثل عوج بن عنق کے سو غرق ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بنماید موج خونش تل مشک / بنماید قعر دریا خاک خشک
خشک دید آن بحر را فرعون کور / تا درو راند ز سر مستی و زور
چون در آمد در تگ دریا فتاد / زانکه چشمش ز اصل نابینا فتاد
دیده بینا از لقاے حق شود / حق کجا ہمراز ہر احمق شود
قند بیند خود شود زہر قتول / راه بیند خود بود آن بانگ غول
ای فلک در فتنۂ آخر زمان / تیز میگردی بده آخر امان
خنجر تیز تو اندر قصد ما / نیش زہر آلوده در فصد ما
ای فلک از رحم حق آموز رحم / بر دل موران مزن چون مار زخم
حق آنکه چرخۂ چرخ ترا / کرد گردان بر فراز این سرا
که دگرگون گردی و رحمت کنی / پیش ازان کز بیخ ما را بر کنی
حق آنکه دایگی کردی نخست / تا نہال ما ز خاک و آب رست
حق آن شه که ترا صاف آفرید / کرد چندان مشعله در تو پدید
آنچنان معمور و باقی داشتت / تا که دہری از ازل پنداشتت
شکر دانستیم آغاز ترا / انبیا گفتند آن راز ترا
آدمی داند که خانه حادث است / عنکبوتی نے که در وے عابث است

موج ۵۱ خون کو وه دکھاوے ڈھیر مشک / اور دریا کو کرے وه خاک خشک
خشک دریا دیکھا جو فرعون نے / جا پڑا اسمین وه مستی زور سے
جو گھسا دریا کے اندر وه گیا / کیونکہ اسکو اصل سے اندھا کیا
آنکھ بینا تو لقاے حق سے ہو / حق کہان ہمراز ہر احمق سے ہو
قند دیکھے زہر قاتل ہووے وه / راه دیکھے پر وه بانگ غول ہو
اے ۵۲ فلک تو تیز پھرتا ہے ہر آن / فتنۂ آخر زمان مین دے امان
تیز خنجر تیرا میرے قصد مین / تو ہے زہری نیش میرے فصد مین
اے فلک تو رحم حق سے سیکھ رحم / مور پر چون مار تو مت مار زخم
ہے قسم اُس کی کہ چرخہ چرخ کو / تیرے قربان کیا اس گھر پہ جو
کر دگرگون گردش و رحمت کرے / پہلے اس سے کہ ہمین ویران کرے
ہے قسم اُسکی کہ دایہ پن کیا / آب و گل سے تا نہال اپنا اگا
ہے قسم اُسکی تجھے پیدا کیا / تجھ مین اتنا مشعلہ چمکا دیا
تجکو ۵۳ وه معمور اور باقی کیا / دہریون نے تجکو تا ازلی کیا
شکر ہم نے جانا آغاز اب ترا / انبیا نے راز جو تیرا کہا
آدمی جانے کہ حادث گھر وه ہے / اور نہ مکڑی اُسمین جو بازی کرے

۵۱ موج الخ ۵ شعر موج خون کو اگر دکھائے مشک کا ڈھیر اور دریا خشک کو وہ کرے خاک خشک دریا کو خشک دیکھا جو فرعون نے زور مستی سے وہ اُس مین جا پڑا جبکہ دریا کے اندر وہ گھسا رہ گیا کیونکہ اُس کو اصل سے اندھا کیا حق تعالی کی لقا سے آنکھ بینا ہو ہر احمق کا حق کب ہمراز ہو کب دیکھے زہر قاتل وہ ہو راہ دیکھے لیکن وہ بانگ غول ہو یعنی حق تعالے جس کا مددگار ہوتا ہے اُس کو لشکر گران قلیل دکھلاتا ہے کہ تا وہ اُسپر حملہ کرکے فتح و نصرت پائے اور جس کا حق مددگار نہیں ہوتا ہے تو اُس کو لشکر قلیل گران دکھلاتا ہے تاکہ وہ بھاگے اور اگر لشکر گران قلیل بھی بتائے تاکہ وہ اُس پر گرے اور مارا جائے ایسطرح نفس عارف کی نظر مین قلیل دکھلاتا ہے کہ تا وہ اُس دشمن قوی کو مارے اور غافلون کی نظر مین قوی دکھلاتا ہے کہ وہ اس سے عاجز ہو کر اطاعت اُسکی کرے چنانچہ باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ اے فلک الخ ۲ شعر اے فلک تو ہر آن تیز پھرتا ہے آخر زمانہ کے فتنہ سے امان دے تیرا خنجر تیز ہے میرے قصد مین تو نیش زہر آلودہ ہے میری فصد مین اے فلک تو حق کے رحم سے رحم سیکھ مور پر مانند مار کے زخم مت مار اُس کی قسم ہے کہ جس نے چرخہ چرخ کو تیرے قربان اس گھر پر کر اور یہی ڈھنگ پر گردش و رحمت کرے اُس سے اول کہ ہم کو ویران کرے اس کی قسم ہے کہ جس نے دایہ پن کیا اور آب و گل سے تا نہال ہمارا اُگا اُس کی قسم ہے کہ تجھے پیدا کیا اور تجھ مین اس قدر شعلہ چمکایا باقی حال آگے ہے فافہم ۵۳ تجکو الخ ۱۲ شعر اس قدر تجھ کو باقی و معمور کیا کہ تا دہریون نے تجھ کو ازلی کہا شکر ہے کہ ہم نے جانا آغاز تیرا جو کہ انبیا نے راز تیرا کہا آدمی جانتا ہے کہ یہ گھر حادث ہے اور مکڑی نہیں ہے کہ جو اُس مین بازی کرے مچھر کب جانتا ہے کہ یہ کس کا باغ ہے کہ خزان مین مرگ اور بہار مین جینا ہے یعنے حقیقت عالم کی آدمی کب جانتا ہے کہ حادث نو پیدا ہے اور مکڑی مچھر کیا جانے کہ خزان و بہار اس کی موت و حیات ہے پس دہریا کہ عالم کو قدیم کہتا ہے وہ مثل مکڑی کے ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲۔

پشہ کے داند کہ این باغ از کی است / کو بہاران زاد و مرگش دی است
کرم کاندر چوب زاید سست حال / کے بداند چوب را وقت نہال
ور بداند کرم از ماہیتش / عقل باشد کرم باشد صورتش
عقل خود را مینماید رنگہا / چون پری دورست ازان فرسنگہا
از ملک بالاست چہ جاے پری / تو مگس پری بہ پستی می پری
گرچہ عقلت سوے بالا می پرد / مرغ تقلیدت بہ پستی می چرد
علم تقلیدی وبال جان ماست / عاریہ است و ما نشستہ کان ماست
زین خرد جاہل ہمی باید شدن / دست در دیوانگی باید زدن
ہر چہ بینی سود خود زان مگریز / زہر نوش و آب حیوان را بریز
ہر کہ بستاید ترا دشنام دہ / سود و سرمایہ بمفلس دام دہ
ایمنی بگذار و جاے خوف باش / بگذر از ناموس و رسوا باش فاش
آزمودم عقل دوراندیش را / بعد ازین دیوانہ سازم خویش را

جانے کب مچھر یہ کسکا باغ ہے / کہ خزان مرگ ہے بہار اندر جیے
پیدا ہو لکڑی مین کیڑا سست حال / جانے کب لکڑی کو وہ وقت نہال
کیڑا اُسکی ماہیت گر جان لے / عقل ہو صورت مین وہ کیڑا رہے
عقل خود کو بس وہ دکھائے رنگ سے / چون پری صورت سے کوسون دور ہے
کیا پری کی جا ملک سے بڑھکے ہے / تو ہے اک مکھی کہ پستی مین اُڑے
گرچہ تیری عقل بالا پہ اُڑے / مرغ تقلیدی ہے پستی مین پڑے
علم تقلیدی وبال جان مجھے / عاریت ہے مین نے جانا ملک ہے
ہونا جاہل چاہیے اس عقل سے / اور بس دیوانہ ہونا چاہیے
فائدہ جو دیکھے اُس سے بھاگ جا / زہر پی اور آب حیوان کو گرا
جو کرے تعریف گالی اُسکو دے / مفلسون کو مال و زر اپنا تو دے
خوف مین رہ امن کو تو کر رہا / چھوڑ ننگ اور رہ تو رسوا برملا
آزمایا عقل دور اندیش کو / بعدہ دیوانہ کردون خویش کو

عذر گفتن دلقک با سید کہ چرا فاحشہ بنکاح در آوردی

عذر کرنا دلقک کا بادشاہ سے کہ کسواسطے فاحشہ کے ساتھ نکاح تو نے کیا

گفت با دلقک شبے سید اجل / قحبہ را خواستی تو از عجل
با من این را باز می بایست گفت / تات میکردم بیک مستورہ جفت
گفت نہ مستورہ صالح خواستم / قحبہ گشتند و زغم من کاستم
خواستم این قحبہ را بامعرفت / تا ببینم چون شود در عاقبت

مسخرے دلقک سے شہ نے یہ کہا / تو نے کیون قحبہ کو جلدی کر لیا
چاہیے تھا مجھ سے اُسکو پوچھتا / شادی کرتا تیری مستورہ سے تا
بولا مین نے تو کرین صالح زنان / قحبہ نکلین اُنکے غم سے تھا بجان
مین نے یہ قحبہ کری عرفان کو / تا کہ دیکھون کیسی آخر مین وہ ہو

۱؎ پیدا ہو الخ یہ شعر کیڑا لکڑی مین پیدا ہو سست حال کب جانے لکڑی کے وقت نہال کو اگر کیڑا اُس کی ماہیت جان لے وہ عقل ہو وے اور کیڑا صورت مین رکھے اور عقل خود کو رنگون سے دکھائے اور مانند پری کے صورت سے کوسون دور رہے پری کی کیا جگہ فرشتہ سے بڑھ کے ہے اور تو ایک مکھی ہے کہ پستی مین اُڑتا ہے اگرچہ تیری عقل بلندی پہ اُڑے لیکن مرغ تقلیدی ہے کہ پستی مین چرے علم تقلیدی مجکو وبال جان ہے اور عاریت ہے لیکن مین نے جانا ملک ہے پس اس عقل سے جاہل ہونا چاہیے باقی حال اسکا مولانا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۲؎ فائدہ الخ یہ شعر جو فائدہ دیکھے اُس سے بھاگ جا زہر پی اور آب حیوان پھینک دے جو تیری تعریف کرے اُسکو گالی دے اور مفلسون کو اپنا مال و زر دے خوف مین تو رہ اور امن کو چھوڑ اور ننگ چھوڑ اور رسوا ہو آزمایا عقل دور اندیش کو بعدہ خود کو دیوانہ کردو یعنے اس عقل ظاہری کو چھوڑ اور دیوانہ ہو کہ راہ ملے بقول اُستاد کے سہ دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند ـ پس اس عقل کے ترک کرنے مین مولانا قصہ دلقک کا مثال مین آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۳؎ مسخرے الخ یہ شعر بادشاہ نے مسخرے دلقک سے یہ کہا کہ تو نے جلدی کیون قحبہ کو کر لیا تجکو چاہیے تھا کہ اسکو مجھ سے پوچھتا کہ مین تیری شادی کرتا عورت مستورہ سے دلقک نے کہا مین نے نو عورتین صالح کین اور وہ قحبہ نکلین کہ اُنکے غم سے بجان تھا پس یہ قحبہ مین نے عرفان کو کی تا دیکھون کہ آخر اُسکی کیسی ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ـ

عقل را ہم آزمودم من بسی ۔ زین سپس جویم جنون را مغرسی

آزمایا[1] بسکہ مین نے عقل کو ۔ بعدہ ڈھونڈھون جنون جس جا پہ ہو

بحیلت در سخن آوردن سائل شیخ بہلول را کہ خود را دیوانہ نمودہ بود

حیلہ سے باتین کرنا سائل کی شیخ بہلول سے کہ اُس نے خود کو دیوانہ بنایا تھا

آن یکے میگفت خواہم عاقلے ۔ مشورت آرم باو در مشکلے
آن یکے گفتش کہ اندر شہر ما ۔ نیست عاقل غیر آن مجنون نما
بر نیے گشتہ سوارہ نک فلان ۔ میدواند در میان کودکان
گوے می بازد بروزان و شبان ۔ در جہان گنج نہان جان نہان
صاحب راے ست و آتش پارۂ ۔ آسمان قدر ست و اختر پایۂ
فر او کروبیان را جان شدہ ۔ او درین دیوانگی پنہان شدہ
لیک ہر دیوانہ را جان نشمری ۔ سر منہ گوسالہ را چون سامری
چون ولی آشکارا با تو گفت ۔ صد ہزاران غیب و اسرار نہفت
مر ترا آن فہم و آن دانش نبود ۔ وانمیدانستی تو سرگین را ز عود
از جنون خود را ولی چون پردہ ساخت ۔ مر ورا اے کور کے خواہی شناخت
گر ترا باز است آن دیدہ یقین ۔ زیر ہر سنگے یکے سرہنگ بین
پیش آن چشمے کہ باز و رہبر است ۔ ہر گلیمے را کلیمے در بر است

ایک بولا چاہتا عاقل کو ہون ۔ مشورہ مشکل مین تا اُس سے کرون
ایک بولا کہ ہمارے اب یہان ۔ غیر اس مجنون کے عاقل ہے کہان
لاٹھی[2] پر اسوار اب بہلول ہے ۔ دوڑتا ہے ساتھ وہ اطفال کے
رات دن وہ گیند کھیلے ہے یہان ۔ گنج پوشیدہ ہے وہ جان جہان
اہل راے آگ کا پرکالہ وہ ۔ آسمان قدر اور اختر پایہ وہ
مرتبہ اُسکا فرشتون کی ہے جان ۔ وہ ہوا دیوانہ پن مین بس نہان
جان ہر دیوانہ کو مت جان اخی ۔ سر نہ رکھ گوسالہ کو جون سامری
جو ولی نے ظاہرا تجھ سے کہا ۔ راز پوشیدہ ہزاران غیب کا
وہ نہین تھی عقل و دانش کچھ تجھے ۔ تو نہین جانے تھا گوبر عود سے
جو ولی پردہ جنون مین خود چھپے ۔ اُسکو اے اندھے تو کیونکر پا سکے
گر[3] کھلی ہے تیری وہ چشم یقین ۔ دیکھ پیادہ زیر سنگ اندر زمین
جو کھلی ہے آنکھ اُسکے سامنے ۔ ہر کلیم اللہ چھپا کمبل مین ہے

لـه آزمایا الخ شعر اسی طرح مین نے بہت عقل کو آزمایا ہے بعدہ ڈھونڈھون جنون کو جس جا پر ہو کہ راستی حاصل ہو ایک شخص نے کہا کہ مین عقلمند کو چاہتا ہون تا مشکلات مین مشورہ اُس سے کرون ایک شخص نے کہا کہ ہمارے یہان دیوانہ کے سوا کوئی عاقل نہین ہے چنانچہ شیخ بہلول کا قصہ آگے مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ؎۲ لاٹھی الخ شعر بہلول لاٹھی پر سوار ہے اور لڑکون کے ساتھ دوڑتا ہے رات دن وہ گیند کھیلتا ہے یہان اور گنج پوشیدہ و جان جہان ہے اہل راے و آتش کا پرکالہ ہے آسمان قدر اور اختر پایہ ہے اُسکا مرتبہ جان فرشتون کی ہے اور وہ دیوانہ پن مین پوشیدہ ہوا ہے آگے حقائق مین کہ تو ہر دیوانہ کو جان مت جان اور مثل سامری کے ہر گوسالہ کے آگے سر نہ رکھو یعنی ہر دیوانہ کامل و با معنی نہین ہوتا ہے تو مثل گوسالہ کے اُسے مت پوج جو ولی تجھ سے ظاہر کئے ہزارون راز پوشیدہ و غیب کے وہ عقل و دانش تجھکو نہین تھی تو نہین جانتا تھا گوبر کو عود سے اور جو ولی کہ پردہ جنون مین چھپے اے اندھے اسکو کیونکر پا سکے یعنے اولیاء اللہ نے راز بیان کیا وہ تو سمجھ نہ سکا اور جو اولیا کہ دیوانگی مین چھپا ہے اُس کا حال تو کیونکر معلوم کر سکتا ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ؎۳ گر کھلی الخ شعر اگر تیری چشم یقین کھلی ہے ہر ایک سنگ کے نیچے پیادہ شاہی دیکھے جو آنکھ کھلی ہے اُس کے سامنے ہر ایک کلیم کمل مین پوشیدہ ہے یعنی ہر وجود مین وہ شاہ موجود ہے چشم بینا چاہیے ولی کو شہرت دیتا ہے نہ ولی اور جس کو وہ چاہے کر دے منجلی کون اُس کی عقل سے آشنا ہو کیونکہ اُس نے خود کو دیوانہ کیا ہے آگے مثال ہے جیسے چور بینا ایک اندھے کی چوری کرے اُس کو چور راہ مین کیسے ملے اندھا کب جانے کہ یہی چور ہے اگرچہ وہ چور خود آکر اُس سے ملے گتا کاٹے اندھے گدڑی پوش کو اور لگھنے کرتے کو کب پہچانین یعنے اولیاء اللہ جس کو چاہتے ہین روشن دل کر دیتے ہین اور ان کی عقل کو کوئی نہین پہچان سکتا ہے بسبب کور دلی کے چنانچہ اس کی مثال مین قصہ اندھے فقیر کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

ہر ولی را ہم ولی شہرہ کند — ہر کہ را او خواست با بہرہ کند
کس نداند از خرد او را شناخت — چونکہ او مر خویش را دیوانہ ساخت
چون بدزدد دزد بینا رخت کور — ہیچ یابد دزد را او در عبور
کور نشناسد کہ دزد او کہ بود — گرچہ خود بر وے زند دزد عنود
چون گزد سگ کور صاحب ژندہ را — کے شناسد آن سگ درندہ را

دیتا ہے شہرت ولی کو بھی ولی — اور جسے چاہے وہ کردے منجلی
کون اسکی عقل سے ہوا آشنا — کیونکہ اس نے خود کو دیوانہ کیا
چور بینا چوری اندھے کی کرے — چور اسکو راہ مین کیسے ملے
جانے کیا اندھا کہ وہ ہی چور ہے — گرچہ وہ چور آکے اس سے خود ملے
کاٹے کتا اندھے گدا ہی پوش کو — کٹکھنے کتے کو کب پہچانے وہ

حملہ کردن سگ بر گداے کور

حملہ کرنا کتے کا اوپر اندھے فقیر کے

یک سگے در کوئے بر کورے گدا — حملہ می آورد چون شیر وغا
سگ کند آہنگ درویشان بخشم — در کشد مہ خاک درویشان بچشم
کور عاجز شد ز بیم بانگ سگ — اندر آمد کور در تعظیم سگ
کاے امیر صید وے شیر شکار — دست دست تست دست از من بدار
گر ضرورت ہم سگ آن حکیم — کرد تعظیم و لقب دادش کریم
گفت ما دہم از ضرورت اے اسد — از چو من لاغر شکارے چہ رسد
گور میگیرند یارانت بدشت — گور میگیری تو در کوچہ بگشت
گور میجویند یارانت بہ صید — کور میجوئی تو در کوچہ بکید
آن سگ عالم شکار گور کرد — وین سگ بیمایہ قصد کور کرد
علم چون آموخت سگ رست از ضلال — میکند در بیشہ ہا صید حلال
سگ چو عالم گشت شد چالاک زفت — سگ چو عارف گشت شد اصحاب کہف

١ کتا کوچے مین گداے کور پر — حملہ کرتا تھا مثال شیر نر
قصد فقرا خشم سے کتا کرے — خاک فقرا ماہ آنکھو مین رکھے
اندھا عاجز بانگ کتے سے ہوا — اسکی تعظیم اندھا اس کرنے لگا
اے امیر صید و اے شیر شکار — تجکو قدرت ہے نہ رکھ مجھ سے کار
٢ اس دم سگ کی ضرورت سے حکیم — کرتا تعظیم و لقب رکھا کریم
پس کہا اسنے ضرورت سے اے شیر — مجھ سا لاغر صید سے کب تو ہو سیر
گور صحرائی پکڑتے تیرے یار — تو کرے اندھے کا کوچہ مین شکار
یار تیرے گور کا ڈھونڈھین شکار — ڈھونڈھے تو اندھے کو کوچہ مین بہانے
وہ سگ عالم تو مارے گور خر — اور یہ سگ مستعد اندھے کا ہو
علم سیکھا تو گیا سگ سے ضلال — کرتا وہ صحرا مین ہے صید حلال
٣ سگ جو عالم ہو تو ہووے تیز رو — سگ جو عارف ہو صحاب کہف ہو

١ کتا کوچہ مین الخ یہ شعر ایک کتا کوچہ مین اندھے گدا پر مثل شیر کے حملہ کرتا تھا آگے حقائق ہین قصد فقیرون کا خشم سے کتا کرتا ہے اور خاک پا فقیرون کی ماہ آنکھون مین رکھتا ہے کتے کی آواز سے اندھا عاجز ہوا پس اندھا اُس کی تعظیم کرنے لگا کہ اے امیر صید و اے شیر شکار تجھکو قدرت ہے تو مجھ سے کام مت رکھ باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ ٢ اُس دم سگ الخ یہ شعر وہ حکیم اس دم سگ کی بضرورت تعظیم کرتا اور اس کا کریم لقب رکھا پس اُس نے ضرورت سے کہا اے شیر مجھ سے لاغر شکار سے تو کب سیر ہو تیرے یار گور صحرائی پکڑتے ہین تو اندھے کا کوچہ مین شکار کرتا ہے تیرے یار شکار گورخر کا ڈھونڈھتے ہین تو اندھے کو ڈھونڈھتا ہے کوچہ مین علم سیکھا تو سگ سے گمراہی گئی کہ جنگل مین وہ صید حلال کرتا ہے یعنی سگ نفس سے اور اندھا غافلان دنیا سے مراد ہے پس غافلان دنیا اپنے نفس کی اسی طرح خوشامد کرتے ہین جو سگ نفس کہ اصلاح پذیر ہوا وہ صحرائے معنی مین گور اسرار و انوار کا شکار حلال کرتا ہے باقی حقائق آگے ہین فافہم ١٢ ٣ سگ الخ یہ شعر جو سگ عالم ہو تیز رو ہووے جو سگ کہ عارف ہو اصحاب کہف ہووے سگ نے جانا کہ امیر صید کون ہے اے خدا نور آشنا کون ہے اندھا اندھے پن سے کچھ نہین جانتا ہے بلکہ جہل سے نہین پہچانتا ہے زمین اندھے سے اندھی سوا نہین ہے کہ وہ فضل حق سے دشمن کو جانتی ہے ہمیشہ یعنے اندھی سوا ہے اندھے انسان سے کہ وہ زمین اپنے دشمن کو جانتی ہے اور وہ زمین جانتا ہے پس معلوم ہوا کہ اندھے پن سے نہین بلکہ جہل سے نہین جانتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢۔

سگ شناسا شد که میر صید کیست / ای خدا آن نور اشناسنده چیست
کور نشناسد نه از بی چشمی است / بلکه از جهل است زیر خشمی است
نیست خم دو بی چشم تر کو از زمین / این زمین از فضل شد خصم مبین
نور موسیٰ دید موسیٰ را نواخت / خسف قارون کرد و قارون را گداخت
رجف کرد اندر هلاک هر دغی / فهم کرد از حق که یا ارض ابلعی
خاک و باد و آب و نار باشرر / بیخبر از ما و از حق باخبر
مابعکس آن ز غیر حق خبیر / بیخبر از حق و چندین نذیر
لاجرم اشفقن منها جمله شان / کند شد ز آمیز حیوان جمله شان
گفت بیزاریم جمله زین حیات / که بود با خلق حی با حق موات
چون بماند از خلق ماند او یتیم / انس حق را قلب می باید سلیم
چون ز کوری دزد دزدد کاله / میکند آن کور عمیا ناله
تا نگوید دزد او را کان منم / گر تو دزدیدم که دزد پُر فنم
کی شناسد کور دزد خویش را / چون ندارد نور چشم و آن ضیا
چون بگوید هم بگیر او را تو سخت / تا بگوید او علامتهای رخت
پس جهاد اکبر آمد عصر دزد / تا بگوید که چه برد آن زن بمزد
کاله حکمت که گم کرده دل است / پیش اهل دل یقین آن حاصل است
کور دل با جان و با سمع و بصر / می نداند دزد شیطان را اثر
ز اهل دل جو از جماد آن را مجو / که جماد آمد خلایق پیش او

سگ نے جانا کون میر صید ہے / اے خدا نور آشنا ہین کون سے
اندھے ہین سے اندھا نے کچھ جانا / جہل سے بلکہ نہین پہچانتے
نے زمین اندھے سے ہی اندھا سو / فضل حق سے جانے دشمن کو سدا
نور موسیٰ دیکھ ہوئی موسیٰ نواز / کھینچا قارون کو ہوا قارون گداز
جنبشین کر کر کے پھر ہر دغی / تو سمجھ حق سے کہ یا ارض ابلعی
خاک و باد و آب آتش پر شرر / بیخبر ہم سے وحق سے با خبر
ہم ہین الٹے غیر حق سے با خبر / بیخبر ہم حق سے با این خوف و ڈر
اسلیے اشفقن منہا جملہ و / ربط حیوان سے رہے بس گندہ ہو
ہوے ہم اس زندگی سے تنگ ہین / مردہ با حق زندہ با دنیا رہین
خلق کے جو ساتھ ہے وہ ہے یتیم / انس حق کو چاہیے قلب سلیم
چور اک اندھے کی جو چوری کرے / اندھا اندھون کی طرح زاری کرے
چور کب اسکو کہے مین پُرفن چور / جو تری چوری کرے پُرفن ہون چور
اندھا کب پہچانے اپنے چور کو / جو نہ آنکھوں مین رکھے وہ نور کو
جو کہے وہ تو پکڑ مضبوط اسے / تا بتائے وہ پتے اسباب کے
ہی جہاد اکبر اب تنگی کو رہے / تا کہے کیا لیگیا وہ گندہ چور
دل سے جو اسباب حکمت گم گیا / اہل دل کو ہی یقین واصل ہوا
دل کا اندھا جان کان اور آنکھ سے / چور شیطان کا اثر کب پاسکے
اہل دل سے بے جماد وہ لیے / اور خلائق کو جماد اک جان لے

سلہ نور موسیٰ الخ شعر نور موسیٰ دیکھ کر زمین موسیٰ کی راہی ہوئی کھینچا قارون کو اور قارون کی گلانے والی ہوئی زمین نے جنبشون سے کافرون کو تباہ کیا ترجمہ کر اے زمین نگل لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ خاک و باد الخ شعر خاک و باد و آب و آتش ہم سے بیخبر اور حق سے خبردار ہے اور ہم اس کے برعکس غیر حق سے باخبر اور حق سے بیخبر با وجود اس خوف و ڈر کے اس لیے اشفقن منہا یعنے ڈرے اسی سے سب وہ حیوانو کے ربط سے گندہ ہو کر بولے ہم اس زندگی سے تنگ ہین کہ مردہ ساتھ حق کے اور زندہ ساتھ خلق کے ہم رہین جو خلق کے ساتھ ہے وہ یتیم ہے اور نسبت حق کو قلب سلیم چاہیے آگے مثال ہے ایک چور اندھے کی چوری کرے اور اندھا اندھے کی طرح زاری کرے جب تک چور اس کو کہے اے کور مین ہون چور جو تیری چوری کرے اندھا کب پہچانے اپنے چور کو جو کہ آنکھون مین وہ نور نہین رکھتا ہے جب تک کہ وہ کہے تو مضبوط پکڑے اسے تاکہ وہ اپنے اسباب کو بتائے آگے حقائق ہین فافہم ۲ سلہ ہی جہاد الخ شعر پس چور کو تنگ کرنا جہاد اکبر ہے تاکہ وہ کہے کہ کیا چرا لے گیا ہے جو اسباب حکمت دل سے گم گیا وہ اہل دل کو یقین ہے حاصل ہوا جان و کان آنکھ سے دل کا اندھا چور شیطان کا اثر کب پاسکے اہل دل سے لے جمادون سے مت لے اور خلق کو ایک جماد جان لے یعنے وہ چور شیطان ہے اور تیرہ دل اندھا ہے کہ اس کا اسباب نور چشم دل و حکمت تھی شیطان نفس نے چرا لی ہے تو اسپر تنگی کر اسی کو جہاد اکبر کہتے ہین آگے رجوع بقصہ

بازمیگردیم سوے رازجو — تاشود ہم مشورت باراز گو
مشورت جوینده آمد نزد او — کاے اب کودک شده رازی بگو
گفت رو زین حلقه کین در باز نیست — بازگرد امروز روز راز نیست
گرمکان را ره بدے در لامکان — ہمچو شیخان بودمی من بردکان

اب[1] مین پھر پھرتا ہون سوے رازجو — تاکہ ہو وین ہم مشیر راز گو
رازجو بہلول کے نزدیک ہو — بولا اے بابا کہو اُس راز کو
بولا اس حلقہ سے جا در نے کھلا — آج تو جا دن نہین ہے راز کا
گر مکان کو لامکان مین ہوتی راہ — مثل شیخون کے مین ہوتا اہل جاہ

خواندن محتسب مست خراب افتاده را بسوے زندان

لیجانا محتسب کا ایک مست کو زندان مین اور جواب دینا اُسکا

محتسب در نیم شب جائے رسید — در بن دیوار مردے خفته دید
گفت ہی مستی چه خوردستی بگو — گفت ازان خوردم که ہست اندر سبو
گفت آخر در سبو واگو که چیست — گفت ازان کو خورده ام گفت این خفی ست
گفت آنچه خوردۂ آن چیست آن — گفت آن کاندر سبو مخفی ست آن
دور میشد این سوال و این جواب — ماند چون خر محتسب اندر خلاب
گفت او را محتسب ہین آه کن — مست ہو ہو کرد ہنگام سخن
گفت گفتم آه کن ہو میکنی — گفت من شادم تو از غم منحنی
آه از درد و غم بیدادی ست — ہوے ہوے میکشان از شادی ست

نیم شب[2] کو محتسب اک جا گیا — زیر دیوار اُسکو سوتا اک ملا
بولا اُٹھ اے مست کیا کھایا کہو — بولا وہ کھایا ہے جو مٹکے مین ہو
بولا کیا مٹکے مین ہے کہہ تو بیان — بولا کھایا اُس سے جو کچھ تھا نہان
بولا جو کچھ کھایا تو نے کیا ہے وہ — بولا وہ مٹکے مین جو خفا ہے وہ
دور ہوتا تھا سوال اور یہ جواب — محتسب جیسے خر رہا اندر گل آب
بولا اس سے محتسب کر آہ تو — مست نے کی در جواب آواز ہو
بولا مین آہ کو کہون تو ہو کرے — بولا مین تو خوش ہون اور تو غم رکھے
آہ درد و غم ستم سے ہوتی ہے — ہو نکلتی ہے خوشی اور عیش سے

[1] اب مین پھر پھرتا ہون الخ یہ شعر اب مین پھر پھرتا ہون طرف رازجو کے تاکہ ہم مشیر راز گو کا ہون رازجو بہلول کے نزدیک جاکر بولا اے بابا اس راز کو کہو بہلول نے کہا کہ اس حلقہ سے جا یہ در نہین کھلتا آج تو جا راز کا دن نہین ہے اگر مکان کی لامکان مین راہ ہوتی مثل شیخون کے مین بھی اہل جاہ ہوتا یعنے معنی قید بیان سے باہر ہے اور اگر راز معنے کا بیان ہوتا تو مین بھی مثل شیخون کے دکاندار ہوتا کیون خراب حال پھرتا چنانچہ محتسب و مست کا قصہ مثال مین آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] نیم شب کو الخ یہ شعر محتسب نیم شب کو ایک جا گیا زیر دیوار اُس کو ایک سوتا ہوا ملا کہا اے مست اُٹھ کیا کھایا ہے کہو کہا وہ کھایا ہے جو مٹکے مین ہو بولا مٹکے مین کیا ہے بیان کر بولا جو کچھ کھایا اس سے ہے بولا وہ پوشیدہ ہے بولا جو کچھ تو نے کھایا ہے وہ کیا ہے بولا جو مٹکے مین کہا کہ وہ پوشیدہ ہے یہی سوال و جواب کا دور ہوتا تھا محتسب مانند خر کے کیچڑ مین حیران رہا دور اُس کو کہتے ہین کہ ایک شئے موقوف ہو اول پر جیسے وجود مرغ کا موقوف ہے بیضہ پر اور وجود بیضہ کا موقوف ہے مرغ پر محتسب نے اُس سے کہا تو آہ کر مست نے جواب اُس کے مین آواز ہو کی محتسب بولا کہ مین تو آہ کرنے کو کہتا ہون تو ہو کرتا ہے بولا مین تو خوش ہون اور تو غم کھاتا ہے آہ درد و غم سے ہوتی ہے اور ہو عیش و خوشی سے نکلتی ہے یعنے وہ مست عشق الہی لفظ ہو کہتا تھا کہ مقام ہو میش عشاق ہے کہ عاشق کو وہان فنا دکامل ہوتی ہے اور مقام ہو کو لامکان بھی کہتے ہین اور آہ نفس سے تعلق رکھتی ہے اور حالت فراق مین عاشق سے نکلتی ہے چونکہ وہ مست دل سے وصال رکھتا ہے اس واسطے ہو کہتا ہے اور محتسب آہ نفسانی کرنے سے غرض معلوم کرنا چاہتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ -

محتسب گفت این ندانم خیز خیز	معرفت متراش بگذار این ستیز	محتسب بولا نہ جانوں ہو کھڑا	مت تراشے معرفت اے جنگ زا
گفت دہ من از کجا تو از کجا	گفت مستی خیز تا زندان بیا	بولا جا تو مین کہان اور تو کہان	بولا چل ای مست تا زندانیان
گفت مست اے محتسب بگذار رو	از برہنہ کے توان بردن گرو	مست بولا محتسب جا چھوڑ تو	کب برہنہ سے تو لیتے شرط کو
گر مرا خود قوت رفتن بدی	خانہ خود رفتمی وین کے شدی	ہوتی چلنے کی اگر قوت مجھے	اپنے گھر جاتا یہ ہوتا کس لیے
من اگر با عقل و با امکانمے	ہمچو شیخان بر سر دکانمے	ہوتا مین با عقل و با امکان اگر	ہوتا مثل شیخ مین دکان پر
گر مرا رای و تدبیرے بدی	ہمچون شیخان جاہ و توقیرے بدی	ہوتین گر رائین و تدبیرین مری	ہوتین مثل شیخ توقیرین مری
ہم مرا زنبیل و دریوزہ بدی	ہم نذرات ہمہ روزہ بدی	ہوتی زنبیل و گدائی بھی مجھے	ہوتی نذرین سارے دن کی بھی مجھے

دوم بار در سخن کشیدن سائل آن بزرگ را تا حال او معلوم گردد

دوسری بار کہنا سائل کا اُس بزرگ کو تا حال اُسکا معلوم ہو

گفت آن طالب کہ آخر یک نفس	ای سوارہ بر نے این سو ران فرس	بولا وہ طالب کہ اکدم میری سنو	اے سوار نے تو دوڑا اسپ کو
راند سوئے او کہ ہان و تر بگو	کاسپ من بس توسن است و تند خو	گھوڑا دوڑا کر کہا جلدی کہو	گھوڑا ہے منہ زور میرا تند خو
تا لگد بر تو نہ کوبد دور باش	از چہ میپرسی بیان کن خواجہ تاش	لات ماریگا کہین تو دور ہو	پوچھتا ہے کیا تو ای خواجہ کہو
او مجال راز دل گفتن ندید	رو برون شو کرد و در لاغش کشید	راز کہنے کی نہ قدرت جو ملی	مسخرے پن سے کہا ہٹ جا ابھی
گفت میخواہم درین کوچہ زنے	کیست لائق از برائے چون منے	بولا مین ہون چاہتا عورت یہان	کونسی لائق ہے میرے کر بیان
گفت سہ گونہ زنان اند در جہان	آن دو رنج و این یکے گنج روان	بولا عورت تین ہین اندر جہان	دو ہین رنج اور ایک ہے گنج روان
آن یکے را چون بخواہی کل تراست	وان دگر نیمے ترا نیمے جدا است	ایک وہ جو تو کرے کُل ہو تری	دوسری آدھی تری آدھی جدی

ـلہ محتسب بولا الخ، شعر محتسب نے کہا مین نہیں جانتا تو کھڑا ہو اور معرفت مت تراش اے جنگ جو مست نے کہا تو جا مین کہان اور تو کہان کہا اے مست چل تو زندان تک مست نے کہا تو جا چھوڑ تو کب برہنہ سے شرط جیتے اگر چلنے کی مجھکو طاقت ہوتی تو گھر جاتا یہ کاہے کو ہوتا اگر مین با عقل و با امکان ہوتا مثل شیخ کے دکان پہ ہوتا اگر میری رائین تدبیرین ہوتین مثل شیخ کے میری توقیرین ہوتین تو زنبیل اور گدائی مجھکو ہوتی نذرین تمام دن کی مجھکو ملتین یعنے مین بھی مثل پیرزن دکاندار کے صاحب مال ہوتا اور اس بینوائی مین کیونکر گرفتار رہتا پس ثابت ہوا کہ جو اہل معنی ہین وہ پابند آسایش دنیا نہیں ہین پریشان حال رہتے ہین آگے قصہ سائل کا ہے فافہم ۱۲ ـلہ بولا وہ الخ، شعر اس طالب نے کہا کہ ایک دم میری طرف اے سوار لاٹھی کے دوڑا گھوڑے کو بہلول نے گھوڑا دوڑا کر کہا جلدی کہو کہ میرا گھوڑا منہ زور اور تند خو ہے لات نہ کہین مارے تو دور ہو تو کیا پوچھتا ہے اے خواجہ کہو راز کہنے کی جو قدرت نہ ملی مسخرے پن سے کہا اب ہٹ جا باقی حال قصہ کا آگے ہے فافہم ۱۲ ـلہ بولا مین الخ، شعر کہا مین نے عورت کرنا چاہتا ہون یہان پر کونسی لائق ہے میرے بیان کر کہا تین قسم کی عورتین جہان مین ہین دو سے رنج اور ایک سے گنج ہے ایک جو تو کرے وہ کل تیری ہو دوسری آدھی تیری آدھی جدی ہو تیسری نہ جو تیری کچھ نہین ہو یہ تو نے سنا اے مدعی جلد ہٹ تو گھوڑا لات نہ مارے تجھے کہ تو گرے اور پھر اُٹھ نہ سکے شیخ ہمراہ لڑکوں کے چلدیا پھر اُس جوان نے اسکو آواز دی کہ تو آ اور تفسیر اسکی کہہ تو کہتا ہے کہ عورتین تین کرو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ـ

وان سوم هیچ است و ترا نبود بدان	این شنیدی در شو رفتم روان	تیسری وہ کچھ نہین ہووے تری	یہ سُنا تو نے تو جا ای مدعی
تا ترا اسپم نه پراند لگد	که بیفتی بر نخیزی تا ابد	تا نہ گھوڑا لات مارے اب تجھے	کہ گرے تو اور کبھی نے اُٹھ سکے
شیخ راند اندر میان کودکان	بانگ زد بار دگر او را جوان	شیخ بس لڑکون کے ہمراہ چلدیا	پھر پکارا اور جوان نے یہ کہا
که بیا آخر بگو تفسیر این	این زمان سه نوع گفتی برگزین	کہ تو آ تفسیر اُس کی تو کہو	عورتین تو تین کہتا ہے کردیا
راند سوی او و گفتش بکر خاص	کل ترا باشد ز غم یابی خلاص	اُسکے پاس آکر کہا کر باکرا	کل تری ہو غم سے تو ہووے رہا
وانکه نیمی هست تو بیوه بود	وانکه هیچ ست آن عیال با ولد	جو کہ آدھی ہو نئی وہ رانڈ ہے	وہ نہین کچھ ہے جو زن بچہ رکھے
چون ز شوی اولش کودک بود	مهر کل خاطرش آن سو رود	اگلے شوہر سے جو اولاد اسکی ہو	کل محبت اُسکی اُس شوہر سے ہو
دور شو تا اسپ نیندازد لگد	سم اسپ توسنم بر تو رسد	دور ہو تو لات گھوڑے کی چلے	سم نہ گھوڑے کا ترے جا کر لگے
های هوی کرد شیخ و باز راند	کودکان را باز سوی خویش خواند	ہاے ہو کی شیخ نے پھر چل دیا	اور لڑکون کو بخود مائل کیا
باز بانگش کرد سائل که بیا	یک سوالم ماند ای شاه کیا	پھر پکارا اُسکو سائل نے کہ آ	اک سوال اور میرا باقی رہگیا
باز راند این سو بگو زد تر چه بود	که ز میدان آن بچه گویم ربود	پھر وہ آیا کہ کہو کیا رہ گیا	کہ وہ لڑکا گیند میرے لیگیا
گفت ای شه با چنین عقل و ادب	اینچه شید ست اینچه فعل ست ای عجب	بولا اے شہ باوجود اس عقل کے	تجھکو یہ فعل اور حیلے کس لیے
تو درای عقل کلی در بیان	آفتابی در جنون چونی نهان	تو سوا ہے عقل کل سے در بیان	شمس سا ہی ہے کیون جنون مین ہی نہان
گفت این اوباش رای میزنند	تا درین شهر خودم قاضی کنند	بولا کرتے مشورت اوباش ہین	تا مجھے اس شہر کا قاضی کرین
دفع میگویم مرا گویند نی	نیست چون تو عالمی صاحب فنی	کرتا ہون انکار کہتے ہین نہین	تجھ سا عالم باعمل جگ مین نہین
با وجود تو حرام ست و خبیث	که کم از تو در قضا گوید حدیث	تیرے ہوتے ہی بدتر اور حرام	تجھسے کم اندر قضا کھولے کلام
در شریعت نیست دستوری که ما	کمتر از تو شه کنیم و پیشوا	ہے نہ دستور اب ہماری شرع مین	پیشوا ہم تجھ سے کمتر کو کرین
زین ضرورت گیج و دیوانه شدم	زین گروه از عجز بیگانه شدم	اس ضرورت سے مین دیوانہ ہوا	اس گروہ سے آپ بیگانہ ہوا
ظاهرا شوریده و شیدا شدم	لیک در باطن همانم که بدم	ظاہرا مجنون و دیوانہ ہوا	پر مین باطن مین وہی ہون جو کہ تھا

لہ اس کے پاس الخ، شعر اُس کے پاس آکر کہا کہ باکرہ کر کہ کل تیری ہووے اور تو غم سے چھوٹے اور آدھی عورت نئی رانڈ ہے اور وہ کچھ نہین ہے کہ جو عورت بچہ رکھتی ہے اگلے شوہر سے جو اُسکی اولاد ہو کل محبت اُس کی اُس شوہر سے ہو تو دور ہو کہ گھوڑے کی لات چلیگی تیرے سم گھوڑے کا نہ جا لگے ہاے ہو شیخ نے کی اور پھر چلدیا اور لڑکون کو اپنی طرف مائل کیا پھر سائل نے اُسکو پکارا کہ آؤ میرا ایک سوال اور باقی رہ گیا ہے یعنے عورتین تین قسم کی ہین باکرہ رانڈ و ذی اولاد مگر باکرہ بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ہ۲ پھر وہ آیا الخ شعر وہ آیا کہ کہو کیا رہ گیا ہے کہ وہ لڑکا میرے گیند لے گیا ہے کہا اے بادشاہ باوجود اس عقل کے تجکو یہ فعل اور حیلے کس واسطے ہین تو سوائے عقل کل کے بیان مین ایک شمس ہے جنون مین کیون پوشیدہ ہے کہا کہ اوباش مشورہ کرتے ہین کہ مجھے اس شہر کا قاضی کرین مین انکار کرتا ہون تو کہتے ہین تجھ سا عالم باعمل جگ مین نہین ہے تیرے ہوتے بدتر اور حرام ہے کہ تجھ سے کم اندر قضا کے حکم کرے ہماری شرع میں دستور نہین کہ تجھ سے کمتر کو ہم پیشوا کرین اس ضرورت سے مین دیوانہ ہوا ہون اور اس گروہ سے خود بیگانہ ہوا ہون مین ظاہر مین مجنون دیوانہ ہوا ولیکن مین باطن مین وہی ہون جو کہ تھا میری عقل گیج اور مین دیوانہ ہون گنج اگر ظاہر کردن دیوانہ ہون آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ـ

عقل من گنج ست و من ویرانه ام / گنج اگر پیدا کنم دیوانه ام
اوست دیوانه که دیوانه نشد / این عسس را دید و در خانه نشد
دانش من جوہر آمد نے عرض / این بہائے نیست بہر ہر غرض
کان قند و نیستان شکرم / ہم ز من می روید و من میخورم
علم تقلیدی و تعلیم است آن / کز نفور مستمع دارد فغان
چون پے دانش نه بہر روشنی است / ہمچو طالب علم دنیاے دنی است
طالب علم ست بہر عام و خاص / نے که تا یابد ازین عالم خلاص
ہمچو موشی ہر طرف سوراخها / میکند غافل ز انوار بقا
ہمچو موشے ہر طرف سوراخ کرد / چونکه نورش راند از در گشت سرد
چونکه سوے دشت و نورش ره نبود / ہم در ان ظلمات جہدی می نمود
گر خدایش پر دہد او باخرد / برہد از موشے و چون مرغان پرد
ور نجوید پر بماند زیر خاک / نا امید از رفتن راه سماک
علم گفتارے که آن بیجان بود / عاشق روے خریداران بود
گرچه باشد وقت بحث علم زفت / چون خریدارش نباشد مرد و رفت
مشتری من خدا ست او مرا / میکشد بالا که الله اشترے
خونبہاے من جمال ذو الجلال / خونبہاے خود خورم کسب حلال

عقل میری گنج و مین ویرانه ہون / گنج اگر ظاہر کرون دیوانہ ہون
وہ ہے دیوانہ نہ دیوانہ ہوا [ل] / دیکھ اس شحنہ کو نے گھر مین چھپا
عقل ہے جوہر مری ولیے نے عرض / یہ نہین رکھتی ہے قیمت ہر غرض
کان قند اور نیستان شکر کا ہون / مجھسے اُگتا ہے وہ مین ہی کھاتا ہون
علم تقلیدی و تعلیم اک ہی دو [۲] / نے سنے کوئی تو اسکو رنج ہو
بہر دانش ہے نہ بہر روشنی / جیسے طالب علم دنیاے دنی
چاہتا ہے علم بہر عام و خاص / نے کہ اس عالم سے پاوے خلاص
مثل چوہا کرتا وہ سوراخ ہے / کیونکہ غافل ہے بقاے نور سے
ہر طرف سوراخ جون چوہا کیا / نور نے جو روکا تو الٹا پھرا
نور و جنگل کیطرف جو راہ نہ تھی / اسکو ظلمت مین بس کوشش رہی
گر خدا پر دیوے اُسکو عقل سے / چوہا پن چھوڑے مثال مرغ اڑے
گر نہ ڈھونڈھے پر تو نیچے خاک کے / رہے نا امید وہ افلاک سے
علم فانی جو کہ وہ بیجان ہے [۳] / عاشق روے خریدان ہے
علم گرچہ بحث کے وقت ہو قوی / جو نہ پائے مشتری ہو مردنی
مشتری حق ہے مرا سوے علا / مجکو کھینچے ہے کہ اللہ اشترے
خونبہا میرا جمال ذو الجلال / کھاؤن اپنا خونبہا کسب حلال

[ل] وہ ہے الخ یہ شعر وہ دیوانہ نہیں ہوا ہے کہ اس شحنہ کو دیکھ کر گھر مین نہین چھپا ہے یعنے وہ شخص دیوانہ نہین ہوا ہے میری عقل جوہر ہے عرض نہین رکھتی مین کان قند و نیستان شکر کا ہون کہ مجھ سے اُگتا ہے وہی مین کھاتا ہون کہ مجھ سے مین عارف ہون اور شاہ جو عرفان کشف ہوتا ہے مجھ مین صرف ہوتا ہے آگے علم تقلیدی کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] علم تقلیدی الخ یہ شعر وہ ایک علم تقلیدی ہے و تعلیم ہے کہ جو نہ سنے تو اُسکو رنج ہووے تو وہ علم واسطے دانش کے ہے نہ واسطے روشنی کے جیسے طالب علم دنیا کا علم سیکھتا ہے اور چاہتا ہے علم واسطے خاص و عام کے اس عالم سے خلاص ہونے کو نہین چاہتا ہے اس کی مثال ہے مثل چوہے کے کہ وہ ہر طرف سوراخ کرتا ہے اور بقاے نور سے غافل ہے مثل چوہے کے ہر طرف سوراخ کیا نور نے جو روکا تو وہ واپس پھرا نور و جنگل کی طرف جو راہ نہ تھی اس واسطے اُسکو ظلمت مین کوشش رہی اگر خدا اُسکو عقل سے پر دیوے چوہا پن چھوڑے اور مرغ کے مانند اڑے اور اگر پر نہ ڈھونڈھے نیچے خاک کے نا امید رہوے افلاک سے یعنے علم تقلیدی دنیا کمانے کو سیکھنا اور وصول الی اللہ سے باز رہنا مثل چوہے کے ظلمت مین رہنا اور روشنی سے بھاگنا ہے اگر خدا چاہے عرفان دے کر مثل مرغ کے اڑائے باقی حال آگے ہے فافہم [۳] علم فانی الخ یہ شعر جو کہ علم فانی بیجان ہے عاشق خریداران کے منھ کا ہے یعنے اہل قال سامعین منھ کو تکتے ہین کہ کیا وہ تعریف کرتے ہین یعنی مدح پسند ہون اگرچہ علم بحث کے وقت قوی ہے تو خریدار نہ پائے تو مردہ ہوا اور میرا مشتری اللہ ہے اور کھینچتا ہے طرف اعلا کے ترجمہ خریدار اللہ ہے میرا خونبہا جمال حق ہے کسب حلال سے میں اپنا خونبہا کھاتا ہون پس تو ان خریداران مفلس سے نہ لے مشت گل کیا خریداری کرینگے گل مت کھا اور گل مت لے اگر گل کھائیگا تو ہمیشہ زرد ہوگا گل سے پیدا ہی سب گل ہے تو اسکو مت کھا اور خدا سے نور کھا کہ نور سے نوری ہوئے ورنہ گل کھانے سے زرد رو ہوگا یعنے شرمندہ روز حشر کے ہوگا باقی حال آگیا ہے فافہم ۱۲

این خریداران مفلس را بهل — چه خریداری کند یک مشت گل
گل مخور گل را مخر گل را مجو — زانکه گل خوارست دائم زرد رو
دل بخر تا دائما باشی جوان — از تجلی چهره ات چون ارغوان
طالب دل شو که تا باشی چو گل — تا شوی شادان و خندان مثل گل
دل نباشد آنکه مطلوب گل ست — این سخن را در خورے صاحب دل است
یارب این بخشش نه حد کار ماست — لطف تو لطف خفی را خود سزاست
دستگیر از دست ما مارا بخر — پرده را بردار و پرده ما مدر
باز خر ما را ازین نفس پلید — کاردش تا استخوان ما رسید
از چو ما بیچارگان این بند سخت — که گشاید جز تو ای سلطان بخت
اینچنین قفل گران ای ودود — که تواند جز که فضل تو گشود
ما ز خود سوی تو گردانیم سر — چون توئی از ما بما نزدیک تر
با چنین نزدیکی دوریم دور — در چنین تاریکی بفرست نور
این دعا هم بخشش و تعلیم تست — ورنه در گلخن گلستان از چه رست
درمیان خون و روده فهم و عقل — جز به اکرام تو نتوان کرد نقل
از دو پاره پیه آن نور روان — موج نورش میرود تا آسمان
گوشت پاره که زبان آمد ازو — میرود سیلاب حکمت همچو جو
سوی سوراخی که نامش گوشهاست — تا بباغ جان که میوه ش هوشهاست
شاهراه باغ جانها شرع اوست — باغ و بستانهای عالم فرع اوست

ان خریداران مفلس سے نہ مل — کیا خریداری کرین یہ مشت گل
گل نہ ڈھونڈھو اور گل کھا گل لے نہ تو — گل جو کھائے ہو ہمیشہ زرد رو
مول لے دل تا ہمیشہ ہو جوان — اور تجلی سے ہو منھ جون ارغوان
طالب دل ہو کہ تا ہو مثل گل — تا ہو تو ہشیار و خندان مثل گل
وہ نہین ہے دل جو ہے مطلوب گل — جانتے اس بات کو ہین اہل دل
اے خدا بخشش یہ حد سے ہے مری — لطف تیرا لائق لطف خفی
مول لے ہم کو ہمارے ہاتھ سے — کھولدے پردہ نہ رسوا مت کرے
مول لے پھر ہمکو تو اس نفس سے — پہونچی ہڈی تک چھری اب اسکی ہے
کون ہم بیچارگون سے بند سخت — تجھ سوا اب کھولے اے سلطان بخت
ایسے بھاری قفل کو اے خدا — کون کھولے فضل تیرے کے سوا
تیری جانب ہم پھرے خود آپ سے — ہمسے تو نزدیک زیادہ ہم سے ہے
باوجود اس قرب کے ہم بس ہین دور — ایسی تاریکی مین اب تو بھیج نور
یہ دعا تعلیم و بخشش تجھ سے ہے — ورنہ گلخن مین گلستان کب اُگے
درمیان اس خون و رگ کے فہم و عقل — جز کرم تیرے نہ ہوسکتی ہے نقل
نور دو ٹکڑون سے چربی کے یہان — موج مارے نور پھر تا آسمان
گوشت کا ٹکڑا کہ جو ہے وہ زبان — سیل حکمت نہر سان اُس سے روان
جانب سوراخ کہ نام اسکا گوش — باغ جان تک کہ ہے میوہ اسکا ہوش
باغ جان کی راہ اسکی شرع ہے — اور جہان کا باغ اسکی فرع ہے

ف مول الخ۔ شعر دل کو مول لے تا ہمیشہ تو جوان ہو اور تجلی سے مثل ارغوان کے منھ سرخ ہو طالب دل کا ہو کہ مثل گل ہوتا خوش و خندان مثل گل ہو کہ مثل ہونا خوش اور وہ دل نہین ہے جو مطلوب دل کا ہو بس اہل دل اس بات کو جانتے ہین آگے مناجات ہے اے خدا یہ بخشش تیری میرے حد امکان سے باہر ہے تیرا لطف لائق لطف پوشیدہ کے ہے ہم کو ہمارے ہاتھ سے مول لے اور پردہ کھول دے اور رسوا مت کر یعنی ہم کو اس صورت سے چھڑا دے پھر ہم کو مول لے اس صورت سے کہ اُسکی چھری ہڈی تک اب پہونچی ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲
ف کون ہم بیچارون سے الخ، شعر ہم بیچارون کا تجھ سے سوا کون ہے اے سلطان بخت اے خدا ایسے بھاری قفل کو تیرے فضل کے سوا کون کھولے تیری جانب ہم خود آپ سے پھرے تو ہم سے زیادہ نزدیک ہم سے ہے باوجود اس قرب کے ہم دور ہین ایسی تاریکی مین اب تو نور بھیج یعنی ہم تیرے قریب ہین مگر بسبب ظلمت نفس کے تجھ کو پہچان نہین سکتے ہین تو نور دل عنایت کر تاکہ پہچانین یہ وہ تعلیم و بخشش تجھ سے ہے ورنہ گلخن مین گلستان کب اُگتا ہے فہم و عقل درمیان اس خون و رگ کے بجز تیرے کرم کے نقل نہین کرسکتے یہ نور دو ٹکڑے چربی سے بظاہر موج مارے آسمان تک باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف گوشت کا الخ ۳ شعر ٹکڑا گوشت کا کہ جو زبان ہے حکمت کی سیل اُس سے روان ہے جانب سوراخ کے نام اس کا گوش ہے باغ جان تک کہ میوہ اس کا ہوش ہے اس کی شرع باغ جان کی راہ ہے اور باغ جہان کا اس کی شاخ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

اصل ہر سرچشمۂ خوشی آنست آن	زود تجری تحتہا الانہار خوان	ہے وہ سرچشمۂ خوشی کی ایک جڑھ	جلدی تجری تحتہا الانہار پڑھ
قصۂ رنجور گو با مصطفا	زانکہ لطف حق ندارد منتہا	قصۂ بیمار کہہ با مصطفا	کیونکہ لطف حق نہ رکھے انتہا
شکر نعمت چون کنی چون شکر تو	نعمت تازہ بود ز احسان او	شکر نعمت کب ہو شکر اب کل ترے	نعمت تازہ ہو جو احسان اسکے سے
عجز. تو از شکر شکر آمد تمام	فہم کن در یاب قد تم الکلام	تیرا عجز شکر شکر آیا تمام	تو سمجھ لے اب ہوا آخر کلام

نصیحت کردن رسول اللہ بیمار را ودعا آموزیدن او را

نصیحت کرنا رسول اللہ کا بیمار کو اور دعا سکھانا اس کو

گفت پیغمبر مر آن بیمار را	چون عیادت کرد یار زار را	بولے پیغمبر یہ اُس بیمار سے	جو عیادت کو گئے اُس یار کے
کہ مگر نوعے دعاے کردۂ	از جہالت زہر ہائے خوردۂ	گر کسی صورت دعا تو نے ہی کی	زہر کھایا ہی جہالت سے اخی
یاد آور چہ دعاے گفتۂ	چون ز مکر نفس مے آشفتۂ	یاد کر لے کیا دعا تو نے کری	مکر سے ہے نفس کی حالت بری
گفت یادم نیست الا ہمتے	دار با من یادم آید ساعتے	بولا مجھکو تو نہین کچھ یاد ہی	تم کرو ہمت تو یاد آئے مجھے
از حضور نور بخش مصطفے	پیش خاطر آمد او را آن دعا	پایا پر تو جو حضور مصطفے	آگئی یاد اسکی دلمین وہ دعا
ہمت پیغمبر روشن کدہ	پیش خاطر آمدش آن گم شدہ	ہمت پر نور احمد سے دلا	دل مین اُسکے یاد آیا وہ گما
تافت زان روزن کہ از دل تا دلست	روشنی کو فرق حق و باطلست	جسکی روزن سے کہ دل سے دلکو ہے	روشنی کہ فرق حق باطل کرے
گفت اینک یادم آمد ای رسول	آن دعا کہ گفتہ ام من از فضول	بولا اب یاد آئی مجھکو ای رسول	وہ دعا جو کی تھی از راہ فضول
چون گرفتار گنہ می آمدم	ہمچو غرقہ دست و پاے میزدم	مین گرفتار گنہ ہوتا جو تھا	دست و پا مین مارتا جو ڈوبتا
بر گنہ باب کشائش میزند	غرقہ دست اندر حشائش میزند	بخشش اپنی پر گنہ ہی چاہتا	ہاتھ سے پکڑے ہے تنکا ڈوبتا
از تو تہدید و وعیدے میرسید	مجرمان را از عذابات شدید	تجھسے آتی تھین وعیدین بیشتین	مجرمونکو اُن عذابون سے جو ہین

سلہ ہے وہ الخ یہ شعر وہ سرچشمہ خوشی کی ایک جڑ ہے جلدی تجری من تحتہا الانہار کو پڑھ یعنے جان کو شریعت سے تازگی ہے جیسے باغ جنت کو نہرون سے قصہ بیمار کا کہو ساتھ مصطفے کے کیونکہ لطف حق کی انتہا نہین ہے تیرے سب شکر نعمت کب ادا ہون اس کے احسان سے نعمت تازہ ہو یعنے جو شکر کیا وہ شکر اُس کے احسان سے نعمت ہو کر پورا آیا پھر اس نعمت کا شکر کب ہو سکا تیرا عجز شکر تمام آیا ہے تو سمجھ لے اب کلام آخر ہوا یعنے شکر سے عاجز ہونا ہی شکر ہے آگے قصہ نصیحت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولے الخ یہ شعر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یہ اُس بیمار سے جو عیادت کو اس یار کی گئے تھے کہ کسی طرح کی دعا تو نے کی ہے اور زہر کھایا ہے جہالت سے اے اخی یاد کر لے کیا دعا تو نے کی ہے نفس کے مکر سے حالت بری ہے کہا کہ مجھکو تو کچھ یاد نہین ہے تم ہمت کرو تو ہم کو یاد آئے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ پایا الخ یہ شعر حضور مصطفے کا پر تو پایا کہ اُسکے دل مین تھا وہ دعا یاد آگئی ہمت پر نور احمد صلے اللہ علیہ وسلم سے اُسکے دل مین وہ گمان یاد آیا آگے حقائق ہین اُس روزن سے کہ دل کو دل سے راہ ہے جسکی روشنی کہ فرق حق و باطل مین کرے یعنے توجہ دل سے گمی شے یاد آئی صحابی نے کہا یا رسول اللہ اب مجھکو یاد آئی وہ دعا جو از راہ فضول کے کی تھی جو مین گرفتار گناہ ہوتا تھا اور ہاتھ پاؤن مارتا تھا مانند ڈوبتے کے اپنی بخشش پر گناہی سے چاہتا تھا جیسے ڈوبتا تنکے کو پکڑتا ہے تجھ سے وعید بیشین ہین آتی تھین جو کہ مجرمون کو عذابون سے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

مضطرب میگشتم و چارہ نبود — بند محکم بود و قفل ناگشود
نے مقام صبر نے راہ گریز — نے امید توبہ نے جاے ستیز
نے بغیر حق تعالیٰ یار من — اینچنین دشوار آمد کار من
ہمچو ہاروت و چو ماروت از حزن — آہ میکردم کہ اے خلاق من

مضطرب میں ہوتا اور چارہ نہ تھا۵ — قید سخت اور قفل بھاری نے کھلا
نے مقام صبر نے جانے کی راہ — نے امید توبہ نے لڑنے کی چاہ
نے سوا اللہ کے کوئی میرا یار — ایسی مشکل میں پڑا ہے میرا کام
غم سے جون ہاروت اور ماروت کے — آہ کرتا ہوں کہ اے خالق مرے

ذکر دشواری عذاب آخرت و سختی آن

ذکر مشکلات عذاب آخرت و سختی اسکی کا

از خطر ہاروت و ماروت آشکار — چاہ بابل را نمودند اختیار
تا عذاب آخرت اینجا کشند — گر بزند و عاقل و ساحر وشند
نیک کردند و بجاے خویش بود — سہل تر باشد ز آتش رنج دود
حد ندارد وصف رنج آنجہان — سہل باشد رنج دنیا پیش آن
اے خنک آن کو جہادے میکند — بر بدن زجرے و دادی میکند
تا ز رنج آن جہانے وا رہد — بر خود این رنج عبادت می نہد
من ہمی گفتم کہ یارب آن عذاب — ہم درین عالم بران بر من شتاب
تا دران عالم فراغت باشدم — در چنین درخواست حلقہ میزدم
اینچنین رنجوری پیدام شد — جان من از رنج بے آرام شد
ماندہ ام از ذکر و از اوراد خود — بیخبر گشتم ز خویش و نیک و بد
گر نمیدیدم کنون من روے تو — اے خجستہ وے مبارک بوے تو
میشدم از دست من یکبارگی — کردیم شاہانہ این غمخوارگی

ڈر سے۶ پس ہاروت اور ماروت نے — چاہ بابل کو کیا منظور ہے
تا عذاب آخرت دنیا میں ہو — عاقل و مکار جادوگر ہیں دو
پس کیا اچھا و لائق اپنے ہے — ہے دھوئیں کا رنج آسان آگ سے
اس جہان کا رنج نے کچھ حد رکھے — اسکے آگے رنج دنیا سہل ہے
وہ بہت۷ اچھا جو کرتا ہی جہاد — جسم پر اپنے کرے بس ظلم و داد
اس جہان کے رنج سے تا کہ چھوٹے — خود پہ لے اس رنج و عبادت کو رکھے
میں یہی کہتا تھا یارب وہ عذاب — مجھ پہ اس عالم میں تو کر لے شتاب
تا کہ اس عالم میں فارغ میں ہوں — اسلیے درخواست میں بھی کرتا ہوں
ایسی بیماری ہوئی پیدا مجھے — جان بیماری سے بے آرام ہے
سب کے ذکر و وظائف چھٹ گئے — بیخبر خود سے ہوں بد و نیک سے
گر تمہارا منہ نہ اب میں دیکھتا — نے مبارک بو تمہاری سونگھتا
میں گیا تھا ہاتھ سے اکبارگی — کی مری شاہانہ یہ غمخوارگی

لہ۵ مضطرب الخ یہ شعر میں بیقرار ہوتا ہوں اور کچھ علاج نہ تھا قید سخت اور قفل بھاری بے کھلا تھا نہ مقام صبر کا نہ جائے پناہ تھی نہ امید توبہ کی اور نہ لڑنے کی قدرت تھی نہ سوا اللہ کے کوئی میرا یار تھا ایسی مشکل میں میرا کام پڑا تھا میں غم سے مانند ہاروت و ماروت کے آہ کرتا تھا کہ اے خالق میرے یعنے میں اس گناہ سے اپنے پریشان تھا ۱۲ لہ۶ ڈر سے الخ یہ شعر خوف سے ہاروت و ماروت نے چاہ بل کو منظور کیا ہے کہ تا عذاب آخرت دنیا میں ہو وہ عاقل و مکار جادوگر ہیں پس اچھا کیا اور اپنے لائق کیا کہ رنج دھوئیں کا آگ سے آسان ہے جہان کا رنج انتہا نہیں رکھتا ہے رنج دنیا اس کے آگے سہل ہے یعنے دنیا کی فضیحتی بہتر ہے رسوائی عقبیٰ سے باقی حقایق آگے ہیں فافہم ۱۲ لہ۷ وہ بہت اچھا الخ یہ شعر اے وہ شخص بہت اچھا ہے جو جہاد کرتا ہے اور اپنے جسم پر ظلم و داد کرتا ہے تاکہ اس جہان کے رنج سے چھوٹے اور اس رنج عبادت کو خود پر رکھے آگے رجوع بقصہ ہے پس میں بھی یہی کہتا تھا کہ یارب وہ عذاب مجھ پر اسی عالم میں تو جلد کر لے تاکہ میں اس عالم میں فارغ رہوں اس لیے میں بھی درخواست کرتا ہوں مجھکو ایسی بیماری پیدا ہوئی اور جان بیماری سے بے آرام ہوئی میرے ذکر و وظائف چھٹ گئے خود سے بد و نیک سے بیخبر ہوں اگر اب میں تمہارا منہ نہ دیکھتا اور نہ مبارک بو تمہاری سونگھتا میں ایکبارگی ہاتھ سے گیا تھا بادشاہوں کے مانند یہ آپ نے غمخواری میری کی آگے جواب حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ہے فافہم ۱۲ —

گفت هین این دعا دیگر مکن	بر مکن تو خویش را از بیخ و بن	بولے ہین ہے یہ دعا تو پھر نہ کر[1]	جڑ سے خود کو مت اکھیڑ تو بشر
تو چه طاقت داری ای مور سقیم	که نهد بر تو چنان کوه عظیم	کیا تجھے طاقت ہے ای مور سقیم	تو جو رکھے خود یہ بار عظیم
گفت توبه کردم ای سلطان که من	از سر جلدی نلافم این سخن	بولا مین نے توبہ کی ای شاہ دین	جھوٹ شیخی سے مین کہتا ہون نہین
این جهان تیه است و تو موسی و ما	از گنه در تیه مانده مبتلا	یہ جہان ہے تیہ اور موسیٰ ہے تو	مین پھنسا ہون تیہ مین ای خوبرو
سالها ره میرویم و در اخیر	همچنان در منزل اول اسیر	راہ برسون ہم چلے اور بس اخیر	ویسا ہی ہون پہلی منزل مین اسیر

ذکر قوم موسیٰ علیہ السلام و پشیمانی ایشان

ذکر قوم موسیٰ علیہ السلام کا اور پشیمان ہونا اُس قوم کا

قوم موسیٰ راه می پیموده اند	آخر اندر گام اول بوده اند	قوم موسیٰ نے بہت سی راہ چلی[2]	پر قدم اول مین آخر کو رہی
راز می گفتند پیدا و نهان	جمله مرد و زن و پیر و جوان	راز یہ کہتے تھے ظاہر و نہان	جملہ مرد و زن و کل پیر و جوان
گر دل موسیٰ ز ما راضی بدے	تیه را راه و کران پیدا شدے	ہوتا ہم سے راضی گر موسیٰ کا دل	تیہ کا جاتا کنارہ ہم کو مل
ور بکل بیزار بودے او ز ما	کے رسیدے خوانها را از سما	ہوتا گر بیزار بالکل ہم سے وہ	آسمان سے پاتے ہم کب خوان کو
کے ز سنگے چشمها جوشان شدے	در بیابان تا امان جان شدے	ہوتے کب پتھر سے چشمے وان روان	کرتے صحرا مین وہ کب جان کی امان
بل بجائے خوان خود آتش آمدے	اندرین منزل البت برما زدے	بلکہ آگ آتی بجائے خوان کے	مارتی شعلہ ہمین اُس جائے پے
چون دو دل شد موسیٰ اندر کار ما	گاه خصم ماست گاهے یار ما	موسیٰ[3] دو دل ہے ہمارے کام مین	گاہ یار و گہ عدو جانے ہمین
خشمش آتش میزند در رخت ما	حلم او رد میکند تیر بلا	اُسکی نار خشم سامان دے جلا	حلم اُسکا پھیر دے تیر بلا
کے بود که حلم گردد خشم تیز	نیست این نادر ز لطفت ای عزیز	ہووے کب کہ حلم یہ غصہ بنے	لیک تیرے لطف سے کب دور ہے

[1] بولے الخ۵ شعر حضرت نے فرمایا یہ دعا پھر تو نہ کر اور خود کو جڑ سے مت اکھیڑ اے مور عاجز تجکو کیا طاقت ہے جو تو خود پر رکھے یہ بار عظیم کہا اب مین نے توبہ کی اے شاہ دین مین شیخی سے جھوٹ نہین کہتا ہون یہ جہان مثل تیہ کے ہے اور تم مانند موسیٰ کے ہو مین تیہ مین پھنسا ہون یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مین برسون راہ چلا اور آخر مین ویسا ہی ہون پہلی منزل مین اسیر یعنے یارسول اللہ مین نے اُس دنیا کے امورات مین بہت سعی و کوشش کی مگر ہنوز روز اول ہے تم موسیٰ کے مانند ہو اس بلا سے نجات دو چنانچہ یہ قصہ موسیٰ کا آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

[2] قوم موسیٰ الخ۹ شعر قوم موسیٰ نے بہت سی راہ طے کی مگر آخر کو اول قدم مین رہے راز یہ باہم کہتے تھے ظاہر و نہان جملہ زن و مرد کل پیر و جوان کہ اگر موسیٰ ہم سے راضی ہوتے تو کنارہ تیہ کا ہم کو مل جاتا اور اگر بیزار بالکل ہم سے ہوتے تو آسمان سے ہم خوان کب پاتے اور چشمے پتھر سے کب روان ہوتے اور صحرا مین جان کی کب امان کرتے بلکہ بجائے خوان کے آتش آتی اور ہمین شعلہ مارتی اس جا پر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[3] موسیٰ دو دل الخ۵ شعر ہمارے کام مین موسیٰ دو دل ہین کبھی یار اور کبھی دشمن جانتے ہین ہمین اُس کے آگے غصہ کے سامان آگ جلا دے اور حکم اُس کا تیر بلا پھیر دے یہ کب ہووے کہ حلم اُسکا غصہ بنے مگر تیرے لطف سے کب دور ہے آگے قول مولانا کا ہے رو برو تعریف کرنا خوش نہ تھا اس لیے نام موسیٰ رکھا اور نہ کب لائق ہے کہ نام موسیٰ کا لون تیرے آگے یعنے یہان جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نام موسیٰ رکھ لیا ہے کہ رو برو نام لینا شایان نہین ہے اس واسطے یہ حال حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بنام موسیٰ بیان کیا کہ رموز مین بیان حال بہتر ہے ظاہر کہنے سے آگے رجوع بقصہ بیمار ہے فافہم ۱۲

مدح حاضر وحشت است از بہر این نام موسیٰ می برم قاصد چنین
ورنہ موسیٰ کے روا دارد کہ من پیش تو نام آورم از ہیچ تن
عہد ما بشکست صد بار و ہزار عہد تو چون کوہ ثابت برقرار
عہد ما کاہ بہر بادے زبون عہد تو کوہ ز صد کہ ہم فزون
حق آن قدرت کہ بر تکوین ما رحمتے کن اے تو میر او نہا
خویش را دیدیم و رسوائی خویش امتحان ما مکن اے شاہ بیش
تا فضیحتہائے دیگر را نہان کردہ باشی اے کریم مستعان
بیحدے تو در جمال و در کمال در کژی ما بیحدیم و در ضلال
بیحدی خویش بگمار اے کریم بر کژی بیحد مشتے لئیم
ہین کہ از تقطیع ما یک تار ماند مصر بودیم و یکے دیوار ماند
البقیہ البقیہ اے خدیو تا نگردد شاد کلی جان دیو
بہر مانی بہر آن لطف نخست کہ تو کردی گمرہان را باز جست
چون نمودی قدرتت بنما رحم اے نہادہ رحمہا در شحم و لحم
این دعا گر خشم افزاید ترا تو دعا تعلیم فرما مہترا
آنچنان کآدم بیفتاد از بہشت رجعتش دادی کہ رست از دیو زشت
دیو کہ بود کو ز آدم بگذرد بر چنین لطفے از و بازی برد
در حقیقت نفع آدم شد ہمہ لعنت حاسد شدہ آن مدمہ

سامنے تعریف کرنا خوش تھا نام موسیٰ اسلیے مین نے لیا
ورنہ کب لائق ہی موسیٰ کا بیون نام تیرے آگے اب مین کیا کہون
عہد میرا[1] ٹوٹا سو بار و ہزار عہد تیرا مثل کہ ثابت قرار
عہد میرا کہ ہوا سے ہو زبون عہد تیرا کہ د سو کہ سے فزون
برکت اُس قدرت کی تکوین پہ مرے رحم کر تو مالک ہر رنگ ہے
دیکھا خود کو اپنے اور رسوائی کو امتحان میرا نہ کر اے شاہ تو
تا فضیحت دوسری میری نہان تونے کی ہو اے کریم عاجزان
تیرا بیحد ہے جمال و ہر کمال میری گمراہی ہی بیحد اور ضلال
بیحدی اپنی تو کر غالب سوا میری گمراہی بیحد پر خدا
میرے[2] جامہ سے رہا اک تار ہے شہر تھا مین اک رہی دیوار ہے
رکھ تو باقی رکھ تو باقی اے خدیو تا نہووے شاد بالکل جان دیو
میری خاطر نے تو اگلے لطف سے کی تلاش گمرہان کی تونے ہے
جو دکھائی قدرت اب دکھلادے رحم اے رکھا جو رحم اندر شحم و لحم
یہ دعا غصہ کو زیادہ جو کرے تو دعا تعلیم فرما دے مجھے
جیسے[3] جنت سے نکل آدم گیا پھر رجوع کی اور شیطان سے چھٹا
دیو کیا جو غالب آدم پر رہے اس عنایت پر جو وہ بازی کو لے
درحقیقت نفع آدم کو ہوا مگر وہی لعنت حاسد بنا

[1] عہد میرا الخ شعر عہد میرا ٹوٹا سو ہزار بار اور تیرا عہد مانند کوہ کے ثابت و برقرار عہد میرا کہ ہوا سے خراب ہے عہد تیرا کوہ اور سو ہزار کوہ سے زیادہ ہے برکت اس تکوین کی کہ میری خلقت پر رحم کر تو مالک صد رنگ ہے مین نے اپنے خود کو اور رسوائی کو دیکھا تو میرا امتحان نہ کر اے بادشاہ تا فضیحت دوسری میری پوشیدہ تونے کی ہو اے کریم عاجزون کے تیرا جمال و کمال بیحد ہے اور میری گمراہی و ضلالت بیحد یعنے یا رسول اللہ تم اپنے کمال کو غلبہ دو میرے نقصان پر کہ تا نقصان میرا کمال ہوجاوے آگے رجوع بقصہ ہے ۱۲ [2] میرے جامہ الخ شعر جامۂ عمر سے ایک تار باقی رہا ہے مین شہر تھا ایک دیوار رہی ہے تو باقی رکھ اے بادشاہ تاکہ جان دیو کی خوش بالکل نہ ہووے میرے واسطے نہین اپنے لطف کے واسطے کہ تلاش گمراہون کی اُس سے تونے کی ہے جو تونے قدرت دکھلائی ہے اب رحم اے خدا جو تونے رحم رکھا ہے اندر چربی و گوشت کے اگر یہ دعا تیرے غصہ کو زیادہ کرے تو دعا مجھکو تعلیم کردے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ [3] جیسے الخ شعر جیسے آدم علیہ السلام جنت سے نکلے اور پھر جنت گئے اور شیطان سے چھٹے دیو کیا شے ہے جو غالب آدم پر ہے وہ اس دھوبے جسم پہ جو باری لے جاوے حقیقت مین وہ نفع آدم کو ہوا اور وہی مگر لعنت حاسد کو ہوا اُس نے ایک باو تھا دیکھی اپنے گھر کے تخم کی جڑ کاٹ ڈالی آگے مثال ہے دوسرے کھیت کو آگ دی ہوا سے وہ آگ اُسی کے کھیت کی طرف پھیر دی یہ لعنت دیو کی طرف نظر بندی تھی تا کہ وہ مکر نقصان دشمن کا دیکھا اور وہ مکر خود زیان اُس کی جان کا ہوا گویا آدم اُس دیو کا دبو تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

بازئ دید و دو صد بازی ندید — پس ستوده خانهٔ خود را بدید
آتشے زد شب بکشت دیگران — باد سوے کشت او گردش وزان
چشم بندی بود لعنت دیو را — تا زیان خصم دید آن ریو را
خود زیان جان او شد ریو را — گوئی آدم بود دید و دیو را
لعنت آن باشد که کژ بینش کند — حاسد و خود بین و پر کینش کند
تا بداند که ہر آن کو بد کند — بیگمان باز آید و بر وے زند
جمله فرزین بندہا بیند بعکس — مات بر وے گردد و نقصان و نکس
زانکه گر او ہیچ بیند خویش را — مہلک و ناسور بیند ریش را
درد خیزد زین چنین دیدن درون — درد او را از حجاب آرد برون
تا نگیرد مادران را درد زه — طفل در زادن نیابد ہیچ ره
این امانت در دل و جان حامل است — این نصیحتہا مثال قابله است
قابله چه کند چو زن را درد نیست — درد باید درد کودک را رہی است
آنکه او بیدرد باشد رہزن است — زانکه بیدردی انا الحق گفتن است
آن انا بے وقت گفتن لعنت است — وین انا در وقت گفتن رحمت است
این انا منصور رحمت شد یقین — وان انا فرعون لعنت شد ببین
لاجرم ہر مرغ بے ہنگام را — سر بریدن واجب است اعلام را
سر بریدن چیست کشتن نفس را — در جہاد و ترک گفتن لمس را

ایک بازی دیکھی اور دو سو نہین — اپنے گھر کی جو چڑین تھین کاٹین
دوسرے کے کھیت کو آگ دی — سوئے کھیت اُسکے ہوا نے پھیر دی
تھی نظر بندی یہ لعنت دیو کو — تا زیان دشمن کا دیکھا مکر و ریو
خود زیان جان مگر اُسکا ہوا — گویا آدم دیو تھا اُس دیو کا
ہے[1] یہ لعنت اُسی بدبین سے — حاسد و خود بین اور پُر کین کرے
جانے تا ہر اک بدی مجھسے کرے — بیگمان وہ لوٹے پھر اُسپر پڑے
جملہ فرزین بند دیکھے عکس وہ — مات اُسکو ہووے اور نقصان ہو
خود کو جانے کچھ نہین جو کوئی وہ — مہلک و ناسور جانے زخم کو
درد پیدا اُسکو ہو اس دید سے — درد پردہ سے اُسے باہر کرے
درد[2] زہ مان کو نہین جبتک کہ ہو — رہ ملے آنیکی کیونکر طفل کو
یہ امانت حاملہ اُس دل مین ہے — اور نصیحت یہ مثال اک دائی کے
کیا کرے دائی نہ زن کے درد ہو — راہ بچہ کے لیے ہے درد تو
جو کہ ہے بے درد رہزن جان ہے — کیونکہ بیدردی انا الحق گوئی ہے
وہ انا بے وقت لعنت آئی ہے — یہ انا بروقت رحمت آئی ہے
یہ انا[3] منصور کا رحمت ہوا — وہ انا فرعون کا لعنت ہوا
اسلیے ہر مرغ بے ہنگام کو — مارنا واجب ہے تا اعلام ہو
مارنا کیا مارنا ہے نفس کا — جہد مین اور ترک کرنا لمس کا

[1] ہے وہ لعنت الخ ۵ شعر وہ ہے لعنت کہ اُسے بدبین کرے تا وہ جانے کہ ہر ایک بدی مجھسے کرتا ہے بیگمان وہ لوٹے اور پھر اُسی پر پڑے جملہ فرزین بند وہ برعکس دیکھے مات اُس کو ہووے اور نقصان ہووے اور جو کوئی خود کو کچھ نہین جانے اور زخم کو ناسور مہلک جانے اُس کو درد پیدا ہو اس دید سے اور وہ درد اُسے پردہ سے باہر کرے یعنے شیطان انسانون کو بُرا جان کر اُن کے ساتھ بُرائی کرتا ہے وہ اُسی بُرائی مین خود مبتلا ہوتا ہے پس یہ لعنت کے معنی ہین اور جو عارف خود کو کچھ نہین جانتا ہے اس دید سے ایک درد اُس کو پیدا ہوتا ہے اور وہ درد اُس کو حجاب سے نکال دیتا ہے چنانچہ آگے مثال اُس کی ہے فافہم ۱۲ [2] درد زہ الخ ۸ شعر جب تک درد زہ مان کو نہ ہو تو اس سے بچہ پیدا ہو کس راہ سے ہو یہ امانت مثل ایک دائی کے ہے دائی کیا کرے اگر درد زہ عورت کے نہ ہووے درد تو بچہ کی راہ کے واسطے ہے جو کہ بیدرد ہے اُس کو رہزن جان نے کیونکہ بے دردی انا الحق گوئی ہے اور یہ انا بے وقت کہنے یہ لعنت ہوا اور بروقت کہنے پر رحمت الٰہی ہے [3] یہ انا منصور کا رحمت ہوا وہ انا فرعون کا لعنت ہوا اس لیے ہر مرغ بے ہنگام کو مارنا واجب ہے تا مشہور ہو مارنا کیا مارنا ہے نفس کا ہے کوششون مین ترک کرنا لمس کا ہے یعنے جماع کا ہے یعنے درد عشق رہبر ہے اور سالک کو خدا تک پہونچاتا ہے اور بے درد انا مثل فرعون کے کہتا ہے اور ضلالت و گمراہی مین پڑتا ہے پس فرعون نفس کو مار اور لذائذ نفسانی ترک کر چنانچہ اس کی مثال آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ —

آنچنان کہ پیش کژدم بر کنی / تا کہ یابد از کشتن ایمنی
جسطرح[1] بچھو کا توڑے ڈنک تو / مارنے سے تا وہ پائے امن کو

بر کنی دندان پر زہری ز مار / تا رہد مار از بلاے سنگسار
دانت زہری تو اکھیڑے سانپ کا / مارنے سے سانپ تا ہووے رہا

ہیچ نکشد مار را جز ظل پیر / دامن آن نفس کش را سخت گیر
کون مارے سانپ کو جز ظل پیر / نفس کش کا تو پکڑ دامن فقیر

چون بگیری سخت آن توفیق ہوست / در تو ہر قوت کہ آید جذب اوست
جو کہ تو پکڑے وہ ہی توفیق ہو / جذب اُسکا ہی جو قوت پائے تو

ما رمیت اذ رمیت راست دان / ہر چہ دارد جان بود از جان جان
ما رمیت اذ رمیت سچ تو جان / جو کہ تو رکھے وہ جان ہی جانجان

دستگیرندہ وی است و بردبار / دم بدم آن دم ازو امیدوار
وہ[2] ہی پکڑے ہاتھ وہ ہی بردبار / اُس سے وہ دم دمبدم امیدوار

نیست غم گر دیر بی او ماندہٗ / دیرگیر و سختگیرش خواندہٗ
کیا ہے غم گر دیر تک اُس سے رہا / دیرگیر و سختگیر آیا فتا

دیرگیرد سخت گیرد رحمتش / یک دمت غائب ندارد حضرتش
دیر مین پکڑے تو رحمت سخت ہے / ایکدم غائب نہ وہ تجکو رکھے

ور تو خواہی شرح این فضل و دلا / از سر اندیشہ میخوان والضحی
شرح گر اُس فضل کی چاہے بھلا / از رہ اندیشہ پڑھ تو والضحی

ور تو گوئی این بدیہا از ویست / لیک آن نقصان فضل او کیست
گر تو کہوے یہ بدی بھی اُس سے ہے / پر نہ نقصان فضل اُسکے کو کرے

آن بدی دادن کمال اوست ہم / من مثالے گویمت اے محتشم
وہ بدی دینا بھی اُسکا ہی کمال / اُسکی مین کہتا ہون تجھ سے اک مثال

مثال در بیان معنی نومن[عہ] بالقدر خیرہ و شرہ

مثال اندر بیان معنی نومن بالقدر خیرہ و شرہ کے

کرد نقاشی دو گونہ نقشہا / نقشہاے صاف و نقش بے صفا
دو[3] بنائے نقش اک نقاش نے / اک صفا ہی دوسرا بے صاف ہے

نقش یوسف کرد و حور خوش سرشت / نقش ابلیسان و عفریتان زشت
نقش یوسف اور حور خوش لقا / نقش شیطان اور دیو بدنما

ہر دو گونہ نقش اُستادی وست / زشتی او نیست آن رادی اوست
نقش دونون اُسکی استادی کے ہین / وہ بری کب اُسکی دانائی سے ہین

[1] جس طرح الخ ۵ شعر جیسے بچھو کا تو ڈنک توڑے تا مارے جانے سے وہ امن پائے سانپ کا دانت زہری تو اکھیڑے تا سانپ مارے جانے سے چھوٹے پس سانپ نفس کو کون مارے ظل پیر تو اُس نفس کش کا دامن پکڑ جبکہ تو پکڑے وہی توفیق ہووے اور اُسی کا جذب ہے جو تو قوت پائے مارمیت اذ رمیت کو تو سچ جان لے یعنے جب سایہ مرشد نفس کو مارے پس تو ہرگز دامن مرشد کا نہ چھوڑ اور یہی دامن پکڑنا توفیق خدا ہے کیونکہ دست مرشد دست خدا ہے ۱۲ [2] وہی پکڑے الخ ۲ شعر وہ ہی ہاتھ پکڑے وہ ہی بُردبار ہے اور وہ اُس دم سے دمبدم امیدوار ہے کیا غم ہے اگر تو دیر تک اس سے جدا رہا دیرگیر سخت گیر آیا ہے یعنے جو دیر مین پکڑتا سخت پکڑے تو رحمت بہت کرے اور ایک دم تجھ کو غائب نہ رکھے اگر تو اس وصل کی شرح چاہتا ہے از راہ فکر و غور کے پڑھ سورہ والضحی کو اور اگر کہے تو کہ یہ بدی بھی اُس سے ہے نقصان اُس کے فعل کو نہین کرتی ہے وہ بری دنیا بھی اُس کا کمال ہے مین اُس کی تجھ سے ایک مثال کہتا ہون یعنے یہ بدی جو تجھ کو پہونچتی ہے وہ بھی اُس کی طرف سے ہے اور یہ بھی اُس کا کمال ہے آگے حقائق مثال مین مولانا فرماتے ہین فافہم ۱۲ [3] دو بنائے الخ ۸ شعر ایک نقاش نے دو نقش بنائے ایک صاف اور دوسرا بے صاف نقش یوسف اور حور کا خوش لقا اور نقش شیطان و دیو کا بدنما مگر وہ دونون نقش اُسکے استادی کی دلیل ہین وہ بُرے کب ہین بلکہ اُس کی دانائی کے علامات ہین کہ نیکون کو نیک رکھے اور اُس حُسن سے عالم چاشنی چکھے اور بد کو انتہا کا بد اور کل بدی کو اُس کی رد کرے تا کمال عقل اُس کی پیدا ہو اور منکر دانائی کی رسوائی ہو اگر بُرا وہ نہ کر سکے نقص ہے اسلیئے گبر و مسلم کا وہ خالق ہے کفر و ایمان اس باعث سے گواہ ہین کہ اُسکی خلاقی پر دونون سر رکھے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ عـــہ نہین پھینکا تو نے جس وقت پھینکا تو نے ولیکن اللہ نے پھینکا ۱۲ عـــہ ایمان لایا مین اوپر اندازہ نیکی و بدی اُسکی سے ۱۲

خوب او در غایت خوبی کشد — حسن عالم چاشنی از وے چشد
زشت را در غایت زشتی کند — جملہ زشتیہا بگردش بر تند
تا کمال دانشش پیدا شود — منکر استادیش رسوا شود
ور نتاند زشت کردن ناقص ست — زین سبب خلاق گبر و مخلص ست
پس ازین رو کفر و ایمان شاہدند — بر خداوندیش ہر دو ساجدند
لیک مومن آنکہ طوعاً ساجد ست — زانکہ جویائے رضا و قاصد ست
ہست کرہا گبر ہم یزدان پرست — لیک قصد او مرادی دیگر ست
قلعہ سلطان عمارت میکند — لیک دعوی امارت میکند
گشتہ باغی تا کہ ملک او را بود — عاقبت خود قلعہ سلطانی شود
مومن آن قلعہ برائے بادشاہ — میکند معمور نے از بہر جاہ
زشت گوید اے شہ زشت آفرین — قادری بر خوب و بر زشت مہین
خوب گوید ای شہ حسن و بہا — پاک گردانیدیم از عیبہا
حمد لک والشکر لک یا ذوالمنن — حاضری و ناظری بر حال من
حاصل آنکہ او ہر آنچہ خواست کرد — خوب او زشت او چو گل خار و درد
اوست بر ہر بادشاہے بادشاہ — کارساز یفعل اللہ ما یشاء

انتہا کا نیک نیکون کو رکھے — حسن عالم چاشنی اس سے چکھے
انتہا کا بس بدون کو بد رکھے — کل بدی کو گرد اسکے تو تنے
تا کمال عقل پیدا اسکی ہووے — منکر دانائی کی رسوائی ہو
گر برائی کر سکے وہ نقص ہے — گبر و مسلم کا ہے خالق اسلیے
کفر و ایمان شاید اس باعث سے ہین — اسکی خلاقی پہ دونون سر رکھین
پر[1] خوشی سے مومن اب سجدہ کرے — کیونکہ ڈھونڈھے ہے رضا و قصد سے
جبر سے یزدان پرست اب گبر ہے — پر ہے قصد اسکا مراد غیر سے
قلعہ سلطان کی کرے تعمیر ہے — لیک امارت کا وہ دعوی رکھے
پھر ہوا باغی کہ ملک اسکو کرے — قلعہ آخر کار سلطانی رہے
مومن اس قلعہ کو سلطان کیلیے — کرتا ہے معمور نے اپنے لیے
بد کہے اے شاہ خلاق بدی — تو ہے قادر نیک و بد پر آپ ہی
نیک کہوے ای شہ حسن و ضیا — پاک ہمکو عیب سے تو نے کیا
تجکو حمد و شکر لائق ہے خدا — حاضر و ناظر ہمارے حال کا
الغرض جو کچھ کہ چاہا سو کیا — نیک و بد گو مثل گل اور خار ہا
ہے وہ ہر اک بادشہ پر بادشا — کارساز یفعل اللہ ما یشاء

دعا و توبہ آموختن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آن بیمار را — دعا و توبہ سکھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بیمار کو

گفت پیغمبر مر آن بیمار را — این بگو کہ سہل کن دشوار را
آتنا فی دار دنیا ما حسن — آتنا فی دار عقبا ما حسن

پس[2] پیمبر نے کہا بیمار کو — یہ کہو اور سہل کر دشوار کو
آتنا فی دار دنیا ما حسن[عہ] — آتنا فی دار عقبا ما حسن[عہ]

[1] پر خوشی سے الخ ۶ شعر لیکن مومن خوشی سے سجدہ کرے کیونکہ وہ رضا قصد سے ڈھونڈھتا ہی اور گبر جبر سے یزدان پرست ہے لیکن اسکا قصد مراد غیر سے ہی آگے مثال ہی کہ ایک کافر قلعہ سلطان کی تعمیر کرتا ہے لیکن امارت کا وہ خود دعوے کرتا ہی پھر وہ باغی ہوا کہ قلعہ کو اپنا مالک کرتا ہے اور قلعہ آخر کار سلطانی رہے اور مومن اس قلعہ کو سلطان کے لیے معمور کرتا ہی نہ اپنے لیے بد کہے کہ ای شاہ خلاق بدی تو خود ہی قادر ہی نیک و بد پر نیک کہوے کہ ای شاہ حسن ضیا تو نے ہمکو پاک عیب سے کیا تجکو حمد و شکر لائق ہی ای خدا کیونکہ تو ہمارے حال کا حاضر و ناظر ہی الغرض جو کچھ کہ چاہا وہ کیا نیک و بد کو مثل گل و خار کے وہ ہر ایک بادشاہ پر بادشاہ ہی اور کارساز ہی یفعل اللہ ما یشاء کا یعنی جو اللہ چاہتا ہی کرتا ہی نیکی و بدی سب اسکی ہی اور ہر کام مین ہی سبی عاقل ہی اور بندہ مثل بے بس کے ہی مگر ادب سے گناہ ہم اپنے ذمہ کرتے ہین پس بندہ کو چاہیے کہ اپنے گناہ پر نادم ہو اور دعا مغفرت حق سے چاہے جیسے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بیمار کو دعا بتائی آگے اس کا حال ہے فافہم ۱۲
[2] پس پیمبر نے الخ ۲ شعر پس جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیمار سے کہا کہ یہ تو کہہ اور آسان کر اپنی دشواری کو کہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنے اے رب میرے ہمکو نیکی دے دنیا مین اور نیکی دے عقبیٰ مین اور نگاہ رکھ ہمکو عذاب دوزخ سے باقی حال آگے ہی فافہم عـہ اللہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے ۱۲
عـہ دے تو دنیا مین ہم کو نیکی ۱۲ الـہ دے تو ہم کو عقبیٰ مین نیکی ۱۲ —

راه را بر ما چو بستان کن لطیف　مقصد ما باش هم تو ای شریف
مومنان گویند در حشر ای ملک　نے کہ دوزخ بود راه مشترک
مومن و کافر بر آن یابد گذار　ما ندیدیم اندرین ره دود و نار
نک بهشت و بارگاه ایمنی　پس کجا بود آن گذرگاه دنی
پس ملک گوید که آن روضهٔ خضر　کان فلان جا دیده‌اید اندر گذر
دوزخ آن بود و سیاستگاه سخت　بر شما شد باغ و بستان و درخت
چون شما این نفس دوزخ خوی را　آتشی و کبر و فتنه جوی را
جهدها کردید تا شد پر صفا　نار را کشتید از بهر خدا
آتش شهوت که شعله می‌زدے　سبزهٔ تقوی شدے نور هدے
آتش خشم از شما هم حلم شد　ظلمت جهل از شما هم علم شد
آتش حرص از شما ایثار شد　وان حسد چون خار بد گلزار شد
چون شما این جمله آتشهای خویش　بهر ما کشتید تا شد نوش نیش
نفس ناری را چو باغی ساختند　اندرو تخم وفا انداختند

[1] مثل بستان راہ مجھ پر کر لطیف　تو رہے مقصد ہمارا ای شریف
حشر مین مومن کہینگے اے ملک　کہ نہین دوزخ تھی راہ مشترک
مومن و کافر کا اُس پر ہو گزار　ہمنے رہ مین نے دھوان دیکھا نہ نار
یہ بہشت و بارگہ ہی امن کی　پس کہان ہی وہ گزرگاہ بُری
پس ملک کہوے کہ وہ باغ و بہار　راہ مین دیکھا فلانی جا پہ یار
پس وہی دوزخ تھی اور جائے عذاب　ہوگئی تم پر وہ گلستان بحساب
[2] تم نے جو اس نفس دوزخ رنگ کو　کبر و آتش و فتنہ جنگ کو
گوشہ نشین کرکے کیا اسکو صفا　اور بجھایا آگ کو بہر خدا
نار شہوت کہ تھی شعلہ مارتی　سبزہ تقوی ہوئی نور جلی
آگ غصہ کی ہوئی ہے تم سے حلم　جہل کی ظلمت ہوئی ہے تم سے علم
تم سے وہ بخشش ہوئی تھی حرص نار　وہ ہوا گلشن حسد تھا جو کہ خار
تم نے اپنی آگ میرے واسطے　جو بجھائی نوش پایا نیش سے
[3] نفس ناری کو جو بس باغی کیا　اور بویا اُسمین اک تخم وفا

[1] مثل بستان الخ ۱۲ شعر مجھپر راہ مانند بستان کے لطیف کر اور تو ہمارا مقصود ہو حشر مین مومن کہین گے اے فرشتو کیا نہین دوزخ راہ مشترک تھی کہ مومن و کافر کا اُس پر گزر ہو ہم نے راہ مین دھوان و نار دیکھی یہ بہشت اور جائے امن کی ہے پس وہ گزرگاہ بُری کہان ہے پس فرشتے کہیں کہ وہ باغ و بہار دوزخ و جاے عذاب تھی مگر تم پر گلستان ہے فافہم ۱۲ [2] تم نے الخ ۱۲ شعر جو کہ تم نے اس نفس دوزخ خو کو اور کبر و آتش و فتنہ و جنگ کو گوشہ نشین کرکے صاف کیا اور آتش کو بجھایا واسطے خدا کے اور نار شہوت کہ شعلہ زن تھی سبزہ تقوی و نور جلی ہوئی و آتش غصہ کی تم سے حلم ہوئی اور جہل کی ظلمت علم ہوئی نار حرص کی تم سے بخشش ہوئی جو حسد کہ خار تھا وہ گلشن ہوا آگے قول حق تعالے کا ہے تم نے اپنی آتش میرے واسطے جو بجھائی تو نیش سے نوش پایا یعنی جو کام دنیا مین خدا کے واسطے کرے گا اُسکو گلزار نار ہوگا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [3] نفس ناری الخ ۱۲ شعر نفس نار کے لائق کو جو باغ کے لائق کیا اور اُس میں ایک تخم وفا بویا بلبل خوش نوا کی ذکر اور ہر جگہ نہرین رواں ہوئین تم اپنے پیغمبر کے مطیع ہوے اور دوزخ نفس کی آگ سے سرد کی پس ہمیری دوزخ تمھارے واسطے باغ و گلشن و برگ و ثمر ہے کیا بدل احسان کا ہے لطف و احسان و ثواب معتبر ہے یعنے حق تعالے نے اسی معنی مین فرمایا ہے اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ یعنے احسان کر جیساکہ احسان کیا اللہ نے ساتھ تیرے اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والون کو صوفیہ کرام اس شعر کے یہ معنی فرماتے ہین کہ احسان کر ساتھ اللہ کے جیسے احسان کیا اللہ نے ساتھ تیرے کیونکہ هل جزآء الاحسان الا الاحسان یعنے بدلا احسان کا احسان ہے پس احسان اللہ کا یہ ہے کہ تم کو خودی سے ظاہر کیا اور آپ پوشیدہ ہوا اس بدل مین تم یہ احسان ساتھ حق کے ظاہر کرو پس اُسوقت اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والے کو تم نے نہین کہا تھا دنیا مین کہ ہم قربان ہین اور مقابل بقا کے ہم فانی ہین اگرچہ مفلس و دیوانہ ہین لیکن ہم مستی اس جام و ساقی سے رکھتے ہین ہم اُسکے فرمان پر سر رکھتے ہین ہم جان شیرین کو گرد کرتے ہین تا ہمارا سر خیال اس کا رکھے اور چاکری کرنا ہمارا کام ہے جس جگہ وہ شمع بلا کی روشن کرے عاشقون کی جان سیکڑون وہان پر جائین یعنی حق یاد دلاتا ہے مغرورون کو کہ تم دنیا مین میرے واسطے یہ کام کرتے تھے اس واسطے مین نے نار دوزخ تم پر گلزار کردی آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

بلبلان ذکر و تسبیح اندرد	خوش سرایان در چمن بر طرف جو	بلبلان ذکر اسکا اُسکے درمیان	خوش نوا اندر ہر جگہ نہرین سیان
داعی حق را اجابت کرده اید	وز جحیم نفس آب آورده اید	تم مطیع اپنے پیمبر کے ہوے	نفس کی دوزخ بجھائی آب سے
دوزخ ما نیز در حق شما	سبزه گشت گلشن و برگ و نوا	میری دوزخ بھی تمھارے واسطے	باغ گلشن اور برگ و بار ہے
چیست احسان را مکافات ای پسر	لطف و احسان و ثواب معتبر	کیا بدل احسان کا ہے ای پسر	لطف و احسان و ثواب معتبر
نے شما گفتید ما قربانیم	پیش اوصاف بقا ما فانیم	نے کہا تم نے تھا قربانی ہین ہم	اور بقا کے روبرو فانی ہین ہم
ما اگر قلاش و گر دیوانه ایم	مست آن ساقی و آن پیمانه ایم	ہم اگر مفلس و گر دیوانہ ہین	مستی ہم اُس جام ساقی سے رکھتے ہین
بر خط و فرمان او سر می نہیم	جان شیرین را گروگان می دہیم	سکے ہم فرمان پہ سر رکھتے ہین	جان شیرین کو گرو ہم کرتے ہین
تا خیال دوست در اسرار ماست	چاکری و جانسپاری کار ماست	تا خیال اُسکا ہمارا سر رکھے	چاکری کرنا ہمارا کام ہے
ہر کجا شمع بلا افروختند	صد ہزاران جان عاشق سوختند	جس جگہ شمع بلا روشن کرے	جان عاشق سیکڑون وان پہ جلے
عاشقانی کز درون خانه اند	شمع روی یار را پروانه اند	١ جو کہ عاشق اندرون خانہ ہین	شمع روے یار کے پروانہ ہین
ای دل آنجا رو کہ با تو روشن اند	در بلاہا مر ترا چون گلشن اند	وان پہ جا ای دل کہ روشن تجھ سے ہین	اور بلا مین تجھ سے جو گلشن کرین
در میان جان ترا جان میکنند	تا ترا پر بادہ چون جامے کنند	جان کے اندر تجھے جان کرتے ہین	جون پیالہ مے سے تجھکو بھرتے ہین
در میان جان ایشان خانه گیر	در فلک خانه کن ای بدر منیر	٢ اُنکی جان مین گھر پکڑ تو ای امیر	آسمان مین گھر کر اے بدر منیر
چون عطارد دفتر دل وا کنند	تا کہ بر تو سرہا پیدا کنند	جون عطارد دل کا دفتر کھولدے	تاکہ تجھ پر راز کو ظاہر کرے
پیش خویشان باش چون آوارہ	بر مہ کامل زن ار مہ پارہ	آگے اپنونکے تو دیوانہ رہو	ماہ کامل پہ مہ پارہ ہی جو
جزو را از کل خود پرہیز چیست	با مخالف اینہمہ آمیز چیست	اپنے کل سے جزو کو کب پرہیز ہے	تو مخالف سے موافق کسلیے
جنس را بین نوع گشتہ در روش	غیبہا بین گشتہ عین از پرتوش	جنس کو دیکھ اسکی رہ مین نوع ہے	عیب بھی ہے عین پر تو اسکے ہے
تا چو زن عشوہ خری ای بی خرد	از دروغ و عشوہ کی یابی مدد	عورتون کے مثل تو زینت کرے	جھوٹ و زینت سے تجھے کب راہ ملے

سلہ١ جو کہ عاشق الخ ۲ شعر جو عاشق کہ اندر خانہ کے ہین وہ شمع روے یار کے پروانہ ہین یعنے جو عاشق کہ صاحب معنی ہین وہ جمال یار کے پروانہ ہین اے دل تو وہان جا کہ جہان روشن ہین اور تجھ پہ بلا مین مانند گلشن کے کرتے ہین یعنے مرشد کی طرف جا کہ وہ تجھ پہ بلا کو راحت کر دے کہ وہ جان کے اندر تجھکو جان کرتے ہین اور مانند جام کے مے سے تجھ کو پر کرتے ہین یعنے وہ مرشد پاک مانند جان کے کرین اور شراب عشق الٰہی سے تجھ کو پر کرین باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ٢ ان کی جان مین الخ ۴ شعر تو ان کی جان مین گھر پکڑ اے امیر اور اندر آسمان کے گھر کر اے بدر منیر اور مانند عطارد کے دل کا دفتر کھولدے تا راز تجھ پر ظاہر کرے تو آگے یگانون کے دیوانہ ہو اگر تو ماہ پارہ ہے تو ماہ کامل سے مل یعنے اگر جان تیری روشن ہے تو رسول اللہ سے مل کیونکہ اپنے کل سے جزو کو کب پرہیز ہے تو کس لیے مخالف سے موافق ہے یعنی نفس سے تو جنس کو دیکھ کہ اسکی راہ مین نوع ہے عیب کو دیکھ کہ اس کی پرتو سے عین ہے یعنے عیب بین جنس ہے اور نوع ممکنات مین ہے پس تو نوع کو مت دیکھ جنس کو دیکھ جنس کل ہے اور نوع جزو ہے عورتون کے مانند تو زینت کرتا ہے پس جھوٹ اور زینت سے راہ کب ملتی ہے یعنے تو خوبصورت بن کر بزرگون کے مانند خود کو بناتا ہے اور معنی حاصل نہین کرتا ہے اس ظاہر آرائی سے تجھکو راہ حق کب ملے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

چاپلوسی و لفظ شیرین و فریب ۱ — می ستانی می نهی چون زن بجیب
مر ترا دشنام و سیلی شهان — بهتر آید از ثنای گمرہان
صفع شاهان خور مخور شهد خسان — تا کسی گردی ز اقبال کسان
زانکه زایشان خلعت و دولت رسد — در پناه روح و جان گردد جسد
هر کجا بینی برهنه بی نوا — دان که او بگریخته از اوستا
تا چنان گردد که میخواهد دلش — آن دل کور بدی بی حاصلش
گر چنان گشتی که استا خواستی — خویش را او خویش را آراستی
هر که از استا گریزد در جهان — او ز دولت میگریزد این بدان
پیشهٔ آموختی در کسب تن — چنگ اندر پیشهٔ دینی بزن
در جهان پوشیده گشتی و غنی — چون برون آئی ازینجا چون کنی
پیشه را آموز کاندر آخرت — اندر آید دخل کسب مغفرت
آنجهان شهریست پر بازار و کسب — تا نه پنداری که کسب اینجاست حسب
حق تعالی گفت کاین کسب جهان — پیش آن کسب است لعب کودکان
همچو آن طفلی که بر طفلی تند — شکل صحبت کن مساسی میکند
آن مساس طفل چه بود با زنی — با جماع رستمی و غازیی

چاپلوسی و خوشامد اور فریب — تو ہے رکھتا مثل عورت کے بجیب
گالی تھپڑ شہ کا بہتر اس سے ہے — کہ ثنا گمراہ بس تیری کرے
شہ کا تھپڑ کھا نہ شہد ناکسان — کر دے ناکس تجکو اقبال کسان
کیونکہ اُن سے خلعت و دولت ملے — اور پناہ روح مین تن جان بنے
بے نوا کو دیکھے تو حس جائیے — جان تو بھاگا ہے وہ استاد سے
اُسکا جو دل چاہے وہ ویسا ہی ہو — سمجھ وہ دل اندھا نہ کچھ حاصل ہی رہا
ویسا ہوتا جو کہ استا چاہتا — کرتا اپنے آپ کو آراستا
جو جہان مین بھاگے ہے اُستاد سے — بھاگے وہ دولت سے اُسکو جان لے
کسب تن کا پیشہ سیکھا تو نے ہے — دین کے پیشہ تو لینا چاہیے
تو غنی و مخفی عالم مین رہے — جو کہ نکلے وان سے تو پھر کیا کرے
سیکھ پیشہ آخرت مین جو کہ ہے — دخل کسب مغفرت تجکو ملے
وہ جہان بازار شہر کسب ہے — تا نجانے تو یہین ہے کسب ہے
حق نے فرمایا یہان کا کسب ہے — بازی اک لڑکون کی پیش اس کسب کے
جیسے اک لڑکا کہ لڑکے پر چڑھے — شکل صحبت کے مساس اُس سے کرے
وہ مساس اُس طفل کا اک کھیل ہے — پس مقابل صحبت مردان کے

۱ چاپلوسی الخ، شعر تو چاپلوسی اور خوشامد اور فریب رکھتا ہے عورت کے مانند جیب مین اس سے گالی تھپڑ شاہ کا بہتر ہے کہ گمراہ تیری تعریف کرے تو شاہ کا تھپڑ کھا و شہد ناکسان مت کھا ناکس تجکو کر دے اقبال کسان کا یعنے مقبول بزرگون کی دعا تجکو بزرگ کر دے کیونکہ اُن سے تجکو خلعت اور دولت ملے اور روح کی پناہ مین جسم مانند جان کے بنے تو بینوا کو جس جا پر دیکھے جان کہ وہ بھاگا ہے اُستاد سے یعنے مرشد سے روگردان ہے اس واسطے بحال پریشان ہے اس کا جو دل اندھا ہے کچھ حاصل نہین ہوا گر ویسا ہوتا جو کہ اُستاد چاہتا ہے تو اپنے آپ کو آراستہ کرتا ہے یعنی جو مرشد کی راے پر ہے وہ خود کو آراستہ رکھتا ہے اور جو خود راے ہے وہ بحال پریشان مبتلاے غم ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ جو جہان الخ، شعر جو شخص جہان مین بھاگتا ہے اُستاد سے اُس کو جان لے کہ وہ دولت سے بھاگتا ہے تو نے کسب تن کا پیشہ سیکھا ہے دین کا پیشہ حاصل کرتا ہے تو غنی اور پوشیدہ عالم مین رہے جب کہ تو وہان سے نکلے تو پھر کیا کرے جو پیشہ کہ آخرت کا ہے وہ سیکھ کہ نفع و مغفرت تجھکو ملے وہ جہان بازار اور شہر کسب کا ہے یہ نہ سمجھنا کہ کسب یہین کا نفع ہے حق نے فرمایا کہ یہان کا کسب کھیل لڑکون کا ہے آگے اس کسب کی مثال فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۳ جیسے اک لڑکا الخ، شعر جیسے لڑکا لڑکے پر چڑھے اور محبت کے مانند اُس سے مساس کرے اس لڑکے کی وہ مساس کھیل ہے مقابل مین صحبت مردون کے لڑکے کھیل مین دکان بناتے ہین کچھ اس سے فائدہ نہ ہوا اور مفت مین زمانہ اُن کا گزرے جب کہ رات ہو تو گھر مین بھوکا آئے سب لڑکے گئے اور وہ تنہا رہا ہے پس رات مرگ اور یہ جہان بازی گاہ ہے لوٹ کر جانا جیب خالی بر زیان ہے تو تنہا ہو کر طرف خانہ گور کے جائے اور فغان و حسرت آکرے دین کا کسب عشق اور جذب دل ہے تو نور حق کی قابلیت ہے مل تیرا نفس کسب فانی چاہتا ہے تو کسب بد کب تک کریگا چھوڑ پس اگر تیرا نفس ڈھونڈھے کسب نیک تو ایک مکر و حیلہ بھی اسکے ساتھ لگا ہو یعنی کسب دنیا کا کھیل لڑکون کا ہے تو کسب دین یہ ہے کہ عشق ہی ساتھ نور حق کے حاصل کر کہ اس جہان مین کام آئے کیونکہ وہ جہان بازار و شہر کسب کا ہے اور اگر تیرا نفس امارہ نیک کسب ڈھونڈھے تو اسمین ایک مکر بھی اُسکا شریک ہوگا چنانچہ ایک حصہ شیطان کا کہ نیک کام مین اُسکے مکر ہے آگے فرماتے ہین اسی طرح نفس کے نیک کام مین بدی ہے فافہم ۱۲۔

کودکان سازند در بازی دکان ۔ سود نبود جز کہ تعطیل زمان
شب شود در خانہ آید گرسنہ ۔ کودکان رفتہ بماندہ یک تنہ
اینجہان بازی گہ است و مرگ شب ۔ بازگردی کیسہ خالی پُر تعب
سوے خانہ گور تنہا ماندہٗ ۔ با فغان و احسرتا برخواندہٗ
کسب دین عشق ست جذبۂ اندرون ۔ قابلیت نور حق دان اے حرون
کسب فانی خواہدت این نفس خس ۔ چند کسب خس کنی بگذار بس
نفس خس گر جویدت کسب شریف ۔ حیلہ و مکرے بود آنرا ثریف

طفل بازی مین بناتے ہین دکان ۔ ہو نہ سود اور گذرے مفت انکا زمان
گھر مین بھوکا آئے جبکہ رات ہو ۔ سب گئے لڑکے رہا تنہا ہے وہ
رات مرگ اور بازی گہ ہے یہ جہان ۔ پھر کے جانا جیب خالی پُر زیان
تو ہو تنہا سوے خانہ گور کے ۔ اور فغان و احسرتا کی تو کرے
کسب دین کا عشق ہے اور جذب دل ۔ نور حق کی قابلیت ہے تو مل
کسب فانی چاہتا ہے تیرا نفس ۔ کسب بد کب تک کرے تو چھوڑ بس
تیرا ڈھونڈھے نفس بد گر کسب نیک ۔ مکر و حیلہ بھی لگا ہو ساتھ ایک

بیدار کردن ابلیس معاویہ رضؓ را کہ وقت نماز پگاہ شد

جگانا شیطان کا معاویہ رضؓ کو وقت نماز صبح کے

در خبر آمد کہ آن معاویہ ۔ خفتہ بد در قصر در یک زاویہ
قصر را از اندرون در بستہ بود ۔ کز زیارتہاے مردم خستہ بود
ناگہان مردے ورا بیدار کرد ۔ چشم چون بکشاد پنہان گشت مرد
گفت اندر قصر کس را رہ نبود ۔ کیست کاین گستاخی و جرأت نمود
گرد برگشت و طلب کرد آن زمان ۔ تا بیابد زان نہان گشتہ نشان
در پس در او یکے را دید کو ۔ در پس پردہ نہان می کرد رو
گفت ہی تو کیستی نام تو چیست ۔ گفت نامم فاش ابلیس شقی است
گفت بیدارم چرا کردی بجد ۔ راست گو با من مگو برعکس ضد
گفت ہنگام نماز آخر رسید ۔ سوی مسجد زود می باید دوید
عجلوا الطاعات قبل الفوت گفت ۔ مصطفیٰ چون در وحدت را بسفت
گفت نے نے این غرض نبود ترا ۔ کہ بخیرے رہنما باشی مرا

یہ خبر مین آیا ہے کہ معاویہ ۔ گھر مین سوتے تھے وہ اندر زاویہ
گھر کے در کو بند اندر سے کیا ۔ تنگ لوگون کی ملاقاتون سے تھا
ایک نے اُن کو جگایا ناگہان ۔ آنکھ کھولی تو ہوا وہ کس نہان
بولا یان پر تو کسی کو رہ نہ تھی ۔ کون ہے گستاخ یہ جرأت کری
اُس مکان مین ڈھونڈھنے گرد وہ لگا ۔ تا کہ پائے اُس چھپے کا وہ پتا
پیچھے دروازے کے دیکھا ایک کو ۔ کہ چھپاتا پیچھے پردے کے ہے رو
بولا کیون تو کون تیرا نام کیا ۔ بولا نام ابلیس مجھ بدنام کا
بولا کیون مجھکو جگایا سچ کہو ۔ مت کہو کچھ جھوٹ جو برعکس ہو
بولا اب وقت نماز آخر ہوا ۔ جلد جا مسجد کی جانب دوڑتا
عجلوا الطاعات قبل الفوت ہے ۔ مصطفیٰ کا قول وحدت گوئی سے
بولا نے نے یہ غرض تیری نہ تھی ۔ کہ کرے تو رہنمائی خیر کی

لہ قصہ ہفتم مکر نفس مین کہ بظاہر و بباطن بدی ہے ۱۲ ۲ یہ خبر مین الخ، شعر یہ حدیث مین آیا ہے کہ حضرت معاویہؓ گھر کے اندر ایک گوشہ مین سوتے تھے اور دروازہ گھر کا اندر سے بند کیا تھا کیونکہ ملاقات سے خلق کی تنگ تھا ایک شخص نے ناگہان آن کر جگایا جبکہ آنکھ کھولی تو وہ شخص چھپ گیا کہا کہ یہان تو کسی کو راہ نہ تھی کون گستاخ ہے کہ اُسنے یہ جرأت کی ہے تب اُس مکان مین وہ ڈھونڈھنے لگا کہ اس چھپے کا پتا پائے ایک شخص کو دیکھا پیچھے دروازے کے کہ وہ منھ پیچھے پردے کے چھپاتا ہے کہا کہ تیرا کیا نام ہے اُس نے کہا نام ابلیس مجھ بدنام کا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ بولا الخ ۴ شعر کہا کہ مجھ کو سوتے سے کیون جگایا سچ کہو اور جھوٹ مت کہو جو کہ برعکس ہو ابلیس نے کہا کہ وقت نماز کا آخر ہوا تو جلد جانب مسجد کے جا ترجمہ جلدی کرو بندگی مین آگے فوت ہونے کے مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے اور راہ وحدت کے یعنے نماز کے پڑھنے مین جلدی کرو حدیث مین آیا ہے اس واسطے مین نے بیدار کیا امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ نے کہا کہ یقین نہین کہ یہ تیری غرض تھی کہ جانب خیر کے تو رہنمائی کرے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ ۔

وز وپنہان رہ کنم در مسکنم	گو یدم کہ پاسبانی میکنم	چور پوشیدہ مکان مین دے نقب[1]	اور کہے کرتا حفاظت ہون اب
من کجا باور نمایم دزد را	دزد کے داند ثواب ومزد را	مین یقین کرتا نہین ہون چور پے	چور کب جانے ثواب مزد سے

دوم بار جواب گفتن ابلیس معاویہ رض را — دوسری بار جواب دینا ابلیس کا معاویہ رض کو

خاصہ دزدی چون تو قطاع الطریق	از چہ رو گشتی چنین برمن شفیق	خاص تجھ سا چور قطاع الطریق[2]	کس سبب سے ہوگیا مجھ پہ شفیق
گفت ما اول فرشتہ بودہ ایم	راہ طاعت را بجان پیمودہ	بولا ہم پہلے ملائک بھی ہوے	راہ طاعت پائی ہم نے جان سے
سالکان راہ را محرم بدیم	ساکنان عرش را ہمدم بدیم	سالکان راہ کے محرم تھے ہم	ساکنان عرش کے ہمدم تھے ہم
پیشۂ اول کجا از دل رود	مہر اول کے ز دل زائل شود	پیشہ اگلا دل سے کب ہوتا ہے دور	مہر اگلی دل سے کب جائے دور
در سفر گر روم بینی یا ختن	از دل تو کے رود حب وطن	گر سفر مین روم دیکھے یا ختن	دل سے تیرے جائے کب حب وطن
ما ہم از مستان این مے بودہ ایم	عاشقان درگہ وے بودہ ایم	مست[3] اس مے نا ب سے ہم بھی تو تھے	عاشقون مین ہم ہی درگاہ کے تھے
ناف ما بر مہر او ببریدہ اند	عشق او در جان ما کاریدہ اند	نال اپنا مہر پہ اُس کی کٹا	عشق اُسکا جان ہماری مین کھا
روز نیکو دیدہ ایم از روزگار	آب رحمت خوردہ ایم از جویبار	نیک دن دیکھا ہے ہم نے دہر سے	آب رحمت کھایا ہم نے نہر سے
نے کہ ما را دست فضلش کاشتہ است	از عدم ما را نہ او بر داشتہ است	کیا نہ بویا ہمکو اُسکے فضل نے	نہ کیا پیدا عدم سے ہم کو ہے
اے بسا کز وی نوازش دیدہ ایم	در گلستان رضا گردیدہ ایم	اے[4] بہت اُسکی نوازش پائی ہے	اور ہوا باغ رضا کی کھائی ہے
بر سر ما دست رحمت می نہاد	چشمہائے لطف بر ما میکشاد	دست رحمت کا وہ رکھتا ہمپہ تھا	لطف کے چشمے وہ ہم پر کھولتا
وقت طفلی ام کہ بودم شیر جو	گاہوارہ ام کہ جنبانید او	بچپن مین جو مین پیتا دودھ تھا	کون تھا جھولا جھلاتا اُس سوا
از کے خوردم شیر غیر از شیر او	کہ مرا پرورد جز تدبیر او	دودھ مین نے کب پیا اُسکے سوا	پالا کسنے مجکو تھا اُسکے سوا
خوے کان با شیر رفت اندر وجود	کے توان او را ز مردم وا کشود	شیر کے ہمراہ جو آئین عادتین	دور کب مردم کے تن سے ہو سکین

۱؎ چور پوشیدہ الخ ۲ شعر چور مکان مین نقب پوشیدہ دے اور کہے کہ مین حفاظت کرتا ہون مین کب یقین کرتا ہون چور پر کہ چور ثواب ومزد کو کب جانتا ہے یعنے جو شخص کہ دشمن ہے گو وہ کام بہتر کرے مگر اُسمین اُسکی دشمنی ہوگی کہ جس سے رنج پہونچے آگے جواب ابلیس کا ہے فافہم ۱۲ ۲؎ خاص الخ ۵ شعر تجھ سا خاص چور راہزن کس سبب سے مجھ پہ شفیق ہوا ابلیس نے کہا کہ ہم بھی تو پہلے ملائک ہوے اور راہ طاعت ہم نے جان سے پائی سالکان راہ کے ہم محرم تھے ساکنان عرش سے ہم ہمدم تھے اگلا پیشہ دل سے کب دور ہوتا ہے اگلی محبت دل سے کب جاتی ہے آگے مثال ہے اگر سفر روم یا ختن دیکھے تیرے دل سے حب وطن کب جائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳؎ مست الخ ۴ شعر ہم بھی تو مست اس مے سے تھے ہم بھی تو عاشق درگاہ کے تھے اُس کی محبت پر اپنا نال کٹا ہے اس کا عشق ہماری جان مین رکھا ہے ہم نے زمانہ سے نیک دن دیکھا ہے ہم نے آب رحمت نہر سے کھایا ہے اُسکے دست فیض نے کیا ہم کو نہین بویا ہے ہم کو پیدا عدم سے کیا نہین کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۴؎ اے بہت الخ ۵ شعر اے ہم نے اُس کی نوازش بہت پائی ہے اور باغ رضا کی ہوا کھائی ہے وہ ہم پر دست رحمت کا رکھتا تھا اور چشمے لطف کے وہ ہم پر کھولتا تھا بچپن مین جو مین دودھ پیتا تھا اور کون اُس کے سوا جھولا جھلاتا تھا ہم نے دودھ کب پیا اس کے سوا کس نے پالا اُس کے سوا جو عادتین کہ شیر کے ہمراہ آئین وہ مردم کے تن سے کب دور ہو سکین گی باقی اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ -

گر عتابے کرد دریائے کرم　　بستہ گے گردند درہائے کرم
اصل نقدش لطف و دادو بخشش است　　قہر بروے چون غبار بر غشّ است
از برائے لطف عالم را بساخت　　ذرہ ہا را آفتاب او نواخت
فرقت از قہرش اگر آبستن ست　　بہر قدر وصل او دانستن است
مید ہد جان را فراقش گوشمال　　تا بداند قدر ایام وصال
گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است　　قصد من از خلق احسان بودہ است
آفریدم تا ز من سودے کنند　　تا ز شہدم دست آلودی کنند
نے برائے آنکہ من سودی کنم　　وز برہنہ من قبائے بر کنم
چند روزے کہ ز پیشم راندہ است　　چشم من برروے خوبش ماندہ است
کز چنان روی چنین قہرے عجب　　ہر کسے مشغول گشتہ در سبب
من سبب را ننگرم کو حادث است　　زانکہ حادث حادثی را باعث است
لطف سابق را نظارہ می کنم　　ہرچہ آن حادث دوبارہ می کنم
ترک سجدہ از حسد گیرم کہ بود　　این حسد از عشق خیزد نے جحود
این حسد از دوستی خیزد یقین　　کہ شود با دوست غیرے ہمنشین
ہست شرط دوستی غیرت پزی　　ہمچو بعد عطسہ گفتن دیر زی

گر ہوا[1] غصہ وہ دریائے کرم　　بند کب ہوتے ہین دروازے کرم
اصل نقد اُسکی تو لطف وجود ہے　　قہر اس پے جو غبار آلود ہے
لطف[2] ہی کے واسطے عالم بنا　　اُسکے خور نے نور ذرون کو دیا
حاملہ ہے فرقت اُسکی قہر سے　　وصل کی قدر اُس سے تاکہ جان لے
اُسکی فرقت جان کو دے ہر گوشمال　　تاکہ جانے قدر ایام وصال
بولے پیغمبر کہ حق فرمائے ہے　　قصد احسان ہے مرا مخلوق پے
اور کیا پیدا کہ نفع مجھ سے لے　　دست آلودہ ہو میرے شہد سے
نے کہ طمع فائدے انسے رکھون　　اور برہنون سے قبا کو چھین لون
تھوڑے[3] دنکو راندۂ درگاہ کیا　　اُسکا مین چہرہ دلکش دیکھتا
ایسے منھ سے قہر ایسا اے عجب　　ہوگیا ہر ایک مشغول سبب
ہے وہ حادث مین سبب کو دیکھون کب　　کیونکہ حادث حادثی کا ہے سبب
لطف پہلے پر مین رکھتا ہون نظر　　اور اس حادث کو مین جانون بتر
ترک سجدہ کا حسد سے ہے ولے　　عشق سے ہے نے حسد انکار سے
دوستی سے ہے حسد یہ کر یقین　　دوست ہمرہ غیر کے ہے ہمنشین
کرنا غیرت دوستی کی شرط ہے　　جیسے کہنا چھینک پر جیتا رہے

سلہ گر ہو غصہ الخ ۲ شعر اگر وہ دریائے کرم غصہ ہو بند کب ہوتے ہین دروازے کرم کے اُس کی اصل نقد تو لطف وکرم ہے اور قہر اُس پر مانند غبار آلودہ کے ہے یعنے فضل حق قدیم ہے اور قہر حق عارضی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ۲ لطف ہی الخ ۲ شعر لطف کے واسطے عالم بنا اُس کے آفتاب نے نور ذرون کو دیا فرقت اُس کی مہر حاملہ ہے تاکہ اُس سے وصل کی قدرت جان لے فرقت اُس کی جان کو گوشمالی دیتی ہے تاکہ قدر ایام وصال کی جانے آگے اس کے حقائق ہین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ میرا قصد احسان کا ہے مخلوق سے اور پیدا کیا کہ نفع مجھ سے لے اور دست آلودہ ہو میرے شہد سے نہ کہ طمع فائدہ کا رکھون اُن سے اور برہنون سے قبا کو چھینون یعنے حق نے عالم کو پیدا کیا کہ احسان اُس پر کرے نہ کہ اُن سے طمع نفع کی رکھے کیونکہ حق تعالےٰ محتاج نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ۳ تھوڑے دنکو الخ ۷ شعر مجھ کو بھی تھوڑے دن کو راندہ درگاہ کیا مین اُس کا روے خوشنما دیکھتا ہون اے تعجب ہے کہ ایسے منھ سے ایسا قہر ہو ہر ایک مشغول سبب ہوگیا ہے اور یہ عادت ہے اور مین سبب کو دیکھون کیونکہ حادثہ حادثی کا سبب ہے مین لطف پہلے پر نظر رکھتا ہون اور اس قہر سے حادث کو مین بدتر جانتا ہون یعنے حق کا لطف قدیم ہے اور قہر حادث ہے پھر مین لطف سے اُس کے مغفور ہون گا سجدہ نہ کرنا حسد سے ہے ولیکن وہ حسد عشق سے ہے انکار سے نہین ہے یقین کر کیونکہ دوست ہمراہ غیر کے ہمنشین ہے دوستی مین غیرت کرنا شرط ہے جیسے چھینک مین کہنا کہ جیتا رہے یعنے جیسے دعا چھینک کے ساتھ ملی ہوئی ہے اسی طرح دوستی کو غیرت لازم ملزوم ہے اور یہ عشق کا لوازمہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

چونکہ بربطفش جز این بازی نبود	گفت بازی کن چہ دانم در فزود	[1] جوکہ لطف حق سوا بازی نہ تھی	بولا بازگیر نہ جانون کیون بڑھی
آن یکے بازی کہ برمن باختم	خویشتن را در بلا انداختم	مین نے کھیلی ایک وہ بازی یہی تھی	جان کو اپنی بلا مین ڈال دی
در بلا ہم مے چشم لذات او	مات اویم مات اویم مات او	اُسکی لذت اس بلا مین بھی چکھون	مات ہون مین مات ہون مین مات ہون
چون رہاند خویشتن را اے سرہ	ہیچکس در ششجہت در ششدرہ	کسطرح کوئی چھڑائے آپ کو	ششجہت مین کہ ششدر رہو وہ
جزو شش از کل شش چون وارہد	خاصہ کہ بیچون مراو را کج نہد	چھ کا جز کب کل سے چھٹ کے ہو جدا	خاصکر ٹیڑھا جسے حق نے رکھا
ہر کہ در شش او درون آتش ست	اوش برہاند کہ خلاق شش است	ششجہت مین جو ہو وہ آتش مین ہے	وہ چھڑائے جسنے شش پیدا کیے
خواہ اگر کفر ست اگر ایمان او	دست باف حضرت ست آن او	خواہ کفر و خواہ ایمان اُسکا ہے	ساختہ اُسکا ہی وآن اُسکا ہے

باز تقریر کردن معاویہؓ مکر ابلیس را با او

پھر تقریر کرنا معاویہؓ کا مکر ابلیس کو ساتھ اُسکے

گفت امیر او را کہ اینہا راست ست	لیک بخش تو ازینہا کاست است	[2] اُس صحابیؓ نے کہا سچ ہے وے لے	تیرا حصہ اس سے کم ہے جان لے
صد ہزاران چون مرا تو رہ زدی	حفرہ کردی در خزانہ آمدی	تونے مجھ سے لاکھ کو دھوکا دیا	اور خزانہ مین نقب دیکر گھسا
آتشے از تو بسوزم چارہ نیست	کیست کز دست تو جامہ اش پارہ نیست	آگ تو تجھ سے جلون چارہ نہین	جامہ کسکا تجھ سے ہی پارہ نہین
طبعش ای آتش چو سوزانیدہ ایست	تا نسوزانی تو چیزے چارہ نیست	طبع تو آتش جلانے کی رکھے	بے جلائے چین کب آئے تجھے
لعنت این باشد کہ سوزانت کند	اوستاد جملہ دزدانت کند	یہ ہے لعنت کہ تجھے سوزان کرے	سارے چورونکا تجھے اُستا کہے
با خدا گفتی شنیدے روبرو	من کہ باشم پیش مکرت اے عدو	گفتگو کی تونے حق کے روبرو	کب مین پا سکتا ہون تیرے مکر کو
معرفتہائے تو چون بانگ صفیر	بانگ مرغان ست اما مرغ گیر	[3] معرفت تیری جون آواز صفیر	مرغ کی سی بانگ لیکن مرغ گیر
صد ہزاران مرغ را او رہ زدست	مرغ غرہ کآشنائے آمدہ است	اُسنے صد ہا مرغ کو دھوکا دیا	مرغ نے جانا کہ یہ ہے آشنا
در ہوا چون بشنود بانگ صفیر	از ہوا آید شود اینجا اسیر	جو ہوا مین وہ سنے بانگ صفیر	وان ہوا سے آئے اور ہووے اسیر

[1] جوکہ الخ، شعر جوکہ اس کے سوا حق کی بازی نہ تھی کہا بازیگر نے مین نہین جانتا ہون کیونکر بڑھ گئی وہ ایک بازی تھی کہ مین نے کھیلی اور جان بلا مین ڈالدی یعنی وہ بازی عشق حقیقی تھی مین اُسکی لذت اس بلا مین بھی چکھتا ہون مین مات ہون یعنے اس بلائے عشق بازی مین اُس یار سے مین نے مات کھایا ہے کوئی خود کو کس طرح چھڑا وے ششجہت مین کہ وہ ششدر رہے یعنے ششدر تختہ نرد مین مات کو کہتے ہین چھ کا جز کب کل سے چھٹ کے جدا ہووے خاصکر حق نے جسکو ٹیڑھا رکھا ہو جو شش جہت مین ہے وہ آتش مین ہے وہ چھڑائے جسنے شش پیدا کیے خواہ کفر خواہ ایمان اُسکا ہے اسی کا بنا ہوا اُسی کا ملک ہے یعنے حق نے دنیا مین جسکو پیدا کیا ہے وہ بجز رنج پانے کے کب بچا ہے ہم اسکے ملک ہین جسطرح وہ چاہے رکھے یعنی ابلیس نے یہ دلیل توجیہ سے رستی اپنی قایم کی آگے جواب تردید حضرت معاویہ کا ہے فافہم ۱۲ [2] اس صحابی الخ شعر حضرت معاویہؓ نے کہا یہ سچ ہے ولیکن تیرا حصہ اس سے کم ہے تو نے مجھ جیسے لاکھون کو دھوکا دیا اور نقب دیکر خزانہ مین گھسا تو آتش ہے تجھسے مین جلتا ہون چارہ نہین ہے اور تجھ سے کسکا جامہ چاک نہین ہے تو طبیعت آتش جلانے والی کی رکھتا ہے اور بے جلائے کب تجھے چین آتا ہے یہ لعنت ہے کہ تجھے سوزان کرے اور سب چورون کا تجھے اُستاد کہے تو نے گفتگو حق کے روبرو کی مین تیرے مکر کو کب پا سکتا ہون یعنی کوئی فعل تیرا مکر سے خالی نہین ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ [3] معرفت الخ شعر تیری معرفت مانند آواز صفیر کے مرغ کی آواز کے ہے لیکن مرغ گیر ہے اُسنے صد ہا مرغ کو دھوکا دیا اور مرغ نے جانا کہ یہ آشنا ہے جو ہوا مین بانگ صفیرہ سنے تو وہان ہوا سے اُترے اور اسیر ہو وے آگے شرح اُسکے مکر و حیلہ کی ہے فافہم ۱۲۔

قوم نوح از مکر تو در نوحہ اند
دل کباب و سینہ شرحہ شرحہ اند
عاد را تو باد دادی در جہان
اوفگندی در عذاب اندہان
از تو بود این سنگسار قوم لوط
در سیاہ آبہ ز تو خوردند غوط
مغز نمرود از تو آمد ریختہ
ای ہزاران فتنہ ہا انگیختہ
عقل فرعون زکی فیلسوف
کور گشتہ زو نیابد او وقوف
بولہب ہم از تو نااہلی شدہ
بوالحکم ہم از تو بوجہلی شدہ
ای برین شطرنج بہر یاد را
مات کردہ صد ہزار اُستاد را
ای ز فرزین بندہای مشکلت
سوختہ جانہا سیہ گشتہ دلت
بحر مکری تو خلقان قطرۂ
تو چو کوہ وین سلیمان ذرۂ
کہ رہد از مکر تو اے مختصم
غرق طوفانیم الا من عصم
بس ستارہ سعد از تو محترق
بس سپاہ جمع از تو مفترق
بس مسلمان کز تو دین درباختہ
سرنگون تا قعر دوزخ تاختہ
بس چو بلعم از تو نومید آمدہ
بس چو برصیصا ز تو کافر شدہ

قوم[1] نوح ہے نالان تیرے مکر سے
دل کباب و رسینہ زخمی وہ رکھے
عاد کو عالم مین تونے دی ہوا
اور عذابون مین کھا تونے پھنسا
سنگسار[2] تجھ سے ہے قوم لوط کو
کالے پانی مین ہین ڈوبے تجھسے وہ
مغز نکلا تجھسے بس نمرود کا
تونے صد ہا فتنہ کو برپا کیا
عقل فرعون زکی اندھی ہوئی
اور نہ پایا پھر وقوف اُسنے کبھی
بولہب نااہل تجھ سے ہوگیا
بوالحکم بوجہل تجھ سے ہوگیا
تونے اس شطرنج پر بس یاد کو
کردیا ہے مات لاکھ اُستاد کو
ایسے فرزین بند ہین مشکل ترے
سوختہ جان تیرہ باطن ہوگئے
تو ہے بحر مکر قطرہ خلق ہے
یہ سلیمان ذرہ تو جون کوہ ہے
مکر سے[3] تیرے چھٹین کیا ایکدم
غرق طوفان ہم ہین الا من عصم
بس ستارہ سعد تجھسے محترق
بس سپاہ جمع تجھ سے مفترق
دین مسلمانون نے ہارا تجھسے ہی
سرنگون وہ قعر دوزخ مین پڑے
مثل بلعم تجھسے فاجر ہوگیا
تجھسے جون برصیصا کافر ہوگیا

باز جواب ابلیس مر معاویہؓ را و اخفائے مکر

پھر جواب دینا ابلیس کا معاویہؓ کو مکر کے چھپانے مین

گفت ابلیسش گشا این عقد را
من محک قلب را و نقد را
امتحان شیر و کلبم کرد حق
امتحان نقد و قلبم کرد حق
قلب را من کی سیہ رو کردہ ام
صیرفیم قیمت او کردہ ام

بولا[4] ابلیس اس سے کھول اس عقد کو
مین محک ہون قلب کو اور نقد کو
امتحان شیر و سگ مین حق سے ہون
امتحان کھوٹے کھرے مین حق سے ہون
مین نے کھوٹے کو سیہ کب کیا
مین کہ صراف اُسکو ہون جانچتا

[1] قوم نوح الخ شعر قوم نوح تیرے مکر سے نالان ہے دل کباب و رسینہ زخمی وہ رکھے عاد کو جہان مین تونے ہوا دی اور عذابون مین تونے پھانس رکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] سنگسار الخ شعر قوم لوط کو تجھ سے سنگساری ہوئی اور وہ کالے پانی مین ڈوبے تجھ سے مغز نکلا نمرود کا تونے سیکڑون فتنہ اُٹھائے عقل فرعون ہوشیار کی اندھی ہوئی اور پھر اُس نے وقوف کبھی نہ پایا ابولہب تجھ سے نااہل ہوگیا اور ابوالحکم ہوگیا تجھ سے ابوجہل تونے اس شطرنج دنیا پر یادگاری کے لیے لاکھون اُستادون کو مات دیا ہے تیرے ایسے فرزین بند مشکل ہین کہ سوختہ جان تیرہ باطن ہوگئے تو دریائے مکر ہے اور خلق قطرہ ہے یہ سلیمان ذرہ اور مانند کوہ کے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] مکر سے الخ شعر تیرے ہم مکر سے کب ایک دم چھٹین ہم غرق طوفان ہین مگر پناہ دینے والا ہے ستارہ سعد تجھ سے جلنے والا اور سپاہ جمع تجھ سے پریشان ہونے والی مسلمانون نے دین تجھ سے ہارا اور سرنگون دوزخ مین پڑے بلعم باعور کے مانند تجھ سے فاجر ہوا اور برصیصا کے مانند تجھ سے کافر ہوا یعنے تجھ سے ہزارون مرد بلائے دنیا مین گرفتار ہوے پھر تیری راستی کیونکر ثابت ہو بجز مکر کے آگے جواب ابلیس کا ہے فافہم ۱۲ [4] بولا ابلیس الخ شعر ابلیس نے اُن سے کہا کہ اس عقدہ کو کھولو مین تو کسوٹی ہون واسطے کھوٹے اور کھرے کے حق کی جانب سے امتحان شیر و سگ مین ہون مین نے سیاہ رو کھوٹے کو کب کیا مین صراف ہون اور اُس کو جانچتا ہون باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

نیکوان را رہنمائی میکنم — مر بدان را پیشوائی میکنم
نیک کی مین رہنمائی کرتا ہون — اور بد کی پیشوائی کرتا ہون

صالحان را مقتدا و مامنم — طالحان را نیز ہاری میکنم
پیشوا نیکون کا اور مین امن ہون — شاخ جو کہ خشک ہو تو کاٹ دون

این علفہا می نہم از بہر چیست — تا پدید آید کہ حیوان جنس کیست
گھانس یہ رکھی ہے مین نے کسلیے — تا کہ دیکھون جنس حیوان کون ہے

گر سگ از آہو چو زاید کودکے — ہست در گرگی و آہوئی شکے
گر سگ آہو سے جو بچہ اک جنے — گرگ کی آہوئی مین اُسکی شک ہے

تو گیاہ و استخوان پیشش بریز — تا کدامے سو کند او گام تیز
گھانس ہڈی اُسکے آگے ڈال تو — کسکی جانب دیکھ اُسکو میل ہو

گر بسوے استخوان آید سگ است — در گیاہ جوید یقین آہو رگ است
جانب ہڈی ہو رغبت سگ ہے وہ — گھانس کو دوڑے تو آہو جان تو

قہر و لطف جفت شد با یکدگر — زاد ازین ہر دو جہان خیر و شر
قہر و لطف آپس مین جو جوڑا ہوا — اُنسے خیر و شر یہان پیدا ہوا

تو گیاہ و استخوان را عرضہ کن — قوت نفس و قوت جان را عرضہ کن
گھانس اور ہڈی کو بس تو کر عیان — قوت نفس اور قوت جانکو کر عیان

گر غذاے نفس جوید ابتر است — ور غذاے روح خواہد سرور است
گر غذائے نفس لیوے ہے بُرا — گر غذائے روح چاہے ہے بھلا

گر کند او خدمت تن ہست خر — در رود در بحر جان یابد گہر
گر کرے خدمت بدن کی ہے وہ خر — گر وہ جائے بحر جان مین لے گہر

گرچہ این دو مختلف خیر و شر اند — لیک این ہر دو بیک کار اندر اند
گرچہ دونون مختلف ہین خیر و شر — لیک یہ دونون ہین ایک ہی کام پر

انبیا طاعات عرضہ می کنند — دشمنان شہوات عرضہ میکنند
انبیا طاعت کو کرتے ہین عیان — اور عدو شہوت کو کرتے ہین عیان

نیک را چون بد کنم یزدان نیم — داعیم من خالق ایشان نیم
نیک کو جو بد کرون مین حق نہین — مین ہون داعی خالق مطلق نہین

خوب را من زشت سازم رب نیم — زشت را و خوب را آئینہ ام
خوب کو مین زشت کرون رب نہین — آئینہ ہون خوب و بد کا بالیقین

سوختہ ہندو آئینہ از درد را — کاین سیہ رو می نماید مرد را
آئینہ جیسے جلائے درد سے — کہ سیہ رو کیون دکھاتا ہے مجھے

گفت آئینہ گناہ از من نبود — جرم آنرا نہ کہ آئینہ زدود
آئینہ بولا گنہ مجھ سے نہ تھا — جرم اُسکا ہے کہ آئینہ بنا

او مرا غماز کرد و راست گو — تا بگویم زشت کو و خوب کو
کر دیا ہے راست گو اُسنے مجھے — تا کہون مین کون زشت و خوب ہے

من گواہم بر گواہ زندان کجاست — ز اہل زندان نیستم یزدان گواہ
مین گواہ ہون کب گواہ قیدی ہوا — اہل زندان سے نہین حق ہی گواہ

---

۱ نیک کی الخ ہ شعر مین نیک کی رہنمائی کرتا ہون اور بد کی پیشوائی کرتا ہون مین پیشوائی نیکون کی اور امن ہون اور جو شاخ خشک ہوتی ہے کاٹ دیتا ہون یہ مین نے گھانس کس لیے رکھی تا دیکھون جنس حیوان کون ہے کہ اُسکی طرف رغبت کرتا ہے آگے مثال ہے گرگ و آہو سے جو ایک بچہ پیدا ہو تو گرگی و آہوئی مین اُسکی شک ہووے اُسکے آگے گھانس اور ہڈی تو ڈال اور دیکھ کس کی جانب اُسکو میل ہے اگر جانب ہڈی کے راغب ہے وہ سگ ہے اور اگر گھانس کو دوڑے تو آہو جان لے قہر و لطف آپس مین جو جوڑا ہوا تو اُن سے خیر و شر یہان پیدا ہوا آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

۲ گھانس الخ ہ شعر تو گھانس اور ہڈی کو عیان کر اگر غذائے نفس لیوے بُرا ہے اور اگر غذائے روح چاہے بھلا ہے اگر خدمت بدن کی کرے گدھا ہے اور اگر دریائے جان مین جائے گوہر لیوے یعنی جو کہ طالب خدا ہے روحانی غذا کا شاہد ہے وہ بہتر ہے اور جو غذائے نفسانی کا کہ طعام ہے وہ بُرا ہے آگے قول مولانا کا ہے فافہم ۱۲ ۳ اگرچہ الخ ہ شعر اگرچہ دونون مختلف ہین خیر و شر لیکن یہ دونون ایک ہی کام پر ہین انبیا طاعت کو ظاہر کرتے ہین اور عدو شہوت کو ظاہر کرتے ہین یعنے یہ خیر و شر دونون طرف حق کی دعوت کرتے ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

۴ نیک کو الخ ہ شعر مین حق نہین ہون کہ نیک کو بد کر دون مین دعوت کرنے والا ہون خالق نہین ہون مین رب نہین ہون کہ خوب کو زشت کر دون خوب و بد کے واسطے آئینہ کو جلاوے درد سے کہ تو مجھکو سیاہ رو کیون رکھتا ہے آئینہ نے کہا مجھ سے گناہ نہ تھا یہ جرم اُسکا ہے کہ جسنے آئینہ بنایا ہے مجھکو اُسنے راست گو کر دیا کہدون کہ کون زشت کون خوب ہے مین تو گواہ ہون اور گواہ قیدی کب ہوا اہل زندان سے نہین ہون خدا گواہ ہے آگے مثال اسکی ہے فافہم ۱۲

هر کجا بینم درختے میوه دار / تربیتها می کنم من دایه وار
خشک گوید باغبان را کاے فتا / مر مرا چه می بری سر بے خطا
باغبان گوید خمش اے زشت خو / بس نباشد خشکئی تو جرم تو
خشک گوید راستم من کژ نیم / تو چرا بے جرم می بری پیم
باغبان گوید اگر مسعودیے / کاشکے کژ بودیی وتر بودیے
جاذب آب حیاتے گشتۂ / اندر آب زندگی آغشتۂ
تخم تو بد بوده است واصل تو / با درخت خوش نشاید وصل تو
شاخ تلخ ار با خوشی وصلت کند / آن خوشی اندر نهادش بر زند
گر ترا بیدار کردم بهر دین / خوے اصل من همین ست همین

دیکھتا جس جا ہون نخل میوہ دار[۱] / تربیت کرتا ہون اسکی دایہ وار
باغبان سے خشک کہتا ہے بھلا / کسلیے سر میرا کاٹے بے خطا
باغبان کہتا ہے چپ اے بیحیا / نے تری خشکی ہی یہ جرم اک بڑا
خشک کہتا ہی نہین مجھ مین کجی / کسلیے بے جرم کاٹی جڑ مری
باغبان کہوے اگر ہے بر تری / کاشکے کج ہوتا تر ہوتی تری
تو ہوا ہے جاذب آب حیات[۲] / اور آب زندگانی کے ہے سات
اصل بد اور تخم بد تیرا ہوا / کب درخت خوش سے پیوند ہوا
خوش سے شاخ تلخ گر پیوند ہو / اسکے تن مین دے خوشی ثمرات کو
گر جگایا تجکو دین کے واسطے / عادت اصلی مری یہ ہی تو ہے

عنف کردن معاویہؓ با ابلیس علیہ اللعنۃ

سختی کرنا معاویہؓ کا ابلیس علیہ اللعنۃ پر

گفت امیرؓ اے راہزن حجت مگو / مر ترا ره نیست در من ره مجو
رہزنے تو من غریب تاجرم / ہر لباسا قے که آری کے خرم
گرد رخت من مگرد از کافری / تو نه رخت کسے را مشتری
مشتری نبود کسے را راہزن / ور نماید مشتری مکرست وفن
تا چه دارد این حسود اندر کدو / ایخدا فریاد ما را زین عدو

وہ صحابیؓ بولے مت تکرار کر[۳] / مجھ مین اے رہزن نہ تیرا ہو اثر
تو ہے رہزن مین ہون تاجر اور غریب / نے خریدون لائے سامان عجیب
کافری سے میرے سامان کو نہ چھوڑ / مشتری سامان کسی کا ہو نہ تو
مشتری کب ہو کسی کا راہزن / گر خریداری کرے ہی مکر و فن
کیا کدو مین رکھتا ہے اب یہ حسود / مجکو اس دشمن سے فریاد اے ودود

۱ دیکھتا الخ ہ شعر مین جس کا درخت میوہ دار دیکھتا ہون اسکی تربیت کرتا ہون مانند دایہ کے اور جس جا درخت خشک دیکھتا ہون اُسے کاٹتا ہون تا نہ باغبان کے کیونکہ گویا ہر خشک کو مین جلا نیتا ہون درخت خشک باغبان سے کہتا ہے تو نے میرا سر بیخطا کسلیے کاٹا باغبان کہتا ہے چپ رہ اے بیحیا کہ یہ تیری خشکی بڑا جرم ہے یعنے نہ ہر خشک مثل درخت خشک کے ہے کہ مجھ مین کجی نہین ہے تو بے جرم میری جڑ کیون کھودتا ہے اُس سے تب باغبان کہے کہ اگر بر تری تجھ مین ہوتی کاش تو کج ہوتا مگر تری تجھ مین ہوتی یعنے بظاہر تیری صورت کج ہوتی بہتر تھی مگر تری معنی ہوتی ہے اگر ظاہر بُرا ہو تو ہو مگر صاحب معنی ہونا چاہیے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ تو ہوا جاذب الخ ہ شعر تو جاذب آبحیات ہوا ہے اور آب زندگی کے ساتھ ہے یعنے اے شاخ خشک آب حیات تجھ سے جذب ہو اور آب زندگانی کے تو ساتھ ہے اور تجھ سے کچھ حاصل نہین ہے اس واسطے کٹنا تیرا بہتر ہے تیرا تخم بد اور اصل بد ہوئی کب درخت خشک سے تیرا پیوند ہو یعنے مرشد سے تو بسبب معنے نہ رکھنے کے واصل نہین ہو سکتا ہے اگر شاخ خشک سے تلخ پیوند ہو اُس کے تن مین خوشی ثمر دیوے اگر مین نے تجھے دین کے واسطے جگایا تو بھی میری عادت اصلی ہے یعنے اصل سے میری عادت نیک ہے بظاہر اب مین بُرا ہون پس عادت نیک ہے اس سبب سے مین نے تجھے بیدار کیا ہے آگے جواب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہے فافہم ۱۲ ۳ وہ صحابی الخ ۶ شعر حضرت معاویہؓ نے کہا تو تکرار مت کر اے راہزن مجھ مین تیرا اثر نہ ہوگا تو راہزن اور مین سوداگر ہون اگر تو سامان بہتر لائے مین نہین خریدونگا تو از راہ کافری کے میرے سامان کو مت چھوڑ اور کسی کے سامان کا تو خریدار نہ ہو راہزن کب خریدار ہو اور خریداری کرے تو مکر و فن ہے اب تو کدو مین کیا رکھتا ہے اے حسود مجھ کو اے خدا دشمن سے فریاد ہے اگر ایک اور افسون مجھ پر پھونک دے پس یہ رہزن میرا سامان لوٹ لے یعنے حضرت معاویہ نے مدد چاہی حق تعالےٰ سے کہ مکر شیطان سے مجھکو بچا چنانچہ مدد چاہنے کا حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گر یکے فصل دگر در من دمد	بر دخواہد از من این رہزن نمد	اگر فسون اک اور مجھ پر پھونکدے	بس مرا سامان یہ رہزن لوٹلے

نالیدن معاویہ بحقتعالیٰ از مکر ابلیس و نصرت خواستن | زاری کرنا معاویہ کا درگاہ حق میں مکر ابلیس سے اور فتح چاہنا

این حدیثش ہمچو دودست اے الٰہ	رحم کن ورنہ گلیمم شد سیاہ	جو دھوئیں ہیں باتیں اُسکی اے الٰہ	رحم کر میری نہ کملی ہو سیاہ
من بحجت بر نیایم با بلیس	کوست فتنہ ہر شریف و ہر خسیس	بحث شیطان پر نہ غلبہ ہو مجھے	کہ وہ فتنہ ہر بد و ہر نیک ہے
آدمی چون علم الاسما بگشت	بانگ چون برق این سگ بے شکست	بس ہے آدم علم الاسما لقب	پر مقابل برق تو سگ نے تڑپ
از بہشت انداختش بر روے خاک	چون سمک در شست او شد از سماک	اسکو جنت سے گرایا خاک پے	مثل مچھلی شست مین پھانسا اُسے
نوحۂ انا ظلمنا میزدے	نیست دستان و فسونش را حدے	نالہ تب انا ظلمنا کا کیا	ہے نہ مکر افسون کی اُسکے انتہا
اندران ہر حدیث او شر ست	صد ہزاران سحر در وے مضمر ست	ہے شرارت اُسکی ہر اک بات مین	اور بھرے جادو ہزارون اسمین ہین
مردی مردان ببندد در نفس	در زن و در مرد افروزد ہوس	مرد کی مردی کو باندھے اک نفس	مرد و عورت مین کرے افزون ہوس
اے بلیس خلق سوز فتنہ جو	بر چیم بیدار کردی است گو	اے بلیس خلق سوز فتنہ جو	کسلیے مجکو جگایا سچ کہو
زانکہ حجت بر نیاید با منے	ہین غرض ادرمیان بے فنے	کیونکہ حجت مین تو غالب مجھ سے ہو	بس غرض نے مکر اپنے تو کہو

باز تقریر ابلیس تلبیس خود را با معاویہ رضی اللہ عنہ | پھر بیان کرنا ابلیس کا مکر اپنے کو ساتھ معاویہ کے

گفت ہر مردے کہ باشد بدگمان	نشنود او راست را با صد گمان	بولا جو کہ مرد ہووے بدگمان	کب سنے وہ بدگمان سچا بیان
ہر درونے کو خیال اندیش شد	چون دلیل آرے خیالش بیش شد	جس کسی کا دل خیال اندیش ہے	جو دلیل آئے خیال اُسکا بڑھے
چون سخن در وے رود علت شود	تیغ غازی دزد را آلت شود	اسمین جانے جو سخن علت بنے	تیغ غازی چور کی آلت بنے
پس جواب او سکوت است و سکون	ہست با ابلہ سخن گفتن جنون	یہ جواب اُسکا کہ مین ساکت رہون	گفتگو ابلہ سے ہوتا ہے جنون

۵۱ دھوان الخ شعر اے خدا اس ابلیس کی باتین مانند دھوئین کے ہین تو رحم کر کہ میری کملی سیاہ اُس سے نہ ہو جائے یعنے میرا دل اس کے مکر سے سیاہ نہ ہو جائے باقی دعا کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بحث الخ شعر شیطان کی بحث پر مجھے غلبہ نہ ہووے کہ ہر بد و نیک کا وہ فتنہ ہے آگے مثال ہے آدم علم الاسماء کا لقب دیا ہے مگر مقابل اس برق سگ کے تڑپ نہین رکھتی ہین پس اس شیطان نے اُن کو جنت سے خاک پر ڈالا اور مثل مچھلی کے اُنھین شست مین پھانسا اُنھون نے تب نالہ انا ظلمنا کا کیا کہ اُسکے مکر و فسون کی انتہا نہین ہے اُسکی ہر ایک بات مین شرارت ہے اور اُس مین ہزارون جادو بھرے ہین مرد کی رجولیت ایک دم مین بند کر دے اور عورت و مرد مین ہوس زیادہ کر دے تاکہ باہم فساد ہووے اے ابلیس خلق سوز فتنہ جو کس لیے مجھ کو جگایا سچ کہہ کیونکہ حجت مین تو غالب مجھ سے مت ہو اور غرض بے مکر تو اپنی کہہ یعنے تو وہ غرض اپنی بیان کر جس کے واسطے تو نے مجھے جگایا آگے جواب ابلیس کا ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بولا الخ شعر ابلیس نے کہا کہ جو شخص بدگمان ہووے وہ بدگمان کب سچا بیان سنے اور جس کا دل خیال اندیش ہے جو دلیل آئے اور خیال اُس کا زیادہ ہووے آگے مثال ہے جو بات کہ اُس مین جائے علت بنے تیغ غازی چور کا آلہ بنے یعنے تیغ غازی اگر چور لیوے تو وہ آلہ چور کا ہو جاوے یہ اُس کا جواب ہے کہ مین ساکت رہون ابلہ سے گفتگو کرنا جنون ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ـ

تو ز حق ترس و ز حق قطع نفس / که تو از شرش باندستی به حبس
تو ز من با حق چه نالی ای سلیم / رو بنال از شر این نفس لئیم
تو خوری حلوا ترا دنبل شود / تپ بگیرد طبع تو مختل شود
بے گنہ لعنت کنی ابلیس را / چون نہ بینی از خود این تلبیس را
نیست از ابلیس از تست ای غوی / که چو روبه سوی دنبه میروی
چونکه در سبزه به بینی دنبه را / دام باشد این ندانی روبه را
زان ندانی کت ز دانش دور کرد / میل دنبه چشم عقلت کور کرد
حبک الاشیاء یعمیک و یصم / نفسک السوء قد جنت لا تختصم
تو گنه بر من منه کژ کژ مبین / من ز بد بیزارم و از حرص و کین
حرص و کین هست از طبائع مختلف / مر مرا کے چار ضد شد مکتنف
من بدی کردم پشیمانم هنوز / انتظارم تا شبم آید بروز
هم امید میزدم با درد و سوز / تا مگر کاین دی بهم گردد تموز
متهم گشته میان خلق من / فعل خود بر من نهد هر مرد و زن
گرگ بیچاره اگرچه گرسنه ست / متهم باشد که او در طنطنه ست
چونکه نتواند ز ضعف آن راه رفت / خلق گوید تخمه است از لوت زفت

حق سے[۱] ڈر اور ڈھونڈھ اس سے قطع نفس / کہ ہوا شر سے تو اسکے قید بس
ساتھ حق کے مجھ سے روئے کسلیے / جا تو شر سے نالہ کر اس نفس سے
کھائے تو حلوا تو دنبل ہوں ترے / اور بخار آکے طبع ناخوش کرے
بے گنہ لعنت کرے ابلیس کو / کیوں نہ دیکھے خود سے اس تلبیس کو
یہ نہیں شیطان سے ہرگز ای فتا / مثل روبہ سوئے دنبہ تو چلا
جو کہ سبزہ میں تو دیکھے دنبہ کو / دام ہووے اور نہ جانے روبہ کو
اسلیے نہ جانے تو دانش گئی / خواہش دنبہ نے اندھی عقل کی
حبک[۳] الاشیاء یعمی ویصم / نفسک السوء قد جنت لا تختصم
مت گنہ رکھ اور نہ ٹیڑھا دیکھ تو / چاہتا ہوں میں نہ حرص و کینہ کو
حرص[۲] و کینہ اختلاف طبع ہے / ضد نہ چاروں عنصروں کا مجھ میں ہے
اب پشیمان ہوں برا میں نے کیا / منتظر ہوں رات میری دن ہوا
ہے مجھے امید درد و سوز سے / موسم سردی مرا گرمی بنے
میں ہوا بدنام مخلوق میں / فعل اپنے مرد و زن مجھ پر رکھیں
بھیڑیا بیچارہ بھوکا گرچہ ہے / ہو گیا بدنام جو عشرت کرے
جو ضعیفی سے نہ رستہ چل سکے / خلق کہوے تخمہ کھانے ہی سے ہے

باز الحاح کردن معاویه مر ابلیس را | پھر عاجزی کرنا معاویہ کا ابلیس سے

سلہ حق سے الخ ۹ شعر تو حق سے ڈر اور قطع نفس اس سے ڈھونڈھ کر اس کے شر سے تو قید ہوا ہے تو خدا کے ساتھ میرے سبب سے کیوں ڈرتا ہے جا تو نالہ کر اس نفس کے شر سے آگے مثال ہے تو حلوا کھالے تو تیرے دنبل ہوا اور بخار آکے وطبیعت ناخوش ہووے بے گناہ تو لعنت کرتا ہے ابلیس کو کیوں نہیں دیکھتا ہے خود سے اس مکر کو یہ شیطان بد سے نہیں ہے تجھ سے ہے اور مثل روبہ کے تو جانب دنبہ کے جاتا ہے جو کہ سبزہ میں دنبہ کو دیکھے دام ہووے اور لے روبہ تو نہ جانے اس لیے نہیں جانے کہ عقل گئی اور خواہش دنبہ نے عقل اندھی کی ہے یعنے طمع دنیا نے تجکو حق جوئی سے اندھا بہرا کیا ہے تیرے نفس نے گناہ کیا تو دوسروں سے دشمنی نہ کر مت گناہ رکھ اور ٹیڑھا مت دیکھ میں نہیں چاہتا ہوں حرص وکینہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ حرص الخ ۶ شعر حرص وکینہ اختلاف طبع سے چاروں عنصروں کی ہے مجھ میں ضد نہیں ہے اب پشیمان ہوں کہ میں نے برا کیا منتظر ہوں کہ تا رات میری دن ہو مجھے امید ہے سوز و درد سے کہ موسم سردی میرا گرمی بنے میں مخلوق میں بدنام ہوا ہوں فعل اپنے مرد و زن مجھ پر رکھتے ہیں آگے مثال ہے بھیڑیا بیچارہ اگرچہ بھوکا ہے بدنام ہو گیا ہے جو ضعیفی سے راہ نہیں چل سکتا ہے خلق کہتی ہے کہ تخمہ کھانے سے ہو گیا ہے یعنے میں مخلوق میں بدنام ہو گیا ہوں کہ مخلوق خود گناہ کرتی ہے اور وہ مجھ پر رکھتی ہے بقول استاد ؎ کیا ہنسی آتی ہے مجھکو حضرت انسان پر + فعل بد تو خود سے ہو لعنت کرے شیطان پر + آگے حضرت معاویہ کا جواب الجواب ہے فافہم ۱۲ سعہ دوستی کسی شے کی تجھے بہرا گونگا کرتی ہے ۱۲ عسہ تیرے نفس نے گناہ کیا تو دوسروں کو بدنام نہ کر ۱۲

وجواب او

گفت غیر راستی نہ رہاندت | داو سوے راستی میخواندت
راست گو تا وارہی از چنگ من | مکر نہ نشاند غبار جنگ من
گفت چون دانی دروغ و راست را | ای خیال اندیش پر اندیشہا
گفت پیغمبر نشانے دادہ است | قلب نیکو را محک بنہادہ است
گفتہ است الکذب ریب فی القلوب | بازالصدق طمانین و طرب
دل نیارامد ز گفتار دروغ | آب و روغن ہیچ نفروزد فروغ
در حدیث است آرام دل است | راستیہا دانۂ دام دل ست
دل اگر رنجور باشد بد دہان | کو نداند چاشنی این و آن
چون شود از رنج و علت دل سلیم | طعم صدق و کذب را باشد علیم
حرص آدم چون سوے گندم فزود | از دل آدم سلیمی را ربود
پس دروغ و عشوہ ات را گوش کرد | غرہ گشت و زہر قاتل نوش کرد
کژدم از گندم ندانست آن نفس | می برد تمییز از مست ہوس
خلق مست آرزو بند و ہوا | زان پذیرا اند دستان ترا
ہر کہ خود را از ہوا خود باز کرد | گوش خود را آشنائے راز کرد
ہمچنان کہ در حکایت گفتہ اند | بشنو آنرا تا کشاید بستہ بند

اور جواب دینا اُس کا

بولا کب چھوڑون تجھے بے سچ کہے | داو سوے سچ بلاتی ہے تجھے
سچ کہو تا ہاتھ سے میرے چھٹے | کب غبار جنگ بیٹھے کر سے
بولا کیسے جانے سچ اور جھوٹ کو | ای خیال اندیش پر اندیش کو
بولا پیغمبر نے بتلایا پتا | دل محک کھوٹے کھرے کا ہی کہا
ہی کہا الکذب ریب فی القلوب[عہ] | بازالصدق طمانین و طرب
دل نہین خوش ہووے کہنے سے دروغ | تیل پانی سے نہ زیادہ ہو فروغ
دل کو ہی آرام سچی بات سے | سچ ہی دانہ دام دل کیواسطے
گر[سلہ] ہو دل بیمار منہ ہو بد مزا | کہ نہ جانے چاشنی کا ذائقا
رنج و بیماری سے جو دل ہو سلیم | جھوٹ اور سچ کے مزے سے ہو علیم
حرص گیہون کی جو آدم کو بڑھی | دل سے آدم کے سلیمی لیگئی
تیرے[سلہ] مکر و جھوٹ کو اُسنے سنا | ہو کے بے غم زہر قاتل کھالیا
فرق نے گندم و کژدم مین کیا | تو تمیز اہل ہوس سے لے گیا
خلق مست آرزو ہی اور ہوا | جو قبول اب مکر تیرے کو کیا
جو ہوا سے باز اپنے کو رکھے | آشنائے راز گوش اپنا کیے
جس طرح سے اس حکایت مین کہا | اُسکو سُن تا قید سے ہو تو رہا

سلہ بولا الخ یہ شعر حضرت معاویہؓ نے کہا بے سچ کہے تجھے کب چھوڑون تجھکو داوطرف سچ کے بلاتی ہے تو سچ کہتا کہ میرے ہاتھ سے چھٹے اور جنگ کرسے
نبار بیٹھے کہا ابلیس نے کہ تو کیسے جانے سچ اور جھوٹ کو اے خیال اندیش و بد اندیش تو کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پتا بتایا ہے کہ محک کھوٹے
کھرے پرکھنے کا دل ہے اور کہا ہی ترجمہ جھوٹ سے شک بڑھتا ہے دل مین پھر صدق اطمینان کرتا ہے خوشی سے دل جھوٹ کہنے سے خوش نہین ہوتا ہے
اور تیل پانی سے روشنی زیادہ نہین ہوتی ہے دل کو آرام سچی بات سے ہے سچ دانہ ہے دام دل کیواسطے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ گر ہو الخ
شعر اگر دل بیمار ہو تو منھ بد مزہ ہو کہ چاشنی کا ذائقہ نہ جانے رنج اور بیماری سے دل سلیم ہو تو جھوٹ اور سچ کے مزے سے علیم ہو جو حرص گندم
کی آدم علیہ السلام کو بڑھی سلیمی آدم کی دل سے لیگئی یعنے جیسے بیماری سے منھ بد مزہ ہوتا ہے اور کچھ ذائقہ نہین ہوتا ہے اسی طرح دل جو بیمار ہوتا
ہے سچ و جھوٹ کا مزہ نہین پاتا ہے اور جبکہ دل ریاضت عشق سے بیدار ہوتا ہے اور مرض دل کا دور ہو جاتا ہے تو مزہ سچ و جھوٹ کا آتا ہے پس
میرا دل اے ابلیس اس تیرے قول سے جھوٹ جانکر جو یان سچ کا ہے تو جبتک سچ نہین کہیگا نہ چھوڑون کا تجھے باقی حال اُسکا آگے ہے فافہم ۱۲
سلہ تیرے مکر الخ یہ شعر آدم علیہ السلام نے تیرے مکر و جھوٹ کو سنا بیغم ہو کر زہر قاتل کھالیا فرق گندم و کژدم مین نہین کیا تو تمیز اہل دل سے لیگیا
خلق مست آرزو اور ہوا ہے جو اس سبب سے تیرے مکر کو قبول کر لیا ہے جو شخص خود کو ہوا سے باز رکھے اپنے گوش کو آشنائے راز کرے
جس طرح سے اس حکایت مین تو سُن تا قید سے چھوٹے یعنے جو شخص دل کو غرض دنیا سے باز رکھے کان اُسکے اوپر راز آلہی سے کھلین چنانچہ
اسکی مثال مین قصہ قاضی کا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ عہ جھوٹ سے شک پڑتا ہے دل مین ۱۲ عہ پھر صدق اطمینان کرتا ہے خوشی سے ۱۲۔

شکایت قاضی ز آفت قضا و جواب نائب او را

قاضیی بنشاندند و میگریست / گفت نائب قاضیا گریہ ز چیست
این نہ وقت گریہ و فریاد تست / وقت شادی و مبارکباد تست
گفت آہ چون حکم راند بیدلی / در میان آن دو عالم جاہلی
آن دو خصم از واقعہ خود واقف اند / قاضی مسکین چہ داند زان دو بند
جاہلست و غافلست از حالشان / چون رود در خونشان و مالشان
گفت خصمان عالم اند و علتی / جاہلی تو لیک شمع ملتی
زانکہ تو علت نداری در میان / وان فراغت ہست نور دیدگان
وان دو عالم را غرضشان کور کرد / علمشان را علت اندر گور کرد
جہل را بے علتی عالم کند / علم را علت نے دلہا بر کند
تا تو رشوت نستدی بینندہ / چون طمع کردی ضریر و بندہ
از ہوا من خوے را واکردہ ام / لقمہای شہوتی کم خوردہ ام
چاشنی گیر دلم شد با فروغ / راست را داند حقیقت از دروغ

شکایت کرنا قاضی کا آفت قضا سے اور جواب دینا نائب اسکے کا

روتا تھا[۱] قاضی کیا جو ایک گو / بولا نائب قاضی کیوں روتا ہے تو
یہ نہ وقت گریہ و فریاد ہے / وقت شادی و مبارکباد ہے
بولا کیونکر حکمرانی کر سکوں / جاہل اک مابین دو عالم کے ہوں
اپنا جھگڑا جانتے ہیں دونوں عدو / قاضی بس کیا جانے انکے بھید کو
جاہل و غافل ہوں انکے حال سے / کیسے جانے انکے خون و مال سے
بولا وہ عالم ہیں پر علت رکھیں / تو ہی جاہل پر شمع ہے دین میں
کیونکہ علت کو نہیں رکھتا ہے تو / پاک رکھے آنکھ کے تو نور کو
ان[۲] دو عالم کو غرض نے کر دیا / اندھا اور علت سے علم انکا گیا
جہل کو بے علتی عالم کرے / دل سے علت علم کو زائل کرے
جب تلک رشوت نہ لے بینا ہے تو / جب طمع آئے تو بس اندھا ہے تو
میں نے عادت سے کری ترک ہوا / کھانا کم کھایا ہے شہوت کا سدا
روشنی سے دل مرا آگاہ ہے / درحقیقت جانے سچ کو جھوٹ سے

باقرار آوردن معاویہ رضہ ابلیس لعین را

اے سگ ملعون جواب من بگو / راست بین آ و در دزدی مجو
تو چرا بیدار کردی مر مرا / دشمن بیداری تو ای پر دغا

اقرار کرانا معاویہ رضہ کا ابلیس لعین سے

اے[۳] سگ ملعون دے میرا جواب / سچ کہہ اور جھوٹ سے مت کر خطاب
کسلیے تو نے جگایا ہے مجھے / تو تو جگنے کا ہے دشمن جان سے

[۱] روتا تھا الخ شعر گریہ کرتا تھا ایک شخص جب کہ اُسے قاضی کیا نائب نے قاضی سے کہا کہ تو کیوں روتا ہے یہ وقت گریہ و فریاد کا نہیں ہے وقت خوشی و مبارکبادی کا ہے کہا کیونکر میں حکمرانی کر سکوں میں ایک جاہل درمیان دو عالم کے ہوں وہ دونوں عالم یعنے مدعی و مدعا علیہ اپنا جھگڑا جانتے ہیں قاضی اُن کے بھید کو کیا جانے جاہل اور غافل ہے اُن کے حال سے کیسے اُن کے دعوے خون اور دعوے مال کو جانے کہا کہ وہ عالم ہیں مگر علت رکھتے ہیں اور تو جاہل ہے ولیکن شمع دین میں ہے کیونکہ تو علت نہیں رکھتا ہے اور آنکھ کو نور سے پاک رکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] ان دو عالم الخ ۵ شعر اُن دونوں عالم کو غرض نے اندھا کر دیا اور علت سے اُن کا علم گیا اور بے علتی جہل کو عالم کرے اور علت علم کو دل سے زائل کرے جب تک تو رشوت نہ لے بینا ہے اور جب طمع آئے تو اندھا ہے میں نے عادت سے ترک ہوا کی اور کھانا ہمیشہ شہرت کا کم کھایا ہے میرا دل روشنی سے آگاہ ہے حقیقت میں سچ کو جانتا ہوں جھوٹ سے یعنے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا دل بسبب ترک کرنے خواہشات دنیا کے وہ قابلیت رکھتا ہے کہ سچ و جھوٹ تمیز کر لیتا ہے پس جب تک تو سچ نہ کہے گا ہرگز تجھے نہ چھوڑوں گا آگے اقرار کرنا ابلیس کا ہے فافہم ۱۲ [۳] اے سگ الخ ۲ شعر اے سگ ملعون میرا جواب دے اور سچ کہہ اور جھوٹ سے خطاب نہ کر تو نے کس لیے مجھے جگایا ہے تو دشمن بیداری کا ہے جان سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

ہمچو خشخاشے ہمہ خواب آوری / ہمچو خمرے عقل و دانش میبری
چار میخت کردہ ام من راست گو / راست را دانم تو حیلتہا مجو
من ز ہر کس آن طمع دارم کہ او / صاحب آن باشد اندر طبع و خو
من ز سرکہ می نہ جویم شکرے / وز مخنث می نہ جویم لشکرے
ہمچو گبران می نہ جویم از بتے / کو بود حق یا ز حق او آیتے
من ز سرگین می نہ جویم بوے مشک / من در آب جو نہ جویم خشت خشک
من نہ جویم پاسبانی را ز دزد / کار نا کردہ نہ جویم ہیچ مزد
من ز شیطان می نہ جویم کو ست غیر / کہ مرا بیدار گرداند بہ خیر

تو سلاتا[۱] مثل ہے خشخاش کے / عقل لیجاتا ہے مے کی طرح سے
کر دیا ہے میں نے جو میخہ تجھے / جانتا سچ کو ہوں مت حیلہ کرے
ہر کسی سے میں طمع رکھتا ہوں وو / جو کہ عادت اور طبع میں اسکی ہو
میں نہ سرکے سے شکر ہوں ڈھونڈھتا / نے مخنث سے ہوں مردی چاہتا
مثل کافر میں نہ بت سے ڈھونڈھتا / کہ وہ حق ہو یا کہ ہو حق کا پتا
میں[۲] نہیں گوبر سے ڈھونڈھوں بوے مشک / میں نہ آب جو میں ڈھونڈھوں اینٹ خشک
میں نگہبانی نہ ڈھونڈھوں چور سے / ہوں نہ مزدوری بغیر از کام کے
میں شیاطین سے نہ ڈھونڈھوں غیر میں / جو جگائیں مجھکو کار خیر میں

راست گفتن ابلیس ضمیر خود را با معاویہ رضؓ

سچ کہنا ابلیس کا بھید اپنے کو معاویہ رضؓ سے

گفت بسیار آن ابلیس از عذر و مکر / میر از و نشنید و کرد استیز و صبر
از بن دندان بگفتش بہر آن / کردمت بیدار میدان ای فلان
تا رسی اندر جماعت در نماز / از پے پیغمبر دولت فراز
گر نماز از وقت رفتے مر ترا / اینجہان تاریک گشتے بے ضیا
از غبین و درد رفتی اشکہا / از دو چشم تو مثال مشکہا
آن غبین و درد بودی صد نماز / کو نماز و کو فروغ آن نیاز
ذوق دارد ہر کسے بر طاعتے / لاجرم نشکید از وے ساعتے

مکر و حیلے[۳] بس کیے ابلیس نے / میر نے کی جنگ نے اُس سے سنے
تب چباکر بات وہ کہنے لگا / اسلیے میں نے جگایا تجکو آ
تا ملے تجکو جماعت کی نماز / پیچھے پیغمبر کے ہی با صد نیاز
گر قضا ہوتا ترا وقت نماز / یہ جہان تاریک ہوتا بند راز
روتا تو اس درد اس نقصان سے / اشک جاری ہوتے مثل مشک کے
درد و نقصان ہوتا جا صد نماز / بس کہاں ہے وہ نماز اور یہ نیاز
ذوق طاعت کا جو رکھتا ہی کوئی / صبر ہرگز ہو نہ اُس سے ایک گھڑی

[۱] تو سلاتا الخ ۵ شعر تو خشخاش کے مانند سلاتا ہے اور شراب کی طرح عقل لیجاتا ہے میں نے جو میخہ تجھے کیا ہے میں سچ جانتا ہوں تو حیامت کر میں ہر کسی سے وہ طمع رکھتا ہوں جو کہ اُس کی عادت اور طبیعت میں ہو میں سرکے سے شکر نہیں ڈھونڈھتا ہوں میں مانند کافر کے بت نہیں ڈھونڈھتا ہوں اور نہ مخنث سے مردی چاہتا ہوں کہ وہ حق ہو یا حق کا نشان ہو یعنے میں صورت پرست مثل کافرون کے نہیں ہوں کیونکہ اپنی حد سے زیادہ بڑھوں اور امر واقع کہتا ہوں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] میں نہیں الخ ۳ شعر میں بوے مشک گوبر سے نہیں ڈھونڈھتا ہوں اور نہ آب جو میں اینٹ خشک ڈھونڈھتا ہوں میں چور سے نگہبانی نہیں ڈھونڈھتا ہوں اور بغیر کام کے مزدوری نہیں لیتا ہوں میں شیطان سے نہیں ڈھونڈھتا ہوں کہ وہ کار خیر میں مجھے جگائے آگے سچ کہنا ابلیس کا ہے فافہم ۱۲

[۳] مکر وحیلہ الخ ۷ شعر بہت ابلیس نے مکر حیلے کیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُس سے جنگ کی اور حیلے نہ سنے تب وہ بات چباکر کہنے لگا کہ اس لیے میں نے جگایا تجھے اگر تاکہ تجھ کو جماعت کی نماز ملے کہ پیچھے پیغمبر کے با صد نیاز پڑھے اگر تیرا وقت نماز کا قضا ہوتا یہ جہان تاریک ہوتا اور راز بند تو روتا اشک جاری ہوتے مثل مشک کے بس درد و نقصان بجائے سو نماز کے ہوتا پس وہ نماز اور یہ نیاز کہان برابر ہے جو کوئی کہ ذوق طاعت کا رکھتا ہے اُس سے صبر ایک گھڑی کب ہوتا ہے یعنی خوف نماز سے از بس گریہ ہوتا ہے اور گریہ سے تجھکو وہ نفع پہونچتا کہ سو نماز سے بھی فائدہ وہ نہ ہوتا کیونکہ ذوق طاعت سب سے زیادہ ہے چنانچہ اسکی نماز میں قصہ فوت نماز کا آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ ۔

فضیلت حسرت خوردن آن شخص بر فوت نماز جماعت

آن کسے میرفت در مسجد درون   مردم از مسجد همی آمد برون
گشت پرسان کہ جماعت را چہ بود   کہ ز مسجد می برون آیند زود
آن یکے گفتش کہ پیغمبر نماز   با جماعت کرد و فارغ شد زراز
تو کجا در میروی ای مرد خام   چونکہ پیغمبر بداد است السلام
گفت آہ و دود از آن آہ شد برون   آہ او میداد از دل بوے خون
آن یکے از جمع گفت این آہ را   تو بمن دہ وان نماز من ترا
گفت دادم آہ و پذرفتم نماز   او ستد آن آہ را با صد نیاز
با نیاز و با تضرع باز گشت   باز بود و در پے شہباز گشت
شب بخواب اندر بگفتش ہاتفے   کہ خریدی آب حیوان و شفے
حرمت این اختیار و این وصول   شد نماز جملہ خلقان قبول

فضیلت حسرت کرنا اس شخص کا اور ترک ہونے نماز جماعت کے

اندر[1] اک مسجد کے جاتا تھا جوان   تھے نکلتے اُس سے باہر مردمان
پوچھا اُسنے کیا جماعت ہو گئی   جو چلے مسجد سے جلدی تم سبھی
ایک بولا کہ پیمبر نے نماز   با جماعت کی ادا اور با نیاز
کسلیے جاتا ہے تو اے مرد خام   جبکہ پیغمبر نے پھیرا ہے سلام
آہ[2] و زاری وہ لگا کرنے فزون   آہ اُسکے دل سے دیتی بوے خون
بولا اُس مجمع سے اک اس آہ کو   دے مجھے مین دون نماز اب تجکو دو
بولا مین نے آہ دی اور یہ نماز   اُسنے لی وہ آہ با عجز و نیاز
با نیاز و عجز و زاری وہ پھرا   باز تھا شہباز ہو کر وہ چلا
خواب مین ہاتف نے اُس سے یہ کہا   کہ خریدا آب حیوان و شفا
اُسکی برکت سے کیا جو کہ حصول   ہو گئین سبکی نمازین بس قبول

تتمہ اقرار ابلیس با معاویہ رضہ مکر و فریب خود را

پس عزازیلش بگفت اے میر زاد   مکر خود اندر میان باید نہاد
گر نمازت فوت میشد آن زمان   میزدی از درد دل آہ و فغان
آن تاسف وان فغان و آن نیاز   در گذشتے از دو صد ذکر و نماز
من ترا بیدار کردم از نہیب   تا نہ سوزاند ترا آہ حبیب

تتمہ اقرار ابلیس کا معاویہ سے مکر و فریب اپنے مین

پس[3] کہا شیطان نے اُس سے اے امیر   مکر اپنا اُسمین ہے بس ناگزیر
گر قضا ہوتی نماز اُس دم تری   کرتا تو آہ و فغان دل سے بری
وہ تاسف وہ فغان اور وہ نیاز   بہتر اُسکو پاتے کب دو سو نماز
خوف سے مین نے جگایا بس تجھے   تا نہ جلجائے حجاب اُس آہ سے

---

[1] اندر الخ ۱۰ شعر ایک جوان اندر مسجد کے جاتا تھا اور مردم اُس مسجد سے باہر آتے تھے اُن سے پوچھا کہ جماعت کیا ہو گئی جو تم مسجد سے سب چلدیے ایک شخص نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز با جماعت ادا کی اور با نیاز تو کس واسطے اے مردم خام جاتا ہے جبکہ پیغمبر نے سلام پھیرا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] آہ و زاری الخ ۶ شعر آہ و زاری وہ زیادہ کرنے لگا اور آہ اُس کی دل سے بوے خون دیتی تھی اس مجمع سے ایک شخص نے کہا کہ آہ تو مجھے دے مین نماز اپنی تجھے دون کہا کہ مین نے آہ دی اور نماز لی پس اُس نے وہ آہ عجز و نیاز لی تو وہ با عجز و نیاز و زاری تھا باز ہو کر شہباز کے پیچھے گیا یہ خواب مین اس سے ہاتف نے کہا کہ تو نے خریدا آب حیوان و آب شفا جو کچھ حصول کیا اُس کی برکت سے سب کی نمازین قبول ہو گئین یعنے طاعت ظاہر سے شکستگی دل ہزار درجہ بہتر ہے آگے اقرار ابلیس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] پس کہا الخ ۴ شعر پس شیطان نے حضرت معاویہ سے کہا کہ اے امیر اسمین اپنا مکر ضرور ہے اگر تیری نماز اُسدم قضا ہوتی ہے تو وہ آہ و فغان اور وہ نیاز بہتر ہے اُسکو دو سو نماز کب پاوے مین نے خوف سے تجھے جگایا تا حجاب اُس آہ سے نہ جلجائے تا ایسی آہ تجکو نہ حاصل ہو اور اُس کے ساتھ نہ تجھکو راہ ملے مین ایسا حاسد ہون اور حسد کرتا ہون اور مین دشمن ہون مکر و فریب میرے کام ہین یعنی تو طاعت کی سبب سے شکستگی دل سے محروم رہے کہ حصول الی اللہ تجھکو نصیب ہو پس عارف کو چاہیے کہ طاعت ظاہری مین زیادہ مصروف نہ ہو بلکہ عبادت باطنی کہ مشاہدہ و کشف عوارف مین کرین کہ منزل مقصود کو پہونچین چنانچہ قبول کرنا دل سے سچی بات کا آگے بیان ہے فافہم ۱۲ ـ

تا چنان آہے نباشد مر ترا	تا بر ان راہے نباشد مر ترا	تا نہ حاصل تجکو ایسی آہ ہو	تا نہ اُسکے ساتھ تجکو راہ ہو
من حسودم از حسد کردم چنین	من عدوم کار من مکرست و کین	ہون حسود ایسا حسد کرتا ہون مین	مین ہون دشمن مکر میرے کام مین

تصدیق کردن معاویہؓ او را در ان قول — سچا جاننا معاویہؓ کا ابلیس کو اس قول مین

گفت اکنون است گفتی صادقی	از تو این آید تو این را لائقی	بولا سچ تو نے کہا سچا ہے تو	ہو سکے یہ تجھسے لائق اُسکے تو
عنکبوتی تو مگس داری شکار	من نیم ای سگ مگس رحمت میار	تو ہی مکڑی رکھے مکھی کا شکار	مین نہین مکھی ہون ای سگ زینہار
باز اسپیدم شکارم شہ کند	عنکبوتے کے بگرد من تند	ہون شکاری شہ کا مین باز سفید	کر نہین سکتی ہی مکڑی مجکو قید
کار تو انیست ای دزد لعین	سوے دوغ آری مگس را زانگبین	یہ ترا ای چور ملعون کام ہے	لائے مکھی کو دہی پر شہد سے
رو مگس میگیر تا تانی ہلا	سوے دوغے زن مگسہا را صلا	جا پکڑ تو مکھیان جبتک سکے	مکھیونکو تو دہی پر آنے دے
ور بخوانی تو بسوے انگبین	ہم دروغ و دوغ باشد آن یقین	گر بلائے شہد کی تو سمت جو	وہ دہی ہو بالیقین اور جھوٹ ہو
تو مرا بیدار کردی خواب بود	تو نمودی کشتیم گرداب بود	جو جگایا تو نے مجکو خواب تھا	جو دکھائی کشتی وہ گرداب تھا
تو درین خیرم ازان میخواندی	تا ز خیر بہترم می راندی	تو مجھے اس خیر مین جو کہ بلائے	تا بہ مجھے تو خیر بہتر سے بچائے

گریختن دزد از دست صاحب خانہ باواز شخص دیگر — بھاگنا چور کا صاحب خانہ کے ہاتھ سے بسبب آواز دینے دوسرے شخص کے

این بدان ماند کہ شخص دزد دید	در وثاق اندر پے او میدوید	یہ ہی ہے ایسا اک نے دیکھا چور کو	گھر مین اور دوڑا پکڑنے اسکو وہ
تا دوسہ میدان دوید اندر پیش	تا در افگند از تعب اندر خویش	اور اُسکے پیچھے دوڑا اس قدر	کہ پسینے مین ہوا وہ تر بتر
اندران حملہ کہ نزدیک آمدش	تا بدو اندر جہد دریابدش	وہ جو اس حملہ مین نزدیک آگیا	چاہا کہ پکڑے اُسے وہ یہ بلا
دزد دیگر بانگ کردش کہ بیا	تا ببینی این علامات بلا	دوسرے اک چور نے آواز دی	کہ تو آ کر یہ بلا دیکھ اے اخی

ف۱ بولا الخ حضرت معاویہ نے کہا تو نے سچ کہا ہے تو سچا ہے یہ تجھ سے ہو سکے تو اس کے لائق ہے آگے مثال ہے تو مکڑی اور مکھی کا شکار کرتا ہے مین مکھی نہین ہون اے کتے مین بادشاہ کا شکاری باز سفید ہون مجکو مکڑی قید نہین کر سکتی ہی اے چور ملعون یہ تیرا کام ہے کہ تو مکھی کو شہد سے دہی پر لائے جب تک تو سکتا ہے مکھیان پکڑ اور مکھیون کو دہی پر جگہ دے یعنے حارصان دنیا کو اپنے فریب مین پھانس اگر تو شہد کی جانب بلائے وہ بالیقین دہی ہو اور جھوٹ ہو جو تو نے مجھے جگایا خواب تھا اور کشتی دکھائی وہ گرداب تھا یعنے وہ خواب میری بیداری تھی کہ یار کے ساتھ واصل تھا اور بیداری اس جہان کی خواب ہے کہ جو تو نے مجھے بیدار کیا جو تو مجھے خیر بہتر سے جدا کرتا ہے یعنی عبادت فضولات اگرچہ خیر ہے گر عبادت باطنی کے مقابل مین حقیر ہے کیونکہ وہ خیر بڑی ہے پس عارف کو چاہیے کہ عبادت باطنی کی طرف متوجہ رہے کہ جلد کشود کار ہو اور عبادت ظاہری کا متوجہ رہا تو وہ ایسا ہے جیسے چور کو کسی نے دیکھا نقش قدم کی جانب دوڑا چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

ف۲ یہ ہی الخ شعر یہ ایسا ہے کہ ایک نے چور کو دیکھا گھر مین اور اسکو پکڑتے دوڑا اور اسقدر اُسکے پیچھے دوڑا کہ پسینے مین تر بتر ہو گیا وہ جو اس حملہ مین نزدیک چور کے آگیا چاہا کہ وہ اُسے پکڑے دوسرے چور نے اُسے آواز دی کہ تو آ کر یہ بلا تو دیکھ جلدی لوٹ اور آ اے مرد کار اور یہان دیکھ تو یہ حال زار جو یہ سنا تو مرد اندیشہ ناک ہو کر دل مین سوچا کہ اب یہ چور گیا سو چاکہ شاید اُس طرف ایک چور ہو مین نہ پکڑ جاؤن تو وہ مجھ پر دوڑے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ -

زود باش و باز گرد ای مرد کار — تا بہ بینی حال اینجا زار زار
چون شنید این مرد گشت اندیشناک — گفت با خود گشتہ گیر این جا چاک
گفت باشد کان طرف زدے بود — گر نہ گردم زود ا دبزن دود
بر زن و فرزند من دستی زند — کشتن این دزد سودم کے کند
این مسلمان از کرم میخواندم — گر نہ گردم زود پیش آیدم ندم
بر امید شفقت آن نیکخواہ — دزد را بگذاشت باز آمد براہ
گفت اینک بین نشان پائے دزد — این طرف رفت ست دزد زن بمزد
نک نشان پاے دزد قلبتان — در پے او رو بدین نقش و نشان
گفت ای ابلہ چہ میگوئی مرا — من گرفتہ بودم آخر دزد را
دزد را از بانگ تو بگذاشتم — من تو خر را آدمی پنداشتم
این چہ ژاژ ست و چہ ہرزہ ای فلان — من حقیقت یافتم چبود نشان
گفت ای یارہ نکو احوال چیست — این فغان و بانگ تو از دست کیست
گفت من از حق نشانے میدہم — این نشانست از حقیقت آگہم
گفت طراری تو یا خود ابلہی — بلکہ تو دزدی ازین حال آگہی
خصم خود را میکشیدم کش کشان — تو رہانیدی مرا کاینک نشان
تو جہت گو من بردنم از جہات — در وصال آیات کو یا بینات
صنع بیند مرد محجوب از صفات — در صفات آنست کو گم کرد ذات
واصلان چون غرق ذات اند ای پسر — کے کنند اندر صفات او نظر

لوٹ جلدی سے تو آئے مرد کار — اور یہان کا دیکھ تو یہ حال زار
جو سنا یہ مرد ہوا اندیشناک — دلمین سوچا کہ ہوا یہ مرد چاک
سوچا شاید اس طرف کچھ رہزن ہو — مین نہ پھر جاؤن تو دوڑے مجھپہ وہ
اسلئے مارے وہ میرے زن و فرزند کو — فائدہ کیا مارنے سے اسکے ہو
یہ مسلمان ہی بلاتا جو مجھے — گر نہ جاؤن تو ندامت ہو مجھے
اسکی شفقت کے بھروسہ پر چلا — چھوڑ کر اس چور کو وان سے پھرا
بولا یہ ہی کھوج پاؤن چور کا — اسطرف سے ہی گیا وہ پرچھا
یہ نشان ہی دیکھ پاؤن چور کا — اس پتے پر اسکے پیچھے اب تو جا
بولا اے بے عقل کیا کہتا ہی تو — مین نے تو پکڑا تھا آخر چور کو
تیرے کہنے سے تو چھوڑا چور کو — تجھ گدھے کو آدمی جانا تھا جو
کیا تری بیہودہ گوئی ای فلان — جب حقیقت پائی مین نے کیا نشان
بولا میرے یار کہہ کیا حال ہی — یہ فغان تیری ہی کسکے ہاتھ سے
بولا حق سے مین نشان دون تجھے — یہ نشان آگہ حقیقت سے کرے
بولا تو مکار یا بے عقل ہے — بلکہ تو ہے چور واقف حال سے
مینے پکڑا چور تھا مشکل سے وان — اور چھڑایا تو نے کہکر یہ نشان
تو جہت بتلائے مین دور از جہات — وصل مین آیات کیا اور بینات
دیکھتے غافل ہین محجوب صفات — وہ صفت مین ہے کہ جو بھولا ہی ذات
جو ہین وہ اصل غرق ذات اور باخبر — کب صفاتون پر وہ کرتے ہین نظر

۱؎ ارے وہ الخ، شعر وہ مارے میرے زن و فرزند کو اسکے مارنے سے کیا فائدہ ہو یہ مسلمان ہے جو کہ مجھے بلاتا ہے اگر نہ جاؤن تو مجھے ندامت ہو اسکی شفقت کے بھروسے چلا اور اس چور کو چھوڑ کر وہان سے پھرا اور کہا اے میرے یار کہہ کیا حال ہے اور یہ فریاد تیری کس کے ہاتھ سے ہے کہا کہ یہ کھوج چور کے پاؤن کا ہے اس طرف وہ پرچھا گیا ہے یہ نشان ہے چور کے پاؤن کا دیکھ لے اس پتے سے اسکے پیچھے کو جا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

۲؎ بولا الخ، شعر کہا اے بے عقل تو کیا کہتا ہے مین نے تو آخر چور کو پکڑا تھا تیرے کہنے سے چور کو چھوڑا جو تجھ گدھے کو آدمی جانا تھا یہ کیا تیری بیہودہ گوئی ہے جب کہ حقیقت پائی مین نے تو نشان کیا شے ہے کہا کہ اب سچ نشان تجھے دیتا ہون کہ یہ نشان تجھے حقیقت سے آگاہ کرے کہا تو مکار یا بے عقل ہے بلکہ تو چور واقف حال سے ہے مین نے چور مشکل سے پکڑا تھا وہان اور تو نے یہ نشان کہہ کر چھڑا یا آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

۳؎ تو جہت الخ، شعر تو جہت بتاتا ہے اور مین جہتون سے دور ہون وصل مین نشانی اور گواہی کیا چیز ہے غافل صفات کی صفتین دیکھتے ہین اور وہ صفات مین ہے کہ جو ذات سے بھولا ہے جو وہ اصل غرق ذات ہین کب صفاتون پر وہ نظر کرتے ہین یعنے جو سیر تشبیہ مین پڑے ہین اور تنزیہ سے بے خبر ہین وہ غافل ہین اور جو سیر تنزیہ مین ہین وہ تشبیہ پر نظر رکھتے ہین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۔

چونکہ اندر قعر جو باشد سرت / کے برنگ آب افتد منظرت
در برنگ آب باز آئی ز قعر / پس پلاس بستدی دادی تو شعر
طاعت عامہ گناہ خاصگان / وصلت عامہ حجاب خاص دان
گر وزیرے را کند شہ محتسب / شہ عدو او بود نبود محب

[۱] نہر کی تہ میں جو ہووے تیرا سر / رنگ پانی کب تجھے آئے نظر
رنگ پانی پر پھرے گر تہ سے تو / چھوڑ اطلس اور لیا ہے ٹاٹ کو
عام کی طاعت گنہ ہے خاص کا / وصل عام اب فصل خاصان خدا
شہ وزیر اپنے کو کردے محتسب / شاہ دشمن ہے نہ اسکا ہے محب

حکایت وزیرے کہ بادشاہ اورا از وزارت عزل کرد و محتسبی داد

حکایت اس وزیر کی کہ بادشاہ نے اسکو وزارت سے معزول کرکے محتسب کیا

ہم گناہے کردہ باشد آن وزیر / بے سبب نبود تغیر ناگزیر
زانکہ اول محتسب بد خود ورا / بخت و روزی آن بدست از ابتدا
لیک آن کاول وزیر شہ بدست / محتسب کردن سبب فعل بدست
چون ترا شہ ز آستانہ پیش خواند / باز سوے آستانہ باز راند
تو یقین میدان کہ جرمے کردۂ / جبر را از جہل پیش آوردۂ
گر ترا روزی و قسمت این بدست / پس چرا دے بودت این دولت بدست
قسمت خود خود بریدی تو ز جہل / قسمت خود را فزاید مرد اہل

[۲] تھی گنہ میں پھنس گیا ہو وہ وزیر / بے سبب کب ہو تغیر ناگزیر
محتسب اول سے جو کوئی ہوا / ابتدا سے وہ نصیبہ اسکا تھا
جو کوئی اول وزیر شہ بنے / فعل بد ہے محتسب ہونا اسے
شاہ ڈیوڑھی سے تجھے دے لو حضور / پھر حضوری سے تجھے کر دیوے دور
کر یقین کوئی گنہ تجھ سے ہوا / جبر تو نے جہل سے ظاہر کیا
گر یہی تھی روزی و قسمت تجھے / کل یہ کیوں تھی دولت و حشمت تجھے
اپنی قسمت آپ کم کی کرکے جہل / اپنی قسمت کو بڑھاوے مرد اہل

قصۂ منافقان و مسجد ضرار ساختن ایشان بہر تفریق

قصہ منافقوں کا اور بنانا انکا مسجد ضرار کو واسطے تفریق کے

یک مثال دیگر اندر کژ روی / شاید ار از نقل قرآن بشنوی
اینچنین کژ بازیے در جفت و طاق / با نبی می باختند اہل نفاق
کز براے عز دین احمدی / مسجدے سازیم و بود آن مرتدی

[۳] ہے مثال اک کجروی کی دوسری / سن اسے قرآن سے تو اے اخی
ایسی کج بازی کو جفت و طاق سے / تھے نبی سے بھی منافق کھیلتے
واسطے اعزاز دین احمدی / ہم بنائیں مسجد اور وہ تھی کجی

[۱] نہر کی الخ یہ شعر اگر تیرا سر نہر کی تہ میں ڈوبا ہووے کیا تجھے رنگ پانی کا نظر آئے اگر تو پانی کے رنگ کی طرف تہ سے پھرا تو گویا اطلس کو چھوڑا اور ٹاٹ کو لیا عام کی طاعت کرنا خاص کا گناہ ہے اور وصل ہے اگر بادشاہ اپنے وزیر کو محتسب کرے تو بادشاہ اُس کا دشمن ہے دوست نہیں ہے یعنی بادشاہ اگر مرتبہ گھٹا وے تو جان تو بادشاہ ناخوش ہے اسی طرح مرتبہ عام خاص کا فرق رکھتا ہے جو خاص و عام کی برابری کرے اُسکا نقصان ہے جیسے ایک بادشاہ نے وزیر سے ناخوش ہو کر اُسے محتسب کیا چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲

[۲] تھی گنہ میں الخ یہ شعر بھی گناہ میں وہ وزیر پھنس گیا ہووے کہ بے سبب تغیر کب ہوتا ہے جو کوئی اول سے محتسب ہوا ابتدا سے وہ اُسکا نصیب تھا اور جو کوئی شاہ کا اول وزیر بنے اُسکو محتسب بنانا فعل بد ہے اگر بادشاہ دوری سے تجھے حضوری دیوے اور پھر حضوری تجھے دور کر دیوے تو یقین کر کہ کوئی گناہ تجھ سے ہوا ہے اور تو نے جبر و جہل سے ظاہر کیا ہے اگر تیری یہی روزی و قسمت تھی تو کل دولت و حشمت تجھکو کیوں تھی تو نے گویا اپنی قسمت آپ جہل کرکے کم کر دی اور مرد اہل اپنی قسمت بڑھالے یعنے تو اے سالک جو درجۂ اعلیٰ سے گرا جاتا ہے کہ تجھ سے کوئی گناہ ہوا ہے کہ اُسکے سبب سے تو کمی میں پڑا ہے اگر مرد اہل ہے تو ریاضت و کوشش کرکے اپنی قسمت سوا کر ورنہ مانند منافقوں کے بسبب جہل کے تو خرابی میں پڑیگا چنانچہ آگے یہ قصہ مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲

[۳] ہے مثال الخ یہ شعر ایک مثال کجروی کی دوسری ہے تو اُسے قرآن سے سن لے ایسی کج بازی کو طاق و جفت سے ساتھ نبی کے منافق کھیلتے تھے واسطے عزت دین احمد کے ہم بناتے ہیں مسجد اور وہ کجی تھی وہ ایسی کج بازی کھیلتے تھے لیکن جامع مسجد کے سوا ایک مسجد بناتے تھے فافہم ۱۲

اینچنین کژ بازئی می باختند
مسجدی جز مسجد او ساختند
فرش و سقف و قبلہ اش آراستند
لیک تفریق جماعت خواستند
نزد پیغمبر بلابہ آمدند
ہمچو اشتر پیش او زانو زدند
کای رسول اللہ برای محسنی
سوی آن مسجد قدم رنجہ کنی
تا مبارک گردد از اقدام تو
تا قیامت تازہ بادا نام تو
مسجد روز گل ست و روز ابر
مسجدے روزے ضرورت وقت فقیر
تا غریبی یابد آنجا خیر و جا
تا فراوان گردد این خدمت سرا
تا شعار دین شود بسیار و پر
زانکہ با یاران شود خوش کار مر
مسجد و اصحاب مسجد را نواز
تو مہی ما شب دمی با ما بساز
ساعتی آن جایگہ تشریف دہ
تزکیہ ما کن ز ما تعریف دہ
تا شود شب از جمالت ہمچو روز
ای جمالت آفتاب جان فروز
ای دریغا کان سخن از دل بدی
تا مراد آن نفر حاصل شدی
لطف کاید بیدل و جان بر زبان
ہمچو سبزہ تون بود ای دوستان
ہم ز دورش بنگر و اندر گذر
خوردن و بو را نشاید ای پسر
سوی لطف بیوفایان ہین مرو
کان پل ویران بود نیکو شنو
گر قدم را جاہلی بر وی زند
بشکند پل و آن قدم را بشکند

کھیلتے تھے ایسی کج بازی لیک
اُس سوا مسجد بنائی مسجد ایک
فرش و چھت قبلہ کیا آراستہ
چاہتے تھے کہ جماعت ہو جدا
نزد پیغمبر خوشامد سے گئے
اونٹ کے مانند زانو تہہ کیے
یا رسول اللہ بحق محسنی
چلیے اس مسجد کو ہم ہیں ملتجی
تا مبارک ہو قدم سے آپکے
حشر تک نام آپکا جاری رہے
ہے یہ مسجد پانی کیچڑ کے لیے
ہے یہ مسجد بس ضرورت واسطے
تا مسافر پائے اسمیں خیر و جا
تا زیادہ ہووے یہ خدمت سرا
تا زیادہ قاعدہ دین کا ہو ایک
کار بد ہوتا ہے اُنسے یا کہ نیک
اہل مسجد اور مسجد پر کرم
گر کہ تو ہے مثل مہ اور شب ہیں ہم
تو بزرگی اک گھڑی اس جا کو دے
تزکیہ کر کے ہمیں شہرت تو دے
تا ترے جلوہ سے شب ہو جائے روز
اے ترا جلوہ ہے مہر جان فروز
لئے دل سے بات وہ ہوتی اگر
وہ مرادیں پاتے اپنی بیشتر
بے دلی سے لفظ جو ہو بر زبان
مثل سبزہ گندگی پر ہو عیان
بر سر رہ دور سے دیکھیں اسے
اور نہیں لائق کہ بس سونگھیں اسے
بے وفاؤں کی عنایت پر نہ جا
کہ وہ پل ٹوٹا ہے جان اُسکو ذرا
جاہلی سے تو اگر اُس پر چلے
پل گرے اور پاؤں تیرا توڑ دے

سلہ فرش الخ یعنی شعر فرش و چھت و قبلہ آراستہ کیا اور چاہتے تھے کہ ہم جماعت جدا کریں پاس جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشامد سے گئے اور اونٹ کے مانند دو زانو بیٹھے کہا یا رسول اللہ ببرکت محسنی کے آپ اُس مسجد کو چلیں ہم ملتجی ہیں تا آپ کے قدم سے وہ مبارک ہو اور حشر تک آپ کا نام جاری رہے مسجد پانی کیچڑ کے واسطے ہے اور یہ مسجد ضرورت کے واسطے ہے تا مسافر اسمیں جائے خیر پائیں تاکہ یہ خدمت سرا زیادہ ہووے تا قاعدہ دین کا زیادہ ہو کیونکہ بڑا کام یاروں سے نیک ہو جاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ۲ اہل مسجد الخ یعنی شعر اہل مسجد و مسجد پر آپ کرم کریں کہ تم ماہ ہو اور ہم شب مانند ہیں تم بزرگی اُس جگہ کو ایک گھڑی دو اور تزکیہ کر کے ہمیں شہرت دو تاکہ تمہارے جلوہ سے رات ہو جائے دن آئے تمہارا جلوہ ہے آفتاب روشن کرنے والا آگے حقائق ہیں افسوس دل سے اگر یہ بات ہوتی وہ مرادیں اپنی پاتے یعنے دل میں اُن کے نفاق بھرا تھا اور بظاہر وہ التجا کرتے تھے اس واسطے نامراد تھے آگے مثال ہے بیدلی سے جو لفظ زبان پر ہووے مثل سبزہ کے کہ گندگی پر اگا ہووے اُسکو بر سر راہ دور سے دیکھیں اور یہ لائق نہیں ہے کہ اُسکو سونگھیں یعنے جو بظاہر خوشامد کرے اور دل سے نہ ہووے وہ اثر پذیر نہیں ہے پھر آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ۳ بیوفاؤں الخ یعنی شعر تو بیوفاؤں کی عنایت پر نہ جا کہ اُن کو ایک ٹوٹا پل ہے اُس کو جان اگر تو جہالت سے اُس پر چلے پل گرے اور پاؤں تیرا توڑ دے جس جا لشکر کو شکست ہوئی ہے وہیں نامردوں سے پیدا ہوتا ہے وہ جنگ میں ہتھیار باندھیں مردوں کے مانند اور بھروسہ ہو کہ یہ یار غار ہیں جبکہ شکل زخم کی دیکھیں تو بھاگیں اور بھاگنا اُن کا تیری کمر کو توڑے بات بڑھتی ہے کہ یہ تو بیان طویل ہے جو مقصد ہے وہ پوشیدہ ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے اُن منافقوں نے چاپلوسی کر کے دھوکے دیا اور حضرت کے آگے تھے کہ رکھے اور وہ رسول مہربان اخلاق سے تبسم ہاں کہتے تھے نہیں نہ کہتے تھے اُس گروہ منافق کا شکریہ فرمانے لگے اور اقرار سے اُنکو خوش کیا باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

هر کجا لشکر شکسته می شود / از دو سه سست مخنث می شود
در صف آید با سلاح و مرد وار / دل برو بنهند کانیک یار غار
رو بگرداند چو بیند زخم را / رفتن او بشکند پشت ترا
این دراز ست و فراوان میشود / وانچه مقصودست پنهان میشود
چاپلوسی و فسونها خوانده اند / نزل دستان سوی حضرت رانده اند
آن رسول مهربان رحم کیش / جز تبسم جز بلی ناورد پیش
شکرهای آن جماعت یاد کرد / در اجابت قاصدان را شاد کرد

جس جگہ لشکر کو ہوتی ہے شکست / ہوتا ہے وہ تین نامردون سے پست
جنگ مین ہتھیار باندھین مردوار / اور بھروسہ ہے کہ مین یہ یار غار
بھاگین وہ جو شکل دیکھین زخم کی / بھاگنا اُنکا کمر توڑے تری
بات بڑھتی ہے کہ ہے یہ لا بیان / جو کہ مقصد ہے وہ ہوتا ہے نہان
چاپلوسی کر کے بس دھوکے دیے / پیش حضرت مکر کے تحفے رکھے
وہ رسول مہربان اخلاق سے / جز تبسم ہان ہوا کہتے نہ تھے
اُس گروہ کا شکر فرمانے لگے / خوش وکیلون کو کیا اقرار سے

رفتن و فریفتن منافقان حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تا بمسجد ضرار برند
لیجانا فریفتہ کر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تا مسجد ضرار

می نمودی مکر ایشان را بآو / یک بیک زان انسان که اندر شیر مو
موی را نادیده میکرد آن لطیف / شیر را شاباش میگفت آن ظریف
صد هزاران مکر و حیله دو دمه / چشم خوابانید آن دم زان همه
راست می فرمود آن بحر کرم / من شما را از شما مشفق ترم
من نشسته بر کنارهٔ آتشی / با فروغ و شعله بس ناخوشی
همچو پروانه شما آن سو دوان / هر دو دست من شده پروانه ران
چون بر آن شد تا روان گردد رسول / غیرت حق بانگ زد مشنو ز غول
کاین خبیثان مکر و حیلت کرده اند / جمله مقلوب ست انچه آورده اند
قصد ایشان جز سیه روئی نبود / خیر دین کی جست ترسا و یهود
مسجدی بر جسر دوزخ ساختند / با خدا نرد دغل می باختند

مکر دکھلاتے تھے اُنکا اُنکو وہ / جیسے اندر دودھ کے اک بال ہو
بال کو نادیدہ کرتے وہ لطیف / دودھ کو شاباش کرتے وہ ظریف
بال سے حیلے و لاکھون جانتے / چشم پوشی کرتے اُس دم سب سے تھے
سچ یہ فرماتے تھے وہ بحر کرم / مین تمھارا تم سے مشفق ہون اتم
بیٹھا مین ہون اُس کنارے آگ کے / جو کہ ناخوش روشنی شعلہ سے ہے
مثل پروانہ ہو اُس پر دوڑتے / اور ہٹاتے ہاتھ تم کو مین مرے
جبکہ یہ ٹھہرا روانہ ہون رسول / غیرت حق نے کہا مت سن یہ غول
یہ خبیث اب مکر و حیلہ کرتے ہین / سب اُلٹا ہے کہ جو کچھ لائے ہین
قصد اُنکا جز سیہ روئی نہ تھا / کب یہودی چاہین اچھا دین کا
پل پہ دوزخ کے بنائی مسجد ایک / اور خدا سے مکر کرتے تھے ولیک

سه ۵ مکر دکھلاتے الخ ۔ شعر وہ اُنکو مکر دکھلاتے تھے جیسے دودھ مین ایک بال ظاہر ہو حضور اُس بال کو نادیدہ کرتے تھے اور دودھ کو شاباش کرتے تھے بال کے مانند وہ لاکھون حیلے جانتے تھے مگر چشم پوشی اُسدم کرتے تھے یعنی آپ اُنکے فریب خوب جانتے تھے مگر چشم پوشی بسبب حلم کے کرتے تھے عارف کو چاہیے کہ اسی طرح سب چیز سے آگہی رکھے مگر چشم پوشی کر کے انجان بنے کہ یہ شعار انبیا کا ہے بقول اُستاد ؎ سب خبر رکھو پر ایسی کر باتین ۔ جیسے کرتے ہین بیخبر باتین ۔ باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ؛ ۲ ۵ سچ یہ فرماتے تھے الخ ۹ شعر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سچ فرماتے تھے کہ مین تمھارا تم سے مشفق زیادہ ہون مین اُس آتش کے کنارہ پر بیٹھا ہون جو کہ اُسکے شعلے سے روشنی ناخوش ہے اور مثل پروانہ کے اُس پر دوڑتے ہین اور میرے ہاتھ تم کو ہٹاتے ہین جب کہ یہ ٹھہرا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہون غیرت حق نے کہا کہ یہ بات مت سنو یہ غول ہین یہ خبیث مکر و حیلہ کرتے ہین یہ سب برعکس ہین کہ جو کچھ لائے ہین اُن کا قصد سوا اے روسیاہی کے نہ تھا دین کا اچھا ہونا کب یہودی چاہتے ہین دوزخ کے پل پر ایک مسجد بناتے ہین ولیکن خدا سے مکر کرتے ہین یہ چاہا تھا کہ اصحاب رسول متفرق ہون مگر فضل حق کو کب کوئی جانتا ہے فضول نام ایک جہودی جو وعظ مین مشہور رہے بلاد شام سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

قصد شان تفریق اصحاب رسول — فضل حق را کے شناسد هر فضول
تا جهودی را ز شام اینجا کشند — که بوعظ او جهودان سرخوشند
گفت پیغمبر که آرے لیک ما — بر سر راهیم و بر عزم غزا
زین سفر چون باز گردم آنگهان — سوے آن مسجد روان گردم روان
دفع شان گفت و بسوے غزوه تاخت — با دغایان از دغا نردی بباخت
چون بیامد از غزا باز آمدند — طالب آن وعدهٔ ماضی شدند
گفت حقش کاے پیمبر فاش گو — عذر را ور جنگ باشد باش گو
گفت اے قوم دغل خامش کنید — تا نگویم رازهاتان تن زنید
چون نشانے چند از اسرار شان — در بیان آورد بد شد کارشان
قاصدان زو باز گشتند آن زمان — حاش لله حاش لله دم زنان
هر منافق مصحفے زیر بغل — سوے پیغمبر بیاورد از دغل
بهر سوگند آنکه ایمان جنتی است — زانکه سوگندان کژان را سنتی است
چون ندارد مرد کج در دین وفا — هر زمانے بشکند سوگند را
راستان را حاجت سوگند نیست — زانکه ایشان را دو چشم روشنی است
نقض میثاق و عهود از احمقی است — حفظ ایمان و وفا کار تقی است
گفت پیغمبر که سوگند شما — راست گیرم یا که سوگند خدا
باز سوگندے دگر خوردند قوم — مصحف اندر دست و بر لب مهر صوم
که بحق این کلام پاک راست — که بنائے مسجد از بهر خداست
اندر اینجا هیچ مکر و حیله نیست — قصد ما زان صدق و ذکر یاربیست

چاہا متفرق ہون اصحاب رسول — فضل حق کو کب کوئی جانے فضول
تا جہودی اک بلاد شام سے — وعظ گوئی مین جو وہ مشہور ہے
بولے[1] پیغمبر کہ سچ ہے پر ہمین — ہے ضروری جانا اغزوات مین
اس سفر سے جب مین پھر آؤنگا — تب مین اس مسجد کیجانب جاؤنگا
دفع کر انکو گئے سوے غزا — ان دغابازون سے کی اُسدم دغا
جب غزا سے آئے تو وہ پھر گئے — وعدۂ ماضی کے وہ طالب ہوئے
بولا[2] حق صاف اے پیمبر تم کہو — عذر کرنے سے لڑائی ہو تو ہو
بولے اے قوم فریبی چپ رہو — تا کہ کہدون راز مخفی چپ ہو
جو کہ انکے بھید کے اک دو تھے — کہدیے کام انکے بدتر ہو گئے
سب وکیل اسوقت انکے پھر گئے — حاش لله حاش لله کہہ چلے
ہر منافق لے کے قرآن در بغل — پاس پیغمبر کے آیا پر دغل
تا قسم کھائین کہ وہ اک ڈھال ہے — ہے قسم سنت کجون کیواسطے
جو نہ رکھے مرد کج دین مین وفا — ہر گھڑی توڑے قسم وہ پر جفا
نے[3] قسم کی حاجت اب سچے کو ہے — کیونکہ دونون آنکھ وہ روشن رکھے
عہد شکنی احمقی سے ہوتی ہے — اور وفا تو متقی سے ہوتی ہے
بولے پیغمبر تمہاری اب قسم — سچ مین جانون یا خدا کی ہے قسم
پھر قسم کھائی مکرر قوم نے — منھ مین روزہ ہاتھ مین قرآن لے
کہ ببرکت اس کلام پاک کے — ہے بنی مسجد خدا کے واسطے
کچھ نہ اس جا مین ہمارا مکر ہے — ہے ہمارا قصد ذکر اللہ سے

[1] بولے پیغمبر الخ یہ شعر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات سچ ہے مگر ہمین ضرور جانا ہے اب غزا مین جب مین اس سفر سے واپس پھر آؤنگا تب اس مسجد کیطرف جاؤنگا انکو دفع کرکے حضور جانب انکے گئے اور اُن دغابازون سے دغا کی جبکہ حضور غزوہ سے واپس تشریف لائے تو وہ پھر آئے اور وعدۂ ماضی کے طالب ہوئے یعنی چاہا کہ حضور کو بموجب وعدہ کے اُس مسجد مین لیجائین آگے فرمودہ حق کا ہے فافہم ۱۲ [2] بولا حق الخ یہ شعر حق نے فرمایا کہ اے پیغمبر تم صاف کہو عذر کہنے سے لڑائی ہو تو ہو حضرت نے فرمایا اے قوم فریبی تم چپ ہو نہین تو راز مخفی تمہارا کہدون جو کہ انکے بھید کے ایک دو تھے کہدیے تو کام اُن کا بدتر ہو گیا انکے سب وکیل واپس پھر گئے وہ سب نثر بچائے اللہ بچائے کہتے چلے ہر ایک منافق قرآن بغل مین لے کر پاس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے آیا پر مکر سے تا کہ وہ قسم کھائین کہ وہ ایک ڈھال ہے اور کجون کے واسطے قسم سنت ہے جو مرد کج دین مین وفا نہ رکھے ہر گھڑی وہ قسم توڑے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] نے قسم الخ یہ شعر سچے کو اب قسم کی حاجت نہین کیونکہ وہ دونون آنکھین روشن رکھتا ہے عہد شکنی تو احمق سے ہوتی ہے اور وفا متقی سے ہوتی ہے پیغمبر نے کہا کہ تمہاری قسم سچ جانون یا خدا کی قسم پھر قسم مکرر قوم نے کھائی منھ مین روزہ اور ہاتھ مین قرآن لیکر کہ ببرکت اس کلام پاک کے مسجد خدا کے واسطے بنی ہے ہمارا اس جگہ مین کچھ مکر نہین ہے ہمارا ارادہ ذکر اللہ ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲۔

گفت پیغمبر کہ آواز خدا / میرسد در گوش من ہمچون صدا
مہر بر گوش شما بنہاد حق / تا بآواز خدا نارد سبق
نک صریح آواز حق می آیدم / ہمچو صاف از دُردی پالایدم
ہمچنانکہ موسیٰ از سوے درخت / بانگ حق بشنید کاے مسعود بخت
از درخت انی انا اللّٰہ می شنید / با کلام انوار می آمد پدید
چون ز نور وحی وا می ماندند / باز نو سوگندہا می خواندند
چون خدا سوگند را خواندہ سپر / کے نہد اسپر ز کف پیکار گر
باز پیغمبر بتکذیب صریح / قد کذبتم گفت با ایشان فصیح

بولے[۱] پیغمبر کہ آواز خدا / کان مین میرے وہ آتی جون صدا
کان پر مہرین تمھارے حق نے کین / تاکہ آواز خدا آوے نہین
برملا آواز حق سنتا ہون مین / صاف تلچھٹ سے جدا کرتا ہون مین
جیسے موسیٰ نے سنا سوے درخت / بانگ حق کو ظاہر اے نیکبخت
نخل سے انی انا اللّٰہ سنتا تھا / نور اُن کلمون سے پیدا ہوتا تھا
نور سے وحی کے جو عاجز ہوتے تھے / پھر نئی قسمین مکرر کھاتے تھے
حق نے فرمایا قسم کو ڈھال جب / ڈھال رکھے ہاتھ سے کب جنگجو
جھوٹا کرنے کو پیغمبر نے صریح / قد کذبتم کو کہا اُن سے فصیح

اندیشیدن یکے از اصحاب کہ چرا رسول خدا ستاری نمیکنند

اندیشہ کرنا ایک صحابی کا کہ رسول خدا عیب پوشی کیون نہین کرتے ہین

تا یکے یارے ز یاران رسول / در دلش انکار آمد زان نکول
کاینچنین پیران باشیب و وقار / میکند رشان آن پیمبر شرمسار
کو کرم کو ستر پوشی کو حیا / صد ہزاران عیب پوشند انبیا
باز در دل زود استغفار کرد / تا نگردد ز اعتراض او روے زرد
لیک آن نقش تحبّش از دل نرفت / مہر بد از طبع بیجا اصل نرفت
شومی یاری اصحاب نفاق / کرد مومن را چو ایشان زشت و عاق

ایک[۲] صحابی رسول پاک کے / دل مین انکار آیا اُس انکار سے
ایسے بوڑھون کو کہ باعزاز ہین / کرتے شرمندہ پیمبر ہین اُنھین
کیا ہوئی وہ عیب پوشی وہ حیا / عیب لاکھون ہین چھپاتے انبیا
جلد کی پھر دل مین توبہ مرد نے / تا نہووے زرد رو اس شبہہ سے
پر نہ[۳] وہ خطرہ بُرا دل سے گیا / نے گئی وہ مہر بد دل سے ذرا
دوستی نے اُن منافق کی کیا / مثل ان کے ایک مومن کو برا

ف۱ بولے پیغمبر الخ ۸ شعر رسول اللہ نے فرمایا کہ آواز خدا میرے کان مین آتی ہے مانند آواز کے اور تمھارے کان پر مہرین حق نے کین تاکہ آواز خدا نہین آوے مین آواز خدا برملا سنتا ہون اور آب حیات کو تلچھٹ سے جدا کرتا ہون یعنے مین آواز حق کو بطور صفا کے سنتا ہون اس سے ثابت ہوا کہ وحی حضور کو کبھی بلا واسطہ بھی آتی تھی اسی طرح اولیا کو الہام آتا ہے آگے مثال ہے جیسے موسیٰ نے آواز حق کو سنا ظاہر درخت سے انی انا اللّٰہ کو سنتا تھا اور نور ان کلمون سے پیدا ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے نور سے وحی کے جو عاجز ہوتے تھے پھر سے قسمین مکرر کھاتے تھے جو حق نے قسم کو ڈھال فرمایا ہے ڈھال ہاتھ سے کب جنگجو رکھے جھوٹا کرنے کو صریح پیغمبر نے قد کذبتم یعنے تحقیق تم جھوٹے ہو اُن سے کہا یعنے جناب رسول مقبول صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے اُن منافقون سے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو ہر چند اُنھون نے قرآن لے کر قسمین کھائین چنانچہ ایک صحابی نے اس امر مین شبہہ کیا کہ پیغمبر عیب پوشی کیون نہین کرتے ہین چنانچہ اس کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

ف۲ ایک صحابی الخ ۴ شعر حضرت رسول مقبول صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے دل مین انکار آیا اس انکار سے کہ ایسے بوڑھون کو کہ باعزاز ہین پیغمبر کیون شرمندہ کرتے ہین وہ عیب پوشی اور وہ حیا کیا ہوئی انبیا تو لاکھون عیب چھپاتے ہین جلدی سے پھر مرد نے دل مین توبہ کی تا اس شبہہ سے زرد رو نہ ہووے یعنے گمان بد نسبت اولیاء کے کرنا بلا اپنے اوپر لینا ہے کہ وہ نیک مین خدا اس عوض مین اُن کو بلا مین پھانستا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ پر نہ وہ الخ ۲ شعر لیکن وہ خطرۂ بد دل سے نہ گیا اور نہ وہ محبت دل سے ذرا گئی اُن منافقون کی دوستی نے کیا اُن کے مانند ایک مومن کو بُرا پھر کہا رد کر کہ اے خدا میرا دل اس کفر سے گداز مت کر باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ع ف تحقیق کہ مین اللّٰہ ہون ۱۲ عف تحقیق کہ تم جھوٹے ہو ۱۲۔

بازمیزارید کاے علام سر / مر مرا مگداز بر کفران مصر
دل بدستم نیست ہمچون دید چشم / ورنہ دل را سوزمی بیدم ز خشم
اندرین اندیشہ خوابش در ربود / مسجد ایشانش بر سرگین نمود
سنگہا اندر حدث جاے تباہ / مید میداز سنگہا دود سیاہ
دود در حلقش شد و حلقش بخست / از نہیب دود تلخ از خواب جست
در زمان در رو فتاد و میگریست / کاے خدا اینہا نشان منکریست
حلم بہتر از چنین حلم اے خدا / کہ کند از نور ایشانم جدا
گر بکاوی کوشش اہل مجاز / تو بتو گندہ بود ہمچون پیاز
ہر یکے از دیگرے بے مغز تر / صادقان را یک ز دیگر نغز تر
صد کمر بستہ بکر آن قوم پست / از نفاق و زرق دین نادرست
صد کمر آن قوم بستہ بر قبا / بہر ہدم مسجد اہل قبا
ہمچو آن اصحاب فیل اندر حبش / کعبہ کردند و حق آتش زدش
قصد کعبہ ساختند از انتقام / حال شان چون شد فرو خوان از کلام
مر سیہ رویان دین را خود جہیز / نیست الا حیلت و مکر و ستیز
ہر صحابی دیدز ان مسجد عیان / واقعہ تا شد یقین شان سر آن
واقعات ار باز گویم یک بیک / پس یقین گردد صفا بر اہل شک

پھر پکارا رو کر کہ اے دانائے راز / دل مرا اس کفر سے مت کر گداز
ہاتھ[1] مین نے دل جون دید چشم کے / ورنہ مین دل کو جلاتا خشم سے
وہ اس اندیشہ مین جو کہ سو گیا / گندگی سے دیکھا مسجد کو بھرا
گندگی مین اُسکا ہر پتھر نہان / اور ہر اک پتھر سے نکلے ہی دھوان
حلق پھاڑا جو دھوان اُسکے گھسا / گر پڑے بین وہ دھوین کے جگ گیا
سرنگون[2] اس دم وہ ہو رونے لگا / منکری کا یہ نشان ہے اے خدا
ہلکا ہونا بہتر ایسے حلم سے / نور اُسکے سے جدا مجکو کرے
گر تو کھودے کوشش اہل مجاز / تہ بتہ بدبو کرے مثل پیاز
ایک سے بس دوسرا بے مغز ہے / صادقون کا اک سے دیگر نغز ہے
مستعد سو مکر کو وہ قوم ہے / بس نفاق و حیلہ و بد دین سے
سو کمر باندھے قبا پر قوم وہ / مسجد اہل قبا کے ہدم کو
جسطرح[3] کعبہ صحاب فیل کا / حق نے پر آتش حبش مین کر دیا
قصد کعبہ اُسکے بدلے مین کیا / اُسکا پڑھ قصہ تو قرآن مین لکھا
اُن سیہ رویونکا سامان کچھ نہین / در حقیقت ہی تو لا مکر و کین
دیکھا اُس مسجد سے ہر اصحاب نے / واقعہ آیا یقین اس بھید سے
گر کہون مین واقعہ اک ایک کا / اہل شک کا بس یقین ہووے صفا

[1] ہاتھ مین الخ یہ شعر میرے ہاتھ مین دل مانند دید چشم نہین ہے ورنہ مین دل کو جلاتا خشم سے جبکہ وہ اس اندیشہ مین سو گیا تو اس مسجد کو گندگی سے بھرا دیکھا اس کے ہر ایک پتھر سے دھوان نکلتا ہے جو کہ دھوان اُسکے گھسا حلق اُسکا پھاڑا اور دھوین کے کڑوے پن سے وہ جگ گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] سرنگون الخ یہ شعر وہ سرنگون ہو کر اُس دم رونے لگا اے خدا منکری کا یہ نشان ہے ایسے حلم سے سبک ہونا بہتر ہے اُن کے نور سے مجکو جدا کرے گر تو کھودے کوشش کو اہل مجاہد کی تہہ بتہ بدبو کرے مانند پیاز کے یعنے منافقون کے اعمال اگر ظاہر کرے اُس سے بدبو مانند پیاز کے پیدا ہو ایک سے دوسرا بے مغز ہے سو مکر کو وہ قوم مستعد ہے نفاق و حیلہ و بد دینی سے یہ مکر اُنھون نے مسجد قبا کے ڈھانے کو کیے تھے اس واسطے وہ ایک مسجد نئی بنائے تھے اور مسجد قبا ایک مسجد ہے نواح مدینہ مین آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ [3] جس طرح الخ یہ شعر جیسے کعبہ اصحاب الفیل کا حق تعالے نے حبش مین پر آتش کر دیا اس کے بدلے مین قصد کعبہ کا کیا اُس کا قصہ پڑھ تو قرآن مین لکھا ہے اُن سیاہ رویون کا کچھ سامان نہ تھا اور حقیقت مین ہے تو لا مکر و کینہ سے ہر ایک اصحاب نے اُس بھید سے یقین کیا اگر مین واقعہ ایک ایک کا کہون اہل شک کا یقین صفا ہو جائے لیکن مین ڈرتا ہون کہ بھید کھل جائے وہ نازنین ہین اور اُن کو ناز کرنا زیبا ہے کہ ان صحابہ نے شرع بغیر تقلید کے حاصل کیا و بغیر کسوٹی کے اُنھون نے نقد دل لے لیا یعنے صحابہ نے اپنے آبا و اجداد کی تقلید مذہب چھوڑ کر اور راہ تحقیق کے بغیر امتحان لیئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین حاصل کیا باقی حال آگے ہے قرآن حکمت ہے ضالہ مومنون کا پس اپنے ضالہ پر جان سے یقین رکھتے ہین بموجب حدیث الحکمۃ ضالۃ المومن یعنی حکمت ضالہ یعنی کھوئی ہوئی چیز مومن کی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲۔

لیک می ترسم ز کشف رازشان | نازنینانند زیبد نازشان
شرع بے تقلید می پذرفتہ اند | بے محک آن نقد را بگرفتہ اند
حکمت قرآن چو ضالہ مومن ست | ہر کسے در ضالۂ خود موقن ست
اشترے گم کردی و جستش چسپت | چون بیابی چون ندانی کان تست
ضالہ چہ بود ناقۂ گم کردۂ | از کفت بگریختہ در پردۂ
کاروان در بار کردن آمدہ | اشترے از درمیانہ گم شدہ
میدوی انسو وانسو خشک لب | کاروان شد دور و نزدیک ست شب
رخت ماندہ بر زمین در راہ خوف | تو پئے اشتر روان گشتہ بطوف
کای مسلمانان کہ دید ست اشترے | جستہ بیرون بامداد از آخرے
ہر کہ بر گوید نشان از اشترم | مژدگانی میدہم چندین درم
باز میجوئی نشان از ہر کسے | ریشخندت میکنند زین ہر خسے
کاشترے دیدیم میرفت این طرف | اشترے سرخی بسوئے این علف
آن یکے گوید بریدہ گوش بود | وان دگر گوید جلش منقوش بود
آن یکے گوید شتر یک چشم بود | وان دگر گوید ز گر بے پشم بود
از برائے مژدگانے صد نشان | از گزافہ ہر خسے کردہ بیان
ای دل این اسرار را در گوش کن | قسم تو گر ہست زین خوش نوش کن
ہمچنانکہ ہر کسے در معرفت | میکند موصوف غیبی را صفت

پر مین ڈر رہتا ہون کہ ہووے کشف راز | نازنین ہین ور زیبا انکو ناز
شرع بے تقلید کے حاصل کیا | بے کسوٹی نقد انھون نے لے لیا
حکمت قرآن ہی ضالہ مومنان | اپنے ضالہ پر یقین رکھے بجان
گم کیا ہی اونٹ تو ڈھونڈھے اسے | کیسے پائے جو نہ تو جانے اُسے
ضالہ کیا ہے اک گمایا اونٹ کو | ہاتھ سے بھاگا ترے مخفی ہو وو
کاروان کا چل چلاؤ آگیا | اونٹ تیرا درمیان سے گم گیا
ہر طرف تو دوڑتا ہی خشک لب | کاروان ہی دور اور نزدیک شب
خاک پر سامان رہ پرخوف ہے | ڈھونڈھتا تو اونٹ کے پیچھے پھرے
اے مسلمانو ہی دیکھا اونٹ وو | پاس سے میرے جو بھاگا صبح کو
جو کہ میرے اونٹ کا دیوے پتا | مین درم دون اسقدر اُجرت کے جا
پھر جو پوچھے تو نشان ہر ایک سے | اسلیے تجھپر ہر اک ناکس ہنسے
دیکھا اونٹ ہمنے کہ اس جانب گیا | سرخ اونٹ اس گھانس کا طالب گیا
ایک کہوے کان اُسکے تھے کٹے | دوسرا کہوے منقش جھول ہی
ایک کہوے اونٹ کی تھی ایک چشم | دوسرا کہوے کہ کھجلی سے نہ پشم
بس درم کے واسطے صد ہا نشان | جھوٹ ہر کوئی کرے اُس سے بیان
اے دل اس اسرار کو تو گوش کر | گر ترا حصہ ہے اس سے نوش کر
معرفت مین ہر کوئی اسطور سے | وصف اس موصوف غیبی کا کرے

۱؎ گم کیا ہے الخ ۵ شعر اونٹ گم گیا ہے تو اُسے ڈھونڈھے تو کیسے پائے جو اُسے نجانے ضالہ کیا ہے ایک اونٹ کو گمایا اور تیرے ہاتھ سے وہ پوشیدہ بھاگا یعنے شتر روح جو تیری گمی تو اُس کو نہ پہچانے تو کیسے پائے کاروان کا وقت چل چلاؤ کا آگیا اور اونٹ تیرا درمیان راہ سے گم گیا تو ہر طرف دوڑتا ہے خشک لب کاروان دور اور نزدیک شب ہے سامان خاک پر پڑا ہے اور راہ پرخوف ہے اور تو اونٹ کے پیچھے ڈھونڈھتا پھرے یعنی ہنگام مرگ کے جسم تیرا خاک پر پڑا ہے اور تو اپنے شتر روح کو ڈھونڈھتا ہے تو اس وقت تجھکو کس قدر بے قراری و اضطرابی ہو گی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲؎ اے مسلمانو الخ ۹ شعر اے مسلمانو تم نے وہ میرا اونٹ دیکھا ہے کہ میرے پاس سے وہ صبح کو بھاگا ہے جو میرے اونٹ کا پتا دیوے مین اس قدر درم اجرت کے اُسے دون پھر تو ہر ایک سے نشان پوچھے اس واسطے ہر ایک ناکس تجھ پر ہنسے کہ ہم نے اونٹ دیکھا ہے کہ اُس جانب گیا ہے اونٹ سرخ ہے اور گھانس کا طالب گیا ہے ایک کہے کہ اُس کے کان کٹے تھے دوسرا کہے کہ اسکی جھول منقش تھی ایک کہے کہ اونٹ کی ایک چشم تھی دوسرا کہے کہ کھجلی سے اُس پر نہ پشم تھی بس درم کے واسطے صد ہا نشان ہر ایک ناکس جھوٹ اُس سے بیان کرے یعنے پیران ریا کا طمع دنیا کے واسطے طالبان حق کو اسی طرح نشان عرفان حق کے از راہ تشبیہ کے بتاتے ہین اے دل تو اس اسرار کو سن اگر تیرا قصد ہے اس سے حاصل کر بس معرفت مین ہر کوئی اسطور وصف اس موصوف غیبی کا کرتا ہے یعنی معرفت مین حق تعالیٰ کی ہر ایک اپنی سمجھ کے موافق صفت کرتا ہے جیسے فلسفی و مقلد و محقق مذہب مین بحث کرتے ہیں چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

متردد شدن در بیان مذاہب مختلفہ و بیرون شدن و مخلصی یافتن

فلسفی از نوع دیگر کرده شرح　　باحثے میگفت او را کرده جرح
وان دگر در هر دو طعنه میزند　　وان دگر از زرق جانے میکند
هر یکے زین ره نشانها زان دهند　　تا گمان آید که ایشان زان ده‌اند
این حقیقت دان نه حق اند این همه　　نے بباطل گمرهانند این رمه
زانکه بے حق باطلے ناید پدید　　قلب را ابله ببوے زر خرید
گر نبودے در جهان نقدے روان　　قلبها را خرج کردن کے توان
تا نباشد راست کے باشد دروغ　　آن دروغ از راست میگیرد فروغ
بر امید راست کژ را می خرند　　زهر در قندے رود آنگه خورند
گر نباشد گندم محبوب نوش　　چه برد گندم نمائے جو فروش
پس مگو کاین جمله دینها باطل اند　　باطلان بر بوے حق دام دل اند
پس مگو جمله خیال ست و ضلال　　بے حقیقت نیست در عالم خیال
حق شب قدرست در شبها نهان　　تا کند جان هر شبے را امتحان
نے همه شبها بود قدر اے جوان　　نے همه شبها بود خالی ازان
در میان دلق پوشان یک فقیر　　امتحان کن وانکه حق است آن بگیر
مومن کیّس ممیّز کو که تا　　باز داند پادشاه را از گدا

تردد کرنا درمیان مذاہب مختلفہ کے اور نجات پانا اُس سے

فلسفی[1] نوع دگر کرتا تھا شرح　　بولا اک متکلم اُس سے کر کے جرح
تیسرا دونوں پے طعنہ مارتا　　جو تھا کرتا ذوق سے جان کو فدا
دیتا ہے ہر ایک اُس رہ سے پتا　　اسلیے تا جانے رہ ہی جانتا
یہ حقیقت[2] دان نہ جملہ حق پے ہین　　اور نہ یہ باطل سے گمراہی رکھین
کیونکہ بے حق کے نہین باطل چھلے　　کھوٹے کو لے نقد کی امید پے
گر نہ ہوتا نقد عالم مین روان　　خرچ کب کرسکتے کھوٹے کو عیان
سچ نہ جبتک ہو تو پھر کب جھوٹ ہو　　سچ سے رونق ہوتی ہے اُس جھوٹ کو
ٹیڑھا لے سیدھے کی بس امید پے　　زہر شربت مین پڑے اُسکو پیے
گیہوں گر ہوتا نہ خود محبوب نوش　　لیتا کب گندم نمائے جو فروش
مت کہو باطل ہے جملہ دین ہین　　باطلان امید حق پہ دل رکھین
مت کہو جملہ خیال اور ہے ضلال　　بے حقیقت کب ہے عالم مین خیال
حق[3] شب قدر اک ہے راتون مین نہان　　تاکرے ہر رات کو جان امتحان
ہین نہ سب راتین شب قدر اے جوان　　اور نہ سب راتین ہین خالی اس سے جان
گدڑی پوشون مین تو ہے درویش کا　　امتحان کر جو کہ حق ہے اُس کو پا
دانا مومن ہے کہان اور پر تمیز　　تا گدا سے جان لے شاہ عزیز

---

[1] فلسفی الخ شعر فلسفی دوسرے ڈھنگ پر شرح کرتا تھا کہ ایک متکلم نے اس سے جرح کی تیسرا دونون پر طعنہ کرتا تھا جو تھا ذوق سے جان فدا کرتا تھا ہر ایک اس دلدار سے پتا دیتا ہے اس لیے تا جانے کہ یہ راہ جانتا ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ [2] حقیقت الخ شعر یہ حقیقت جاننے والے نہ سب حق پر ہین اور نہ باطل سے گمراہی رکھتے ہین کیونکہ بغیر حق کے باطل نہین کھلتا کھوٹے کو نقد کی امید پر لیتا ہے اگر نقد عالم مین روان نہ ہوتا کھوٹے کو کب خرچ کرسکتے ہین جب تک سچ نہ ہو جھوٹ کب ہے سچ سے رونق اس جھوٹ کو ہوتی ہے ٹیڑھا لیتا ہے سیدھے کی امید پر زہر شربت مین پڑے تو پی لے آگے مثال ہے اگر گیہون کھانے مین محبوب نہ ہوتا گندم نما جو فروشی کب کرتا مت کہو کہ یہ سب دین اور باطل امید حق پر دل رکھتے ہین درست کہو کہ سب خیال و گمراہی ہے بغیر حقیقت کے کب عالم مین خیال ہوتا ہے یعنے سب صراط المستقیم پر ہین اور اصل مین نہین باقی حال اس کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [3] حق شب قدر الخ شعر حق ایک شب قدر ہے راتون مین پوشیدہ تاکہ ہر ایک رات کو جان امتحان کرے سب راتین شب قدر نہین ہین اور نہ سب راتین اس سے خالی ہین آگے حقائق ہین گدڑی پوشون مین تو فقیر کو ڈھونڈھ اور امتحان کر جو اس مین سچا ہے اُسکو حاصل کر دانا مومن اور پر تمیز کہان ہے تا گدا سے بادشاہ کو جان لے اگر معیوبات اندر جہان کے نہ ہوتے تو یہ سب احمق سوداگر ہوتے پھر اس بات کا جاننا سہل ہو جائے جو عیب نہین ہے کیا اہل و نا اہل یعنے جہان مین اگر بری شے نہ ہون اور سب اچھے ہون تو سب احمق سوداگر ہو جاین اور سب برے بھلے ایک ہون باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ –

گر نہ معیوبات باشد در جہان / تاجران باشند جملہ ابلہان
پس بود کالہ شناسی سخت سہل / چونکہ عیبے نیست چہ نا اہل و اہل
ور ہمہ عیب ست دانش سود نیست / چون ہمہ چوب ست اینجا عود نیست
آنکہ گوید جملہ حق ست احمقی ست / وانکہ گوید جملہ باطل او شقی ست
تاجران انبیا کردند سود / تاجران رنگ و بو کور و کبود
می نماید مار اندر چشم مال / ہر دو چشم خویش را نیکو بمال
منگر اندر غبطہ این بیع و سود / بنگر اندر خسر فرعون و ثمود

گر نہ معیوبات ہوں اندر جہان / ہووین سوداگر یہ جملہ ابلہان
جاننا اس بات کا ہو جائے سہل / جو نہیں ہے عیب کیا نا اہل و اہل
عیب سب ہو عقل سے پھر سود کیا / جو کہ کل لکڑی ہو تو پھر عود کیا
جو کہے سب حق ہے اسکی احمقی / جو کہے باطل ہے سب ہے وہ شقی
تاجران انبیا کو سود ہیں / تاجران رنگ و بو اندھے رہین
سانپ تیری آنکھ مین دکھتا ہے مال / دونون آنکھیں مل تو اپنی کر خیال
دیکھ مت اس غبطہ پہ سود کو / دیکھ تو فرعون سے مردود کو

امتحان کردن ہر چیزے تا ظاہر شود چیزے دیگر کہ دران پنہان ست

امتحان کرنا ہر چیز کا تا دوسری چیز ظاہر ہو کہ اسمین پوشیدہ ہے

اندرون گردون مکرر کن نظر / زانکہ حق فرمود ثم ارجع بصر
یک نظر قانع مشو با سقف نور / بارہا بنگر ببین ہل من فطور
چونکہ گفتست کاندرین سقف نکو / بارہا بنگر چو مرد عیب جو
پس زمین تیرہ را دانی کہ چند / دیدن و تمیز باشد در پسند
تا ببیالائیم صافان را ز درد / چند باید عقل ما را رنج برد
تابتابستان بہار ہمچو جان / امتحان ہائے زمستان و خزان
باد ہا و ابر ہا و برقہا / تا پدید آرد عوارض فرقہا
تا برون آرد زمین خاک رنگ / ہر چہ اندر جیب دارد لعل و سنگ

لہ پھر تو اس گردون کے اندر کر نظر / حق نے فرمایا ہے ثم ارجع بصر
اک نظر قانع نہ ہو با سقف نور / بارہا تو دیکھ تو ہل من فتور
جو کہا تجکو کہ سقف نیک کو / بارہا تو دیکھ مثل عیب جو
جانتا ہے پھر زمین تیرہ کو / دیکھنے مین کس قدر تمیز ہو
ہم کدورت سے جو چھانین صاف کو / کسقدر دانش کو اپنی رنج ہو
امتحان سردی کا اور فصل خزان / تیزی گرمی کی بہار مثل جان
اور ہوا اور ابر باران برقہا / تا کرے ظاہر عوارض فرقہا
تا کرے ظاہر زمین خاک رنگ / جیب مین رکھتی ہے جو کچھ لعل و سنگ

لہ عیب الخ ۵ شعر اور عیب سے فائدہ کیا ہو جیسے کل لکڑی ہو تو پھر عود کیا ہے جو شخص کہے کہ سب باطل ہے وہ شقی ہے تاجران انبیا کو فائدہ ہے اور تاجران رنگ و بو نابینا ہین آگے مثال ہے سانپ تیری آنکھ مین بال دکھائی دیتا ہے تو دونون اپنی آنکھیں مل اور خیال کر اس غبطہ پر سود کو تو مت دیکھ تو فرعون سے مردود کو دیکھ یعنے اولیاء اللہ راہ راست پر گئے ہین اور اہل ظواہر رنگ و بو کو دیکھتے ہین راہ کج مین پڑے پس راہ طریقت اختیار کر کہ راہ مستقیم ہے اور دوسری راہین کہ بظاہر بہتر دکھائی دیتی ہین تو اس کا امتحان کر کہ راہ راست تجکو مل جائے چنانچہ اس تجسس کا حال آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ لہ پھر تو اس آسمان کے اندر نظر کر حق تعالےٰ نے فرمایا ثم ارجع البصر یعنے پس پھیر تو نظر کو آسمان کی طرف ایکبار نظر کرنے سے قانع نہ ہو بار بار تو دیکھ ترجمہ کہ ہے اس مین فتور جو تجکو کہا کہ غور سے دیکھ مثل عیب جو کے یعنے جیسے حق نے آسمان کو غور سے دیکھنے کو کہا کہ اچھا برا اسکو بخوبی معلوم ہو اسی طرح تو راہ طریقت کو دیکھ کہ راہ راست در راہ کج تجھے معلوم ہو پھر تو جانتا ہے زمین تیرہ کو کہ دیکھنے مین کس قدر تمیز ہو ہم جو صاف کو کدورت سے چھانین کس قدر اپنی دانش کو رنج ہووے امتحان سردی اور فصل خزان کا تیزی گرمی اور بہار مثل جان کا اور ہوا اور ابر اور باران و برق کا تا کرے فرق عوارض کے ظاہر مین تا ظاہر کرے رنگ خاک کے جیب مین جو کچھ رکھتی ہے لعل و سنگ باقی حال اس کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

هرچه دزدید ست این خاک درم / از خزانه حق و دریای کرم
شحنه تقدیر گوید راست گو / آنچه بردی شرح واده موبمو
دزد یعنی خاک گوید هیچ هیچ / شحنه او را در کشد در پیچ پیچ
شحنه گاهش لطف گوید چون شکر / گه برآویزد کند هر چه تبر
تا میان قهر و لطف آن خفیها / ظاهر آید ز آتش خوف و رجا
آن بهاران لطف شحنه کبریاست / وآن خزان تهدید و تخویف خداست
وان زمستان چارمیخ معنوی / تا تو ای دزد خفی ظاهر شوی
پس مجاهد را زمانی بسط دل / یک زمانی قبض و درد و عشق و غل
زانکه این آب و گلی کابدان ماست / منکر و دزد ضیای جانهاست
حق تعالی گرم و سرد و رنج و درد / بر تن ما می نهد ای شیر مرد
خوف و جوع و نقص اموال و بدن / جمله بهر نقد جان ظاهر شدن
این وعید و وعده ها انگیخت است / بهر اینکه نیک و بد آمیخت ست
چونکه حق و باطلی آمیختند / نقد و قلب اندر حرمدان ریختند
پس محک می بایدش بگزیده / در حقائق امتحانها دیده
تا شود فاروق این تزویر ها / تا بود دستور این تدبیر ها
شیر ده ای مادر موسی ورا / واندر آب افگن میندیش از بلا
هر که در روز الست آن شیر خورد / همچو موسی شیر را تمییز کرد

اور جو کچھ کہ چرایا خاک نے [1] / پس خزانہ حق و بحر جود سے
شحنہ تقدیر کہوے سچ کہہ / لیگئی جو کچھ ہے تو کہہ مو بمو
چور یعنی خاک کہوے کچھ نہین / شحنہ اُسکو پیچ مین پھانسے وہین
گہ کرے شحنہ خوشامد جون شکر / گاہ لٹکاوے کرے زیر و زبر
تاکہ قہر و لطف سے جو ہے نہان / آتش خوف و رجا سے ہو عیان
وہ بہار اک لطف شحنہ کبریا / وہ خزان ہے دہشت و خوف خدا
اور وہ سردی ہے جو میخ نہان / تاکہ تو ای چور مخفی ہو عیان
بسط ہو دل کو مجاہد کے کبھی [2] / اور قبض و درد و عشق آوے کبھی
پانی مٹی سے یہ تن معمور ہے / روشنی جان کا ہماری چور ہے
حق نے گرمی سردی و تکلیف و درد / تن ہمارے پر رکھا اے شیر مرد
خوف بھوک و نقص تن اور مال کا / واسطے اظہار نقد جان ہوا
یہ وعید و وعدے سب پیدا کیے / اسلیے کہ نیک و بد باہم ملے
جو کہ باطل اور حق باہم ملا / نقد کھوٹا چرمی تھیلی مین بھرا
پس کسوٹی چاہیے مقبول اُسے [3] / امتحان کرے وہ حقائق مین رکھے
تاکہ فارق ہووے اس تزویر کا / فائدہ ہو تاکہ اس تدبیر کا
دودھ دے اُسکو تو اے موسی کی ماں / ڈال پانی مین نہ ڈر آفت سے یان
جسنے ہے روز الست اس دودھ کو / کھایا مثل موسی جانے دودھ کو

[1] اور جو کچھ الخ، شعر جو کچھ خاک نے چرایا خزانہ حق تعالے اور باقی جود سے شحنہ تقدیر کہوے سچ کہہ جو کچھ کہ تو لے گئی ہے مو بمو چور یعنے خاک کہوے کچھ نہین لیا اُس کو وہین پیچ مین پھانسے شحنہ کبھی شحنہ خوشامد کرے مانند شکر کے اور کبھی لٹکائے اُسے تو زیر و زبر تاکہ قہر و لطف سے کہ پوشیدہ ہے آتش خوف و رجا سے عیان ہووے وہ بہار ایک لطف شحنہ کبریا ہے اور وہ خزانہ بھی دہشت و خوف خدا ہے اور وہ سردی جو میخ نہان ہے تاکہ تو اے چور پوشیدہ ظاہر ہووے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ [2] بسط ہو الخ، شعر کبھی مجاہد کے دل کو بسط ہووے یہ بدن پانی مٹی سے معمور ہے اور ہماری روشنی جان کا چور ہے حق نے گرمی و سردی و رنج و درد ہمارے بدن پر رکھا اور خوف و بھوک و نقصان مال و تن کا نقد جان کے اظہار کے واسطے ہوا ہے یہ وعید اور وعدے سب پیدا کیے اس لیے کہ نیک و بد باہم مل جائے جب کہ حق و باطل باہم ملا نقد و کھوٹا چمڑے کی تھیلی مین بھرا یعنے نقش تن نے مثل زمین کے جو روشنی جان کی چرائی تھی سردی و گرمی و رنج و درد نہ مانا اور وعدہ وعید حق سے نقد جان کو ظاہر کردے اسی طرح مجاہد کو ریاضت کرنا چاہیئے کہ قبض دل سے نجات پاکر بسط حاصل ہو اور عوارف کھلین باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ [3] پس کسوٹی الخ، شعر پس کسوٹی مقبول اُسے چاہیئے کہ وہ امتحان حقائق مین کھتا ہو یعنی مرشد کامل چاہیئے کہ وہ حقائق سے آگہی رکھتا ہو تاکہ وہ فرق کرنے والا ہووے اس تدبیر کا اے مادر موسی تو اسکو دودھ دے اور پانی مین ڈال اور آفت سے مت ڈر جس نے روز ازل مین دودھ کو کھایا ہے مثل موسی دودھ کا مزہ جانتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گر تو بر تمییز طفلت مولعی ۔ این زمان یا ام موسیٰ ارضعی

تا به بینی طعم شیر مادرش ۔ تا فرو ناید بدایہ بد سرش

خود بر تو این حکایت روشن ست ۔ که غرض نه این حکایت گفتن ست

گر تجھے طفلی کی ہے خواہش تری ۔ اس گھڑی یا ام موسیٰ ارضعی

تا مزا جانے وہ ماں کے دودھ کا ۔ تا نہ دائی کا احسان ہو ذرا

یہ حکایت تجھ پہ روشن آپ ہے ۔ نے غرض کہنے حکایت سے مجھے

شرح فائدہ حکایت شتر جوئندہ ، شرح فائدہ حکایت اونٹ ڈھونڈھنے والیکی

اشترے گم کردہ اے معتمد ۔ ہر کسے ز اشتر نشانی میدہد

تو نمیدانی کہ آن اشتر کجاست ۔ لیک دانی کاین نشانیہا خطاست

وانکہ اشتر گم نکرد او ہمسری ۔ ہمچو آن گم کردہ جوید اشتری

کہ بلے من ہم شتر گم کردہ ام ۔ ہر کہ یابد اجرتش آوردہ ام

تا در اشتر با تو انبازی کند ۔ بہر طمع اشتر این بازی کند

او نشان کژ بنشناسد ز راست ۔ لیک گفتت آن مقلد را عصاست

ہر چہ را گوئی خطا بود آن نشان ۔ او بتقلید تو میگوید ہمان

چون نشان راست گویند و شبیہ ۔ پس یقین گردد ترا لاریب فیہ

آن شفائے جان رنجورت شود ۔ رنگ روی و صحت و زورت شود

چشم تو روشن شود پایت روان ۔ جسم تو جان گردد و جانت روان

پس بگوئی راست گفتی اے امین ۔ آن نشانیہا بلاغ آمد مبین

اونٹ تو نے گم کیا ہے طالبا ۔ ہر کوئی دیتا پتا ہے اونٹ کا

تو نہ جانے اونٹ وہ کس جا گیا ۔ پر تو جانے یہ پتے ہیں سب خطا

ہمسری سمجھو کہ اونٹ اسکا گما ۔ مثل گم کردہ کے ڈھونڈھے جابجا

ہاں گما یا مین نے اپنے اونٹ کو ۔ دو دن مین مزدوری بتائے اسکو جو

اونٹ مین تیری شراکت تا کرے ۔ اونٹ کی طمع مین جو ہو کا تجکو دے

ٹیڑھا سیدھا نے نشان وہ جانتا ۔ قول تیرا اُس مقلد کا عصا

تو جو کہتا ہے خطا تھا وہ نشان ۔ وہ تری تقلید سے کرتا بیان

جو نشان سچا کہے وہ اور شبیہ ۔ پس یقین ہووے تجھے لاریب فیہ

وہ شفا بیمار جان تیری کو ہو ۔ زور تجکو آئے اور اچھا تو ہو

آنکھ روشن ہو تری پا ہو روان ۔ جسم تیرا جان ہو اور جان روان

پس کہے تو سچ کہا تو نے امین ۔ وہ نشانی سب بلاغ آئین مبین

۱ گر سمجھ الخ یہ شعر اگر تجھے سمجھ طفل کی خواہش ہے تو اس دم اے مادر موسیٰ کی دودھ پلا تا وہ شخص اُن کے دودھ کا مزا جانے تاکہ دائی بد کا ذرا احسان نہ ہو یعنے مادر موسیٰ مرشد سے مراد ہے کہ اے مرشد شیر معرفت طالب کو پلا اور اس شیر معرفت کا مزا وہ جانے کہ ازل مین اُس نے پیا ہووے جیسے موسیٰ نے اول اپنی ماں کا دودھ پیا تھا اور بعد پانی سے نکلنے کے کسی دایہ کا دودھ نہ پیا حتی کہ اپنی مادر کا دودھ پیا فرعون کے یہاں اسی طرح وہ طالب جہان معرفت کو پائیگا کہ جس نے روز الست مین معرفت حق کی پائی ہے یہ حکایت تجھے آپ روشن ہے مجھے حکایت کہنے سے غرض نہیں ہے چنانچہ یہ آگے معرفت کی شترجو کی حکایت مین آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۲ اونٹ تو نے الخ شعر اے طالب تو نے اونٹ گم کیا ہر کوئی اونٹ کا پتا دیتا ہے اور تو نہین جانتا کہ وہ اونٹ کس جا گیا ہے لیکن تو یہ جانتا ہے کہ وہ سب اپتے خلاف ہین اور ایک ہمسری سے کہ اونٹ اُس کا گما نہین ہے مثل گم کردہ اونٹ جابجا ڈھونڈھتا ہے اور کہتا ہے کہ ہان مین نے اپنے اونٹ کو گمایا ہے مین مزدوری دون جو مجھے اُس کو بتائے تاکہ تیرے اونٹ مین تجھ کو دھوکا دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ ٹیڑھا سیدھا الخ شعر وہ نشان ٹیڑھا سیدھا نہین جانتا تیرا قول اُس مقلد کا عصا ہے یعنی وہ مقلد تیرے کہنے کے موجب اونٹ تلاش کرتا ہے مگر بیا اُس کا ٹیڑھا سیدھا نہین جانتا ہے تو جو کہتا ہے وہ نشان خطا تھا وہ تیری تقلید سے بیان کرتا ہے جو نشان سچا اور تشبیہ وہ کہے پس مجھے یہ یقین ہووے کہ نہین ہے شک اس مین تیری جان بیمار کو وہ شفا ہووے تو اچھا ہو اور زور تجکو آئے اور آنکھ روشن ہو تیری اور پاؤن روان ہو جسم تیرا جان اور جان روح ہو پس تو کہے کہ اے امین تو نے سچ کہا وہ نشانی بہت پہونچی ظاہر اس مین نشانیان ہین پاک و روشن یہ ایک چٹھی ہوئی ہو رونجات کی یعنی وہ شتر میرا یار گم گشتہ ہے کہ تو اسکی تلاش مین پھرتا ہے اور وہ مرشد ہے کہ تجکو اس یار کا پتا بتائے اور وہ پتا تجھکو گویا چٹھی ہے کہ تجھے اس سے نجات ہو باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ۴ نہین شک ہے اس مین ۱۲

فیه آیات ثقات بینات / این براتی باشد و قدر و نجات
این نشان چون داد گوئی پیش رو / وقت آہنگ ست پیش آہنگ شو
پیروی تو کنم اے راست گو / بوے بردی اشترم بنما کہ کو
آن کسے را کو نہ صاحب اشتریست / واندرین جست اشتر ہمسریست
زین نشان است نفزاید یقین / جز ز عکس ناقہ جوے راستین
بوے برد از جد و گرمیہاے او / کہ گزافہ نیست این ہیہاے او
اندرین اشتر نبودش حق و لے / اشترے گم کردہ است او ہم بلے
طمع ناقہ غیر روپوشش شدہ / آنچہ زو گم شد فراموشش شدہ
ہر کجا این میدود آن میدود / از طمع ہمدرد صاحب میشود
کاذبی با صادقی چون شد روان / آن دروغش راستی شد ناگہان
اندران صحرا کہ آن اشتر شتافت / اشتر خود نیز آن دیگر بیافت
چون بدیدش یاد آورد آن خویش / بے طمع شد ز اشتر یاران خویش
آن مقلد شد محقق چون بدید / اشتر خود را کہ آنجا می چرید
او طلبگار شتر آن لحظہ گشت / می نجستش تا ندید او را بدشت
بعد ازان تنہا روی آغاز کرد / چشم سوے ناقہ خود باز کرد
گفت آن صادق مرا بگذاشتی / تا بہ اکنون پاس من میداشتی
گفت تا اکنون فسوسی بودہ ام / وز طمع در چاپلوسی بودہ ام

فیہ آیات ثقات بینات / یہ برات اک ہووے اور قدر و نجات
۱ یہ نشان جو دے سکے تو آگے چل / وقت اب چلنے کا ہے تو آگے چل
پیروی تیری کرون اے راست گو / اونٹ کا میرے پتا پایا کہو
وہ کوئی کہ جو نہ صاحب اونٹ ہے / اونٹ ڈھونڈھے ہمسری کیواسطے
اس نشان سے نہ یقین ہووے سوا / سچے ناقہ جو کے پرتو کے سوا
جہد و گرمی اُسکی سے پائے پتا / کہ نہ بیہودہ ہے اُسکی ہو و ہا
حق نہین اس اونٹ مین اُسکا ولے / اونٹ اُسکا بھی گما ہے جان لے
۲ طمع ناقہ غیر کی پردہ بنی / جو گما اُس سے فراموشی ہوئی
جس جگہ یہ جاوے وہ بھی جائے ہے / طمع سے ہمدرد اور مالک بنے
تھا تو جھوٹا ساتھ سچے کے گیا / جھوٹ اُسکا ناگہان سچ ہو گیا
اُس بیابان مین کہ بھاگا اونٹ وہ / دوسرے نے پالیا اونٹ اپنے کو
دیکھا اُسکو یاد ملک اپنی ہوئی / اور طمع یارونکی اونٹون کی گئی
وہ محقق بس مقلد ہو گیا / اونٹ اپنا دیکھا جو چرتا ہوا
وہ طلبگار اونٹ کا اُسدم ہوا / جب تلک دیکھا نہ تھا طالب نہ تھا
۳ بعدہ تنہا روی آغاز کی / اونٹ کی جانب نظر اپنی رکھی
بولا صادق تو نے چھوڑا اب مجھے / اب تلک تو پاس تھا میرا تجھے
بولا اب تک کھیل و بازی تھی مجھے / اور طمع سے چاپلوسی تھی مجھے

---

۱ یہ نشان الخ شعر یہ جو نشان دے تو کہے کہ آگے چل اور وقت اب آگے چلنے کا ہے مین پیروی تیری کرون اے راست گو میرے اونٹ کا پتا پایا ہے تو کہو اور وہ شخص کہ جو مالک اونٹ کا نہین ہے اور بسبب ہمسری کے اونٹ ڈھونڈھتا ہے اس کو اس نشان سے یقین ہوا نہوے بجز پرتو کے کہ سچے ناقہ کا اُس پہ پڑے اُس کے جہد و گرمی سے پتا پائے کہ بیہودہ ہو ہا نہین اُس اونٹ مین اُس کا حق نہین ہے ولیکن اُس کا اونٹ بھی گما ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ طمع الخ شعر ناقہ غیر کی طمع پردہ بنی ہے اور جو اونٹ اُس کا گما ہے فراموش ہو گیا ہے پس جس جگہ یہ جاتا ہے وہ بھی جاتا ہے طمع سے ہمدرد و مالک بنا ہے جھوٹا تھا مگر سچے کے ساتھ جھوٹ اُسکا دفعۃً سچ ہو گیا اُس بیابان مین کہ وہ اونٹ بھاگا اُس دوسرے نے پایا اپنے اونٹ کو جبکہ دیکھا اپنی ملک کا اونٹ کھو گیا اور یارون کے اونٹ کی طمع کی لیس وہ مقلد محقق ہو گیا جب کہ اونٹ اپنا چرتا ہوا دیکھا اُس دم وہ اونٹ کا طلبگار ہوا جب تک نہین دیکھا تھا طالب نہین تھا یعنے شخص محقق تھا کہ وہ اونٹ کو اپنے ڈھونڈھتا تھا اور ایک مقلد اُس کی دیکھا دیکھی اونٹ از راہ بوالہوسی کے ڈھونڈھتا اور اُس کے اونٹ کو اپنا اونٹ جانتا تھا مگر اس محقق کے ہمراہ تلاش کرتا پھرتا تھا جب کہ اپنے اونٹ کو دیکھا اور پہچان لیا تو خود محقق ہو گیا اور اسی طرح مقلد بوالہوس کبھی محقق کے ہمراہ ہو کر محقق ہو جاتے ہین باقی حال آئے ہے فافہم ۱۲ ۳ بعدہ الخ شعر پھر تنہا روی آغاز کی اور اپنے اونٹ کی طرف نظر رکھی صادق کہے کہ اب تو نے مجھے چھوڑا اور اب تک تو تجھے میرا پاس تھا وہ کہے کہ اب تک مجھے کھیل و بازی تھی اور طمع سے مجھے چاپلوسی تھی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

این زمان همدرد تو گشتم که من	در طلب ز تو جدا گشتم بفن
از تو میدزدیدمی وصف شتر	جان من دید آن خود شد چشم پر
تا نیابیدم نبودم طالبش	پس کنون مغلوب شد زر غالبش
سیئاتم شد همه طاعات شکر	هزل شد فانی و جد اثبات شکر
سیئاتم چون وسیلت شد بحق	پس مزن بر سیئاتم هیچ دق
مر ترا صدق تو طالب کرده بود	مر مرا جد و طلب صدقی نمود
صدق تو آورد در جستن ترا	جستنم آورد در صدقی مرا
تخم دولت در زمین میکاشتم	سخره و بیکار می پنداشتم
آن نه بد بیکار کشتی بد درست	هر یکی دانه که کشتم صد برست
دزد سوی خانهٔ شد زیر دست	چون در آمد دید کان خانهٔ خود است
گرم باش ای سرد تا گرمی رسد	با درشتی ساز تا نرمی رسد
آن دو اشتر نیست آن یک اشتر است	تنگ آمد لفظ معنی بس پر است
لفظ در معنی همیشه نارسان	زان پیمبر گفت قد کل اللسان
نطق اسطرلاب باشد در حساب	چه قدر داند ز چرخ و آفتاب
خاصه چرخی کین فلک زان پره ایست	آفتاب از آفتابش ذره ایست

١ اس گھڑی ہمدرد میں تیرا ہوا	اور طلب میں میں ہوا تجھسے جدا
چوری کرتا میں ترے وصف اونٹ کی	ملک دیکھی جان نے تب سیری ہوئی
جبتلک پایا نہ تھا طالب نہ تھا	تا نبا اب مغلوب زر غالب ہوا
٢ سب بدی میری ہوئی طاعات شکر	ہزل زائل ور سعی اثبات شکر
جب بدی حق کا وسیلہ ہوگئی	مت بدی پر کر مری طعنہ زنی
تجکو تیرے صدق نے طالب کیا	اور طلب نے صدق بس مجکو دیا
صدق تیرے نے تجھے دی جستجو	جستجو میری لائی میرے صدق کو
تخم دولت میں زمین میں بوتا تھا	اور بیکار اسکو میں تھا جانتا
وہ نہ تھی بیگار کھیتی خوب تھی	ایک بویا سو اُگے دانے اچی
٣ ایک گھر میں چور جو مخفی گھسا	اندر آکر دیکھا گھر اپنا ہی تھا
گرم ہو اے سرد تا گرمی ملے	اور سختی پا کہ تا نرمی ملے
دو نہیں ہیں اونٹ وہ اک اونٹ ہے	لفظ تنگ اور ہیں بہت معنی بھرے
لفظ معنی میں ہمیشہ نارسان	ہے پیمبر نے کہا کل اللسان
ظاہر اسطرلاب سے ہووے حساب	جانے کب مقدار چرخ و آفتاب
چرخ ایسا جسکا گردون پرہ ایک	آفتاب اُسکے کا سورج ذرہ ایک

در بیان آنکه در هر نفسی فتنهٔ مسجد ضرار است

بیان میں اُسکے کہ ہر نفس میں فتنہ مسجد ضرار ہے

چون پدید آمد که آن مسجد نبود	خانهٔ حیلت بد و دام جهود
٤ جو ہوا ظاہر کہ وہ مسجد نہ تھی	تھی یہود دنکی وہ اک جا مکر کی

سلہ اس گھڑی الخ ۱۲ شعر اسی دم میں تیرا ہمدرد ہوا اور طلب میں تجھ سے میں جدا ہوا میں تیرے اونٹ کے وصف کی چوری کرتا تھا جان نے جب اپنی ملک دیکھی تب سیری ہوئی جب تک میں نے پایا نہ تھا میں طالب نہ تھا اب تانبا مغلوب اور زر غالب ہوا یعنی ابتک میں مقلد تھا اور تیرے پیچھے پیچھے پھرتا تھا اب اپنے اونٹ کو جو پایا محقق ہوا اور میری ملک مجھکو ملی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ سب بدی الخ ۱۲ شعر سب میری بدی طاعت ہوئی شکر جو ہزل وہ زائل ہوا اور سعی ثابت ہوئی شکر ہے جو میری بدی وسیلہ حق کا ہوئی تو میری بدی پر طعنہ زنی مت کر تیرے صدق نے تجکو جستجو دی اور میری جستجو میرے صدق کو لائی تخم دولت کا میں زمین میں بوتا تھا اور بیکار اسکو میں جانتا تھا وہ کھیتی بیکار نہ تھی بہتر تھی ایک بویا اور سو دانے اُگے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ ایک گھر میں الخ ۱۲ شعر ایک گھر میں چور پوشیدہ گھسا اندر آکر دیکھا کہ وہ اپنا ہی گھر تھا آگے حقائق اسکے ہیں اے سرد گرم ہو کہ تا گرمی ملے اور سختی پا کہ نرمی ملے دو اونٹ نہیں ہیں ایک ہے لفظ تنگ اور بہت معنی بھرے ہیں لفظ ہمیشہ معنے میں عاجز ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من عرف ربہ فقد کل لسانہ یعنی جس نے اپنے رب کو پہچانا اُسکی زبان گونگی ہوئی آگے اسکی مثال ہے اسطرلاب سے حساب ظاہر ہوتے ہے مگر مقدار چرخ و آفتاب کی کب ظاہر ہوتے وہ بھی ایسا چرخ کہ جس کا یہ آسمان ایک پرہ ہے اور اُسکے آفتاب کا یہ آفتاب ایک ذرہ ہے یعنے اسطرلاب لفظ اس آسمان معنی کو کیسے دریافت کر سکتا ہے پس ہر ایک نفس میں وہ مسجد ضرار کا فتنہ بھرا ہوا ہے چنانچہ اس کا حال آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ جو ہوا الخ ۱۲ شعر جو ظاہر ہوا کہ وہ مسجد نہ تھی یہودیوں کی ایک جائے مکر کی تھی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پس نبی فرمود کان را بر کنند — مطرح خاشاک و خاکستر کنند
صاحب مسجد چو مسجد قلب بود — دانہا بر دام ریزی نیست جود
گوشت کاندر شست تو ماہی رباست — آنچنان لقمہ نہ بخشش نی سخاست
مسجد اہل قبا کان بد جماد — آنچہ کفو او نبد راہش نداد
در جمادات اینچنین حیفے نرفت — زد در آن ناکفو امیر داد تفت
پس حقائق را کہ اصل اصلہاست — وانکہ آنجا فرقہا و فصلہاست
نے حیاتش چون حیات او بود — نے مماتش چون ممات او بود
گور او ہرگز چو گور او مدان — خود چہ گویم حال فرق آنجہان
بر محک زن کار خود اے مرد کار — تا نسازی مسجد اہل ضرار
پس بر آن مسجد کنان تسخر زدی — چون نظر کردی تو خود زیشان بدی

پس پیمبر[1] نے کہا کھود و اسے — اور کرو گھور اخس و خاشاک سے
اہل مسجد مثل مسجد قلب تھے — دانہ رکھنا دام مین نے جود ہی
مچھلی پکڑے گوشت کانٹے مین لگا — ایسے لقمے سے نہ بخشش نے سخا
تھی جماد اک مسجد اہل قبا — غیر کفو کو خود مین نے آنے دیا
پس جمادون مین نہ ظلم ایسا کیا — غیر کفو کو سوخت حضرت نے کیا
پس حقائق کو کہ اصل الاصل ہے — جان اُس جا فرق ہی اور فصل ہے
نے حیات اُسکی ہے مثل اُسکی حیات — نے ممات اُسکی ہے کچھ ویسی ممات
گور اسکی گور اُسکی سی نہ جان — کیا کہون مین فرق رکھے وہ جہان
امتحان کر کام اپنے کا اے یار — مت بنا تو مسجد اہل ضرار
اہل مسجد پہ تمسخر تو کرے — غور سے جو دیکھے تو انہین سے ہے

حکایت آن چار ہندوان کہ باہم جنگ میکردند و از عیب خود بیخبر

حکایت ان چار ہندونکی کہ باہم لڑتے تھے اور اپنے عیب سے بیخبر تھے

چار ہندو در یکے مسجد شدند — بہر طاعت راکع و ساجد شدند
ہر یکے بر نیتے تکبیر کرد — در نماز آمد بمسکینی و درد
موذن آمد زان یکے لفظے بجست — کای موذن بانگ کردی وقت ہست
گفت آن ہندوے دیگر از نیاز — ہے سخن گفتی و باطل شد نماز
آن سوم گفت آن دوم را کای عمو — چون زنی طعنہ باد خود را بگو

چار[2] ہندو ایک مسجد مین گئے — جا وہان پر ساجد و راکع ہوئے
سب نے اک نیت پہ مل تکبیر کی — در نماز الحاح و زاری سے پڑھی
موذن آیا ایک بولا انمین سے — اے موذن بانگ دی کیا وقت ہے
بولا[3] ہندو دوسرا بہر نیاز — ہین نہ کر باتین ہوئی باطل نماز
تیسرے نے دوسرے سے پھر کہا — طعنہ مت دے اسکو اپنی کہہ ذرا

[1] پس پیمبر نے الخ۔ اشعر پیغمبر نے فرمایا کہ اس کو کھود و اور گھور اخس و خاشاک سے کرو اہل مسجد کے قلب مثل مسجد قلب تھے دام مین دانہ رکھنا بخشش نہین ہے آگے مثال ہے مچھلی پکڑنے کو گوشت کانٹے مین لگاتے ہین ایسے لقمہ سے نہ بخشش ہے نہ سخا ہے مسجد اہل قبا جماد تھی اگر غیر کفو کو خود مین نہین آنے دیا پس جمادون مین ایسا ظلم نہین ہوا اور غیر کفو کو حضرت نے سوخت کر دیا پس حقائق کو کہ اصل کی اصل ہے تو جان کہ اس جگہ فرق ہے اور فصل نہ اُسکو حیات ہے مثل اسکے حیات کے اور نہ اُسکو موت ہے مثل اُسکی موت کے یعنے مومن منافق کے حقائق مین بھی فرق ہے اسکے حقائق اور ہین اسکی گور اسکی گور کے مثل نہ جان مین کیا کہون کہ فرق ہے اس جہان مین اور اُس جہان مین امتحان اپنے جسم کا کر مت بنا اپنے باطن کو مسجد اہل ضرار تو اہل مسجد پر تمسخر کرے اور غور سے دیکھے تو خود اُن مین سے ہے یعنے تیرا نفس خود منافق ہے تو اس کی اصلاح کر جیسے وہ چار دن یار باہم لڑتے تھے اور اپنا عیب نہین دیکھتے تھے چنانچہ اس کا حال آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] چار ہندو الخ ۵ شعر چار ہندو ایک مسجد مین گئے سجدہ اور رکوع کرنے کے لیے سب نے ایک نیت پر تکبیر کی اور نماز الحاح و زاری سے پڑھی ایک موذن آیا ایک اُن مین سے بولا اے موذن بانگ دے کیا وقت ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ [3] بولا ہندو الخ ۴ شعر دوسرے ہندو نے از راہ نیاز کہا نماز مین باتین مت کر نماز باطل ہوتی ہے تیسرے نے دوسرے سے کہا کہ طعنہ اُسکو مت کر اور اپنی حقیقت ذرا کہہ چوتھے نے کہا کہ الحمد للہ مین تینون کے مانند چاہ مین نہین گرا پس اُن چارون ہندو کی نماز تباہ ہوئی کہ اکثر عیب گو راہ گم کرتے ہین آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

آن چہارم گفت حمد اللہ کہ من	در نیفتادم بہ چہ چون آن سہ تن	بولا وہ چوتھا کہ حمد للہ مین	نے گرا ہون تم کے مثل اب چاہ مین
پس نماز ہر چہاران شد تباہ	عیب گویان بیشتر گم کردہ راہ	ہوئی نمازان چار رندونکی تباہ	عیب گو اکثر کہ گم کرتے ہین راہ
ای خنک جانے کہ عیب خویش دید	ہر کہ عیبے دید آن بر خود بدید	جان[۱] وہ بہتر کہ دیکھے اپنا عیب	عیب اپنا جانے دیکھے جسکا عیب
زانکہ نیمے او ز عیبستان بدست	وان دگر نیمش ز غیبستان بدست	کیونکہ آدھا وہ تو عیبستان سے ہے	دوسرا آدھا وہ غیبستان سے ہے
چونکہ بر سر مر ترا دہ ریش ہست	مرہمت بر خویش باید کار بست	سر کے اوپر زخم دس جو ہین ترے	رحم کرنا اپنے اوپر چاہیئے
عیب کردن ریش را داروے اوست	چون شکستہ گشت جاے ارحموست	اُسکی دارو عیب کرنا زخم کا	رحم کی جا ہے شکستہ جو ہوا
گر ہمان عیبت نبود ایمن نباش	بو کہ آن عیب از تو گردد نیز فاش	گر تجھے نے عیب وہ بے غم نہ ہو	عیب تجھ سے ہو کہین ظاہر نہ وہ
لاتخافوا از خدا نشنیدۂ	پس چہ خود را ایمن و خوش دیدۂ	لاتخافوا تو نے حق سے نے سنا	کسلیے بے غم و خوش خود کو رکھا
سالہا ابلیس نیکو نام زیست	گشت رسوا بین کہ او را نام چیست	بس ہا ابلیس برسون نیکنام	دیکھ وہ رسوا ہوا انجام کام
در جہان معروف بد علیاے او	گشت معروفے بعکس اے واے او	برتری عالم مین مشہور اُسکی تھی	اُسکی وہ شہرت بس اُلٹی ہو گئی
تا نہ ایمن تو معروفے مجو	پاک شو از خوف پس از من گو	تا نہ بیغم ہو تو مت مشہور ہو	خوف سے چھوٹے رجا سے تب کہو
تا نہ روید ریش تو ای خوش ذقن	بر دگر سادہ ز تخ طعنہ مزن	جب تلک[۲] داڑھی نہین نکلے تری	سادہ رویون پر نہ کر طعنہ زنی
این نگر کہ مبتلا شد جان او	در چہے افتاد تا شد پند تو	دیکھ جان اُسکی بلا مین جب پھنسی	تب ہدایت اس سے تجکو بس ہوئی
تو نیفتادی کہ باشی پند او	زہر او نوشید تو خور قند او	نے پھنسا تو کہ ہدایت اُسکو ہو	اُسنے کھایا زہر تو کھا قند کو

قصد کردن ترکان غزان در خون مردے کہ تا دیگران بترسند

قصد کرنا ترکان غزان کا ہلاکت مین ایک مرد کی کہ تا دوسرون کو خوف ہو

آن غزان ترک خون ریز آمدند	بہر یغما در یکے دہ در شدند	[۳] وہ غزان ترک جو خون ریز تھے	لوٹنے کو ایک گاؤن مین گئے

۱ جان وہ الخ شعر اُسکو بہتر جان کہ جو اپنا عیب دیکھے وہ جس کا عیب دیکھے اسے اپنا عیب جانے کیونکہ وہ آدھا عیبستان سے ہے دوسرا آدھا وہ غیبستان سے ہے تیرے سر پہ جو دس زخم ہین تو اپنے اوپر رحم کرنا چاہیے اس کی دارو عیب کرنا اس کے زخم کا رحم کی جا ہے کہ جو شکستہ ہوا اگر تجھ مین وہ عیب نہین ہے تو بے غم نہ ہو کہ کہین وہ عیب تجھ سے ظاہر نہ ہووے مت خوف کرو یہ تو نے حق سے نہین سنا ہے کس لیے بے غم و خوش آپ کو رکھتا ہے آگے مثال ہے ابلیس برسون نیکنام رہا ہے دیکھ کہ انجام کار بدنام ہوا ہے اُس کی برتری عالم میں مشہور تھی اُس کی وہ شہرت سب اُلٹی ہو گئی جب تک تو بے غم مشہور نہ ہو یعنے حق تعالے نے اہل خوف کو کہا ہے کہ مت خوف کرو بس تو خوف سے خود کو آراستہ کر اسوقت بے خوف ہونا تیرا درست ہے ورنہ مانند ابلیس کے تو انجام مین بدنام ہوئے گا باقی مثال اس کی آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ جب تلک الخ شعر جب تلک تیری داڑھی نہین سادہ رویوں پر طعنہ نہ مار تو دیکھ کہ جان شیطان کی جب بلا مین پھنسی تب تجھکو اس سے ہدایت ہوئی تو نہین پھنسا ہے کہ اُس کو ہدایت ہو اُس نے کھا زہر کھایا تو قند کھا یعنی ابلیس بلا مین گرفتار ہوا تو عبرت اس سے پکڑے رہتی اختیار کر اگر آگے اُس نے زہر کھایا ہے تو اُسکے برعکس قند کھا کیونکہ ایک سے دوسرے کو عبرت ہوتی ہے جیسے ترکان غزان نے ایک کو ہلاک کیا کہ دوسرے کو عبرت ہو چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۳ وہ غزان الخ شعر وہ ترکان غزان کہ جو خون ریز تھے ایک گاؤن مین لوٹنے کو گئے باقی حال آگے ہے فافہم

دو کس از اعیان آن دہ یافتند — در ہلاک آن یکے بشتافتند
دست بستندش کہ قربانش کنند — گفت ای شاہان و ارکان بلند
قصد خون من بچہ رو میکنید — از چہ آخر تشنۂ خون منید
چیست حکمت چہ غرض زین کشتنم — چونکہ من مرد درویشم و عریان تنم
گفت تا ہیبت برین یارت زند — تا بترسد او و زر پیدا کند
گفت آخر او ز من مسکین ترست — گفت تا صد گرہ است او را زرست
گفت چون وہم است اسیر و بحیم — در مقام احتمال و در شکیم
خود در اندیشید اول ای شہان — تا بترسیم من و ہم زر افشان
پس کرمہای الٰہی بین کہ ما — آمدیم آخر زمان در انتہا
آخرین قرنہا پیش از قرون — در حدیث است آخرون السابقون
تا ہلاک قوم نوح و قوم ہود — عارض رحمت بجان ما نمود
کشت ایشان الامر سیم از و — در خود این برعکس کردی ای تو

پکڑا اُس گاؤن کے دو سردار کو — مارتے تھے ایک کو انمین سے دو
ہاتھ باندھا تاکرین اسکو ہلاک — بولا وہ ہنسے کہ ای شاہان پاک
قتل کرتے ہو مجھے کسواسطے — تشنۂ خون ہو مرے تم کس لیے
کیا ہلاکت مین مری حکمت رکھی — مین ہون درویش اور مجھکو مفلسی
بولے اس سے یار تیرا تا ڈر رہے — اور ڈر سے زر کو یہ ظاہر کرے
بولا وہ مفلس زیادہ مجھ سے ہے — بولے ہی آسودہ ہم ہین جانتے
بولا یہ ہی وہم یہ ہم ایک ہین — احتمال و شک مین یہ ہی اور مین
پہلے اب تم مارو اُسکو ای شہان — تاکہ ڈر سے دون تمھین زر کا نشان
پس خدا کا فضل یہ دیکھو کہ ہم — آگئے ہین آخر زمانہ مین اتم
پہلے قرنون سے پیچھلے ہین قرون — ہے خبر مین آخرون السابقون
تا عذاب قوم نوح و ہود سے — پایا رحمت کو ہماری جان نے
مارا اُنکو تاکہ ہم اس سے ڈرین — اگر کرے برعکس تو ہین حسرت مین

بیان حال خود پرستان و ناشکران از نعمت وجود انبیا و اولیا

ہر کہ از ایشان گفت از عیب و گناہ — وز دل چون سنگ وز جان سیاہ
وز سبک داری فرمانہای او — وز فراغت از غم فردای او

بیان حال خود پرستون و ناشکرون کا نعمت وبخشش انبیا واولیا سے

جس نے عیب انبیا ظاہر کیا — سنگدل اور تیرہ جان اُنکو کہا
اور ہلکا رکھنا اُن کے حکم کو — اور نڈر محشر سے رکھنا آپ کو

لہ پکڑا الخ شعر اُس گاؤن کے دو سردار کو پکڑا ان مین سے ایک کو دو مارتے تھے ہاتھ باندھا تاکہ اُسکو ہلاک کرین اُس نے کہا کہ اے شاہان پاک تم مجھے قتل کس واسطے کرتے ہو اور میرے تشنہ خون کے تم کس لیے ہو میری ہلاکت مین کیا حکمت ہے مین درویش ہون اور مجھکو مفلسی ہے کہا اُس نے کہ تاکہ یہ تیرا یار ڈرے اور ڈر سے مال ظاہر کرے اُس نے کہا کہ وہ مفلس زیادہ مجھ سے ہے کہا اُنھون نے کہ وہ آسودہ ہے ہم جانتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ؎۲ بولا الخ شعر کہا یہ وہم ہے اور یہ اور ہم ایک ہین مقام احتمال اور شک مین اول اسکو مار دو تاکہ ڈر سے زر کا نشان بتادے آگے حقائق اس کے ہین فیصلہ خدا کا دیکھ کہ ہم آخر زمانہ مین آئے ہین پہلے قرنون سے یہ پچھلے قرن ہین حدیث مین ہے آخرون السابقون یعنی پچھلے اگلے ہین اگر عذاب قوم نوح اور ہود سے ہماری جان نے رحمت کو پایا اُن کو مارا کہ ہم اُن سے ڈرین اگر برعکس ہوتا ہم کیا کر سکتے یعنے امت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اسواسطے بعد کیا کہ اگلی امتون کا حال دیکھکر تا فرمانی نہ کرین در عبرت پکڑین اسیواسطے یہ امت مرحومہ ہوئی اور بقول حضور پیچھلے اگلے ہین کیونکہ قطار کی روانگی مین ہنگام پلٹ جانیکے جانب اصل کے پچھلے اگلے ہو جاتے ہین پس یہ امت ہنگام لوٹنے کے اگلی امتون کے آگے ہوگی اسواسطے حضور نے فرمایا ہے کہ آخرون السابقون ہیں اور اگر برعکس کرتا تو نقصان تھا آگے اس کی مثال فرماتے ہین فافہم ۱۲ ؎۳ جس نے الخ شعر جس نے عیب نبیون کا ظاہر کیا سنگدل اور تیرہ جان اُن کو کہا ان کے حکمون کو ہلکا رکھنا اور نڈر محشر سے رہنا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

وز ہوس وز عشق این دنیای دون
آن نفور از گفتہای ناصحان
با دل و با اہل دل دیوانگی
سیر چشمان را گدا پنداشتن
گر پذیرد چیز تو گوئی گدا است
گر در آمیزد تو گوید طامع است
گر تحمل کرد گوئی عاجز است
یا منافق وار عذر آرے کہ من
نے مرا پروائے سر خاریدنیست
ای فلان ما را بہمت یاد دار
این سخن نے ہم ز درد و سوز گفت
ہیچ چارہ نیست از قوت عیال
چہ حلال ای گشتہ از اہل ضلال
از خدایت چارہ است از قوت نے
ای کہ صبرت نیست از دنیای دون
ای کہ صبرت نیست از ناز و نعیم
ای کہ صبرت نیست از فرزند و زن

چون زنان نفس را بودن زبون
وان رمیدن از لقای صالحان
با شہان تزویر و روبہ شانگی
وز حسد شان خفیہ دشمن داشتن
ور نہ گوئی زرق و مکر ست و دغاست
ور نگوئی در تکبر مولع است
ور غیور آمد تو گوئی کر بد است
با ندہ ام در نفقہ فرزند و زن
نے مرا پروائے دین اندیشہ نیست
تا شوم از اولیا پایان کار
خوابناکے سر زہ گفت و باز خفت
از بن دندان کنم کسب حلال
غیر خون تو نمی بینم حلال
چارہ است از دین از طاغوت نے
صبر چون داری ز نعم الماہدون
صبر چون داری ز اللہ کریم
صبر چون داری ز نعم فی و المنن

اور اس دنیا کی عشق و حرص سے[1]
ناصحون کے قول کو نا ماننا
ہونا بس دیوانہ دل والونکے ساتھ
اور آسودونکو مفلس جاننا
گر کوئی خیرات لے کہوے گدا[2]
گر ملے آکر تو طامع تو کہے
گر تحمل ہووے تو عاجز کہے
یا منافق وار عذر اک تو کرے
ہی نہ سر کھجلانیکی فرصت مجھے
یاد رکھ ہم کو دعا سے تو یار
یہ کہین باتین نہ سوز و درد سے
چھٹ نہین سکتا ہی جو قوت عیال[3]
کیا حلال ای شامل اہل ضلال
حق سے چارہ قوت جسمی ہی نہین
صبر دنیا سے نہین تو کر سکے
ناز و نعمت سے نہ تجکو صبر ہے
صبر تجکو نے زن و فرزند سے

تابع دل ہونا جون عورات کے
اور لقاے صالحون سے بھاگنا
مکر و حیلہ کرنا بس شاہونکے ساتھ
اور حسد سے خفیہ دشمن ماننا
ورنہ کہوے کہ ہی یہ مکر و دغا
ور نہ یہ کہوے تکبر ہے اُسے
گر غیور آئے کہے بیہودہ ہی
کہ ہون عاجز نفقہ فرزند سے
اور نہ ہی دین پانے کی فرصت مجھے
ہو وین تا ہم اولیا انجام کار
جیسے سوتا خواب مین برّائے ہی
کرتا ہون محنت سے مین کسب حلال
جز ترے خون کے نہ جانو مین حلال
دین سے چارہ بت پرستی ہی نہین
صبر نعم الماہدون سے کیونکر ہی
صبر کیونکر تو رکھے اللہ سے
صبر تجکو کیونکر اُس خاوند سے

[1] اور اس دنیا الخ یہ شعر از دنیا کے عشق و حرص سے مانند عورتون کے تابع نفس ہونا اور ناصحون کے قول کو نہ ماننا و صالحون کے لقا سے بھاگنا اہل دل کے ساتھ دیوانہ ہونا شاہون کے ساتھ حیلہ کرنا اور آسودون کو مفلس جاننا اور حسد سے پوشیدہ دشمن ماننا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] اگر کوئی الخ یہ شعر اگر کوئی خیرات لیوے تو اُسے گدا کہوے ورنہ کہوے کہ یہ مکر دہ ہے اگر کوئی ملے تو اُسے طامع کہے ورنہ کہے کہ اسے تکبر ہے اگر تحمل ہووے تو اسے عاجز کہے اگر غیور آئے تو بیہودہ کہے یعنے اے منافق تو بسبب غلبہ یا دیوانگی نسبت بد طینتی سے نہین لگاتا ہے اور ان کی ہدایت کو صادق جانتا ہے منافقون کے مانند ایک تو عذر کرے کہ مین عاجز ہون نفقہ زن و فرزند سے کہ سر کھجلانے کی فرصت نہین ہے اے یار تو ہم کو دعا سے یاد رکھ تا انجام کو ہم اولیاء اللہ ہو وین یہ بات اس نے سوز و درد سے نہین کہی جیسے سوتا خواب مین برّاتا ہے یعنے وہ منافق اُسی طرح باتین کرتے ہین بے خواہش دیے جگر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] چھٹ الخ یہ شعر جو قوت عیال چھٹ نہین سکتا ہے پس مین محنت سے کسب حلال کرتا ہون آگے مقولہ مولانا کا ہے کسب حلال اے شامل گمراہون کے کیا چیز ہے مین تیرے خون کے سوا حلال نہین جانتا ہون حق سے چارہ ہے اور قوت جسمانی سے چارہ نہین ہے دین سے چارہ ہے اور بت پرستی سے چارہ نہین ہے تو دنیا سے صبر نہین کر سکتا پس کیونکر نعم الماہدون سے صبر کرے گا یعنے اچھا بچھونا یا ہم نے تجھ کو ناز و نعمت سے صبر نہین ہے تو کیونکر اللہ سے صبر رکھ سکتا ہے تجھ کو صبر زن و فرزند سے نہین کیونکر تجھ کو صبر اُس خاوند سے ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

ایکہ می گوئی خدا بخشد ترا	آن فریب غول میدان بر ترا	۱ تو جو کہتا ہے خدا بخشے تجھے	وہ فریب غول ہے تو جان لے
کو خلیلے کو برون آمد زغار	گفت ہذا رب ہان کو کردگار	نے خلیل اللہ کہ نکلے غار سے	بولا ہذا رب کہاں اللہ ہے
من نخواہم در دو عالم بنگریست	تا ندانم این دو مجلس آن کیست	چاہتا ہوں دیدِ دو عالم نہ میں	تا نہ جانوں یہ دو مجلس کسکی ہیں
بے تماشائے صفتہائے خدا	گر خورم نان در گلو گیرد مرا	بے تماشائے صفات اللہ کے	روٹی گر کھاؤں گلے میں بس پھنسے
چون گوارد لقمہ بے دید او	بے تماشائے گل و گلزار او	کب مزا دے کھانا بے دیدار یار	بے تماشائے گل و گلزار یار
جز بامید خدا زین آب خور	کہ خورد یک لقمہ غیر گاؤ خر	۲ اس جہان سے غیر امید خدا	کون کھانا کھائے گاؤ خر سوا
آنکہ کالانعام بد بل ہم اضل	گرچہ پر مکرست آن گندہ بغل	وہ کہ کالانعام ہے بل ہم اضل	گرچہ ہے پر مکر وہ گندہ بغل
مکر او سر زیر او سر زیر شد	روزگارے برد و روزش دیر شد	مکر اُس کا اور وہ اوندھا ہوا	دن گئے اُس کے نہ دن باقی رہا
فکر گاہش کند شد عقلش خرف	عمر شد چیزے ندارد چون الف	عقل سُست اور فکر کند اُسکی ہوئی	عمر گذری کچھ نہ چیز اُسکی رہی
انچہ میگوید درین اندیشہ ام	اینہم از دستان این نفس ست ہم	یہ جو کہتا ہے کہ اندیشہ میں ہوں	یہ بھی ہے اک زور مکر نفس دون
وانچہ میگوید غفورست و رحیم	نیست جز آن حیلۂ نفس لئیم	کہتا ہے جو کچھ غفور اور ہے رحیم	ہے نہ وہ جز حیلۂ نفس لئیم
اے ز غم مردہ کہ دست از نان تہی ست	چون غفورست و رحیم این ترس چیست	غم سے تو مردہ کہ نے روٹی رکھے	جو رحیم اب ہے تو پھر ڈر کس لیے

حکایت کردن پیرے پیش طبیب از رنجوری خود وجواب او

حکایت کرنا ایک بوڑھے کا آگے طبیب کے بیماری اپنی سے اور جواب دینا اُس کا

گفت پیرے مر طبیبے را کہ من	در زحیرم از دماغ خویشتن	۳ بولا اک پیر اک طبیب نیک سے	درد سر سے مجکو بس تکلیف ہے
گفت از پیری ست آن ضعف دماغ	گفت در چشمم ز ظلمت ہست داغ	بولا پیری سے ہے وہ ضعف دماغ	بولا تاریکی سے آنکھوں میں ہے داغ

۱ تو جو الخ یہ شعر تو جو کہتا ہے کہ تجھے خدا بخشے تو جان لے کہ وہ فریب غول ہے خلیل اللہ نہیں ہے کہ غار سے نکلے ہذا رب کہے اللہ کہاں ہے اسد عالم نہیں چاہتا ہوں تا نہ جانوں میں کہ یہ دو علی کس کی ہے بغیر دیکھے صفات اللہ کے اگر روٹی کھاؤں گلے میں پھنسے کیا مزا کھانا دے بغیر دیدار یار کے اور بے سیر گل و گلزار یار کے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ ۲ اس جہان سے الخ، شعر بغیر امید خدا کے اس جہان سے کون کھانا گاؤ خر کے سوا کھائے بس وہ ہے ترجمہ مثل چوپایوں کے بلکہ اُن سے بھی گمراہ سوا ہے اگرچہ وہ پر مکر گندہ بغل ہے اس کا مکر اور وہ اوندھا ہوا اُس کی عمر گئی اور دن باقی نہ رہا عقل سست اور فکر کند اُس کی ہوئی عمر گذری اور کچھ چیز نہ رہی اور یہ جو کہتا ہے کہ میں اندیشہ میں ہوں یہ بھی مکر و حیلہ نفس کمینہ کا ہے جو کچھ کہتا ہے کہ وہ غفور و رحیم ہے وہ نہیں ہے بجز حیلہ نفس لئیم کے غم سے تو مردہ ہے کہ نے روٹی رکھے اور جو رحیم ہے تو پھر ڈر کس لئے ہے یعنے از راہ مکر و حیلہ کے ہر کام کو خدا پر حوالہ کرتا ہے یہ سب اُس کے نفس کا دھوکہ ہے انسان کو چاہیئے کہ حتی الامکان امور دنیا میں خود کوشش کرے اور اس کوشش کو خدا کے حوالے کرے نہ کہ بے کوشش ہر کام خدا پر رکھے جیسے طبیب نے ہر مرض پیر کو حوالہ پیری کیا اور خود معالجہ نہ کیا چنانچہ اس کا قصہ آگے مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲ ۳ بولا الخ شعر کہا اک پیر نے ایک طبیب سے درد سر سے از بس مجکو تکلیف ہے کہا پیری سے ہے وہ ضعف دماغ بولا آنکھوں میں تاریکی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گفت از پیریست اے شیخ قدیم	گفت چشمم درد می آید عظیم	بولا پیری سے ہے اے شیخ قدیم	بولا ہے درد کم مجکو عظیم
گفت از پیری ست اے شیخ نزار	گفت ہر چہ میخورم نبود گوار	بولا پیری سے ہے اے شیخ نزار	بولا جو کھاتا ہون ہوے ناگوار
گفت ضعف معدہ ہم از پیری است	گفت وقت دم مرا دم گیری ست	بولا ضعف معدہ بھی پیری سے ہے	بولا میری سانس آنے مین رکے
گفت آرے انقطاع دم بود	چون رسد پیری دو صد علت شود	بولا سچ ہے کیون نہ دم تیرا رکے	جو کہ پیری باعث صد عیب ہی
گفت کم شد شہوتم یکبارگی	گفت از پیری ست این بیچارگی	بولا میری شہوت اب کم ہو گئی	بولا پیری سے ہے یہ بیچارگی
گفت پایم سست شد از رہ بماند	گفت از پیری ست در کنجت نشاند	بولا میرے پائون چلنے سے تھکے	بولا پیری سے یہ گوشہ گیری ہے
گفت پشتم چون کمانے شد دوتا	گفت از پیری ست این رنج و عنا	بولا میری پشت ٹیڑھی ہو گئی	بولا پیری سے یہ رنج و عاجزی
گفت تاریکست چشمم اے حکیم	گفت کز پیریست اے مرد علیم	بولا دھند ہے آنکھ مین میری حکیم	بولا پیری سے ہے اے مرد علیم
گفت اے احمق برین بر دوختی	از طبیبی تو ہمین آموختی	بولا اے احمق تو یہ کہتا ہے کیا	اور طبابت سے یہی سیکھا ہو کیا
اے مدمغ عقلت این دانش نہ داد	کہ خدا ہر درد را درمان نہاد	اے تجھے یہ عقل نے دانش نہ دی	کہ دوا ہر درد کی حق نے رکھی
تو خر احمق ز اندک مایگی	بر زمین ماندی ز کوتہ پایگی	تھوڑی پونجی ہے تو اے احمق گدھے	کوتہ قدمی سے زمین پر تو ہے
پس طبیبش گفت کاے عمر شصت	این غضب وین خشم ہم از پیر است	پس طبیب نیک نے اس سے کہا	یہ بھی پیری سے ہے اے غصہ ترا
چون ہمہ اجزا و اعضا شد نحیف	خویشتن داری و صبرت شد ضعیف	جو ترے اعضا ہوے ہین سب نحیف	ہو گیا صبر و تحمل بس ضعیف
بر نتابد دو سخن زان ہے کند	تاب یک جرعہ ندارد قے کند	نے تحمل دو سخن کا تو رکھے	گھونٹ پی سکتا نہین قے ہی کرے
جز مگر پیری کہ از حق است مست	در درون او حیات طیب ہست	بس سوا اُس پیر کے جو مست ہے	اور حیات پاک وہ دل مین رکھے
از برون پیر ست و در باطن صبی	خود چہ چیز است آن ولی آن نبی	پیر ظاہر طفل ہے وہ باطنا	کیا ہے وہ اک ولیا و انبیا
گر نہ پیدا اند پیش نیک و بد	چیست با ایشان خسان را این حسد	نے ہین ظاہر نیک و بد کے سامنے	پھر حسد ناکس کا اُنسے کس لئے
ور نمیدانند شان علم الیقین	چیست این بغض و حیل سازی و کین	گر نہین وہ جانتے علم الیقین	کس لئے کرتے ہین حیلہ بغض و کین

۱؎ بولا الخ ۵ شعر اے شیخ قدیم بولا درد کرتا ہے مجکو عظیم کہا پیری سے ہے اے شیخ نزار بولا جو کھاتا ہون ناگوار ہوتا ہے کہا پیری سے ضعف معدہ ہی کہا میری سانس آنے مین رکتی ہے کہا سچ ہے تیرا دم کیون نہ رکے جو کہ پیری باعث صد عیب ہے کہا میری شہوت کم اب ہو گئی ہے بولا پیری سے یہ حال و بیچارگی ہے باقی حال اس کا آگے مولانا بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲۔ ۲؎ بولا الخ ۶ شعر کہا میرے پائون چلنے سے تھک گئے بولا پیری سے یہ گوشہ گیری ہے کہا میری پشت ٹیڑھی ہو گئی بولا پیری سے یہ رنج و عاجزی ہے کہا میری آنکھ مین دھند ہے اے حکیم بولا پیری سے ہے اے مرد علیم کہا اے احمق تو جو یہی کہتا ہے اور طبابت سے بھی کچھ سیکھا ہے اے تجکو عقل نے دانش نہین دی ہے دوا ہر درد کی حق نے رکھی ہے تھوڑی پونجی سے تو اے احمق گدھے کوتہ قدمی سے زمین پر ہے یعنے حق نے ہر ایک درد کی دوا علیحدہ علیحدہ رکھی ہے اور تو ہر ایک مرض کو پیری ہی سے بتاتا ہے اسی طرح غافل دنیا ہر ایک کام مین خود کوشش نہین کرتا ہے اور خدا پر رکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳؎ پس طبیب نیک نے الخ ۸ شعر پس اس سے طبیب نیک نے کہا یہ بھی پیری کے سبب تجھکو غصہ ہے جو اعضا تیرے ضعیف ہوئے ہین صبر و تحمل بھی ضعیف ہوا ہے تو بتا دو باتون کا تحمل نہین کرتا گھونٹ نہین پی سکتا ہے قے کرتا ہے آگے حقائق ہین اس پیر کے جو حق سے مست ہے اور حیات پاک وہ دل مین رکھتا ہے ظاہر مین پیر اور باطن مین طفل ہے وہ کون ہین انبیا اور اولیا ہین جو وہ نیک و بد کے روبرو ظاہر نہین ہین پھر حسد ناکس کا اُن سے کس لئے ہے اگر وہ علم الیقین نہین جانتے ہین تو عام کیو اسطے حیلے بغض کینے کرتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

درہمی وانند بعث در رستخیز — چون زنندی خویش بر شمشیر تیز
بر تو میخندد مبین او را چنان — صد قیامت در درونستش نہان
دوزخ و جنت ہمہ اجزائے اوست — ہرچہ اندیشی تو آن بالائے اوست
ہرچہ اندیشی پذیرائے فنا است — و آنکہ در اندیشہ ناید آن خدا است
بر در این خانہ گستاخی ز چیست — گر ہمیدانند کاندر خانہ کیست
ابلہان تعظیم مسجد مے کنند — در جفائے اہل دل جد میکنند
آن مجاز است این حقیقت اے خران — نیست مسجد جز درون سروران
مسجدے کو اندرون اولیاست — سجدہ گاہ جملہ است آنجا خدا است
تا دل مرد خدا ناید بدرد — ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد
قصد جنگ انبیا میداشتند — جسم دیدند آدمی پنداشتند
در تو ہست اخلاق آن پیشینیان — چون نمی ترسی کہ تو باشی ہمان
عادت آن ناسپاسان در تو ہست — نایدت ہر بار دلو از چہ درست
آن نشانیہا ہمہ چون در تو ہست — چون وز ایشانے کجا خواہی برست

ایسے[۱] ہی گر جانتے ہیں حشر و نشر — ڈالتے خود کو ہیں کیوں شمشیر پر
ہنستے ہیں تجھ پر تو جان ایسا انہیں — سو قیامت مخفی اُنکے دل میں ہیں
دوزخ و جنت ہیں اجزا اُنکے سب — جو تو سوچے ہیں وہ بالا اُس سے اب
سوچتا ہے جو کہ تو وہ ہے فنا — سوچنے میں جو نہ آئے وہ خدا
در پہ گستاخی ہے گھر کس لئے — گر یہ جانے ہیں کہ گھر میں کون ہے
کرتے ہیں تعظیم مسجد ابلہان — اہل دل کو دیتے ہیں تکلیف جان
وہ مجاز اور یہ حقیقت ہے خران — ہے نہ مسجد جز بطون سروران
وہ جو[۲] مسجد ہے درون اولیا — سجدہ گہ سب کی ہے واں ہے خدا
اہل دل کا جب تلک نے دل دکھا — حق نے اُس قوم کو رسوا کیا
قصد جنگ انبیا وہ رکھتے تھے — جسم دیکھا اور بشر تھے جانتے
تجھ پہ یہ اخلاق ان اگلوں کی ہے — کیوں نہیں ڈرتا کہ تو وہ ہی بنے
عادت اُن نالائقوں کی تجھ میں ہے — نے درست ہر ڈول نکلے چاہ سے
وہ نشانی جو کہ بالکل تجھ میں ہے — جو تو اُن میں سے ہے کب تو بچ سکے

قصہ کودکے کہ در پیش تابوت پدرے نالید و سخن جوحی

قصہ اُس لڑکے کا کہ باپ کے جنازے کے آگے روتا اور کہنا جوحی کا

کودکے در پیش تابوت پدر — زار می نالید و بر میکوفت سر
کاے پدر آخر کجایت می برند — تا ترا در زیر خاکی بسپرند

ایک[۳] لڑکا پیش تابوت پدر — روتا تھا اور پیٹتا تھا اپنا سر
اے پدر تجکو کہاں لیجاتے ہیں — تا کہ نیچے خاک کے تجکو رکھیں

[۱] ایسے الخ شعر اگر ایسے ہی حاسد ہیں حشر و نشر جانتے ہیں پھر خود کو شمشیر پر کیوں ڈالتے ہیں انبیا ہنستے ہیں تجھپر تو تھیں ایسا جان کہ اُن کے دل میں سو قیامتیں پوشیدہ ہیں اُن کے سب اجزا دوزخ و جنت ہیں تو وہ اُس سے بالا ہیں جو تو سوچتا ہے اُسکو فنا ہے جو تیری سمجھ میں نہ آئے وہ خدا ہے تو گھر کے دروازے پر گستاخی کسلئے کرتا ہے اگر یہ تو جانتا ہے کہ گھر میں کون ہے یعنے اس خانہ تن کے در پر گستاخی کیوں کرتا ہے تو جانتا نہیں کہ اس گھر میں حق ہے آگے مثال ہے احمق تعظیم مسجد کی کرتے ہیں اور اہل دلکو تکلیف جان کی دیتے ہیں وہ مجاز ہے اور یہ حقیقت ہے اور باطن اولیا کے میں مسجد ہے یعنی دل اولیا مسجد ہے کیونکہ یہ مسجد مجازی اور یہ دل اولیا مسجد حقیقی ہے پس تعظیم اہل دل کی کرنا چاہیئے باقی حال مسجد کا آگے ہے فافہم ۱۲
[۲] وہ جو الخ شعر وہ مسجد جو اولیا کے اندر ہے سب کی سجدہ گاہ ہے اور وہاں خدا ہے اہل دل کا جب تک دل نہ دکھا یا حق نے اس قوم کو رسوا نہیں کیا وہ انبیا سے قصد جنگ کا رکھتے تھے جسم کو دیکھتے اور بشر جانتے تھے تجھ میں اگلوں کی بد اخلاقی ہے تو کیوں نہیں ڈرتا ہے کہ وہ تو ہی ہے تجھ میں عادت اُن نالائقوں کی ہے ہر ڈول درست چاہ سے نہیں نکلتا ہے وہ نشانی کہ جو تجھ میں ہے ان میں نہیں ہے اور تو کب بچ سکے یعنے وہ منافق جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بشر جانتے تھے اور مقابلہ جنگ کا کرتے تھے پس تجھ میں بھی وہی بد اخلاقی اُن منافقوں کی ہے پس تو اُن نشانیوں سے کب بچ سکتا ہے چنانچہ آگے نشانیوں کا حال جوحی کے قصہ میں ہے مثالاً فرماتے ہیں فافہم ۱۲
[۳] ایک لڑکا الخ شعر ایک لڑکا اپنے باپ کے تابوت کے آگے روتا تھا اور سر پیٹتا تھا اور کہتا تھا کہ اے پدر تجکو کہاں لئے جاتے ہیں تاکہ خاک کے نیچے تجھے رکھیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

می برندت خانهٔ تنگ و زحیر | نی دروقالین و نی فرش حصیر
نی چراغ در شب و نی روز نان | نی دران بوی طعام و نی نشان
نی درش معمور و نی سقف و نه بام | نی دران بهر ضیائی هیچ جام
نی دران از بهر مهمان آب و چاه | نی یکی همسایه کو باشد پناه
جسم تو که بوسه گاه خلق بود | چون شود در خانهٔ کور و کبود
خانهٔ بی زینهار و جائی تنگ | کاندران نی روی بنماید نه رنگ
زین نسق اوصاف خانه می شمرد | وز دو دیده اشک خونین میفشرد
گفت جوحی باپدر ای ارجمند | واللہ این را خانهٔ ما می برند
گفت جوحی را پدر ابله مشو | گفت ای بابا نشانیها شنو
این نشانیها که گفت او یک بیک | خانهٔ ماراست بی تردید و شک
نی حصیر و نی چراغ و نی طعام | نی درش معمور و نی سقف و نه بام
زین نمط دارند برخود صد نشان | لیک می بینند آنرا طاخیان
خانهٔ آن دل که ماند بی ضیا | از شعاع آفتاب کبریا
تنگ و تاریک ست چون جان یهود | بینوا از ذوق سلطان ودود
نی دران دل تاب نور آفتاب | نی گشاد عرصه و نی فتح باب
گور خوشتر از چنین دل مر ترا | آخر از گور دل خود برتر آ
زندهٔ و زنده زادی شوخ و شنگ | دل نمیگیرد ترا زین گور تنگ

[۱] تجکو لیجاتے ہین اُس گھر تنگ مین | جسمین نے قالین ہین نے فرش ہین
نے چراغ شب نہ روزن ہے وہان | اور نہ بو کھانیکی ہے نے کچھ نشان
نے وہ گھر آباد نے چھت اور نہ باغ | روشنی کیواسطے نے وان چراغ
[۲] نے وہان پانی ہے مہمان کیلئے | اور نہ ہمسایہ مینہ جس سے ملے
جسم تیرا جو مستی تھی خلق جو | خانۂ تاریک مین کیونکر کہ ہو
بے پناہ اک گھر ہے اور ہے جائے تنگ | کہ نہ اسمین منھ دکھی ہے اور نہ رنگ
اسطرح اوصاف گھر کے گنتا تھا | ساتھ خونین اشک کے وہ روتا تھا
بولا جوجی باپ سے یون اے پدر | واللہ لیجاتے ہین اسکو میرے گھر
بولا جوجی سے پدر ابلہ نہ ہو | بولا اے بابا نشانی سب سنو
یہ نشانی اُس نے اک اک جو کہی | ہین ہمارے گھر کی وہ بیشک سبھی
[۳] نے چٹائی نے چراغ و نے طعام | اور نہ گھر آباد نے چھت اور نہ بام
اسطرح رکھتے ہین خود پر سو نشان | پر نہ اُن کو دیکھتے ہین گمرہان
خانہ اُس دل کا کہ جو بے نور ہے | پرتو خورشید اللہ پاک سے
تنگ و تیرہ مثل جان کفار کے | اور مفلس ذوق سے ستار کے
اور نہ اُس دل مین ہی نور آفتاب | نے کھلا میدان اور نے فتح باب
گور بہتر ایسے دل سے ہی تجھے | گور دل سے باہر آ تو آپ سے
پیدا زندہ سے ہے اور تو زندہ ہے | دل نہین گھبراتا ایسی گور سے

[۱] تجکو الخ ۲ شعر تجکو اس تنگ گھر مین لئے جاتے ہین کہ جسمین نہ قالین اور نہ فرش ہے نہ چراغ شب ہے نہ روغن وہان ہے اور چیز کھانے پینے کی کچھ نہین ہے نہ وہ گھر آباد ہے اور نہ چھت و باغ ہے اور نہ روشنی کے واسطے چراغ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] نے وہان الخ ۸ شعر نے وہان پانی مہمان کے لئے اور نہ ہمسایہ کہ پناہ اس سے ملے تیرا جسم جو خلق جو مستی تھی خانہ تاریک مین کیونکر ہوگا ایک گھر بے پناہ جائے تنگ ہے کہ اُس مین نہ منھ دکھے ہے اور نہ رنگ اس طرح اوصاف لڑکا گھر کے کہتا تھا اور اشک خونی کے ساتھ روتا تھا جوجی نے کہا کہ اے میرے باپ اس کو واللہ ہمارے گھر لئے جاتے ہین جوجی سے کہا احمق نہ ہو اے بابا نشانی سب سنو یہ گھر کی نشانی اُس نے جو ایک ایک کہی وہ سب ہمارے گھر کی ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] نے چٹائی الخ ۸ شعر نہ چٹائی اور نہ چراغ و نہ طعام نہ گھر آباد نہ چھت و بام آگے حقائق ہین اسی طرح اولیاء اللہ سو نشان رکھتے ہین ولیکن گمراہ اُن کو دیکھتے نہین اس دل کا گھر جو بے نور ہے پرتو خورشید حق سے تنگ و تیرہ مثل جان کفار کے اور مفلس ہے ذوق ستار سے اور اس دل مین نور آفتاب نہین ہے اور نہ میدان کھلا اور نہ فتح باب ہوا ایسے دل سے تجھکو گور بہتر ہے تو گور دل سے آپ باہر آ یعنے اولیاء اللہ کا دل اس طرح سو نشانیان رکھتا ہے اور وہ حاذق اُن نشانیون سے ان کو پہچانتا ہے اور تیرے دل کی مثال مردون کی ہے زندہ در گور دل ہے تو زندہ سے پیدا ہے اور خود تو زندہ ہے تیرا دل اس تنگ گور سے نہین گھبراتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

یوسف وقتی و خورشید سما — زین چہ و زندان برآ و رو نما
تو[۱] ہے یوسف اور خورشید سما — چاہ زندان سے نکل اور منہ دکھا

یونست در بطن ماہی پختہ شد — مخلصش را نیست از تسبیح بد
تو ہے یونس بطن ماہی مین پکا — تو نہ چھٹتا پر تو طاعت سے چھٹا

گر نبودے او مسبح بطن نون — حبس و زندانش بدی تا یبعثون
پڑھتا مچھلی مین نہ وہ تسبیح کو — رہتا بس تا یبعثون زندان مین وہ

آن بہ تسبیح از تن ماہی بجست — چیست تسبیح آیت روز الست
برکت تسبیح سے اس سے چھٹا — کیا ہے تسبیح الستی وہ صدا

گر فراموشت شد آن تسبیح جان — بشنو این تسبیحہاے ماہیان
تو اگر بھولا وہ تسبیح جان — سن تو یہ تسبیحہاے ماہیان

ہر کہ دید اللہ را اللہی ست — ہر کہ دید آن بحر را او ماہی ست
جسنے[۲] اللہ دیکھا اللہی ہوا — جسنے دریا دیکھا وہ ماہی ہوا

این جہان دریا و تن ماہی و روح — یونس محجوب از نور صبوح
یہ جہان دریا و مچھلی جسم ہے — روح یونس ہے چھپی جو نور سے

گر مسبح باشد از ماہی رہید — ورنہ در وے ہضم گشت و ناپدید
گر پڑھے تسبیح مچھلی سے چھٹے — ورنہ اسمین فانی ہوا ور نے بچے

ماہیان جان درین دریا پرند — تو نمی بینی کہ کورے و نژند
مچھلیان جانکی ہین دریا مین بھری — تو نہین دیکھے کہ ہے اندھا ولی

بر تو خود را میزنند آن ماہیان — چشم بکشا تا بہ بینی شان عیان
ڈالتی ہین خود کو تجھپر مچھلیان — کھول آنکھین دیکھ تو انکو عیان

ماہیان جملہ روح بے جسد — نے در ایشان کبر و کین نے حسد
مچھلیان سب روح ہین اور بے جسد — اور نہ ان مین کبر و کینہ نے حسد

ماہیان را گر نمی بینی پدید — گوش تو تسبیح شان آخر شنید
مچھلیون کو گر نہ دیکھے ظاہرا — انکی تسبیحون کو آخر تو سنا

صبر کردن جان تسبیحات تست — صبر کن کانست تسبیح درست
صبر[۳] کرنا تیرا طاعت کی ہے جان — صبر کر تسبیح بہتر ہے وہ جان

ہیچ تسبیحے ندارد آن درج — صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
کوئی طاعت وہ نہ رکھتی ہے درج — صبر کر ہے صبر مفتاح الفرج

صبر چون جسر صراط آن سو بہشت — ہست با ہر خوب یک لالاے زشت
صبر ہے جون پل صراط اس سو بہشت — ساتھ اک ہر خوب کے خادم ہے زشت

تا ز لالا میگریزی وصل نیست — زانکہ لالا را ز شاہد فصل نیست
بھاگے تو خادم سے جبتک کب ہو وصل — کیونکہ خادم کو نہین شاہد سے فصل

تو چہ دانی ذوق صبر اے شیشہ دل — خاصہ صبر از بہر آن شوخ چگل
شیشہ دل تو صبر کا کیا جانے ذوق — صبر شاہد کے لیے ہے سب سے فوق

۱ تو ہے الخ ۵ شعر تو یوسف در خورشید فلک ہے تو چاہ و زندان سے نکل اور منہ دکھا تو یونس ہے اور بطن ماہی مین پکا ہے تو نہین چھٹا مگر تو تسبیح سے چھٹا اگر وہ مچھلی مین تسبیح نہ پڑھتا قیامت تک زندان مین وہ رہتا تسبیح کی برکت سے اس قید سے چھٹا وہ تسبیح کیا ہے صدائے الستی ہے اگرچہ وہ تسبیح جان کی بھولا تو سن یہ تسبیحہاے جان ماہیان اولیاء اللہ کی تسبیح صدائے اللہ ہے کہ اس تسبیح کے سبب سے جان اولیاء اس ماہی جسم سے نکلکر افلاک پر پہونچی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ جس نے اللہ الخ شعر جس نے اللہ کو دیکھا اللہی ہوا جس نے دریا سے دنیا کو دیکھا وہ ماہی ہوا آگے حقائق ہین جہان دریا اور جسم مچھلی ہے روح یونس چھپی جو نور سے اگر تسبیح پڑھے مچھلی جسم سے نجات پائے ورنہ اس مین فانی ہو اور نہ بچے مچھلیان جان کی دریا مین بھری ہین خود کو تجھ پر مچھلیان ڈالتی ہین اور آنکھین کھول اور اُن کو دیکھ ظاہر تو وہ مچھلیان سب روح ہین اور بے جسم کی ہین اور نہ اُن مین کبر و کینہ و حسد ہے اگر تو اُن کو ظاہر نہ دیکھے اُن کی تسبیحون کو آخر سنا ہوگا یعنے ارواح اولیاء اللہ کی اس عالم مین ہین اے طالب تجھ پر وہ نور کو ڈالتی ہین مگر تو اُنھین نہین دیکھتا ہے ان کی تسبیحون کو تو تو نے سُنا ہوگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ صبر کرنا تیرا الخ ۵ شعر صبر کرنا تیرا تسبیح کی جان ہے صبر کر وہ تسبیح بہتر ہے کوئی تسبیح وہ درجہ نہین رکھتی ہے صبر کر کہ صبر کنجی کشادگی کی ہے صبر مانند پل صراط کے ہے اور خوب بہشت ہے ہر ایک خوب کے ساتھ ایک خادم زشت ہے یعنی ہر ایک راحت کے ساتھ ایک رنج و تکلیف ہے جب تک تو خادم سے بھاگے گا کب وصل ہو کیونکہ خادم کو معشوق سے فصل نہین ہے تو مثل شیشے کے نازک دل ہے تو صبر کا کیا ذوق جانے صبر معشوق کے واسطے سب سے فوق ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

مرد را ذوق از غزا و کر و فر | مر مخنث را بود ذوق از ذکر
جز ذکر نے دین او نے ذکر او | سوئے اسفل برد او را فکر او
گر بر آید تا فلک از وے مترس | کو بشوق اسفل آموزید درس
او بسوئے سفل میراند فرس | گرچہ سوئے علو جنباند جرس
از علمہائے گدایان ترس چیست | کان علمہا لقمۂ نان ماہی ست
این سخنہا را نکو دریاب تو | در نیدانی شنو از باب تو

مرد کو تو کر و فر سے ذوق ہے [۱ف] | اور مخنث کو ذکر سے ذوق ہے
جز ذکر اُس کو نہ ذکر دین ہے | فکر اُس کو جانب اسفل رکھے
گر فلک تک پہونچے اُس سے تو نہ ڈر | شوق سے اسفل کے سیکھا علم گر
سوئے اسفل گھوڑا وہ دوڑائے ہے | گو بجاتا گھنٹہ وہ اعلا پے ہے
اور گدایوں کے علم سے ڈر ہے کیا | وہ علم روٹی کے ٹکڑے کو بنا
جان اچھی طور سے اس بات کو | گر نہ مانے سُن لے باپ اپنے سے تو

ترسیدن کودکے از شخص صاحب جثہ و تسکین او آن کودک را

ڈرنا ایک لڑکے کا مرد فربہ سے اور دلاسا دینا اُس کا اُس لڑکے کو

کنگ رفتی کودکے را یافت فرد | زرد شد کودک ز بیم قصد مرد
گفت ایمن باش اے زیبائے من | کہ تو خواہی بود بر بالائے من
من اگر ہولم مخنث دان مرا | ہمچو اشتر بر نشین میران مرا
صورت مردان معنی این چنین | از برون آدم درون دیو لعین
آن دہل را مانی اے زفت چو باد | کہ بر آن شاخ را میکوفت باد
روبہے اشکار خود را باد داد | بہر طبلے ہمچو خیکے پر ز باد
چون ندید اندر دہل او فربہی | گفت خوکے بہ ازین خیک تہی

طفل تنہا مرد فربہ کو ملا [۲ف] | مرد کے بس قصد سے لڑکا ڈرا
بولا مت ڈر مجھ سے اے جانی مرے | کہ تو چاہے میں چڑھاؤں آپ پے
ورنہ تو مجکو مخنث جان کے | چڑھ تو مانند اونٹ کے ڈر مجھے
مرد صورت معنی میں اس طرح سے | ظاہر آدم اور باطن دیو ہے
جو ہوا سے پھولا وہ اس ڈھول کو | کوٹتا اس چوب سے تھا اُسکو دو
بس شکار اپنے کو چھوڑا روبہ نے | ڈھول کی خاطر کہ مثل مشک ہے
جو نہ دیکھا گوشت اُسنے ڈھول میں | بولی خوک اس مشک سے بس خوب ہیں

۱ف مرد کو الخ یہ شعر مرد کو کر و فر سے ذوق ہے اور مخنث کو ذکر سے ذوق ہے یعنی پیران ریاکار طالب دنیا مخنث ہیں سوائے ذکر کے اُس کو نہ ذکر دین ہے فکر اس کو جانب اسفل کے رکھتی ہے اگر فلک تک پہونچے اس سے نہ ڈر تو کہ اس نے اسفل کے شوق میں علم سیکھا طرف اسفل کے وہ گھوڑا دوڑاتا ہے کہ اعلی پر وہ گھنٹہ بجاتا ہے اور گدایوں کے علم سے کیا ڈر ہے وہ علم روٹی کے ٹکڑے کے لئے ہے یعنے وہ ذکر فکر ان ریاکاروں کا مثل مدار کی چھیڑی کے ہے روٹی مانگنے کے لئے ہے تو اس بات کو اچھی طور سے جان اگر تو نہیں جانتا ہے اپنے باپ سے سُن لے یعنے یہ راز مرشد سے معلوم کرلے کہ پیران ریاکار بظاہر صورت مدار کی رکھتے ہیں چنانچہ اس کی مثال میں قصہ مخنث کا آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲

۲ف طفل الخ یہ شعر ایک طفل تنہا مرد فربہ کو ملا قصد سے مرد کے لڑکا ڈرا کہا کہ مجھ سے مت ڈر اے جانی میرے کہ جو تو چاہے میں خود پر چڑھاؤں تو مت ڈر مجھ کو مخنث جان تو مجھ پر سوار ہو اور اونٹ کے مانند چلا آگے حقائق ہیں صورت میں مرد اور معنی میں ایسے کہ ظاہر آدم اور باطن میں دیو جو ہوا سے پھولا ہے اس ڈھول کو وہ اُس چوب سے کوٹتا تھا بجاتا تھا آگے اس کی مثال ہے روبہ نے اپنے شکار کو چھوڑا اُس ڈھول کی خاطر جو کہ مانند مشک کے پھولا تھا جب تک کہ اُس نے گوشت اس ڈھول میں نہ دیکھا کہا اس مشک سے خوک بہتر ہے اور روباہ ڈرتی ہے صدائے ڈھول سے اور عاقل اُس کو اس قدر کوٹے کہ چپ رہے یعنے یہ ریاکار دنیا کے مخنث ہیں جاہلان دنیا اس سے ڈرتے ہیں اور عارفوں کے مقابل میں چپ ہیں جیسے تیرانداز کے مقابل میں سوار عاجز ہوا چنانچہ اس کا قصہ مثال میں آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲۔

روبهان ترسند زآواز دهل	عاقلش چندان زند که لا نقل	ڈرتے ہین وے بہ صداے ڈھول سے	عاقل اتنا کوٹے تا وہ چپ ہے

قصہ تیر اندازے و ترسیدن او از سوارے که در بیشه می رفت

قصہ ایک تیر انداز کا اور ڈرنا اسکا ایک سوار سے کہ جنگل مین جاتا تھا

یک سوارے با سلاح بس مهیب	میشد اندر بیشه بر اسپے نجیب	ایک کس ہتھیار بند و با وقار	جاتا جنگل مین تھا گھوڑے پر سوار
تیر اندازے بحکم او را بدید	پس ز خوف او کمان را در کشید	ایک تیر انداز نے دیکھا اُسے	بس کمان کو کھینچا اُسنے خوف سے
تا زند تیرے سوارش بانگ زد	من ضعیفم گرچه زفتستم جسد	تیر تا مارے کہا اسوار نے	مین ہون بڈھا گرچہ فربہ جسم ہے
هان و هان منگر تو در زفتی من	که کمم در وقت جنگ از پیرزن	ہان نظر مت کر مٹاپے پر مرے	کم ہون بڑھیا سے مین وقت جنگ کے
گفت رو که نیک گفتی ورنه نیش	بر تو می انداختم از ترس خویش	بولا جا اچھا کیا ورنہ ترے	مارتا اک تیر اپنے خوف سے
بس کسان را آن سلح بستن بکشت	بے رجولیت چنان تیغے بمشت	اُس سلح بندی نے مارا ہیز کو	بے جوانمردی کے باندھے تیغ جو
گر بپوشی تو سلاح رستمان	رفت جانت چون نباشی مرد آن	رستمون کے باندھے گر ہتھیار تو	جان جائے مرد اُس کا جو نہ ہو
جان سپر کن تیغ بگذار اے پسر	هر که بے سر بود زین شر برد سر	جان کو کر ڈھال پھینک اب تیغ کو	سر بچائے شر سے بے سر جو کہ ہو
آن سلاحت حیله و مکر توست	هم ز تو زائیده هم جان تو خست	وہ ترے ہتھیار حیلہ مکر ہین	تجھسے پیدا ہین وہ تیری جان لین
چون نکردی هیچ سودے زین حیل	ترک حیله کن که پیش آید دول	جو نہ پایا فائدہ اس مکر سے	مکر کو تو چھوڑ تا دولت ملے
چون یکے لحظه نخوردی بر ز فن	ترک فن گو می طلب رب المنن	تو نے پھل کھایا نہ دم بھر فن سے جو	چھوڑ فن کو طالب رزاق ہو
چون مبارک نیست بر تو این علوم	خویشتن گولی کن و بگذر ز شوم	یہ علوم اب نامبارک ہین تجھے	خود کو کر بے عقل و بھاگ آفات سے
چون ملائک گو که لا علم لنا	یا الٰهی غیر ما علمتنا	جون ملائک کہہ کہ لا علم لنا	یا الٰہی غیر ما علمتنا
یک حکایت بشنو اے صاحب قبول	در میان عقل و جهل بوالفضول	اک حکایت تم سنو اہل بیان	عقل کے اور جہل کے درمیان

۱ ایک کس الخ ۵ شعر ایک شخص ہتھیار بند اور باوقار جنگل مین جاتا تھا گھوڑے پر سوار ایک تیر انداز نے اُسے دیکھا اور خوف سے کمان کو کھینچا تاکہ تیر مارے سوار نے کہا مین ضعیف ہون اگرچہ فربہ جسم ہون خبردار تو میرے مٹاپے پر نظر مت کر مین بڑھیا سے بھی کم ہون وقت لڑائی کے تیر انداز بولا اچھا کیا تو جا ورنہ تیرے ایک تیر مارتا اپنی خوف جان سے آگے اُس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۲ اُس سلح بندی نے الخ ۹ شعر ہیز کو اس سلح بندی نے مارا جو کہ بغیر جوانمردی کے تیغ باندھی یعنی ہیز سلح بندی کے سبب سے مارا گیا آگے رستمون کے ہتھیار باندھے جان جائے جو اس مین مرد نہ ہووے جان ڈھال کر اور تیغ کو پھینک شر سے سر کو بچائے جو کوئی کہ بے سر ہو وہ ہتھیار ترے مکر و حیلے ہین تجھ سے پیدا ہین اور جان تیری لین جو فائدہ اس مکر سے نہ پایا بس مکر کو چھوڑ تاکہ دولت ملے تو نے جو دم بھر پھل نہ کھایا فن سے تو فن کو چھوڑ اور طالب رزاق ہو یہ علوم تجھ سے نامبارک ہین خود کو بے عقل کر اور بھاگ آفتون سے اور ملائک کے مانند کہہ کہ نہین ہے علم مجھ کو اے خدا سوا اس کے وہ جو علم دیا تو نے ہم کو یعنے یہ عقل علم دنیا نامبارک ہے تو اُس کو چھوڑ دے دنیا سے خود کو بچا کہ نجات ہو ایک حکایت تم سنو اے لوگو عقل اور جہل کے درمیان فہم من فہم ۱۲ ۵ نہین ہے علم ہم کو ۱۲ سوا وہ جو علم تو نے دیا ہم کو ۱۲۔

حکایت آن اعرابی که ریگ در جوال کرد و ملامت دانشمند

یک عرابی بار کرده اشترے ‌‌ ‌ در جوال زفت از گندم پرے
وان جوال دیگرش از ریگ پُر ‌ هر دو را او بار کرده بر شتر
او نشسته بر سر هر دو جوال ‌ یک حدیث انداز کرد او را سوال
از وطن پرسید و آوردش بگفت ‌ و اندران پرسش بسے درها بسفت
بعد ازان گفتش که آن هر دو جوال ‌ چیست آگنده بگو مصدوق حال
گفت اندر یک جوالم گندم است ‌ در دگر ریگے نه قوت مردم ست
گفت تو چون بار کردی این مال ‌ گفت تا تنها نماند آن جوال
گفت نیمے گندم آن تنگ را ‌ در دگر ریز از پے پاسنگ را
تا سبک گردد جوال و هم شتر ‌ گفت شاباش اے حکیم اهل حُر
اینچنین فکر دقیق و رائے خوب ‌ تو چنین عریان پیاده در لغوب
رحمش آمد بر حکیم و عزم کرد ‌ که بر اشتر بر نشاند نیک مرد
باز گفتش اے حکیم خوش سخن ‌ شمه از حال خود هم شرح کن
اینچنین عقل و کفایت که تراست ‌ تو وزیرے یا شهے برگو راست
گفت این هر دو نیم از عامه ام ‌ بنگر اندر حال اندر جامه ام
گفت اشتر چند داری چند گاو ‌ گفت نے این و نه آن ما را مکاو

حکایت[۱] اُس اعرابی کی کہ ریتا گون مین بھرا اور ملامت کرنا عقلمند کا

ایک[۲] اعرابی نے لادی اونٹ پر ‌ ایک جانب گون کو گیہون سے بھر
دوسری جانب گون کو اک ریت سے ‌ بھر کے لادی دونون اُسنے اونٹ پے
بیٹھا دونون گون کے سر پر وہ جا ‌ ایک سخن گو نے سوال اُس سے کیا
[۳]بس وطن کو پوچھ باتین اس سے کین ‌ اور باتون مین حکایاتین کہین
پوچھا دونون گون مین کیا ہے بھرا ‌ سچ کہو مجھسے کہ کیا اس مین کھا
بولا گیہون ہین بھرے اک گون مین ‌ ریت سے پر دوسری رکھتا ہون مین
بولا ریتا کس لئے تو نے بھرا ‌ بولا گون اک کیسے تنہا لادتا
بولا اک مین گیہون آدھے بھرتا تو ‌ اور آدھے دوسرے مین رکھتا تو
تا کہ ہلکی ہوتی گون اور اونٹ بھی ‌ بولا شاباش اے حکیم فلسفی
[۴]ایسی عالی فکر اور رائے نکو ‌ ایسا ننگا اور پیادہ یا ہے تو
رحم آیا اس حکیم اوپر اُسے ‌ کہ بٹھائے اسکو اپنے اونٹ پے
پھر کہا کہ اے حکیم راز گو ‌ حال اپنا کچھ ذرا سا تو کہو
اس طرح کی عقل و دانش ہے تجھے ‌ ہے وزیر اب سچ کہو یا شاہ ہے
بولا دونون سے نہین مین عام ہون ‌ دیکھ میرا جامہ اور حال زبون
بولا کتنے اونٹ کتنے گاؤ مین ‌ بولا نے یہ اور نہ وہ ہون رنج مین

---

۱ حکایت ہشتم عقل و جہل کے فرق مین ۲ ایک الخ ۴شعر ایک اعرابی نے اونٹ پر لادی ایک جانب گون گیہون سے بھری دوسری جانب ایک گون ریتا سے بھری پھر دونون گون کے سر پر جاکے بیٹھا ایک سخن گو نے اس سے سوال کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ بس وطن کو الخ ۸شعر بس وطن کو پوچھکر اس سے باتین کین اور باتون مین حکایتین اس سے کہین اور پوچھا دونون گون مین کیا بھرا ہے مجھ سے سچ کہہ اس مین کیا رکھا ہے کہا کہ ایک گون مین گیہون بھرے ہین اور دوسرے گون مین ریت رکھتا ہون مین نے کہا ریت تو نے کس لئے بھرا ہے کہا ایک گون تنہا کیسے لادتا کہا کہ ایک گون مین گیہون آدھے تو بھرتا اور آدھے دوسری مین تو رکھتا تاکہ گون ہلکی ہوتی اور اونٹ بھی کہا شاباش اے حکیم فلسفی باقی حال اس کا آگے اس کے مولانا بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۴ ایسے الخ ۶شعر ایسی عالی فکر اور رائے نیک والا اور پیادہ پا ہے تو رحم ایسے حکیم پر اُسے آیا کہ اُس کو بٹھائے اپنے اونٹ پر پھر کہا اے حکیم اپنے راز تو بتا اپنا حال کچھ تو کہہ ایسی عقل و دانش ہے تو وزیر ہے سچ کہہ یا بادشاہ ہے کہا مین دونون سے نہین ہون ایک عام آدمی ہون میرا جامہ دیکھ اور تو تباہ حال دیکھ کہا کتنے اونٹ گاؤ تیرے پاس ہین کہا نہ یہ نہ وہ مین تو رنج مین ہون کہا اسباب ہے دوکان مین کہا نہ دکان نہ مکان مین رکھتا ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

گفت رختت چیست باری در دکان — گفت ما را کو دکان و کو مکان
نی ز قوت و نی ز خوت و نی قماش — نے ز مطاع و نیست مطبخ نیست آش
گفت پس از نقد پرسم نقد چند — کہ توئی تنہا رو و محبوب پسند
کیمیائے زر عالم با تو است — عقل و دانش را گہر تو بر تو است
گنج ہا بنہادہ باشی در مکان — نیست عاقل تر ز تو کس در جہان
گفت واللہ نیست یا وجہ العرب — در ہمہ ملکم وجوہ قوت شب
پا برہنہ تن برہنہ میروم — ہر کہ نانے میدہد آنجا روم
مر مرا زین حکمت و فضل و ہنر — نیست حاصل جز خیال و درد سر
پس عرب گفتش کہ رو دور از برم — تا نبارد شومی تو بر سرم
دور بر آن حکمت شومت ز من — نطق تو شوم است بر اہل زمن
یا تو آن سو رو من این سو میروم — ور ترا رہ پیش من واپس شوم
یک جوالم گندم و دیگر ز ریگ — بہ بود زین حیلہائے مرد نیک
احمقی ام پس مبارک احمقی است — کہ دلم با برگ و جانم متقی است
گر تو خواہی کت شقاوت کم شود — جہد کن تا از تو حکمت کم شود
حکمتے کز طبع آید در خیال — حکمتے نے فیض نور ذو الجلال
حکمت دنیا فزاید ظن و شک — حکمت دینی برد خوف فلک
روبہان زیرک آخر زمان — بر فزودہ خویشتن بر پیشینیان

بولا کیا اسباب ہے دوکان میں — بولا دوکان و مکان کہاں ہو تمہیں
نے ہے کھانا کپڑا نے سامان ہے — نے ہے نوکر مطبخ و نے نان ہے
بولا کتنا نقد تیرے پاس ہے — کہ نصیحت دوست تو تنہا چلے
کیمیائے زر عالم تجھ کو ہے — عقل و دانش کا گہر بس تو رکھے
تو خزانہ گھر میں رکھتا ہوئیگا — ہے نہ عاقل تر جہان میں تجھ سوا
بولا واللہ کچھ نہیں رکھتا ہوں میں — قوت شب کا بھی نہ اپنے ملک میں
میں برہنہ پا و تنہا ننگے سر — دے جو روٹی جاؤں ادھر اس کے گھر
ہے جو حاصل حکمت و فضل و ہنر — فائدہ مجکو نہیں جز درد سر
بولا اے اعرابی یاں سے اٹھ جا — تا نہ شومی تیری مجھ پر ہو بلا
حکمت اپنی شوم مجھ سے دور کر — شوم ہے تیرا کلام اک خلق پر
تو ادھر جا میں ادھر کو جاتا ہوں — گر تو آگے جائے میں واپس پھروں
گون اک گیہوں کی اور اک ریت کی — بہتر ان حیلوں سے ہے اے اخی
احمقی میری مبارک احمقی — دل ہے باسامان و جان ہے متقی
گر تو چاہے کہ شقاوت ہووے کم — کر تو کوشش تا ہو حکمت تجھ سے کم
جو کہ حکمت ہو خیال و طبع سے — فیض نور حق نہ وہ حکمت رکھے
حکمت دنیا سے شک ہووے فزوں — حکمت دیں میں فلک پر رہیوں
روبہان آخر زمانہ کے عقیل — جانتے ہیں خود سے اگلوں کو ذلیل

۱ نے ہے الخ شعر کہا کہ نہ کپڑا ہے نہ سامان ہے نہ نوکر ہے نہ مطبخ و نہ نان ہے کہا نقد تیرے پاس کتنا ہے کہ اے نصیحت گر تو تنہا پھرتا ہے کیمیائے زر عالم رکھتا ہے عقل و دانش کا گوہر تو رکھتا ہے تو گھر میں خزانہ رکھتا ہوگا تیرے سوا عاقل تر جہان میں نہیں ہے کہا واللہ میں کچھ نہیں رکھتا ہوں شب کا کھانا بھی میرے پاس موجود نہیں ہے اور نہ میرے ملک میں بہتر ہے میرے پاس شام کے کھانے کو بھی نہیں میں برہنہ پا و تنہا دوڑتا ہوں اس کی طرف جو مجھے روٹی دے میں وہاں جاتا ہوں جو حکمت عقل و ہنر حاصل کیے بجز درد سر کے کچھ فائدہ مجھکو نہیں ہے آگے جواب اعرابی کا ہے فافہم ۱۲ ۔ ۲ بولا الخ شعر اعرابی نے کہا اب تو جا یہاں سے تا شومی تیری مجھ میں بلا نہ ہو تو اپنی حکمت شوم مجھ سے دور کر تیرا کلام اب خلق پر شوم ہے تو ادھر کو جا میں ادھر کو جاتا ہوں گون ایک گیہوں اور ایک ریت کی تیرے ان حیلوں سے بہتر ہے میری احمقی مبارک احمقی ہے دل باسامان و جان متقی ہے اگر تو چاہے کہ شقاوت کم ہووے کوشش کر تا کہ حکمت تجھ سے کم ہووے آگے اس کے حقائق ہیں نا فہم ۱۲ ۔ ۳ جو کہ حکمت الخ شعر جو کہ حکمت خیال و طبیعت سے ہووے فیض حق کا سے وہ حکمت نہیں رکھے دنیا کی حکمت سے شک زیادہ ہووے دین کی حکمت آسمان پر لے جاوے عقلمند آخر زمانے کے خود سے اگلوں کو ذلیل جانتے ہیں یعنے ریاکاران دنیا خود کو اگلوں سے عقلمند جانتے ہیں حیلے سیکھے اور جگر سوزان ہوئے اور مکر و جعل سب حاصل کیے صبر و بخشش و سخاوت نفس و جود سب چھوڑا جو کہ اکسیر اور فائدے تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

حیلہ آموزان جگرہا سوختہ	فعلہا و مکرہا آموختہ	حیلے سیکھے اور جگر سوزان ہوئے	اور مکر و حیل سب حاصل کیے
صبر و ایثار و سخای نفس و جود	باز دادہ کان بود اکسیر سود	صبر و بخشش اور سخاو نفس و جود	سب کو چھوڑا جو کہ تھے اکسیر سود
فکر آن باشد کہ بکشاید رہے	راہ آن باشد کہ پیش آید شہے	فکر وہ ہی جو کہ کھولے راہ کو	راہ وہ ہی جو ملاوے شاہ کو
شاہ آن باشد کہ از خود شہ بود	نے بمخزنہا و گوہر شہ شود	شاہ وہ ہی جو کہ خود سے شاہ ہو	نے زر و گوہر رکھے اور شاہ ہو
تا بماند شاہی او سرمدی	ہمچو عز ملک دین احمدی	اسکی شاہی تا کہ ہووے سرمدی	جیسے عز ملک دین احمدی
تا قیامت نیست تشرعش ازوال	گشتہ و دور از ملک او عین الکمال	تا قیامت شرع انکی لازوال	دور رہ نکلے ملک سے عین الکمال

کرامات ابراہیم ادہم بر لب دریا
کرامات ابراہیم ادھم کی کنارہ دریا پر

ہم ز ابراہیم ادھم آمدہ است	کو ز راہے بر لب دریا نشست	ذکر ابراہیم ادہم کا سنو	راہ چلتے بیٹھے اک دریا پہ وو
دلق خود میدوخت آن سلطان جان	یک امیرے آمد آنجا ناگہان	گدڑی اپنی سیتے تھے سلطان جان	اک امیر اس جا پہ آیا ناگہان
آن امیر از بندگان شیخ بود	شیخ را بشناخت سجدہ کرد زود	وہ امیر اک بندگان شیخ تھا	شیخ کو پہچان کے سجدہ کیا
خیرہ شد در شیخ و اندر دلق او	گشتہ دیگر گون ز خلوت خلق او	شیخ و گدڑی اسکی سے حیران ہوا	اسکی تنہائی سے بیجان وہ رہا
کو رہا کرد آنچنان ملک شگرف	بر گزید از فقر بس باریک حرف	اسنے چھوڑا ایسا بس ملک شگرف	اور لیا ہی فقر سے باریک حرف
ترک کردہ ملک ہفت اقلیم را	میزند بر دلق سوزن چون گدا	چھوڑ کر اس ملک ہفت اقلیم کو	سیتا ہی مثل گدا گدڑی کو وو
ملک ہفت اقلیم ضائع می کند	چون گدا بر دلق سوزن مے زند	ملک ہفت اقلیم ضائع کرتا ہے	اور گدڑی جون گدا کے سیتا ہی
شیخ واقف گشت از اندیشہ اش	شیخ چون شیر ست و دلہا بیشہ اش	شیخ آگہ اسکے خطرہ سے ہوا	شیر ہے وہ اور دل ہے بیشہ سا
چون رجا و خوف در دلہا روان	نیست مخفی بر وے اسرار نہان	دلمین جون خوف و رجا رکھے روان	اسپہ سب ظاہر ہین اسرار نہان
دل نگہدارید اے بے حاصلان	در حضور حضرت صاحبدلان	دل نگہ رکھو تم اے بے حاصلو	اہل دل کی جو حضوری تم کو ہو

ف۱ فکر وہ ہے الخ ۴ شعر فکر وہ ہے جو کھولے راہ کو اور راہ وہ ہے جو کہ ملائے شاہ کو اور شاہ وہ ہے جو کہ خود سے شاہ ہو نہ کہ زر و گوہر رکھکر شاہ ہو کہ اس کی شاہی ہمیشہ ہووے جیسے عزت دین احمدی کی قیامت تک ہے اور اسکی منزلت لازوال ہے اُن کے ملک سے دور رہے نظر بعینی عقل و فکر وہ ہے جو راہ باطن کی کھولے اور بادشاہ وہ ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملادے یا مرشد سے واصل کر دے کہ بادشاہی اُن کی ہمیشہ لازوال ہے پس بادشاہت حق کی بہتر ہے جیسے حضرت ابراہیم ادہم نے بادشاہت دنیا کو چھوڑا اور بادشاہت عقبیٰ کو حاصل کیا چنانچہ اس کا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ ف۲ ذکر ابراہیم الخ ۲ شعر ذکر ابراہیم ادہم کا سنو راہ چلتے ہوے دریا پر بیٹھے اپنی گدڑی سیتے تھے ایک امیر ناگہان اُس جا آیا وہ امیر ایک بندگان شیخ سے تھا شیخ کو پہچان کر سجدہ کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ شیخ الخ ۵ شعر شیخ سے اور گدڑی اس کی سے وہ حیران ہوا اور اس کی تنہائی سے متغیر رہا کہ اُس نے چھوڑا ایسے بڑے ملک کو اور فقر سے باریک پیشہ کو اختیار کیا اس ملک ہفت اقلیم کو چھوڑ کر سیتا ہے گدڑی کو مثل گدا کے شیخ اُس کے خطرے سے آگاہ ہوا کیونکہ شیخ مانند شیر کے اور دل مانند جنگل کے ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ ف۴ دل مین الخ ۲ شعر وہ دل مین مانند خوف و رجا کے روان ہے اور اسرار جان اُس پہ پوشیدہ نہیں تم دل کو حفاظت رکھو جو اہل دل کی حضوری تم کو حاصل ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پیش اہل تن ادب بر ظاہر است	کہ خدا زیشان نہان و ساتر است	پیش اہل تن ادب ظاہر پہ ہے	کہ خدا پنہان و مخفی اُنسے ہے
پیش اہل دل ادب بر باطن است	زانکہ دلشان بر سرائر فاطن است	پیش اہل دل ادب باطن پہ ہے	کہ ہے دل اُن کا بھرا اسرار سے
تو بعکسے پیش کوران بہر جاہ	با حضور آئی نشینی پایگاہ	تو بعکس اندھونکے آگے بہر جاہ	بیٹھتا ہے جون مؤدب پیش شاہ
پیش بینایان کنی ترک ادب	نار شہوت را ازان گشتی حطب	آگے بینا کے ادب چھوڑے تو ہے	اسلیے تو نار شہوت مین پڑے
چون نداری فطنت و نور ہدیٰ	بہر کوران روے را میزن جلا	جو نہین یہ رکھتا ہے تو نور ہدیٰ	دے ہے اندھونکے لیے منھ کو جلا
پیش بینایان حدث در روے مال	ناز کم کن با چنین گندیدہ حال	آگے بینا کے رکھے ناپاک رو	ناز مت کر ایسی بدحالت سے تو
شیخ سوزن زود در دریا فگند	خواست سوزن را بآواز بلند	پھینک دی دریا مین سوئی شیخ نے	اور پکارا سوئی کو آواز سے
صد ہزاران ماہی اللٰہیے	سوزنِ زر بر لب ہر ماہیے	سیکڑون ماہی اللٰہی نے آ	سوئیان سونیکی زیر لب دبا
سر بر آوردند از دریاے حق	کہ بگیر اے شیخ سوزنہاے حق	سر نکالا اُس حق کے دریا سے عیان	بولین اے شیخ حق کی سوئیان
رو بدو کرد و بگفتش کاے امیر	ملک دل بہ یا چنین ملک حقیر	دو بدو اس سے کہا کہ اے امیر	ملک دل اچھا کہ یہ ملک حقیر
سوے شہر از باغ شاخے آورند	باغ و بستان را کجا آنجا برند	شہر مین لاتے ہین شاخ اک باغ سے	اور نہین لاتے ہین باغ اس جاکے لیے
این نشان ظاہر است این ہیچ نیست	باطنی جوے بظاہر برمایست	یہ نشان ظاہر کا ہے پر کچھ نہین	ڈھونڈھ باطن کر نہ ظاہر کا یقین
خاصہ باغے کاین فلک یک برگ اوست	بلکہ آن مغزست و این عالم چو پوست	باغ ایسا جسکا پتا آسمان	مغز وہ اور پوست سا ہی جہان
بر نمیداری سوے آن باغ گام	بوے افزون جوے و کن دفع زکام	کیون نہین اس باغ کو جاتا ہے تو	کر زکام اب دفع زیادہ ڈھونڈھ بو
تاکہ آن بو جاذب جانت شود	تاکہ آن بو نور چشمانت شود	تاکہ وہ بو کھینچے تیری جان کو	تاکہ وہ بو تیری نور چشم ہو
تاکہ آن بو سوے بستانت کشد	وانماید مر ترا راہ رشد	تاکہ وہ گلشن کو کھینچ لے تجھے	اور دکھائے رہ ہدایت سے تجھے

۵۱ پیش اہل تن الخ ۔ شعر آگے اہل ظاہر کے جائے ادب ظاہر پہ ہے کہ خدا اُن سے پنہان و پوشیدہ ہے آگے اہل دل کے ادب باطن پر ہے کہ دل اُن کا اسرار سے بھرا ہے تو برعکس آگے اندھون کے مودب ہوتا ہے اور شاہون کی طرح ادب کرتا ہے اور آگے بینا کے تو ادب چھوڑتا ہے اس لیے تو اس آتش شہوت مین پڑتا ہے جبکہ تو نور ہدایت کا نہین رکھتا ہے اندھون کے لیے منھ کو صاف کرتا ہے اور آگے بینا کے ناپاک منھ کو رکھتا ہے تو ناز مت کر ایسی بدحالت سے یعنے حکام ظاہر کے روبرو ادب کرتا ہے اور حکام باطن کے روبرو کہ اولیاء اللہ ہین ادب پیش نظر نہین رکھتا ہے کہ اُن کا ضرر عارضی اور انکا ضرر سرمدی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۲ پھینک دی الخ ۔ شعر پس شیخ نے سوئی دریا مین پھینک دی اور سوئی کو آواز سے پکارا سیکڑون ماہی اللٰہی آئین اور سوئیان سونے کی ایک ایک منھ مین لیکر سر نکالا اور بولین کہ اے شیخ تو ماہی حق کی سوئیان لے شیخ نے دوبدو ہوکر اس سے کہا کہ ملک دل اچھا یا یہ ملک حقیر تو ظاہر پر یقین مت کر آگے اس کے مثال ہے شہر مین باغ سے ایک شاخ لاتے ہین باغ یہان نہین لاتے ہین یعنی کرامت اولیاء اللہ کی ایک قطرہ نمونہ ہے اُس دریاے معنی سے مثل ایک شاخ باغ کے ہے کہ آسمان جسکا پتہ ہے اور یہ مغز ہے اور جہان مانند پوست کے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ کیون نہین الخ ۔ شعر تو کیون نہین اس باغ کو جاتا ہے زکام دور کر اور زیادہ بو ڈھونڈھ یعنی صفات کو تاکہ وہ بو تیری جان کو کھینچے وہ بو تیری نور چشم ہووے یعنی مشاہدہ صفات سے نور دل زیادہ ہووے تاکہ وہ بو تجھے گلشن کو لیجاوے اور راہ ہدایت سے تجھے دکھاوے تیری اندھی آنکھ کو بینا کرے اور تیرے سینہ کو منور کرے کہا یوسف ابن یعقوب نے واسطے بو کے ڈالو میرے باپ کے منھ پر پیراہن کو اس بو کیواسطے احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا روشنی میری آنکھو کی نماز مین ہے ہمیشہ یعنی نماز مین نور چشم دل کا زیادہ ہوتا ہے اور کشف اسرار و مشاہدہ انوار عارف پر کھلتا ہے صفات الٰہی سے چنانچہ اس دید کا حال آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۔

چشم نابینات را بینا کند ۔ سینہ ات را سینۂ سینا کند
گفت یوسف ابن یعقوب نبی ۔ بہر بوُ القوا علیٰ وجہ ابی
بہر این بو گفت احمد در عظات ۔ دائما قرۃ عینی فی الصلوٰۃ
پنج حس با یکدگر پیوستہ اند ۔ زانکہ این ہر پنج ز اصلی رستہ اند
قوت ہر یک قوت باقیہا شود ۔ ما بقی را ہر یکے ساقی شود
دیدن دیدہ فزاید عشق را ۔ عشق اندر دل فزاید صدق را
صدق بیداری ہر حس میشود ۔ حسہا را ذوق مونس می شود
چون یکے حس در روش بکشاد بند ۔ ما بقی حسہا ہمہ مبدل شوند

تیری اندھی آنکھ کو بینا کرے ۔ اور منور سینہ چون سینا کرے
بولا یوسف ابن یعقوب نبی ۔ بہر بو القوا علے وجہ ابی
واسطے اُس بو کے احمد نے کہا ۔ قرۃ عینی فی صلوٰۃ دائما
پانچون حس آپس مین باہم ہین ملے ۔ کیونکہ پانچون ایک جڑ سے ہین اُگے
قوت ہے ہر اک کا قوت اورونکا ہے ۔ باقیون کا وہ ہر اک ساقی بنے
آنکھ کے دیکھے سے پیدا عشق ہو ۔ عشق سے دل مین زیادہ صدق ہو
صدق ہر اک حس کی بیداری رکھے ۔ اور حسونکا ذوق بس مونس بنے
ایک حس باطن جھکو کھولے بند کو ۔ ما بقی ہر ایک حس تبدیل ہو

آغاز منور شدن حواس عارف بنور غیب

شروع منور ہونا حواس عارف کا ساتھ نور غیب کے

چون یکے حس غیر محسوسات دید ۔ گشت غیبی بر ہمہ حسہا پدید
چون ز جو جست از گلہ یک گوسفند ۔ پس پیاپے جملہ زانسو بر جہند
گوسفندان حواست را بران ۔ در چرا از اخرج المرعیٰ چران
تا در آنجا سنبل و ریحان چرند ۔ تا بہ گلزار حقائق رہ برند
ہر حست پیغمبر حسہا شود ۔ جملگی حسہا دران جنت رود
حسہا با حس تو گویند راز ۔ بے زبان و بے حقیقت بے مجاز
کین حقیقت قابلہ تاویلہاست ۔ وین توہم مایہ تخییلہاست

غیر محسوس ایک حس کو جو ملا ۔ سب حسون پر غیب ہین ظاہر ہوا
بھیڑ اک گلہ کی کودی نہر سے ۔ اُسکے پیچھے کودین جملہ اس جگہے
ہانک بھیڑون کو جو حسونکی ہین ۔ اخرج المرعیٰ کے صحرا مین چرین
اُس جگہ تا سنبل و ریحان چرین ۔ راہ گلزار حقائق کی چلین
تیری ہر حس ہو حسونکی اک رسول ۔ ہووے اس جنت مین ہر حس کا نزول
تیرے حس سے سب حسین کہوین راز ۔ بے زبان و بے حقیقت بے مجاز
یہ حقیقت دائی تاویلونکی ہے ۔ یہ توہم پونجی تخیلون کی ہے

سلہ پانچون حس الخ، شعر پانچون حس آپس مین باہم ملے ہین کیونکہ پانچون ایک ہی جڑ سے اُگے ہین عناصر ایک حس کی قوت اورون کی ہوتی ہے یعنی عارفنکی جبکہ ایک حس مشاہدہ یار سے رنگین ہوتی ہے تو وہ حس دوسری حسون کو رنگین کر دیتی ہے مگر آنکھ کے دیکھنے سے عشق زیادہ ہوتا ہے اور صدق ہر ایک حس کو بیدار کرتا ہے اور حسون کا ذوق مونس بنتا ہے ایک حس باطن مین حجاب کو کھولے ہر ایک حس کا حال بدستور بدل جائے یعنے حس چشم باطن جبکہ بینا ہوتی ہے تو باقی حسین بھی رنگین ہو جاتے ہین چنانچہ حسون کے رنگین ہونے کا حال آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ غیر محسوس الخ، شعر ایک حس کو جب غیر محسوس دکھائی دیا سب حسون پر غیب ظاہر ہوا یعنے ایک حس کو جب معنی مکشوف ہوئے باقی سب حسون کو غیب کھلا آگے اس کی مثال ہے ایک بھیڑ گلون سے کودی نہر مین اس کے پیچھے سب بھیڑین کودین اس جگہ یعنے حس کو بھیڑ چال کہتے ہین جو کہ حواسون کی بھیڑین ہین اُن کو ہانک تا چراگاہ خارج کی صحرا مین چرین یعنے باطن مین ایک جگہ تا سنبل و ریحان کھائین اور سیر گلزار حقائق کی کرین تیری ہر ایک حس دوسرے حواسون کی رسول ہو اور سب حسون کا جنت مین نزول ہو تیری حس سے سب حسین راز کہین بے زبان اور بے حقیقت اور بے مجاز کے یہ حقیقت ذاتی تاویل کی ہے یہ توہم پونجی تخیلون کی ہے یعنی حقیقت یہ راہ ہے لفظ سے کوئی تاویل اس مین نہین ہوتی ہے اور یہ توہم خیالات ہین بس اور حسین راز تیری حس سے بغیر اس حقیقت لفظی و توہم خیالی اور زبان ظاہری کے کہین باقی اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ڈالو اوپر منھ میرے باپ کے ۱۲ سلہ روشنی میری آنکھ کی نماز مین ہے ۱۲ سلہ خارج کیا چراگاہ مین ۱۲ ۔

آن حقیقت کان بود عین عیان	هیچ تاویلے نه گنجد درمیان	۱ وه حقیقت که وه عین عیان ہی	نے کوئی تاویل اسمین ہو سکے
چونکه هر حس بندهٔ حس تو شد	مر فلکها را نباشد از تو بد	تیری حس کی بنده ہر حس جو ہوئی	کب فلک کو تجھسے ہو چاره گری
چونکه دعوی میرود در ملک پوست	مغز آن که بود قشر آن او ست	کیسے دعوی ہووے ملک پوست سے	تخم جسکا مالک اُسکا پوست ہی
چون تنازع افتد اندر تنگ گاه	دانه از کیست آن را کن نگاه	اس جہان مین جبکہ اک جھگڑا پڑے	دانہ کسکی ملک ہے تو جان لے
پس فلک قشرست و نور روح مغز	این پدید ست آن خفی زین و نغز	آسمان ہی پوست دانہ روح ہی	یہ ہی ظاہر اور وه مخفی رہے
جسم ظاهر روح مخفی آمده است	جسم همچون آستین جان همچو دست	جسم ظاہر روح مخفی آئی ہی	آستین سا جسم جان جون ہاتھ ہی
باز عقل از روح مخفی تر بود	حس بسوے روح زوتر ره برد	روح سے مخفی زیاده عقل ہے	عقل سے حس جلد روح کو پا سکے
جنبشے بینی بدانی زنده است	این ندانی کو ز عقل آگنده است	۲ دیکھکر حرکت کو زنده جانتے ہی	یہ یہ کب ہی جانے کہ اسمین عقل ہے
تا که جنبشهاے موزون سر کند	جنبش مس را بدانش زر کند	جبکہ موزون حرکتین جاری رکھے	عقل سے تانبے کی حرکت زر کرے
زان مناسب آمدن افعال دست	فهم آید مر ترا که عقل هست	وه مناسب فعل ہاتھون سے کرے	جب سمجھ آئے تجھے کہ عقل ہے
روح وحی از عقل پنهان تر بود	زانکه او غیبست و زان سر بود	روح وحی کی ہی خفی تر عقل سے	کیونکہ وه ہی اس سے آگے غیب سے
عقل احمد از کسے پنهان نشد	روح وحیش مدرک هر جان نشد	عقل احمد کی کسی سے نے چھپی	روح وحی اسکی نہ ہر جان پر کھلی
روح وحی را مناسبهاست نیز	در نیابد عقل کان آمد عزیز	روح وحی کو نسبتیں ہیں اے عزیز	کر سکے ہے عقل کب اُسکو تمیز
که جنون بیند گهے حیران شود	زانکه موقوفست تا او آن شود	گہ جنون دیکھے گہے حیران ہو	کیونکہ موقوف ہی یہ جبتک ہووے وه
چون مناسبهاے افعال خضر	عقل موسی بود در دیدش کدر	۳ جیسے احوال خضر کی نسبتیں	عقل موسی پر مکدر دید ہین
نامناسب می نمود افعال او	پیش موسی چون نبودش حال او	نامناسب سارے وه افعال تھے	جو کہ موسی کو نہ وه احوال تھے

سلہ۱ وه حقیقت الخ، شعر اور وه حقیقت کہ بالکل عیان ہے اس مین تاویل نہین ہو سکتی ہے تیرے حس کی ہر ایک حس تابع ہوئی کب فلک کو تجھ سے چاره گری ہو کیسے دعوی ملک پوست دنیا پر ہووے جس کا ملک تخم ہے اُس کا پوست ہے جہان مین جب کہ ایک جھگڑا پڑے دانہ کسکی ملک ہے تو جان لے آگے حقائق ہین آسمان پوست اور دانہ باغ ہے جسم ظاہر ہے اور وه پوشیده ہے اُنکی روح جسم مثل آستین کے اور جان مانند ہاتھ کے ہے اور روح سے زیاده پوشیده ہے پس حس روح کو عقل سے جلد پا سکتی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

سلہ۲ دیکھکر الخ، شعر حرکت کو دیکھکر زنده جانتے ہو لیکن یہ نہ جانے کہ اسمین عقل ہے جبکہ وه حرکت موزون کرے عقل سے حرکت تانبے کی زر کرے وه فعل مناسب ہاتھ سے کرے جب سمجھ مین تیری آئے کہ عقل ہے یعنی حس انکو جلدی سمجھے بہ نسبت عقل کے کہ عقل روح سے زیاده پوشیده ہے کیونکہ اور روح اُس کی عقل سے زیاده پوشیده ہے کیونکہ وه غیب کی اسرار مز سے ہے عقل احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے پوشیده نہین ہے اور انکی روح ہر گز نہ ہر جان ہے اے عزیز روح وحی کو نسبتین ہین عقل اسکو کب تمیز کر سکتی ہے کہ جنون دیکھے دگاه حیران ہو کیونکہ موقوف ہو جب تک وه ایسا نہ ہووے یعنی حس بہ نسبت عقل کے روح کو جلد معلوم کر سکتی ہے اور بہ نسبت روح وحی کے عقل بھی نہین تمیز کر سکتی ہے کیونکہ موقوف ہے اس بات پر جبتک کہ عقل وحی نہین ہو جائے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

سلہ۳ جیسے احوال الخ، شعر جیسے نسبتین احوال خضر علیہ السلام کی حضرت موسی علیہ السلام کی دید مین مکدر تھین وه افعال نامناسب تھے جو کہ احوال موسی کو حاصل نہ تھے جبکہ عقل موسی غیب مین بند ہو تھے پھر موسی کی عقل کیا چیز ہے علم تقلید رونق کیواسطے ہے اگر مشتری پائے تو رونق رکھو اور علم تحقیق کا حق مشتری ہے اسکے بازار کی ہمیشہ رونق ہے یعنی دینے مین ہمیشہ ست ہوتے ہین مشتری بجید کو کہ اللہ خریدار ہے باقی مثال اسکی آگے ہے فافہم ۱۲۔

عقل موسی چون شود در غیب بند / عقل موسی چون بود اے ارجمند

عقل موسی غیب مین جب ہووے بند / موسی کی پھر عقل کیا اے ارجمند

علم تقلیدی بود بہر فروخت / چون بیابد مشتری خوش برفروخت

عقل تقلیدی ہے رونق کیلیے / مشتری جو پائے تو رونق رکھے

مشتری علم تحقیقی حق است / دائما بازار او با رونق است

علم تحقیقی کا حق ہے مشتری / اُسکی رونق ہو سدا بازار کی

لب ببستہ مست در بیع و شری / مشتری بیحد کہ اللہ اشتری

مست خاموش لیتے دیتے ہین سدا / مشتری بیحد کہ اللہ اشتری

درس آدم را فرشتہ مشتری / محرم درسش نہ دیو است و پری

درس۵ آدم کا فرشتہ مشتری / درس اُس کا جانے کب دیو و پری

آدم انبئہم باسما درس گو / شرح کن اسرار حق را مو بمو

آدم انبئہم باسما کہتا ہے / شرح کرنیوالا اسرار حق کا ہے

آنچنان کس را کہ کوتہ بین بود / در تلون غرق بے تمکین بود

ایسے مردم کو کہ کوتہ بین ہو وہ / اور تلون طبع بے تمکین ہو وہ

موش گفتم زانکہ در خاک است جاش / خاک باشد موش را جاے معاش

اسلیے چوہا کہا کہ خاک سے / کھاتا ہے اور خاک مین رہتا وہ ہے

راہہا دارد وے در زیر خاک / ہر طرف او خاک را کرد ست پاک

راستے جانے ہے لیکن زیر خاک / ہر طرف وہ خاک کو کرتا ہی پاک

نفس موشے نیست لا لقمہ رند / قدر حاجت موش را عقلے دہند

نے چوہا ہے نفس لیکن لقمہ سے / قدر حاجت کے چوہا حس پائے ہی

زانکہ بے حاجت خداوند عزیز / مے نبخشد ہیچ کس را ہیچ چیز

کیونکہ بے حاجت خداوند عزیز / کب کسی کو دیتا ہے وہ کوئی چیز

گر نبودے حاجت عالم زمین / نافریدے ہیچ رب العالمین

ہوتی۲ گر بیکار عالم کی زمین / پیدا کب کرتا وہ رب العالمین

وین زمین مضطرب محتاج کوہ / گر نبودے نافریدے پر شکوہ

رکھتی نے حاجت زمین کو بیقرار / کوہ کو پیدا نہ کرتا با وقار

ور نبودے حاجت افلاک ہم / ہفت گردون نافریدے از عدم

گر نہوتی حاجت افلاک بھی / ہوتی پیدائش نہ سات افلاک کی

آفتاب و ماہ و این استارگان / جز بحاجت کے پدید آید عیان

چاند سورج اور ستارے کہکشان / کب سوا حاجت کے آئے ہین عیان

پس کمند ہستہا حاجت بود / قدر حاجت مرد را آلت بود

ہستیونکی بس کمند حاجت بنی / قدر حاجت مرد کی آلہ ہوئی

پس بیفزا حاجت اے محتاج زود / تا بجوشد از کرم دریاے جود

جلد حاجت کو بڑھا محتاج تو / تا کے آئے جوش میں دریا جود کو

این گدایان رہ و ہر مبتلا / حاجت خود می نماید خلق را

یہ گدا۳ و مبتلا سے راہ رو / حاجت اپنی ہین بتاتے خلق کو

کوری و لنگی و بیماری و درد / تا ازین حاجت بجنبد رحم مرد

اندھا پن اور مفلسی و درد دو / رحم اس حاجت سے تا ہو مرد کو

۵ درس آدم الخ، شعر درس آدم کے فرشتے مشتری ہین درس اُس کا کب جانتا دیو اور پری ترجمہ اے آدم خبردار کر ہم کو ساتھ اُن کے ناموں کے کہ سر حق کا شرح کرنے والا ہے ایسے مردم کو کہ وہ کوتہ بین ہو اور تلون طبع بغیر تمکین کے ہو اس لیے اس کو چوہا کہا کہ خاک سے وہ کھاتا ہے اور خاک مین رہتا ہے لیکن زیر خاک ہر طرف وہ خاک کو کھودتا ہے نفس چوہا نہین ہے لیکن کھاتا ہے مقدار بات سے پاتا ہے کیونکہ بغیر حاجت کے حق تعالے کب کسی کو کوئی چیز دیتا ہے یعنی علم تقلیدی رونق دنیا کے واسطے ہے اور علم تحقیق خدا کے واسطے ہے اہل تقلید مثل موش کے خاک مین رہتے ہین اور خاک کھاتے ہین آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۲ ہوتی گر الخ، شعر اگر بیکار عالم کی زمین ہوتی زمین کب پیدا کرتا وہ رب العالمین اگر زمین بیقراری نہ کرتی کوہ با وقار پیدا نہ کرتا اگر حاجت افلاک نہ ہوتی پیدائش ساتون فلک کی نہ ہوتی چاند و سورج ستارے و کاہکسان کب سوا حاجت کے پیدا ہوئے ہین پس ہستیون کی کمند حاجت بنی ہے اور بقدر حاجت وہ مرد کی آلہ ہوتی ہے اے حقائق کے محتاج تو جلد حاجت کو بڑھا تا جوش مین دریا جود کا آئے یعنی جبکہ کل ہستی پابند حاجت کی ہوتی ہے لے محتاج تو بھی اپنی حاجت زیادہ کر کہ مراد بر آئے آگے مثال ہی فافہم ۱۲ ۳ یہ گدا الخ، شعر گدا اور مبتلا۔ و کو جیسے کہ اپنی حاجت بتاتے مین مخلوق کو اندھا اور مفلس اور درد تاکہ رحم اس حاجت سے مردم کو ہوئے کوئی بھی یہ کہتا ہے کہ روٹی مجھکو دو کہ آسودہ ہون اور مال رکھتا ہون آگے دوسری مثال ہے فافہم ۱۲

هیچ گوید نان دهید ای مرسلان / که مرا مالست و انبارست خوان
چشم ننهادست حق در کور موش / زانکه بی چشمش چریدن هست خوش
می‌تواند زیست بی چشم و بصر / فارغ است از چشم اندر خاک تر
جز بدزدی او برون ناید ز خاک / تا کند خالق از آن دزدیش پاک
بعد از آن پر یابد و مرغی شود / چون ملایک جانب گردون رود
هر زمان در گلشن شکر خدا / او برآرد همچو بلبل صد نوا
کای رهاننده مرا از وصف زشت / ای کننده دوزخی را چون بهشت
در یکی پیه‌ی نهی تو روشنی / استخوانی را دهی سمع ای غنی
چه تعلق آن معانی را به جسم / چه تعلق فهم اشیا را به اسم
لفظ چون وکرست و معنی طایرست / جسم جوی و روح آب سایرست
در روانی روی آب جوی فکر / نیست بی خاشاک خوب و ناخوش
او روانست و تو گویی واقفست / او دوانست و تو گویی عاکفست
گر نبیند سیر آب از جا بجا / چیست بر وی نونو خاشاکها
هست آن خاشاک صورتهای فکر / نونو در می‌رسد اشکال بکر
روی آب جوی فکر اندر روش / نیست بی خاشاک محبوب و وحش
قشرها بر روی این آب روان / از ثمار باغ غیبی شد دوان
قشرها را مغز اندر باغ جو / زانکه آب از باغ می‌آید بجو

کوئی کہتا ہی کہ روٹی مجکو دو / کہ مین آسودہ ہون رکھتا مال کو
۱ دین چھچھوندر کو نہ آنکھین اسلیے / کیونکہ بے آنکھونکے چرتی خوب ہے
زندگی کرتی ہے بے چشم و بصر / چشم سے فارغ ہی زیر خاک تر
اور چھپے چوری سے نکلے خاک سے / پاک اُس چوری سے تا خالق کرے
بعدہ پر نکلین اور وہ مرغ ہو / چون ملائک جائے وہ افلاک کو
۲ گلشن شکر خدا مین ہر زمان / مثل بلبل کے کہے سو داستان
کہ چھڑایا مجکو بد اوصاف سے / ای تو کرتا جون جنان دوزخ کو ہی
ایک چربی مین تو رکھے روشنی / ایک ہڈی مین سماعت ای غنی
کیا تعلق تن سے اُس معنی کو ہی / کیا تعلق فہم کو ہے اسم سے
معنی جون طائر ہے اور لفظ آشیان / جسم نہر و روح ہی آب روان
رخ روان مین آب جوئے فکر کا / نہ ہی بے خاشاک نیک و بد سوا
وہ روان اور تو کہے ٹھہرا ہوا / وہ دوان اور تو کہے ٹھہرا ہوا
۳ گر نہین چلتا ہے پانی جابجا / تو نبو کیون آتی ہین خاشاکہا
فکر کی ہین صورتین خاشاک وہ / پہونچتی ہین شکل نادر نو بنو
آب جاری فکر کا رخ کیسا ملے / بے خس و خاشاک بلا اور خوب کے
چھلکے ہین اس آب جاری پر روان / باغ غیبی کے پھلونکے ہین نشان
باغ مین جا مغز ان چھلکو نکالے / نہر مین آتا ہی پانی باغ سے

۱ دین چھچھوندر الخ یہ شعر چھچھوندر کو اس لیے آنکھین نہین دین کیونکہ بغیر آنکھون کے اندھے بنی ہین یعنی چشم روشنی پذیر نہین رکھتی ہین پس زندگی بغیر چشم و بصر کے کرتی ہے اور چشم سے فارغ ہے زیر خاک کے چوری چھپے سے نکلے ہے تا کہ اُس چوری سے خدا پاک کر دیوے بعدہ پر نکلین اور وہ مرغ ہو اور مثل ملائک کے افلاک پر جائے یعنے وہ کہ چھچھوندر اپنے نابینا ہونے پر شرم کرتی ہے اور اسی شرم لحاظ سے شب کو پوشیدہ چرنے نکلتی ہے اس واسطے بقول مشہور حق اُس کو مرغ چمگادڑ بنا دیتا ہے اور وہ آسمان پر اُڑتی ہے اسی طرح عارفان دنیا مین سے جو اپنی کوری باطنی پر شرمسار ہون حق تعالی اُن کی جان کو اس عالم مین مرغ پرواز کرتا ہے کہ عرش و لامکان کی سیر کرتا ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ گلشن الخ یہ شعر وہ ہر زمان گلشن خدا مین مثل بلبل کے سو داستان کہے کہ اے خدا مجھ کو بد اوصاف سے چھڑا لیعنی تو دوزخ کو مانند جنت کے کرتا ہی ایک طرف چربی چشم مین تو روشنی رکھتا ہے ایک طرف استخوان گوش مین سمع رکھتا ہے تن سے کیا تعلق اُس معنی کو ہے فہم کو کیا تعلق اسم سے کہ معنی مانند طائر کے اور لفظ مانند آشیانہ کے جسم نہر اور روح آب روان ہے مگر رخ آب جوئے فکر کا روانگی مین نہین معلوم ہوتا ہے بجز خاشاک نیک و بد کے وہ روان ہے اور تو کہتا ہے ٹھہرا ہوا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ اگر نہین الخ یہ شعر اگر نہین پانی جابجا چلتا ہے تو خاشاک نو بنو کیون آتے ہین فکر کی صورتین وہ خاشاک ہین کہ نئی نئی صورتین نادر کرتے ہین رخ آب جاری معلوم ہوگا کیونکہ بے خس و خاشاک نیک و بد کے اس آب جاری پر چھلکے روان ہین باغ غیب کے پھلونکی نشانی ہین ان چھلکونکا مغز باغ مین جا کر ڈھونڈ کیونکہ پانی نہر مین آتا ہی باغ سے باقی حال آگے ہے ۱۲

گر نہ بینی رفتن آب حیات	بنگر اندر جوے این سیر نبات	گر نہ دیکھے چلتا تو آب حیات	نہر مین تو دیکھ یہ سیر نبات
آب جو آنبہ تر آید در گذر	زو کند قشر صور زوتر گذر	نہر مین کثرت سے پانی ہو روان	چھلکے صورت کے ہون جلد اسسے دوان
چون بغایت تیز شد این جو روان	غم نپاید در ضمیر عارفان	جو بہت جاری ہوئی نہر روان	غم نہین رکھتے ہین دل مین عارفان
چون بغایت ممتلی بود و شتاب	پس نگنجد اندرو الا کہ آب	جو نہایت بھر گئی اور ہو شتاب	کچھ نہین اسمین سماوے لیکن آب

طعنہ زدن بیگانہ در شان شیخ و جواب گفتن مرید شیخ

طعنہ مارنا ایک احمق کا ایک شیخ کی شان مین اور جواب دینا اسکے مرید کا

آن یکے یک شیخ را تہمت نہاد	کو بدست و نیست بر راہ رشاد	شیخ پر ابلہ نے اک تہمت لگی	کہ وہ بد ہے اور نہین ہے متقی
شارب خمر ست و سالوس و خبیث	مر مریدان را کجا باشد مغیث	ہے شرابی اور بد مکار بس	کب مریدون کا وہ ہو فریاد رس
آن یکے گفتش ادب را ہوش دار	خرد نبود اینچنین ظن بر کبار	ایک بولا اُس سے گستاخی نکر	عیب گیری تو بزرگون کی نکر
دور ازو دور از اوصاف او	کہ ز سیلے تیرہ گردد صاف او	دور اُس سے دور اوصاف اُسکے سے	اسکا صاف اک سیل سے گندلا نہ ہے
اینچنین بہتان منہ بر اہل حق	کاین خیال تست برگردان ورق	اہل حق پہ ایسا بہتان مت رکھے	یہ تخیل ہین ترے تو چھوڑ دے
این نباشد ور بود اے مرغ خاک	بحر قلزم را ز مردارے چہ باک	یہ نہ ہو اور ہو اگر اے مرغ خاک	بحر کو مردار سے کیا خوف و باک
نیست دون القلتین و حوض خرد	کش تواند قطرۂ از کار برد	کم نہین ہے قلتین و حوض سے	کہ کرے بیکار اک قطرہ اُسے
آتش ابراہیم را نبود زیان	ہر کہ نمرودیست گو میترس از آن	آگ ابراہیم کو نقصان نہ دے	جو کہ نمرودی ہو وہ اسمین جلے
نفس نمرود ست و عقل و جان خلیل	روح در عین ست و نفس اندر دلیل	نفس ہے نمرود عقل و جان خلیل	عین مین ہے روح و نفس اندر دلیل
این دلیل راہ رہرو را بود	کو بہر دم در بیابان گم شود	یہ دلیل راہ رہگیرون کو ہو	کہ بیابان مین نہ بھولین راہ وہ
واصلان را نیست جز چشم و چراغ	از دلیل و راہ شان باشد فراغ	واصلون کو نے سوا چشم و چراغ	اور دلیل و راہ سے انکو فراغ

سلہ گر نہ الخ یہ شعر اگر آب حیات چلتا نہین دکھائی دیتا ہے نہر مین تیہر خاشاک کو دیکھ جس نہر مین پانی کثرت سے روان ہو صورت کے چھلکے جلد اس سے دوان ہون جو نہر روان بہت جاری ہوتی ہے دل مین عارف غم نہین رکھتے ہین جو نہایت بھر گئی اور جاری ہوا اسمین کچھ نہین سماوے لیکن ہر ایک انسان کی آب روح نہر مین جاری ہے مگر آب کی روانگی معلوم نہین ہوتی ہے خاشاک کی روانگی سے رخ پانی کا معلوم ہوتا ہے اسی طرح آب روان کا رخ خیالات کے آنے جانے سے معلوم ہوتا ہے پس وہ خیالات خزات گلشن معنی کے چھلکے ہین پس جدھر سے یہ خیالات آتے ہین تو ادھر کی جانب جا باغ معنی کے وجود عارف مین تیز پانی جاری ہے تو وہ چھلکے جلدی اُس سے گزرین گے عارف کے دل مین رنج و خوشی نہین ٹھہرتا ہے کہ آب روح اُسکا تیرہ ہو چنانچہ مثال اسکی قصہ شیخ مین آگے ایسے فرماتے ہین فافہم ۲ سلہ شیخ پر الخ یہ شعر ایک ابلہ نے ایک شیخ پر تہمت کی کہ وہ بد ہے اور متقی نہین ہے کہ شراب پیتا ہے اور مکار بد ہے وہ کب مریدون کا فریاد رس ہو ایک شخص نے کہا کہ اس سے گستاخی نہ کر اور عیب گیری بزرگون کی نہ کر اس سے اور اُس کے اوصاف سے دور رہین کہ اُس کا آب صاف ایک ضرب لاٹھی سے گندلا ہووے اہل اللہ پر ایسا بہتان نہ کر یہ تیرے خیالات ہین تو چھوڑ دے یہ امر نہ ہوا اور اگر ہو اے مرغ خاک مردار سے بحر قلزم کو کیا خوف ہے وہ کم نہین ہے قلتین حوض سے کہ اس کو ایک قطرہ کام سے کھو دے آگے اس کی مثال ہے آگ ابراہیم کو نقصان نہ دے اور جو نمرودی ہے وہ اُسی مین جلے کان نمک مین جو شے پلید و مردار جاوے نمک پاک ہووے تو اُستاد عجب چیز کہ دکان معرفت نمک شد پائی آگے اسکے حقائق ہین فافہم سلہ نفس ہر الخ یہ شعر نفس نمرود ہے اور عقل و جان خلیل روح عین میں ہے اور نفس دلیل مین راہگیر دلکو دلیل راہ ہو کہ بیابان مین وہ راہ کو نہ بھولین واصلونکو چشم و چراغ کے نہین ہے اور ان کو دلیل کی ضرورت نہین اور وہ دلیل جو بیان کرتے ہین تو اہل دنیا کیلیے بیان کرتے ہین یعنی مقام غیب مین ہین اور دلیل سو کہا ہے کیونکہ اہو کو دلیل جب ہے بعض کو دلیل کی حاجت نہین آگے اسکی مثال ہے فافہم

گر دلیلی گفت آن مرد وصال | گفت بہر فہم اصحاب جدال
بہر طفل نو پدر تی تی کند | گرچہ عقلش ہندسہ گیتی کند
کم نگردد فضل استاد از علو | گر الف چیزے ندارد گوید او
از پے تعلیم آن بستہ دہن | از زبان خود برون باید شدن
در زبان او بباید آمدن | تا بیاموزد ز تو او علم و فن
پس ہمہ خلقان چو طفلان وے اند | لازم است آن پیر را رفت پند
آن مرید شیخ بد گوینده را | آن بکفر و گمرہی آگندہ را
گفت تو خود را مزن بر تیغ تیز | ہین مکن با شاہ و با سلطان ستیز
حوض با دریا اگر پہلو زند | خویش را از بیخ ہستی بر کند
نیست بحرے کو کران دارد کہ تا | تیرہ گردد او ز مردار شما
بحر را حدست و اندازہ بدان | شیخ و نور شیخ را نبود کران
پیش بیحد ہرچہ محدود ست لاست | کل شیٔ غیر وجہ اللہ فناست
کفر و ایمان نیست آنجائیکہ اوست | زانکہ او مغزست و این دو رنگ و پوست
این فناہا پردہ آن وجہ گشت | چون چراغ خفتہ اندر زیر طشت
پس سر این تن حجاب آن سرست | پیش آن سر این سر تن کافرست
کیست کافر غافل از ایمان شیخ | کیست مردہ بیخبر از جان شیخ
جان نباشد جز خبر در آزمون | ہر کرا افزون خبر جانش فزون
جان ما از جان حیوان بیشتر | از چہ زان رو کہ فزون دارد خبر

مرد واصل نے دلیلین جو کہین | لڑنے والون کے سمجھنے کو کہین
باپ بچہ کے لیے تی تی کرے | گرچہ عقل اسکی ریاضی دان ہے
کم نہ ہوا[۱] استاد کا فضل و ہنر | گر الف خالی کہے وہ اے پسر
واسطے تعلیم اُس نادان کے | چھوڑنا اپنی زبان کو چاہیے
بولنا اسکی زبان کو چاہیے | تاکہ علم و فن وہ تجھ سے سیکھ لے
جو کہ سب مخلوق اسکی طفل ہے | پیر کو کرنا نصیحت چاہیے
اُس[۲] مرید پیر نے اُس مرد کو | بولا اُس گمراہ اور بیہودہ کو
خود کو تو مت مار تیغ تیز پر | جنگ سلطانون سے تو ہرگز نہ کر
ہمسری جو حوض دریا سے کرے | اپنی ہستی کی اکھیڑے جڑ کو ہے
یہ نہ وہ دریا کنارہ جسکا ہو | تاکہ اُس مردار سے گندہ ہو وہ
حد[۳] و اندازہ ہے دریا کا بھلا | شیخ نور شیخ ہے بے انتہا
جو کہ محدود آگے بیحد کے ہے لا | کل شیٔ غیر وجہ اللہ فنا
کفر و ایمان ہے، نہ وان جسجا ہے وہ | کیونکہ وہ مغز اور یہ رنگ و پوست دو
یہ فنا پردہ ہوئی اُس ذات کی | جو چراغ اک طشت کے نیچے خفی
تن کا یہ سر اک حجاب اُس سر کا ہے | آگے اُس سر کے یہ سر کافر سا ہے
کون کافر غافلِ ایمان شیخ | کون مردہ بے خبر با جان شیخ
آزمائش[۴] مین جان ہو جز خبر | جسکو زیادہ ہو خبر جان بیشتر
جان حیوان سے مری جان بیشتر | اسلیے کہ زیادہ رکھتی ہے خبر

۱ کم نہ ہوا الخ یہ شعر اُستاد کا فضل و ہنر کم نہ ہو اگر وہ خالی الف کہے واسطے تعلیم نادان کے اپنی زبان کو چھوڑنا چاہیے اور اُس کی زبان بولنا چاہیے اُس کی عقل سے چاہیے نصیحت کرنا یعنے اُستاد بچہ کی تعلیم کو اُس کی زبان کے موافق بولتے ہین و اصلان حق اگر دلائل کہین تو اُن کے کمال مین کچھ کمی نہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۲ اُس مرید پیر الخ یہ شعر اس شخص کے مرید نے اس گمراہ و اس بیہودہ کو کہا کہ خود کو مت ڈال تیغ تیز پر اور سلطانون سے تو ہرگز نہ لڑ حوض اگر ہمسری دریا سے کرے تو اپنے آپ کو برباد کرے دریا گندہ نہین ہوتا بطون شیخ کا ناپیدا کنارہ ہے شراب مردار سے کب گندہ ہوتا ہے باقی اس کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۳ حد و اندازہ الخ یہ شعر دریا کا تو حد و اندازہ ہے شیخ و نور شیخ بے انتہا ہے کہ جو محدود ہے وہ آگے بیحد کے لا ہے ترجمہ سب شے سوا وجہ اللہ کے فنا ہے وہ جس جا ہے وہان نہ کفر نہ ایمان ہے کیونکہ وہ مغز ہے اور دونون رنگ و پوست ہین محسوسات فانی اس ذات کا پردہ ہے جیسے ایک چراغ طشت کے نیچے پوشیدہ ہو اسرار تن اسرار یعنی تن چھپانے والا ظاہر کا ہے یہ بعید اس بعید کے سامنے کافر سا ہے غافل ایمان شیخ سے کون کافر ہے اور کون مردہ بیخبر جان شیخ سے ہے یعنی جو ایمان شیخ سے غافل ہے وہ کافر ہے اور جو جان شیخ سے بیخبر ہے وہ مردہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۴ آزمائش الخ یہ شعر ہنگام آزمائش کے جان نہین ہے بجز خبر کے خبر جسکو زیادہ ہے وہ جان زیادہ ہے اور ہماری جان سے جان فرشتہ زیادہ ہے کہ وہ حس مشترک نہین رکھتے ہین فرشتہ سے جان اہل دل کی زیادہ ہے اے دوست فزون تو حیرت مت کر اسلیے اسکا سجود آدم ہوا اسکی جان اُنکی حقیقت سے سوا ہے ورنہ سجدہ کیلیے بدترون کے بہترون کو حکم کب لائق ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پس فزون از جان ما جان ملک — کو منزہ شد ز حس مشترک
وز ملک جان خداوندان دل — باشد افزون تو تحیر را بہل
زان سبب آدم بود مسجودشان — جان او افزون ترست از بودشان
ورنہ بہتر را سجود دون بری — امر کردن ہیچ نبود در خوری
کے پسندد عدل و لطف کردگار — کہ گلے سجدہ کند در پیش خار
جان چو افزون شد گذشت از انتہا — شد مطیعش جان جملہ چیزہا
مرغ و ماہی و پری و آدمی — زانکہ او بیش است و ایشان در کمی
ماہیان سوزن گر دلقش شوند — سوزنان رشتہا تابع بوند

جان ہماری سے فزون جان ملک — کہ نہ رکھتے ہین وہ حس مشترک
اور ملک سے جان اہل دل فزون — ہووے تو مت کھ تحیر و فنون
انکا مسجود اس لیے آدم ہوا — اُسکی جان انکی حقیقت سے سوا
بدترون کے ورنہ سجدہ کیلیے — بہترون کو حکم کب شایان ہے
لطف[1] اللہ کب پسند اسکو کرے — کہ کرے گل سجدہ آگے خار کے
جو زیادہ تن مین جان سجدہ ہوئی — اُسکی تابع جان ہوئی کب بیر کی
مرغ و مچھلی اور پری اور آدمی — کیونکہ وہ زیادہ ہے اور تھین یہ کمی
اُسکی گدڑی سینے والی مچھلیان — رشتہ کو تابع رکھین ہین سوئیان

بقیہ قصہ ابراہیم ادہم برلب دریا و آن امیر

چون نفاذ امر شیخ آن میر دید — ز آمد ماہی شدش وجدے پدید
گفت آہ ماہی ز پیران آگہ است — شہ تنے را کو لعین درگہ است
ماہیان از پیر آگہ ما بعید — ما شقی زین دولت و ایشان سعید
سجدہ کرد و رفت گریان و خراب — گشت دیوانہ ز عشق و فتح باب
پس تو اے ناشستہ رو در چیستی — در نزاع و در حسد با کیستی
با دم شیرے تو بازی میکنی — با ملائک ترکتازی می کنی
بد چہ میگوئی تو خیر محض را — ہین ترفعی کم شمر آن خفض را
بد چہ باشد مس محتاج مہان — شیخ کہ بود کیمیائے بیکران
مس اگر از کیمیا قابل نہ بد — کیمیا از مس ہرگز مس نشد

باقی قصہ ابراہیم ادہم کا کنارہ دریا پر اور اس امیر کا

شیخ[2] کا وہ حکم جاری میر نے — دیکھا مچھلی پہ ہوا وجد اک اُسے
بولا مچھلی کو ہے چیزون سے خبر — تف ہے اُسپر جبکہ ہو ملعون بشر
پیر سے آگہ ہون مچھلی ہم بعید — ہم شقی دولت سے ہون اور وہ سعید
پس کیا سجدہ وہ اور روتا چلا — عشق کی خواہش سے دیوانہ بنا
اے[3] سیہ رو بس یہ کیسی بات ہے — اور حسد اور جنگ کسکے ساتھ ہے
کرتا ہے بازی تو دم سے شیر کی — اور فرشتون پر یہ حملہ آوری
اب تو خیر محض کو بدمت کہے — ہان تو اک درجہ سمجھ کم شرع سے
بد ہے کیا تانبا کہ وہ محتاج ہے — شیخ کیا ہے کیمیا اک جان کے
کیمیا تانبے کو گر زر نے کرے — کیمیا تانبے سے کب تانبا بنے

ف۱ لطف اللہ الخ یہ شعر لطف اللہ کب اس کو پسند کرے کہ گل سجدہ آگے خار کے کرے یعنی جان اولیاء اللہ کی سب مخلوق کی جان سے بہتر و برتر ہے پس جو جان کہ زیادہ ہوئی سجدہ ہوئی کہ اسکے تابع کب بیر کی حالت ہوئی مرغ مچھلی اور پری اور آدمی کی رکھتے ہین کیونکہ اولیاء زیادہ ہین کیونکہ مچھلیان اس کی گدڑی سینے والی ہین جیسے سوئی رشتہ کو تابع رکھتی ہے یعنی اولیاء اللہ کل مخلوق سے برتر ہین اور سب شے کی جانین اُن کی تابعدار ہین آگے رجوع بقصہ ابراہیم ادہم رحمہ اللہ کے ہے فافہم ۱۲ ف۲ شیخ کا وہ حکم الخ یہ شعر وہ حکم جاری شیخ کا امیر نے مچھلیون پر دیکھا ایک وجد اس کو ہوا اور کہا کہ مچھلیون کو پیر سے خبر ہے تف ہے اُس پر بشر ملعون ہو مچھلیان پیر سے آگاہ ہون اور ہم بعید دولت سے شقی ہون اور وہ سعید پس اُس نے سجدہ کیا اور روتا چلا اور خواہش سے دیوانہ ہوا آگے رجوع ہے طرف قصہ شیخ کے فافہم ۱۲ ف۳ اے سیہ رو الخ یہ شعر اے سیاہ رو یہ بات کیسی ہے اور حسد و جنگ کس کے ساتھ ہے تو شیر کی دُم سے بازی کرتا ہے اور فرشتون پر یہ حملہ لاتا ہے تو اب خیر محض کو بدمت کہہ ہان ایک درجہ کم سمجھ شیخ کو شریعت سے یعنی وہ شیخ خیر محض ہے مگر بسبب شراب پینے کے کہ شریعت مین حرام ہے ایک درجہ شریعت مین کم سمجھ لے تو وہ کہ خیر محض ہے ایک درجہ کم ہونے سے اس کا کیا ہوتا ہے پس بد کیا ہے تانبا کہ وہ محتاج ہے اور شیخ کیا ہے ایک کیمیا ہے اگر کیمیا تانبے کو زر نہ کرے تو کیمیا تانبا نہین ہے اگر شیخ نے تجھ کو نہ رنگا پس شیخ مین کچھ نقصان نہین آتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

بد چه باشد سرکش آتش عمل — شیخ که بود عین دریای ازل
بد که باشد ظالم ظلمت فزا — شیخ که بود عکس انوار خدا
بد چه باشد آتشی پر درد و سوز — شیخ آب کوثرست اندر تموز
دائم آتش را بترسانند ز آب — آب کی ترسد هرگز ز التهاب
در رخ مه عیب بینی می کنی — در بهشتی خار چینی می کنی
گر بهشت اندر روی تو خار جو — هیچ خار آنجا نیابی غیر تو
می بپوشی آفتابی در گلی — رخنه می جوئی ز بدر کاملی
آفتابی کو بتابد در جهان — بهر خفاشی کجا گردد نهان
عیبها از رد پیران عیب شد — غیبها از رشک پیران غیب شد
یار را دوری ز خدمت یار باش — در ندامت جان کنی در کار باش
تا از آن راهت نسیمی میرسد — آب رحمت را چه بندی از حسد
گر تو دوری دور میجنبان تو دم — حیث ما کنتم فولوا وجهکم
چون خری در گل فتد از گام تیز — دمبدم جنبد برای عزم خیز
جای را هموار نکند بهر باش — داند او که نیست آن جای معاش
حس تو از حس خر کمتر بدست — که دل تو زان وحلها بر نجست
در وحل تاویل رخصت میکنی — چون نمیخواهی کزان دل بر کنی
کاین روا باشد مرا من مضطرم — حق نگیرد عاجزی را از کرم

بد[51] ہے کیا اک آتش سرکش عمل — شیخ کیا ہے عین دریائے ازل
بد ہے کیا اک ظالم ظلمت فزا — شیخ کیا ہے عکس انوار خدا
بد ہے کیا اک آتش پر سوز و درد — شیخ کیا ہے آب کوثر سخت سرد
آگ کو بس ہین ڈراتے آب سے — آگ سے ہرگز نہ ڈرتا آب ہے
ماہ مین تو دیکھتا ہے عیب کو — اور چنتا خار جنت مین ہے تو
جائے گر جنت مین کانٹا ڈھونڈھتا — کانٹا تو پائے نہ وان اپنے سوا
ڈالتا ہے خاک تو خورشید پے — بدر مین سوراخ کوئی ڈھونڈھتے ہو
آفتاب[52] ایسا کہ چمکائے جہان — کب ہو چمگادڑ کی خاطر وہ نہان
عیب کل پیرون کے رو سے عیب ہے — غیب رشک پیر سے بس غیب ہے
دور گر خدمت سے ہے تو یار ہو — کر تو خدمت دے ندامت جان کو
تاکہ اس رہ سے نسیم آئے تجھے — آب رحمت کیون حسد سے روکے ہے
دور اگر ہے تو ہلا دور اپنی دُم — حیث ما کنتم فولوا وجھکم
دوڑنے سے شل خر گل مین پھنسا — دوڑنے کو دمبدم ہے لوٹتا
وہ برابر جا نہ رہنے کو کرے — جانتا ہے نہ معاش اُس جائے ہے
حس[53] خر سے تیری حس کمتر ہوئی — دل ترا اُس گل سے نہ نکلا کبھی
گل مین تو تاویل رہنے کی کرے — کیون نہ چاہے تو کہ دور اُس سے رہے
ہون مین بھوکا تین دن کا ہے روا — کہ پکڑتا ہے نہ عاجز کو خدا

۵۱ بد ہے الخ یہ شعر کیا چیز ہے ایک آتش بعمل سرکش ہے اور شیخ کیا ہے عین دریائے ازل ہے بد ایک ظالم ظلمت کا زیادہ کرنے والا ہے اور شیخ کیا ہے انوار خدا کا بد کیا ہے ایک آتش پرسوز و درد ہے شیخ کیا ہے آب کوثر سرد ہے بس آتش کو ڈراتے ہین آب سے آب نہین ڈرتا ہے یعنی شراب آتش ہے اور شیخ آب ہے پس شیخ سے شراب کو خوف ہو نہ شیخ شراب سے ڈرے تو ماہ مین عیب دیکھتا ہے اور خار چنتا ہے جنت مین اگر تو جنت مین خار ڈھونڈھنا چاہے تو وہان اپنے سوا نہین پائے تو خورشید پر خاک ڈالتا ہے بدر مین کوئی سوراخ ڈھونڈھتا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ آفتاب ایسا الخ یہ شعر ایسا آفتاب کہ جہان کو روشن کرے وہ چمگادڑ کی خاطر پوشیدہ ہووے پس عیب کل پیرون کی رو سے عیب ہے اور غیب رشک پیرون سے غیب ہے یعنی جس فعل کو سب پیرون نے رد کیا ہے وہ عیب ہے اور جس راز کو سب پیرون نے پوشیدہ کیا وہ غیب ہے بموجب شریعت کے اگر تو خدمت سے دور ہے یار رہو اور خدمت کر و جان کو ندامت دے تاکہ اس راہ سے تجھ کو نسیم آئے رحمت کو کیون حسد سے روکتا ہے یعنی تو اولیا سے خدمت کر کے فیض حاصل کر اور خدمت سے محروم مت رہ اگر تو اولیا سے دور ہے تو اپنی دُم دور سے ہلا یعنی ارادہ کر ترجمہ جس جا کہ تم ہو اپنے منھ کو پھیرو طرف مسجد حرام کے اور اگر دوڑنے سے شل خر کے گل مین پھنسا ہے اور دوڑنے کے واسطے دمبدم گل مین لوٹین مارتا ہے پس وہ جگہ رہنے کو برابر نہ کرے جانتا ہے کہ معاش اس جا پر نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ حس خر الخ یہ شعر پس حس خر سے تیری حس کمتر ہوئی دل تیرا اس گل دنیا سے کبھی نہ نکلا گل مین تاویل کرتا ہے اور کیون نہین چاہتا ہے کہ اس سے دور رہے یعنی خر جو گل مین پھنسا ہے تو اس سے نکلنا چاہتا ہے اور تو جو گل دنیا مین پھنسا ہے تو اس سے نکلنے کی تدبیر نہین کرتا پس تجھ سے خر بہتر ہے اور مین تین دن کا بھوکا ہون میرے لیے روا ہے کیونکہ عاجز کو خدا نہین پکڑتا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۔

خود گرفتارست تو چون گفتار کور ... این گرفتن اینبی از غرور
می بگویند اندران گفتار نیست ... از برون جویید کاندر غار نیست
نیست در سوراخ گفتار ای اسیر ... رفت نازان او بسوی آبخور
این ہمیگویند و بندش می نہند ... او ہمیگوید زمن کی آگہ اند
گر زمن آگاہ بودی این عدو ... کی ندا کردی کہ آن گفتار کو
تا کہ بربندند و بیرونش کنند ... غافل آن گفتار ازین ریشخند

خود پھنسا مثل جرک اندھے کے ہے ... نے پھنسا جانے وہ خود کو غیر سے[۱]
کہتے ہین وہ کہ جرک یان پر نہین ... ڈھونڈھو باہر غار کے اندر نہین
وہ جرک اندر نہین ہے غار کے ... پانی پینے کو گیا اس جا سے ہے
اسطرح کہہ کر پکڑتے ہین اُسے ... کہتا ہے وہ مجکو کب ہین جانتے
جانتے مجکو اگر یہ دشمنان ... کسلیے کہتے جرک ہے وہ کہان
یان تلک کہ باندھین و رکھینچین اُسے ... اور وہ غافل جرک ہی اس مکر سے

دعوی کردن آن شخص کہ خدا از من گناہ نمیگیرد و جواب شعیب

دعوی کرنا اُس شخص کا کہ خدا مجھ سے گناہ نہین پکڑتا ہے اور جواب دینا شعیب کا

آن یکی میگفت در عہد شعیب ... کہ خدا از من بسی دیدست عیب
چند دید از من گناہ و جرمہا ... وز کرم یزدان نمی گیرد مرا
حق تعالی گفت در گوش شعیب ... در جواب او فصیح از راہ غیب
کہ بگفتی چند کردم من گناہ ... وز کرم نگرفت بر جرمم آلہ
عکس میگوئی و مقلوب ای سفیہ ... ای رہا کردہ رہ و بگرفتہ تیہ
چند چندت گیرم و تو بیخبر ... باسلاسل ماندہ پا تا بہ سر
زنگ تو بر تو ترت ای دیگ سیاہ ... کردہ سیمای درونت را تباہ
بر دلت زنگار بر زنگارہا ... جمع شد تا کور شد ز اسرارہا
گر زند آن دود بر دیگ نوی ... آن اثر بنماید ار باشد جوی
زانکہ ہر چیزی بضد پیدا شود ... بر سفیدی آن سیہ رسوا شود

شخص اک کہتا تھا با عہد شعیب[۲] ... کہ بہت دیکھے ہین حق نے مجھسے عیب
اور بہت جرم و گنہ دیکھے مرے ... پر کرم سے حق نہ پکڑے ہے مجھے
پس کہا مخفی خدا نے با شعیب ... در جواب اُسکے فصیح از راہ غیب
کہتا ہے مین نے کیے از بس گناہ ... کب کرم سے جرم پکڑے ہے الٰہ
کہتا[۳] ہے بر عکس وہ اور بر خلاف ... راہ بھولا اور پڑا جنگل مین صاف
مین پکڑتا ہون تجھے تو بیخبر ... ہے پھنسا زنجیر مین پا تا بہ سر
زنگ تہ بر تہ نے اے دیگ سیاہ ... روے باطن کو کیا تیرے تباہ
دل پہ تیرے زنگ پر ہے زنگ ہے ... اسلیے اندھا ہے تو اسرار سے
گر نئے دیگ تو پہ لگ جائے دھوان ... ہو بقدر جو اثر اس پر عیان
کیونکہ ظاہر ہوتی ہر شے ضد سے ہے ... بس سفیدی سے سیہ رسوا ہے

[۱] خود پھنسا الخ ۱۲ شعر تو خود پھنسا ہے مثل خر اندھے کے اور وہ جرک کو نہین پھنسا نا جانتا ہے غرہ سے کہتے ہین کہ وہ جرک یہان پر نہین ہے غار کے باہر ڈھونڈھو اندر نہین ہے جرک ہڈدار کو کہتے ہین وہ جرک باہر غار کے پانی کو گیا ہے اسی طرح کہکر جرک کو پکڑتے ہین اور وہ جرک خود کہتا ہے کہ یہ مجھکو جانتے نہین اگر یہ دشمن مجھ کو جانتے کسواسطے کہتے کہ وہ جرک کہان ہے یہانتک کہ اسکو باندھین اور کھینچین اور وہ جرک اُس سے غافل ہے یعنی اسی طرح غافلان دنیا تعلقات دنیا مین گرفتار ہین اور خود جانتے ہین کہ ہم آزاد ہین جیسے ایک گنہگار کا دعوی کرنا کہ خدا مجکو گناہ پر نہین پکڑتا ہے چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ [۲] شخص اک الخ ۱۲ شعر شعیب کے عہد مین ایک شخص کہتا تھا کہ حق نے مجھ سے بہت عیب دیکھے ہین اور بہت جرم و گناہ میرے دیکھے ولیکن کرم سے حق نے نہ پکڑے پس حق نے حضرت شعیب سے درجواب اُسکے کہا از راہ غیب کے آگے اسکے بیان حق تعالی کا ہے فافہم ۱۲ [۳] کہتا ہے الخ ۱۲ شعر یہ شخص جو کہتا ہے کہ مین نے از بس گناہ کیے ہین اور کرم سے حق تعالی نے نہ پکڑے پس وہ بر عکس اور بر خلاف کہتا ہے راہ بھولا اور جنگل مین پڑا ہے اے شخص مین تجھے پکڑتا ہون اور تو بیخبر ہے اور تو زنجیر مین پھنسا ہے از سر و پا تہ بہ تہ زنگ نے اے دیگ سیاہ تیرے روے باطن کو تباہ کیا ہے تیرے دل پر زنگ پر زنگ ہے اس لیے اسرار سے تو اندھا ہے اگر وہ نئی دیگ پر دھوان لگ جائے جو کہ برابر ہو تو اثر اُس کا عیان ہو کیونکہ ہر شئے ظاہر ضد سے ہے پس سفیدی سے سیاہی رسوا ہوئی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

چون سیہ شد دیگ از تاثیر دود	بعد ازان بروی کہ بنید دود زود	جو دھوین سے[لہ] دیگ ہوجاوے سیاہ	پھر دھوین کو اسپہ کب دیکھے نگاہ
مرد آہنگر کہ او زنگی بود	دود را با روشن ہمرنگی بود	ایک زنگی شخص گر ہووے لہار	اسکے رخ سے ہو دھوان ہمرنگ یار
مرد رومی گر کند آہنگری	رویش ابلق گردد از دود آوری	مرد رومی گر کرے آہنگری	اسکا منھ ابلق دھوین سے ہو اخی
پس بداند زود تاثیر گناہ	پس بنالد زار و گوید کاے الہ	جان لیوے جلد تاثیر گناہ	اور رو رو کر پکارے اے الہ
چون کند اصرار و بد پیشہ کند	خاک اندر چشم و اندیشہ کند	جو کرے اصرار و بد پیشہ کرے	خاک سے پر چشم اندیشہ کرے
توبہ نندیشد دگر شیرین شود	بر دلش آن جرم تا بیدین شود	نے کرے[عہ] توبہ و شیرین جرم ہو	اسکے دل پر تا کہ بیدین ہووے وہ
آن پشیمانی و یارب رفت ازو	شست بر آئینہ زنگ پنج تو	کہنا یارب اور پشیمانی گئی	آئینہ پر زنگ کی تہ جم گئی
آہنش را زنگہا خوردن گرفت	گوہرش را زنگ کم کردن گرفت	زنگ اسکے لوہے کو کھانے لگا	گوہر اسکا زنگ کم کرنے لگا
چون نویسی کاغذ اسپید بر	آن نوشتہ خواندہ آید در نظر	سادہ کاغذ پر اگر تو کچھ لکھے	اس لکھے کو خوب ہر کوئی پڑھے
چون نویسی بر سر بنوشتہ خط	فہم ناید خواندنش گردد غلط	تو لکھے کاغذ پر لکھے اور خط	فہم مین ہرگز نہ آوے ہو غلط
کان سیاہی بر سیاہی اوفتاد	ہر دو خط شد کور معنی رو نداد	اسکی سیاہی پر سیاہی جو پڑے	دونون خط اندھے ہون اور معنی چھپے
در سوم بارہ نویسی بر سرش	پس سیہ کردی تو جان کافرش	تیسری بار اسپہ تو لکھے اگر	مثل جان کافر کے ہو تاریک تر
پس چہ چارہ جز پناہ چارہ گر	ناامیدی مس و اکسیرش نظر	چارہ کیا بس جز پناہ چارہ گر	پاس تانبا کیمیا اس کی نظر
ناامیدیہا بپیش او نہید	تا ز درد بے دوا بیرون جہید	اسکے آگے ناامیدی کو رکھو	تا کہ درد بے دوا سے تم چھٹو
چون شعیب این نکتہا با او بگفت	زان دم جان در دل او گل شگفت	جو شعیب[سہ] ان نکتون کو کہنے لگا	اسکے دلمین گل دم جان سے کھلا
جان او بشنید وحی آسمان	گفت اگر بگرفت ما را کو نشان	اسکی جان نے جو سنی وحی سما	بولا مجکو پکڑا کیا اس کا پتا
گفت یارب دفع من میگوید او	آن گرفتن را نشان میجوید او	بولا رد کرتا ہے مجکو اے خدا	ڈھونڈھتا ہے اس پکڑنے کا پتا

لہ جو دھوین سے الخ ۵ شعر جو دیگ دھوین سے سیاہ ہوجاتی ہے پھر نگاہ اس دھوین کو کب دیکھے آگے اسکی مثال ہے ایک زنگی اگر لہار ہووے اُس کے رخ سے دھوان ہمرنگ ہوا اگر ایک رومی آہنگر ہو تو اُسکا منھ دھوین سے ابلق ہو یعنی ایک فاسق کے سیاہی گناہ کی دل پر ہو اور ایک متقی کی سیاہی گناہ دل پر ہو تو متقی کو وہ سیاہی معلوم ہوگی جان لیوے جلد تاثیر گناہ کو اور رو رو کر خدا کو پکارے جو جو پیشہ بدین اصرار وجد کرے اور چشم اندیشہ کو خاک سے بھرے یعنی پیشہ بد کرے اور اندیشہ نہ کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ عہ نے کرے توبہ الخ ۹ شعر نہ توبہ کرے اور اس کے دل پر جرم شیرین ہو یہان تک بیدین وہ ہو جائے یارب کہنا اور پشیمانی گئی آئینہ پر تہ زنگ کی جم گئی اس کے لوہے کو زنگ کھانے لگا یعنے بدعقیدہ ہوا اور گوہر رنگ کم کرنے لگا یعنے ایمان کم ہوا آگے اس کی مثال ہے اگر تو سادہ کاغذ پہ لکھے کچھ اس لکھے کو ہر ایک خوب پڑھے یعنی صاف دل پر ہر عمل اثر کرتا ہے اور لکھے کاغذ پر اگر تو اور خط لکھے فہم مین ہرگز نہ آئے اور غلط ہوجائے اس سیاہی پر جو اور سیاہی پڑے دونون خط اندھے ہون اور معنی پوشیدہ ہون اور اگر تیسری بار تو اس پر لکھے کافرون کی جان کے مانند تاریک تر ہو اُسکا چارہ کیا ہے پس پناہ چارہ گر کے سوا اس کے تانبے کو اس کی نظر کیمیا ہے اُسکے آگے ہے ناامیدی رکھو تا کہ درد بے دوا سے تم چھوٹو یعنے اسکا علاج نظر مرشد ہے مثل کیمیا کے نبادے آگے قصہ کا بیان ہے فافہم ۱۲ سہ جو شعیب الخ ۴ شعر جو شعیب ان نکتون کو کہنے لگے انکے دم جان سے گل اُسکے دلمین کھلا اُسکی جان نے جو وحی آسمانی سنی کہا کہ مجھ کو اگر پکڑا ہے اُسکا پتہ کیا ہے شعیب نے عرض کی کہ اے خدا وہ مجھ کو رد کرتا ہے اور اس پکڑنے کا پتا پوچھتا ہے حق نے کہا کہ مین ستار ہون بھید اب کیا کھولون مگر امتحان کے واسطے ایک رمز ظاہر کرتا ہون آگے اس رمز کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

گفت ستارم نہ گویم رازہاش جز کمی رمزی برای ابتلاش
یک نشانی آنکہ می گیرم ورا آنکہ طاعت دارد و صوم و دعا
از نماز و از زکوٰۃ و غیر آن لیک یک ذرہ ندارد ذوق جان
میکند طاعات و افعال سنی لیک یک ذرہ ندارد چاشنی
طاعتش نغز است و معنی نغز نی جوزہا بسیار و در وی مغز نی
ذوق باید تا دہد طاعات بر مغز باید تا دہد دانہ شجر
دانۂ بی مغز کی گردد نہال صورت بیجان نباشد جز خیال
چون شعیب این نکتہا بر وی بخواند از تفکر ہمچو خر در گل بماند

بولا ہون ستار نے بھید کہون ن امتحان کو رمز اک ظاہر کرون
اک نشان[۱] یہ کہ پکڑتا ہون اُسے جو کہ روزہ اور طاعت وہ رکھے
اور نماز مین اور زکوٰۃ مین وہ کرے پر نہ ذوق جان اک ذرہ رکھے
طاعت اور افعال بہتر وہ کرے پر نہ اک ذرہ مزہ اُسکا چکھے
طاعت اچھی پر نہ معنی نغز ہین ہین بہت اخروٹ پر بے مغز ہین
چاہیے ذوق اب کہ طاعت دے ثمر چاہیے مغز اب کہ دانہ دے شجر
دانۂ بے مغز سے کب ہو نہال صورت بیجان نہووے جز خیال
جو شعیب[۲] ان نکتون کو بس کہہ چکا فکر سے جون خر وہ کیچڑ مین پھنسا

تتمہ قصہ طعنہ زدن شیخ و جواب مرید

تتمہ قصہ طعنہ زن شیخ کا اور جواب مرید کا

آن خبیث از شیخ می لائید ژاژ کژ نگر باشد ہمیشہ عقل کاژ
کہ منم بر حال زشتِ او گواہ خمر خوارست و بد و کارش تباہ
دیدمش اندر میان مجلسی او ز تقویٰ عاریست و مفلسی
ور کہ باور نیستت خیز امشبان تا ببینی فسق شیخت را عیان
شب ببردش بر سر یک روزنی گفت بنگر فسق و عشرت کردنی
بنگر آن سالوس روز و فسق شب روز ہمچون مصطفیٰ شب بولہب
روز عبد اللہ او را گشتہ نام شب نعوذ باللہ و در دست جام
دید شیشہ در کفِ آن شیخ پر گفت شیخا مر ترا ہم ہست غر

وہ خبیث[۲] اُس شیخ کو کہتا برا عقل احول ہوتی ہے احول سدا
کہ مین اُسکے حال بد کا ہون گواہ وہ شرابی کام اُسکا ہے تباہ
مین نے دیکھا ایک محفل مین اُسے پاکی اور تقویٰ نہ وہ بالکل رکھے
گر یقین تجکو نہین چل وقت شب شیخ کا تجکو دکھادون فسق سب
لیگیا شب کو وہ اک سوراخ پے بولا فسق و عیش اُسکا دیکھ لے
دیکھ[۳] اُسکا مکر روز اور فسق شب دن ہے مثل مصطفےٰ شب بولہب
دن کو عبد اللہ اسکا نام ہے اور نعوذ باللہ شب باجام ہے
شیشہ دیکھا ہاتھ مین اُس شیخ کے بولا شیخا سب ترا یہ مکر ہے

ف۱ اک نشان الخ، شعر ایک نشان اُسکے پکڑنے کا یہ ہے کہ جو وہ طاعت رکھتا ہے اور نماز مین و زکوٰۃ مین ادا کرتا ہے لیکن ذوق جان اُسکو ایک ذرہ نہین ہوتا ہے یعنے صوفیہ کرام اُسکو سلب مزید کہتے ہین چنانچہ دفتر اول مین اس کا حال رجعت سلوک مین ہم نے لکھا ہے وہ طاعت و افعال بہتر کرے لیکن ایک ذرہ اُس کا مزہ نہ چکھے طاعت اچھی و لیکن معنی نادر نہین ہے بہت اخروٹ ہین لیکن بے مغز ہین ذوق چاہیے تا طاعت ثمر دے مغز چاہیے تا دانہ شجر دے دانہ بے مغز سے نہال کب ہو صورت بیجان نہ ہووے بجز خیال کے جو شعیب ان نکتون کو کہہ چکا وہ مانند گدھے کے فکر سے کیچڑ مین پھنسا آگے باقی قصہ شیخ کا ہے فافہم ۱۲ ف۲ وہ خبیث الخ، شعر وہ خبیث اس شیخ کو برا کہتا تھا کیونکہ عقل احول کی ہمیشہ احول ہوتی ہے کہ مین اس کے بدی کا گواہ ہون کہ وہ شرابی ہے اور اُس کا کام تباہ ہے مین نے ایک محفل مین دیکھا اُسے کہ وہ بالکل پاکی و تقویٰ نہین رکھتا تھا اگر تجھ کو یقین نہین ہے شب کو چل شیخ کا فسق سب تجکو دکھادون وہ شب کو لے گیا ایک سوراخ پر اور کہا کہ فسق و عیش اُسکا دیکھ لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ — ف۳ دیکھو اُسکا الخ، شعر اُس کا مکر روز و فسق شب دیکھ کہ دن مثل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور شب مثل بولہب ہے دن کو عبد اللہ اُس کا نام ہے اور نعوذ باللہ شب مین اُس شیخ کے ہاتھ مین شیشہ دیکھا کہا کہ اے شیخ یہ سب تیرا مکر ہے تو نہین کہتا تھا کہ جام مے پر شیطان موتتا ہے شیخ نے کہا کہ میرا جام ایسا پُر کیا ہے کہ ایک دانہ کی اُس مین سمائی باقی نہین تو دیکھ کہ اس مین کچھ ایک ذرہ بھی آسکتا ہے یہ بات اُلٹی سنی ہے مزہ سے ہے جام ظاہری ہے شراب ظاہر نہین ہے تو اس بات کو شیخ سے دور رکھ آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ —

تو نمیگفتی کہ ہر جام شراب
گفت جامم را چنان پر کردہ اند
بنگر این جا ہیچ گنجد ذرّہ
جام ظاہر خمر ظاہر نیست این
جام مے ہستی شیخ است اے فلیو
پُر و مالامال از نور حق است
نور خورشید ار بیفتد بر حدث
شیخ گفت این خود نہ جام ست نے مے
آمد و دید انگبین خاص بود
گفت پیر آن دم مرید خویش را
کہ مرا رنجیست مضطر گشتہ ام
در ضرورت ہست ہر مردار پاک
گرد خمخانہ برآمد آن مرید
در ہمہ خمخانہ ہا او مے ندید
گفت اے رندان چہ حال است این چہ کار
جمع رندان نزد آن شیخ آمدند
در خرابات آمدے شیخ اجل
کردہ مے را تو مبدل از حدث
گر شود عالم پر از خون مال مال

دیو می میزد شتاب اندر شتاب
کاندرونش می نگنجد یک سپند
این سخن را گر شنیدہ غرہ
دور دار این را ز شیخ دور بین
کاندرو اندر نہ گنجد بول دیو
جام تن بشکستہ نور مطلق است
او ہمان نور ست نہ پذیرد خبث
ہین بزیر آ منکرا بنگر بوے
کور شد آن دشمن کور و کبود
رو برائے من بجو مے اے کیا
من ز رنج از مخمصہ بگذشتہ ام
بر سر منکر ز لعنت باد خاک
بہر شیخ از ہر خمے او می چشید
گشتہ بد پر از عسل خم نبید
ہیچ خمے در نمی بینیم عقار
چشم گریان دست بر سر میزدند
جملہ مے از قدومت شد عسل
جان ما را ہم بدل کن از خبث
کے خورد بندہ خدا الا حلال

تو نہ کہتا تھا کہ اندر جام مے
بولا میرا جام ایسا پر کیا
دیکھ تو کچھ ذرّہ اسمین آسکے
جام ظاہر ہے نہ ظاہر ہے شراب
جام مے ہستی ہے تیرے شیخ کی
پُر و مالامال حق کے نور سے
گندگی پر گر پڑے سورج کا نور
شیخ بولا جام ہے یان اور نہ مے
آن کر دیکھا تو خالص شہد تھا
پیر نے اُس خادم اپنے سے کہا
کہ مین ہون بیمار و مضطر بقرار
ہے ضرورت مین ہر اک مردار پاک
گرد خمخانون مین وہ خادم پھرا
پر نہ خمخانون مین دیکھی اُسنے مے
بولا اے رندو یہ کیا احوال ہے
شیخ کے نزدیک آئے رند سب
جو خرابات اندر آیا شیخ تو
مے کو ناپاکی سے بدلا تو نے جو
گر ہو عالم خون سے پر مالامال

موتتا شیطان اسمین جلد ہے
ہے نہ اک فی رہ کی باقی اسمین جا
بات یہ اُلٹی سنی غرّہ سے ہے
دور اسکو شیخ سے رکھ تو شتاب
دیو کا موت اُسمین آوے نے کبھی
ٹوٹا تن کا جام مطلق نور ہے
نور مین ہوئے پلیدی کا ظہور
نیچے آکر دیکھ منکر کیا ہے شے
روسیہ دشمن وہ اندھا ہو گیا
جا تو میرے واسطے مے ڈھونڈھ لا
بھوک کی تکلیف سے گزرا مین یار
سر پہ منکر کے ہی بس لعنت سے خاک
شیخ کی خاطر ہر اک مے کو چکھا
ہو گئے تھے خم مے پُر شہد سے
مین کسی خم مین نہین پاتا ہون مے
روتے اور سر پیٹتے وہ باادب
شہد مقدم سے کیا ہے بادہ کو
پاک کر دے تو ہماری جان کو
کھائے کب مرد خدا لیکن حلال

ف۱ جام مے الخ شعر تیرے شیخ کے جام مے کی ہستی ہے دیو کا پیشاب اسمین کبھی نہ آسکے حق کے نور سے پُر و مالامال ہے جام تن ٹوٹا اور مطلق نور ہے آگے اسکی مثال ہے اگر گندگی پر نور خورشید پڑے نے پلیدی کا ظہور نور مین ہو شیخ نے کہا کہ یہان جام ہے اور مے نہین ہے نیچے آکر دیکھ یہ کیا اے منکر شے ہے جبکہ آکر دیکھا تو خالص شہد تھا وہ دشمن اندھا روسیاہ ہو گیا اُس خادم سے اُسکے پیر نے کہا کہ جا میرے واسطے شراب ڈھونڈھ کر لا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ف۲ کہ مین الخ شعر کہ مین بیمار و بیقرار ہون بھوک کی تکلیف سے گزر گیا ہون ضرورت مین ہر ایک مردار پاک ہے منکر کے سر پہ لعنت سے خاک میرے لیے شراب لا وہ خادم گرد خمخانہ کے پھرا اور شیخ کی خاطر ہر ایک مے کو چکھا لیکن اُس نے خمخانون مین مے نہ دیکھی و خم مے شہد سے پُر ہو گئے کہا کہ اے رندو یہ کیا احوال ہے مین کسی خم مین مے نہین دیکھتا نہ پاتا ہون شیخ کے پاس سب رند آئے اور روتے اور سر کوٹتے تھے باادب کہ جو خرابات مین تو شیخ آیا ہے تیرے مقدم سے شراب شہد ہوئی ہے جو تو نے مے کو ناپاکی سے بدلا ہے تو ہماری جان کو پاک کر دے اگر عالم خوان سے پُر و مالامال ہو بندۂ خدا کب کھائے الا حلال یعنے اے شیخ جیسے تو نے شراب کو شہد سے بدلا اسی طرح ہماری جان کو بھی پاک کر دے اخلاق ذمیمہ سے اگر تمام عالم خوان پلید سے پُر ہو تو بندہ خدا بجز قوت حلال کے نہ کھائے جیسے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تمام فرش زمین واسطے نماز کے پاک ہے چنانچہ آگے وہ قصہ مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

گفتن عائشہ رض پیغمبر را کہ تو بے مصلّی چونست کہ ہمہ جا نماز میگزاری

عائشہ رض روزے بہ پیغمبر بگفت
یا رسول اللہ تو پیدا و نہفت

ہر کجا باشد نمازے می‌کنی
میرود در خانہ ناپاک و دنے

گرچہ میدانی کہ ہر طفلے پلید
کرد مستعمل بہر جا کہ رسید

بے مصلّی میگزاری تو نماز
ہر کجا روے زمین بکشائے راز

گفت پیغمبر صلعم کہ از بہر مہان
حق نجس را پاک گرداند بدان

سجدہ گاہم را ازان رو لطف حق
پاک گردانید تا ہفتم طبق

ہان و ہان ترک حسد کن با شہان
ورنہ ابلیسے شوی اندر جہان

کو اگر زہرے خورد شہدے شود
تو اگر شہدے خوری زہرے بود

کو بدل گشت و بدل شد کار او
لطف گشت و نور شد ہر نار او

حق قوت بود مر ابابیل را
ورنہ مرغے چون کشد مر فیل را

لشکرے را مرغ کے چندی شکست
تا بدانی کان صلابت از حق است

گر ترا وسواس آید زان قبیل
رو بخوان تو سورۂ اصحاب فیل

ور کنی با او مرے و ہمسری
کافرم گر تو از ایشان بو بری

کہنا عائشہ صدیقہ رض کا پیغمبر کو کہ تم بغیر مصلے کے ہر جگہ کیسے نماز پڑھ لیتے ہو

عائشہ رض نے یہ پیغمبر صلعم سے کہا
یا رسول اللہ ظاہر باطنا

تم نماز ہر جا پے کرتے ہو ادا
گھر مین اکثر ہوتی ہے ناپاک جا

جانتے ہو گرچہ ہر لڑکا پلید
کرتا مستعمل ہے ہر جا کو مزید

بے مصلّے تم جو پڑھتے ہو نماز
ہر جگہ پر کھول دو تم اسکا راز

بولے پیغمبر بزرگون کے لیے
پاک کرتا حق نجس کو جان لے

لطف حق نے سجدہ میرا رو کیا
پاک ساتون آسمان تک کر دیا

ہان بزرگون سے حسد کو چھوڑ دے
ورنہ اک شیطان جہانین تو بنے

زہر کھالے وہ اگر بس شہد ہو
شہد کھائے تو اگر تو زہر ہو

وہ جو بدلا اسکا بدلا کاروبار
ہوگئی لطف اور نور اسکی وہ نار

قوت اللہ تھی ابابیل کو
ورنہ مرغ اک مارتا کب فیل کو

ہوئی لشکر کو شکست اک مرغ سے
تاکہ تو جانے وہ قوت حق سے ہے

گر تجھے وسواس آوین زان قبیل
جا تو پڑھ بس سورۂ اصحاب فیل

ساتھ اسکے کج ادائی تو کرے
ہومین کافر گر تو اس سے بو ہی لے

کشیدن موشے مہار اشتر را و معجب شدن موش

موشکے در کف مہار اشترے
در ربود و شد دوان او از مرے

اشتر از چستی کہ با او شد روان
موش غرہ شد کہ ہستم پہلوان

کھینچنا چوہے کا اونٹ کی مہار کو اور مغرور ہونا چوہے کا

ایک چوہا لے مہار اک اونٹ کی
کھینچتا اسکو ز راہ ہمسری

جو ہوا اونٹ اسکے پیچھے پس روان
جانا چوہے نے کہ ہومین پہلوان

---

۱ عائشہ رض الخ ۴۰ شعر حضرت عائشہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ تم ظاہر و باطن نماز ہر جا پر ادا کرتے ہو اور گھر مین اکثر جگہ ناپاک ہوتی ہے اگرچہ تم جانتے ہو کہ ہر ایک لڑکا پلید کرتا ہے اور مستعمل ہر بار زیادہ کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ بے مصلّے الخ ۱ شعر تم بغیر مصلے کے نماز پڑھتے ہو ہر جگہ پر اسکا راز ظاہر فرماؤ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ بزرگون کے لیے حق نجس کو پاک کرتا ہے جانو کہ لطف حق نے میرے سجدہ گاہ کے لیے ساتون افلاک تک پاک کر دیا ہے آگے رجوع بقصہ و قول مرید کا ساتھ معترض کے ہے ہان تو بزرگون سے حسد کو چھوڑ دے ورنہ تو ایک شیطان جہان مین ہے اگر وہ زہر کھالے شہد ہو اور اگر تو شہد کھالے زہر ہو وہ جو بدلا تو اسکا کاروبار بھی بدل گیا اور نار اسکی نور سے مثال ہے جیسے قوت اللہ کی ہے ابابیل کو ورنہ ایک مرغ فیل کو کیسے مارتا ایک مرغ سے شکست لشکر کو ہوئی تاکہ تو جانے کہ وہ حق سے قوت ہے اگر اس قبیل سے تجھ کو وسواس آئین جا تو پڑھ لے سورۂ اصحاب فیل کو اگر تو ساتھ اسکے کج ادائی کرے مین کافر ہون کہ اس سے تو بو لیوے یعنی اے معترض تو اگر شیخ سے گمراہی کرے ہرگز تجھکو نفع نہ پہونچے ثابت ہوا کہ جو مرشد سے کج ادائی کرے ہرگز فیضیاب ہو دے جیسے چوہا شتر سے بسبب کج ادائی کے محروم رہا چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین ناظرین کو معلوم ہو کہ شتر سے مراد حضرت رسول مقبول اور چوہے سے مراد حضرت جبرئیل ہین کہ جو معاملہ معراج مین پیش آیا ہے فافہم ۱۲ ۳ ایک چوہا الخ ۲ شعر ایک چوہا مہار شتر کی لیکر کھینچتا اسکو از راہ ہمسری کے جو اونٹ اسکے پیچھے چلا چوہے نے جانا کہ مین پہلوان ہون اسکے اندیشہ کا جو عکس اونٹ پر پڑا دل مین کہا کہ تو ٹھہر اے بے ہنر چوہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ –

اشترا زد پرتو اندیشہ باش … گفت بنمایم ترا تو باش خوش
تا بیامد بر لب جوئے بزرگ … کاندر وگشتی زبون پیل سترگ
موش آنجا ایستاد و خشک گشت … گفت اشتر اے رفیق کوه و دشت
این توقف چیست حیرانی چرا … پا بنہ مردانہ اندر جوئے وا
تو قلاوزی و پیش آہنگ من … در میان ره مباش و تن مزن
گفت این آب شگرف ست و عمیق … من ہمی ترسم ز غرقاب اے رفیق
گفت اشتر تا ببینم حد آب … پا درو بنہاد آن اشتر شتاب
گفت تا زانوست آب اے کور موش … از چہ حیران گشتی و رفتی ز ہوش
گفت مور تست و ما را اژدہاست … کہ ز زانو تا بزانو فرقہاست
گر ترا تا زانوست اے پر ہنر … مر مرا صد گز گذشت از فرق سر
گفت گستاخی مکن بار دگر … تا نسوزد جسم و جانت زین شرر
تو مرے با مثل خود موشان بکن … با شتر مر موش را نبود سخن
گفت توبہ کردم از بہر خدا … بگذران زین آب مہلک مر مرا
رحم آمد مر شتر را گفت ہین … بر جہ و بر کوہان من نشین
این گذشتن شد مسلم مر مرا … بگذرانم صد ہزاران چون ترا
چون پیمبر نیستی پس رو براه … تا رہی از چاه روزے سوئے جاه
تو رعیت باش چون سلطان نۂ … خود مران چون مرد کشتیبان نۂ

عکس اندیشہ پڑا جو اونٹ پر … بولا بتلاتا ہوں رہ اے بے ہنر
١ یاں تلک کہ پہونچا اک دریا پہ وہ … تھا گزرنا مشکل اس سے فیل کو
ٹھہرا چوہا اُس جگہ اور چپ رہا … اونٹ بولا اے رفیق جا بجا
کس لیے ٹھہرا ہی اور حیران ہی تو … نہر میں مردانہ رکھ تو پاؤں کو
تو ہی میرا پیشوا اور رہنما … راه میں مت رک وہ نہ عاجز ہو ذرا
بولا یہ پانی بہت ہی اور عمیق … میں ہوں ڈرتا ڈوبنے سے اے رفیق
بولا دیکھوں انتہا پانی کی میں … پاؤں ڈالا اونٹ نے جلد آب میں
بولا زانو تک ہی آب اندھے چوہے … کیوں ہی حیران اور گیا تو ہوش سے
٢ بولا تجھکو چونٹی ہم کو اژدہا … فرق ہی زانو سے زانو تک بڑا
اگر ترے زانو تلک یہ آب ہی … میرے سر سے گزرا سو گز جان لے
بولا گستاخی نہ کرنا پھر بے … اس شرر سے تا نہ تیری جان جلے
ہمسری مثل اپنے چوہوں سے تو کر … اونٹ کا ہمسر ہو کب چوہا مگر
بولا توبہ کرتا ہوں بہر خدا … پار کر اس آب سے مجھکو ذرا
٣ اونٹ کو رحم آیا بولا جلد تر … کود کر بیٹھ اب مری کوہان پر
یہ اُترنا ہے مسلم اب مجھے … تجھ سے صدہا کو اُتاروں جان لے
چون پیمبر تو نہیں چل اُسکی راه … نکلے اک دن چاه سے پائے تو جاه
تو رعیت ہو اگر سلطان نہیں … مت چلا تو تیز کشتیبان نہیں

١ یاں تلک الخ، شعر بیان تک کہ وہ پہونچا ایک دریا پر کہ گزرنا اُس سے مشکل فیل کو تھا یعنے تا سدرۃ المنتہیٰ حضرت کو جبرئیل لے گئے چوہا اس جگہ ٹھہرا اور چپ رہا اونٹ نے کہا کہ اے رفیق ہر جگہ سے تو کس لیے ٹھہرا ہے اور حیران ہے تو نہر میں مردوں کے مانند پاؤں رکھ تو میرا پیشوا ہے اور رہنما تو راه میں مت ٹھہر اور نہ ذرا عاجز ہو کہا یہ پانی بہت ہے اور گہرا ہے میں ڈوبنے سے ڈرتا ہوں اونٹ نے کہا کہ میں انتہا پانی کی دیکھوں پس جلد اونٹ نے پاؤں ڈالا کہا اندھے چوہے پانی زانو تک ہے تو کیوں حیران ہے اور ہوش سے گیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ ٢ بولا الخ، شعر چوہے نے کہا کہ تجھکو چونٹی اور ہم کو اژدہا ہے زانو سے زانو تک فرق ہے یہ آب ہے میرے سر سے سو گز گزرے شتر نے کہا کہ پھر کبھی گستاخی مت کرنا کہ اس شرر سے جان تیری نہ جل جائے تو ہمسری اپنے مثل چوہوں کے کر چوہے نے کہا میں توبہ خدا سے کرتا ہوں تو اس آب سے مجھکو پار کردے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ ٣ اونٹ الخ، شعر اونٹ کو رحم آیا اور کہا کہ جلد تر اب تو کود کر میرے کوہان پر بیٹھ کہ مجھے معتبر اترنا ہے اور تجھ سے صدہا کو اُتاروں آگے اسکے حقائق ہیں جو تو پیغمبر نہیں ہے تو اس کی راه چل ایک دن چاه سے تو نکلے اور راه پائے اگر تو سلطان نہیں ہے تو رعیت ہو اور اگر کشتیبان تو نہیں ہے تو کشتی تیز مت چلا اگر تو کامل نہیں ہے دکان تنہا نہ کر اور پیش خدمت ہو تاکہ پختہ کار ہو جائے اگر آزاد نہیں ہے بندہ رہ اطلس ست پہن گودڑی پوش ہو الغرض اگر تو سن اور خاموش رہ جو زبان حق کی نہیں ہے تو گوش ہو یعنے زبان وحدت اگر تجھے حاصل نہیں ہوئی ہے تو مرشد کی باتیں بگوش رضا سن باقی حال آگے ہے فافہم ١٢—

چون نہ کامل دکان تنہا مگیر / دوست خوش میباش تا گردی خمیر
جو نہیں کامل دکان تنہا نہ کر / پیش خدمت لے کہ تا ہو پختہ تر

چونکہ آزادیت ناید بندہ باش / ہین مپوش اطلس ودرز زندہ باش
جو نہ تو آزاد ہے بندہ رہو / پہنے مت اطلس تو گدڑی پوش ہو

انصتوا را گوش کن خاموش باش / چون زبان حق نگشتی گوش باش
انصتوا کو سن تو اور خاموش ہو / جو زبان حق کی نہین ہی گوش ہو

ور بگوئی شکل استفسار گو / با شہنشاہان تو مسکین وار گو
[۱]گر کہے تو استفادہ کو کہو / بادشہ سے عاجزانہ تو کہو

ابتدائے کبر و کین از شہوت است / راسخی شہوت از عادت است
ابتدائے کبر و کین شہوت سے ہے / پختگی شہوت کی بس عادت سے ہی

چون ز عادت گشتہ محکم خوے بد / خشم آید بر کسے کت واکشد
خوے بد مضبوط ہو عادات سے / آئے غصہ جو کوئی روکے تجھے

چونکہ تو گلخوار گشتی ہر کہ او / واکشد از گل ترا باشد عدو
خاک کھانیوالا جو کہ تو ہوا / جو چھڑائے خاک ہو دشمن ترا

بت پرستان چونکہ خو با بت کنند / مانعان رہ بتان را دشمن اند
بت پرستونکو جو عادت بت کی ہی / منع جو اسکو کرے دشمن بنے

چونکہ کرد ابلیس خو با سروری / دید آدم را بہ تحقیر از خری
عادت ابلیس سرداری کی تھی / دیکھا آدم کو حقیر از رہ خری

کہ بیاز من سروری دیگر بود / تا کہ او مسجود چون من کس شود
[۲]کون سرداری مین بہتر مجھسے ہو / تا کہ مین سجدہ کرون اس شخص کو

سروری زہر است جز آن روح را / کہ بود تریاق لانی زابتدا
سروری جان کے سوا بس زہر ہی / کہ وہ ہے تریاق اول روز سے

کوہ اگر پر مار شد باکے مدار / کہ بود اندر درون تریاقی او
کوہ مین گر سانپ ہون کیا ڈر اسے / کہ بھرا تریاق اندر اسکے ہے

سروری چون شد دماغت را ندیم / ہر کہ بشکستت شود خصم قدیم
جو کہ سر مین تیرے سرداری بھری / توڑے جو تجکو ہو اس سے دشمنی

چون خلاف خوے تو گوید کسے / کینہا خیزد ترا با او بسے
جو خلاف عادت تری کوئی کہے / کینہ پیدا اس سے ہو از بس تجھے

کو مرا از خوے من بر میکند / خویش را بر من چو سرور میکند
کہ چھڑاتا میری عادت سے مجھے / آپکو سردار کرتا مجھ پہ ہے

چون نباشد خوے بد سرکش در او / کے فروزد از خلاف آتش در او
جو نہ عادت بد ہو اسکے درمیان / کب خلاف اسکے سے آتش ہو عیان

چون نباشد خوے بد محکم شدہ / کے فروزد از خلاف آتشکدہ
آتش بد جو نہیں مضبوط ہو / کب خلاف اسکا کرے تیز آگ کو

۱ گر کہے الخ شعر اور کہتا ہے تو استفادے کو کہہ اور بادشاہ سے عاجزون کے مانند بات کر ابتدا کبر اور کینہ کی شہوت سے ہے اور شہوت کی پختگی عادت سے ہے خوے بد مضبوط ہوتی ہے عادت سے غصہ آئے جو تجھے روکے تو خاک کھانے والا ہووے جو چھڑائے خاک تیرا دشمن ہووے آگے اس کی مثال ہے بت پرستون کو جو عادت بت کی ہے جو اس کو منع کرے دشمن ہے عادت ابلیس کی سرداری کی سے از راہ خری کے آدم کو حقیر دیکھا یعنے جو تجھ کو عادتون سے روکے تو اس کا دشمن بنے اور حقیقت مین وہی دوست ہے کہ عادت بد سے تجھکو روکے اور راستی پر تجھکو لائے آگے قول ابلیس کا ہے فافہم ۱۲ ۲ کون الخ شعر کون مجھ سے سرداری مین بہتر ہے تا کہ مین اسے سجدہ کرون آگے اس کے حقائق مین روح کے سوا سرداری بس زہر ہے کہ وہ تریاق اول روز سے ہے کوہ مین اگر سانپ ہووین تو اسے ڈر کیا ہے کہ اس کے اندر تریاق بھرا ہے جو تیرے سر مین سرداری بھری ہے جو کوئی توڑے اس سے تیری دشمنی ہووے اگر کوئی خلاف عادت کہے تجھے اس سے از بس کینہ پیدا ہووے کہ میری عادت سے مجھ کو چھڑاتا ہے اور خود کو سردار مجھ پر کرتا ہے جو عادت بد نہ ہووے اس کے درمیان کب خلاف اس کے سے عیان ہووے جو عادت بد مضبوط نہ ہووے کب اس کا خلاف تیز آگ کو کرے یعنے جس مین خواہش سرداری کی بھری ہو اگر کوئی اس کے خلاف عادت کرے وہ دشمن بنے پس خیال سرداری بد ترین افعال دنیا ہے اس سے خود کو بچانا چاہیے اور جس مین عادت بد قائم نہین وہ ناصح سے ناخوش نہ ہوگا باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲۔

با مخالف او مدارا می کند	در دل او خویش را جای کند	وہ مخالف سے مدارا مین کرے	جاے اپنی اسکے وہ دل مین کرے
زانکہ خوے بد بگشتست استوار	مور شہوت شد ز عادت ہمچو مار	کیونکہ عادت بد تری محکم ہوئی	مور شہوت مار عادت سے بنی
مار شہوت را بکش در ابتدا	ورنہ اینک گشت مارت اژدہا	ابتدا مین مار شہوت کو تو مار	مار تیرا اژدہا ہووے نہ یار
لیک ہر کس مور بیند مار خویش	تو ز صاحبدل کن استفسار خویش	جانے ہر کس مور اپنے مار کو	پوچھ اب صاحبدلون سے خود کو تو
تا نشد زر مس نداند من مسم	تا نشد شہ دل نداند مفلسم	مثل مس تو خدمت اکسیر کر	یار کا اے دل اٹھا جور و ضرر
خدمت اکسیر کن مس وار تو	جور می کش اے دل از دلدار تو	تا نہ مس زر ہو نجانے مس ہون مین	تا نہ شہ ہو جانے کب مفلس ہون مین
کیست دلدار اہل دل نیکو بدان	کہ چو روز و شب جہانند از جہان	یار ہے کون اہل دل کو جان لے	مثل یہ رات و روز جہانسے جا ہے
عیب کم گو بندۂ اللہ را	متہم کم کن بدزدی شاہ را	مت برا کہہ بندۂ اللہ کو	متہم چوری کا مت کر شاہ کو
ورنہ باشی ہیچ ہیچ از ہیچیان	پس و سر دیو باشی مستہان	ورنہ ہووے بدترون سے بدتر ایک	دیو کا پیرو تو ہووے مرد نیک

کرامات آن شیخ درویشے کہ بدزدی متہمش کردند — کرامات اس شیخ کی کہ کشتی مین تہمت اسپر چوری کی کی

بود درویشے درون کشتئے	ساختہ از رخت مردم پشتئے	اندر اک کشتی کے اک درویش تھا	غیر کے بستر کو تھا تکیہ کیا
یاوہ شد ہمیان زر او خفتہ بود	جملہ را جستند و او را ہم نمود	سوتا تھا وہ زر کی ہمیانی گمی	سبکو ڈھونڈھا اور دیکھا اسکو بھی
کین فقیر خفتہ را جوئیم ہم	کرد بیدارش ز غم صاحب درم	اس فقیر خفتہ کو بھی ڈھونڈین ہم	اور جگا کر بولا یون صاحب درم
کہ درین کشتی چو ہمیان گم شدست	جملہ را جستیم نتوانی تو رست	کہ گمی ہمیانی اس کشتی مین ہے	سبکو ڈھونڈھا ہے نہین تو بچ سکے
دلق بیرون کن برہنہ شو ز دلق	تا ز تو فارغ شود اوہام خلق	کھول اک گدڑی و رنکل گدڑی سے تو	تجھسے تا مخلوق چھوٹے وہم کو
گفت یا رب بر غلامت این خسان	تہمتے کردند فرمان در رسان	بولا یا رب تیرے بندہ پہ یہ سب	کرتے تہمت ہین تو بھیج اک حکم اب

۱ وہ مخالف سے الخ یعنی دشمن سے وہ مدارات مین کرے اور اپنی جگہ اس کے دل مین کرے کیونکہ تیری عادت بد محکم ہوئی مور شہوت کہ عادت سے مار ہوا ہے ابتدا مین تو مار شہوت کو مار تیرا اژدہا نہ ہووے ہر کوئی اپنے مار کو مور جانتے تو خود کو پوچھ صاحبدلون سے آگے اس کی مثال ہے جب تک مس زر نہ ہووے نہ جانے مین مس ہون جب تک شاہ نہ ہووے کب جانے مین مفلس ہون مس کے مانند تو خدمت اکسیر کی کر اور یار کا اے دل جور و ضرر اٹھا یار کون ہے اہل دل کو جان لے کہ مثل رات دن کے جہان سے بھاگتا ہے مت کہہ برا بندۂ اللہ کو اور شاہ کو متہم چوری کا مت کر ورنہ بدترون سے بدتر تو ایک ہووے اور دیو کا تو پیرو ہو یعنی مرشد کا جو تارک دنیا ہے اس کی خدمت کر لو اور اس کا جور اٹھا کہ مثل مس کے وہ تجھے زر کر دے اور دوستان حق کو برا مت کہہ اور تہمت چوری کی مت لگا کہ وہ بادشاہ ہین اور ان کے غضب سے تو بدترین خلائق ہوا اور شیطان تیرا مرشد ہوا جیسے ایک درویش تہمت چوری سے کشتی مین متہم ہو کر ہوا پر اڑا اور منکر اسکے رسوا ہوئے چنانچہ اسکا قصہ آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ اندر اک کشتی کے الخ شعر ایک درویش ایک کشتی کے اندر بیٹھا اور دوسرے شخص کے بستر سے تکیہ لگایا اور وہ درویش سوتا تھا کہ ہمیانی زر کی گم ہو گئی سب کو ڈھونڈھا اور اس کو بھی دیکھا کہا کہ ہم اس فقیر کو بھی دیکھین زر درم والے نے اس کو جگایا اور کہا کہ ہماری ہمیانی اس کشتی مین گئی ہے ہم نے سب کو ڈھونڈھا ہے تو بھی نہین بچے گا تو گدڑی کھول اور نکل باہر گدڑی سے تاکہ مخلوق تجھ سے وہم کو چھوڑ دے درویش نے حق سے کہا کہ اے رب یہ سب لوگ تیرے غلام پر تہمت لگاتے ہین تو تجھ اب حکم بھیجے فریاد رس میرے نزدیک کل مصیبتون کے وقت پناہ دینے والے میرے نزدیک کل اہل شوق کے قبلہ کر غو اے میرے نزدیک کل ساؤنکے والے پشت پناہ میرے نزدیک کل مخلوقونکے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

یا غیاثی عند کل کربة / یا معاذی عند کل شهوة
یا مجیبی عند کل دعوة / یا ملاذی عند کل محنة
چون بدرد آمد دل درویش زان / سر برون کردند هر سو در زمان
صد هزاران ماهی از دریای ژرف / در دهان هر یکی دُرّی شگرف
دُر چند انداخت در کشتی و جست / مر هوا را ساخت کرسی و نشست
هر یکی دُرّی خراج ملکتی / کز اله است این ندارد شرکتی
خوش مربع چون شهان بر تخت خویش / او فراز اوج و کشتی اش به پیش
گفت رو کشتی شما را حق مرا / تا نباشد با شما دزد گدا
تا کرا باشد خسارت زین فراق / من خوشم جفت حق و با خلق طاق
نی مرا او تهمت دزدی نهد / نی مهارم را به غمازی دهد
بانگ کردند اهل کشتی کای همام / از چه دادندت چنین عالیمقام
گفت از تهمت نهادن بر فقیر / وز حق آزاری پی چیزی حقیر
حاشا لله بل ز تعظیم شهان / که نبودم بر فقیران بدگمان
آن فقیران لطیف خوش نفس / کز پی تعظیم شان آمد عبس
آن فقیری بهر پیچاپیچ نیست / بل پی آنکه بجز حق هیچ نیست
متهم چون دارم آنها را که حق / کرد امین مخزن هفتم طبق
متهم نفس است نی عقل شریف / متهم حس است نی نور لطیف
نفس سوفسطائی آمد می زنش / کش زدن سازد نه حجت گفتنش

یا غیاثی عند کل کربة عہ / یا معاذی عند کل شهوة
یا مجیبی عند کل دعوة عــہ / یا ملاذی عند کل محنة
دردِ دل پیدا ہوا درویش کو له / سر نکالا ہر طرف سے جلد جو
سیکڑون اُس مچھلیون نے بحر سے / منھ مین گوہر اپنے ہر اک نے لئے
چند گوہر ڈال کشتی مین گیا / کی ہوا کی کرسی بیٹھا اُس پر جا
یہ ہر اک گوہر خراج ملک ہے / کہ خدا سے ہے نہ شرکت غیر سے
تخت پر بیٹھا مربع مثل شاہ / وہ بلند اور کشتی آگے تھی براہ
بولا یہ کشتی تمھاری حق مرا / تا نہ ہو ہمراہ یہ دزد و گدا
تا برائی کسکو دیوے یہ فراق / مین ہون خوش با جفت حق با خلق طاق
تہمت چوری نہ وہ مجھپر رکھے له / باگ میری وہ نہ غمازونکو دے
اہل کشتی نے کہا کہ اے ہمام / تجھکو کیونکر یہ دیا عالی مقام
بولا تہمت رکھنے سے درویش پہ / رنج حق دلوانا ادنی چیز سے
حاشا للہ کی بل تعظیم سے / بدگمانی نے مجھے فقرا سے ہے
ہین لطیف پاک فقرا خوش نفس / شان مین جنکی ہوئی نازل عبس
نے فقیری مکر و حیلے کے لیے / بل سوا حق کے نہ جانے کوئی شے
متہم کیسے کرون حق نے کیا له / اک امین انکو فلک کے گنج کا
متہم ہے نفس نے عقل شریف / متہم ہے حس نہ وہ نور لطیف
نفس سوفسطائی آیا مار اُسے / مار سے تابع وہ ہو نہ پند سے

عہ اے فریادرس ہر مصیبت کے اور پناہ ہر مطلب کے ۱۲ عــہ اے سب دعا کے قبول کرنیوالے اور اے پشت و پناہ کل محنتون کے ۱۲

۱ له درد دل الخ یعنی جب درویش کو درد دل پیدا ہوا کہ ہر طرف سے جلد سر نکالا سیکڑون مچھلیون نے دریا سے ہر ایک کے منھ مین ایک گوہر تھا کہ یہ ہر ایک گوہر خراج ایک ملک کا ہے خدا کی طرف سے ہے غیر کی شرکت سے نہین ہے چند گوہر کشتی مین ڈالدیے اور ہوا کی کرسی کرکے اُس پر وہ جا بیٹھا وہ بلند کشتی اُس کے آگے روان تھی کہا یہ کشتی تمھاری ہے اور یہ حق میرا ہے کہ تا یہ دزد مجھسے ہمراہ نہ ہووے دیکھو یہ فراق برائی کس کو دیوے مین خوش ہون کہ خدا کے ساتھ رہون باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ له تہمت الخ یعنی شعر چوری کی تہمت وہ خدا مجھ پر نہ دے اور میری باگ غمازون کو نہ دیوے اہل کشتی نے کہا کہ اے مبارک شخص تجھکو یہ درجہ عالی کیونکر دیا گیا کہا درویش پر تہمت رکھنے سے اور حق سے رنج دلوانا ادنی چیز سے اور بلکہ شاہ کی تعظیم سے ساتھ فقرا کے مجھے بدگمانی نہین ہے اور لطیف وہ پاک فقرا ہین کہ جن کی شان مین سورۂ عبس آئی اور فقرا مکر و حیلے کے واسطے نہین ہین بلکہ سوائے حق کے کوئی شے نہین جانتے متہم کیسے کرون حق نے امین کیا ان کو خزانۂ آسمان کا یعنے اولیائے کرام بجز ذات حق کے کسی شے دنیا کو نہین جانتے ہین وہ مالک ہین دولت معنے کے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۳ له متہم الخ یعنی شعر نفس متہم ہے اور عقل شریف نہین ہے نفس متہم اور لطیف نہین ہے نفس سوفسطائی ہے اُسکو مار وہ مارنے سے مطیع ہوگا نہ نصیحت کرنے سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

معجزه بیند فروزد آن زمان ۔ بعد از آن گوید خیالی بود آن
ور حقیقت بودی آن دید عجب ۔ پس مقیم چشم بودی روز و شب
کان عجب نی پی حس دارد ر ننگ ۔ کی بود طاوس اندر چاه تنگ
آن مقیم چشم پاکان می بود ۔ نی قرین چشم حیوان می شود
تا نه گوئی مر مرا بسیار گو ۔ من ز صد یک گویم آنهم چو مو

معجزہ[1] دیکھے گداز اس دم ہووے ۔ بعدہ کہوے خیالات اسکو وہ
در حقیقت معجزہ ہوتا وہ گر ۔ آنکھ مین وہ رات دن رہتا مگر
آنکھ مین پاکون کی بس رہتا ہے وہ ۔ آنکھ حیوان کی نہ نزدیک ہو
وہ عجب اس حس سے جو رکھتا ہے ننگ ۔ ہووے کب طاوس اندر چاہ تنگ
تا نہ کہوے مجکو تو بسیار گو ۔ راز مین کہتا ہون سو سے ایک کو

تشنیع زدن صوفیان پیش شیخ بر آن صوفی که بسیار گوید

طعنہ مارنا صوفیون کا آگے شیخ کے اس صوفی کو کہ بہت کہتا ہے

صوفیان بر صوفئی شنعت زدند ۔ پیش شیخ خانقاهی آمدند
شیخ را گفتند داد جان ما ۔ تو ازین صوفی بجو ای پیشوا
گفت آخر چه گله است ای صوفیان ۔ گفت این صوفی سه خو دارد گران
در سخن بسیار گو همچون جرس ۔ در خورش افزون خورد از بیست کس
ور بخسپد هست چون اصحاب کهف ۔ صوفیان کردند پیش شیخ زحف
شیخ رو آورد سوی آن فقیر ۔ که ز هر حالی که هست اوساط گیر
در خبر خیر الامور اوساطها ۔ نافع آمد ز اعتدال اخلاطها
گر یکی خلطی فزون شد از عرض ۔ در تن مردم پدید آید مرض
بر قرین خویش مفزا در صفت ۔ کان فراق آرد یقین در عاقبت
نطق موسی بود باندازه و لیک ۔ هم فزون آمد ز گفت یار نیک

صوفیون[2] نے طعنہ صوفی پر کیا ۔ آگے شیخ خانقہ کے بر ملا
شیخ کو بولے ہماری داد جان ۔ تو دلا دے ہمکو اس صوفی سے یان
بولا آخر کیا گلہ ہے صوفیو ۔ بولے تین عادت بری رکھتا ہے وہ
بات کرتا ہے بہت مثل جرس ۔ کھاتا ہے اتنا کہ کھاوین بیس کس
سوتا ہے جون صحاب کہف کے ۔ صوفی سب بولے خلاف اس شیخ کے
شیخ[3] متوجہ ہوا درویش سے ۔ کہ تو جس حالت مین ہے اوسط کو لے
ہے خبر خیر الامور اوساطہا ۔ نافع آیا اعتدال اخلاط کا
ایک اندازہ سے افزون ہو گر ۔ ہو مرض مردم کے ظاہر جسم پر
خود کو ہمسر سے زیادہ مت تو جان ۔ کہ فراق آخر کو لاوے وہ عیان
کہنا موسیٰ کا تھا اندازہ سے لیک ۔ ہو گیا زیادہ بقول یار نیک

[1] معجزہ الخ یعنی شعر معجزہ دیکھے اسدم وہ گداز ہوجاوے اور وہ اسکو وہ خیالات کہوے کہ حقیقت مین اگر وہ معجزہ ہوتا آنکھ مین وہ رات دن رہتا یہ اس کا جواب ہے وہ آنکھ مین پاکون کی رہتا ہے حیوانوں کی آنکھ کے نزدیک نہین ہوتا ہے عجب ہے کہ جو اس حس سے وہ تنگ آگیا ہے پس چاہ تنگ مین طاوس کب ہو یعنی دنیا مین کب اچھے معنی ہے پر زیب و زینت ہووے تا کہ مجھ کو تو بسیار گو نہ کہوے تو سو مین سے ایک کہتا ہون بال سا باریک یعنی راز معنی کو اگر ایک شمہ بیان کرون تو مجھے بسیار گو کہو جیسے صوفیون نے شیخ سے شکایت ایک شخص کی زیادہ گوئی کی چنانچہ اس کا ذکر آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲
[2] صوفیون نے الخ یعنی شعر صوفیون نے ایک صوفی پر طعنہ کیا آگے شیخ خانقاہ کے بر ملا شیخ سے کہا کہ ہماری داد جان تو اس صوفی سے دلا دے شیخ نے کہا آخر کیا گلہ ہے اے صوفیو کہا کہ وہ تین عادت بد رکھتا ہے کہ باتین بہت کہتا ہے مثل جرس کے اور کھانا اتنا کھاتا ہے کہ بیس آدمی کھاوین اور سوتا ہے مانند اصحاب کہف کے سب صوفیون نے خلاف کہا اس شیخ کے یعنی راہ طلب مین صوفی کو کم خوردن و کم خفتن و کم گفتن چاہیے اور یہ صوفی زیادہ کھاتا و سوتا و باتین کرتا ہے آگے جواب شیخ کا ہے فافہم ۱۲
[3] شیخ متوجہ ہوا الخ یعنی شعر شیخ متوجہ ہوا اس درویش سے کہ تو جس حالت مین ہے اوسط کو لے حدیث ہے کہ بہتر کامون کا درمیان ہے کہ نافع آیا اعتدال خلطون کا اندازہ سے اگر ایک خلط زیادہ ہو مردم کے مرض جسم پر ظاہر ہو خود کو ہمسر سے زیادہ مت جان کہ وہ فراق آخر کو لاوے آگے مثال ہے کہنا موسیٰ کا اندازہ سے تھا ولیکن زیادہ ہو گیا بقول خضر کے بہت کہنا خضر کو جو شاق آگیا کہا کہ جا اے زیادہ گو فراق یعنے اب جدائی ہے اے موسیٰ بسیار گوئی اب تجھے چھوڑے وصل آخر ہوا اب تو جا کب تک گفتگو کریگا یعنے تو اوسط اختیار کر کہ اوسط بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ و بہتر کامونکا درمیان ہے ۱۲

آن فتی نے با خضر آمد شقاق / گفت از تو کثرتے ہذا فراق
موسیا بسیار گوئی در گذر / چند گوئی رو وصالی آمد بسر
موسیا بسیار گوئی دور شو / ورنہ با من گنگ باش و کور شو
ور نہ رفتی و ز ستیزہ شستۂ / تو بمعنے رفتۂ بگسستۂ
رو بر آنہا کہ ہمجفت تو اند / عاشقان دلشنہ گفت تو اند
چون حدث کردی تو ناگہ در نماز / گویدت سوے طہارت و نیاز
ور نہ رفتی خشک جنبان میشوی / چون نمازت رفت بنشین عاجزی
پاسبان بر خوابناکان بر فزود / ماہیان را پاسبان حاجت نبود
جامہ پوشان را نظر بر گاذرست / جامہ عریان را تجلی زیورست
یا ز عریانان بیک سو باز رو / یا چو ایشان فارغ و بیجامہ شو
ور نمی تانی کہ کل عریان شوی / جامہ کم کن تا رہ اوسط روی
پس فقیران شیخ را احوال گفت / عذر را با آن غرامت کرد جفت

خضر کو آیا بہت کہنا جو شاق / بولا اے بیجا زیادہ گو ہذا فراق
موسیا بسیار گوئی چھوڑ تو / وصل آخر آیا کب تک گفتگو
موسیا بسیار گوئی سے ہو دور / ورنہ میرے ساتھ رہ گونگا کور
گر نہیں جاتا ہے اور لڑتا ہے تو / تو گیا معنی میں یہ ٹوٹا ہے تو
پاس اُن کے جا جو تیرے یار ہیں / اور تیرے عاشق گفتار ہیں
جو نماز اندر ترا جاوے وضو / تجھکو کہوے جا وضو کو جلد تو
گر نہ جائے خالی حرکت تو کرے / جو گئی تیری نماز عاجز رہے
غافلوں پر پاسبان بھیجے گئے[۲] / مچھلیوں کو پاسبان کب چاہیے
جامہ پوشوں کی نظر دھوبی پہ ہے / زیب عریان جان تجلی سے رکھے
یا برہنوں سے علیحدہ اب تو ہو / یا تو مانند اُنکے بے جامہ ہو
گر برہنہ کل نہیں تو ہو سکے / جامہ کم کر دے کہ تا اوسط رہے
شیخ کو احوال فقرا نے کہا / عذر اُس نقصان سے باہم کیا

عذر گفتن فقیر با شیخ خانقاہ

عذر کرنا فقیر کا شیخ خانقاہ سے

ہر سوال شیخ را داد و جواب / چون جوابات خضر خوب و صواب
آن جوابات سوالات کلیم / کش خضر بنمود از رب علیم
گشت مشکلہاش حل افزون ز یاد / از پے ہر مشکلش مفتاح داد
از خضر درویش ہم میراث داشت / در جواب شیخ ہمت برگماشت
گفت راہ اوسط ارچہ حکمت است / لیک اوسط نیز ہم بانسبت است

سب سوالوں کے جواب اُسنے دیے[۳] / شیخ کو جیسے خضر نے تھے دیے
وہ جوابات سوالات کلیم / کہ خضر نے سیکھے تھے از رب علیم
مشکلیں حل ہو گئیں اُسکی وہاں / دیں ہر اک مشکل کی اسکو کنجیاں
رکھتا میراث خضر درویش تھا / در جواب شیخ ہمت کو رکھا
بولا حکمت ہے رہ اوسط اگرچہ ہے / لیکن اوسط بھی بس اک نسبت سے ہے

۱؎ موسیا الخ شعر اے موسیٰ بسیار گوئی سے تو دور رہو ورنہ میرے ساتھ تو رہ اندھا و بہرا ہو کر اگر تو نہیں جاتا ہے اور لڑتا ہے تو معنی میں گیا لیکن ٹوٹا ہے تو ان کے پاس جا وہ تیرے یار ہیں اور تیرے عاشق گفتار ہیں آگے اس کی مثال ہے اگر نماز میں تیرا وضو جائے تجھ کو کہیں گر تو جا وضو جلد کرے اگر تو نہ جائے اندر خالی حرکت کرے تو نماز تیری گئی تو عاجز رہے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ ۲؎ غافلوں پر الخ شعر پاسبان غافلوں پر بھیجے گئے مچھلیوں پر پاسبان کب چاہیے جامہ پوشوں کی نظر دھوبی پر ہے اور عریان کی زیب تجلی سے ہے یا برہنوں سے اب علیحدہ ہو یا تو مانند اُن کے بے جامہ ہو اگر تو کل برہنہ نہیں ہو سکتا تو جامہ کم کر دے کہ تا اوسط رہے یعنی اہل دنیا صفائے ظاہری رکھتے ہیں اور اہل معنی تجلی سے زینت باطنی کی کرتے ہیں پس تو درویشوں سے یا تو علیحدہ ہو جا یا مانند اُنکے تارک دنیا ہو جب شیخ کو فقرا نے احوال کہا اور نقصان سے عذر کر لیا فافہم ۱۲ ۳؎ سب سوالوں کے الخ شعر اُس نے سب سوالوں کے جواب شیخ کو دیے جیسے خضر نے دیے تھے وہ جوابات وہ سوالات کلیم کے کہ خضر نے حق سے سیکھے تھے مشکلیں حل ہو گئیں اُسکی وہاں اور ہر ایک مشکل کی خضر کو کنجیاں دیں وہ درویش میراث خضر رکھتا تھا اور شیخ کے جواب دینے میں ہمت رکھتا تھا کہا حکمت کی راہ میں اگرچہ اوسط ہے لیکن اوسط بھی ایک نسبت رکھتا ہے کم ہے بہ نسبت اونٹ کے لیکن چوہے کیواسطے وہ دریا ہے آگے جواب یادہ خوری کا ہے جو شخص کہ چار روٹی کھائے اوسط ہے یعنی اے شیخ اوسط طریقت میں بہتر ہے لیکن ہر ایک کا اوسط علیحدہ علیحدہ ہے چنانچہ اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲

آب جو نسبت باشتر ہست کم
ہر کرا باشد وظیفہ چار نان
ور خورد ہر چار رہ گوید اوسط آن
ہر کہ او را اشتہا دہ نان بود
چون مرا پنجاہ نان ہست اشتہا
تو بدہ رکعت نماز آئی ملول
آن یکے تا کعبہ حافی میرود
آن یکے در پاکبازی جان بداد
آن وسط در بانہایت میرود
اول و آخر بباید تا دران
بے نہایت چون بود دو طرف
اول و آخر نشان کس نداد
ہفت دریا گر شود کلی مداد
باغ و بیشہ گر شود یکسر قلم
زینہمہ حبر و قلم فانی شود
حالت من خواب را ماند گہے
چشم من خفتہ دلم بیدار دان

لیک باشد موش را او بحر یم
دو خورد یا سہ خورد ہست اوسط آن
او اسیر حرص مانند بط است
شش خورد میدان کہ اوسط آن بود
مر ترا شش گردہ ہمدستیم لے
من بہ پانصد رنیایم در نحول
وین یکے تا مسجد از خود میشود
وان یکے جان کند تا یک نان بداد
کہ مر آنرا اول و آخر بود
در تصور گنجد اوسط یا میان
کے بود آنرا میان منصرف
گفت لو کان لہ البحر المداد
نیست مر پایان شدن را ہیچ امید
زین سخن ہرگز نگردد ہیچ کم
وین حدیث بے عدد باقی شود
خواب پندارد مرا اور الگمر ہے
شکل بیکارم مرا بر کار دان

کم ہے آب نہر نسبت دنٹ کے
چار روٹی جو کہ کھاتا ہے اگر
گروہ چارون کھائے اوسط کہے
جسکو دس روٹی کی ہووے اشتہا
اشتہا پنجاہ روٹی کی مجھے
گر تو دس رکعت پڑھے تو بس تھکے
ایک کعبہ تک برہنہ پا چلے
ایک نے تو عشق حق مین جان دی
انتہا اُس چیز کی اوسط کی ہو
اول و آخر چاہیے تا درمیان
بے نہایت دو طرف جو نہ رکھے
اول و آخر کسی نے دی نہ یاد
ساتون دریا گر سیاہی کل نہین
باغ و جنگل گر نہین بالکل قلم
یہ سیاہی اور قلم سب ہو فنا
حال میرا خواب سا ہووے کبھی
چشم خفتہ میری دل بیدار جان

پر چوہے کے واسطے وہ بحر ہے
کھائے دو یا تین وہ اوسط ہو گی
حرص کا بندہ وہ مثل بط کے ہے
چھ اگر کھائے تو اوسط ہے بجا
تجھ کو چھ کی ہمسری کب ہو سکے
پانسو مین کچھ نہ ضعف ہووے مجھے
ایک مسجد تلک نہ جا سکے
ایک نے جان مار کر نان دی
کہ وہ اول اور آخر رکھتی ہو
اُسکے اوسط کا تصور ہو میان
کب مقرر اُسکا اوسط ہو سکے
بولا لو کان لہ البحر المداد
انتہا کی تا نہ امیدین رکھین
بات یہ ہرگز نہ ہووے کچھ بھی کم
یہ سخن باقی رہے بے انتہا
اسکو گمراہ خواب جانے ہین ابھی
شکل بیکاری مری کر کار جان

سلہ گروہ چارون الخ۔ شعر اگر وہ چارون روٹیان کھائے اور اوسط کہے وہ حریص مثل بط کے ہے اور جسکو دس روٹی کی اشتہا ہووے اگر چہ وہ چھ کھائے اوسط ہے مجھے اشتہا پچاس روٹی کی ہے تجھ کو چھ روٹی کی ہمسری کب ہو سکے اگر تو دس رکعت پڑھے تو تھکے اور مجھے پانچ سو رکعت مین کچھ ضعف نہ ہووے ایک شخص کعبہ تک برہنہ پا چلا جائے اور ایک مسجد تک نہ جا سکے ایک نے عشق حق مین جان دی اور ایک نے جان مار کر نان دی انتہا اوسط اُس چیز کی ہو گی کہ وہ اول و آخر رکھتی ہو دسے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ اول و آخر الخ۔ شعر اول و آخر چاہیے تا درمیان اُس کے اوسط کا تصور ہو سکے جو دونون طرف بے نہایت ہو اس کا اوسط کب مقرر ہو سکے اول و آخر کی یاد اس کی کسی نے نہین دی اور کہا ترجمہ اگر تمام دریا کل سیاہی نہین تاہم امیدین انتہا کی نہ رکھین اور اگر باغ و صحرا بالکل قلم نہین یہ بات ہرگز کم نہ ہووے یہ سیاہی قلم سب فنا ہو جائے اور یہ سخن بے انتہا باقی رہے لیعنے عذار وحی کے سبب سے مین وہ کہتا ہون کہ اوسط اُس کا محال ہے مگر بظاہر میری بھوک سوا ہے انتہائی کم کھانا میرا اور کی اشتہا کے برابر ہے پس معترض اوسط میرا کب معلوم کر سکتا ہے آگے اس کے خفتن کا جواب ہے فافہم ۱۲

سلہ حال میرا الخ۔ شعر میرا حال مثل خواب کے کبھی ہو جاتا ہے اُس کو یہ گمراہ خواب جانتے ہین میری چشم خفتہ اور دل بیدار جان لے اور میری بیکاری کی شکل کو با کار جان لے باقی اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ عہ اگر تمام دریا سیاہی نہین ۱۲۔

گفت پیغمبر کہ عینائی تنام / لاینام القلب عن رب الانام
چشم تو بیدار و دل خفتہ بخواب / چشم من خفتہ دلم در فتح باب
مر دلم را پنج حس دیگر است / حس دل را ہر دو عالم منظر ست
تو ز ضعف خود مکن در من نگاہ / بر تو شب بر من ہمان شب چاشتگاہ
بر تو زندان بر من آن زندان چو باغ / عین مشغولی مرا گشتہ فراغ
پائے تو در گل مرا گل گشتہ گل / مر ترا ماتم مرا سور و دہل
در زمینم با تو ساکن در محل / میدوم بر چرخ ہفتم چون زحل
ہمنشینت من نیم سایہ منست / برتر از اندیشہا پایہ منست
زانکہ من ز اندیشہا بگذشتہ ام / خارج از اندیشہ پویان گشتہ ام
حاکم اندیشہ ام محکوم نے / چونکہ بنا حاکم آمد بر بنے
جملہ خلقان سخرہ اندیشہ اند / زان سبب خستہ دل و غم پیشہ اند
قاصدا خود را باندیشہ دہم / چون بخواہم از میانشان بر جہم
من چو مرغ اوجم اندیشہ مگس / کے بود بر من مگس را دسترس
قاصدا زیر آیم از اوج بلند / تا شکستہ پایگان بر من تنند
چون ملالم گیرد از سفلی صفات / بر پرم ہمچون طیور الصافات
پر من رستہ است ہم از ذات خویش / بر نچسپانم دو پر من با سریش
جعفر طیار را پر جاریہ است / جعفر طرار را پر عاریہ است

بولے پیغمبر کہ عینائی تنام / لاینام القلب عن رب الانام
چشم بیدار اور دل خفتہ ترا / چشم خفتہ دل ہے بیدار اب مرا
میرے دل کی پانچ حسین اور ہین / حس مری منظر دو عالم کو رکھین
ضعف سے اپنے نہ کر مجھ مین نگاہ / تجھ پہ شب مجھ پر وہ شب ہے صبحگاہ
تجھ پہ زندان مجھ پہ وہ زندان ہے باغ / عین مشغولی ہوئی مجکو فراغ
تو پھنسا گل مین مجھے وہ گل ہے گل / تجکو ماتم مجکو ہے سور و دہل
ساتھ تیرے ہون زمین پر با محل / دوڑتا ہون چرخ پر مین جون زحل
مین نہ ہمراہ تیرے ہے سایہ مرا / برتر اندیشہ سے ہے پایہ مرا
کیونکہ اندیشہ سے اب گذرا ہون مین / اور اندیشے سے بس بھاگا ہون مین
حاکم اندیشہ پہ ہون محکوم نے / جیسے بانی کا بنا پر حکم ہے
سب مطیع مخلوق اندیشہ کی ہے / اسلئے دل خستہ غم پیشہ رکھے
آپ قصدا گرتا اندیشہ مین ہون / جبکہ چاہون درمیان مین نہ رہون
مین ہون مرغ اوج اندیشہ مگس / کب مگس کا ہاتھ پہونچے مجھ پہ بس
نیچے آتا اوج سے قصدا ہون مین / تاکہ عاجز مجھ پہ گرویدہ رہین
مجکو ناخوش جو کرے سفلی صفات / اڑتا ہون مین جون طیور صافات
پر لگے ہین میرے اپنی ذات سے / گوند سے نے پر چپایا مین نے ہی
جعفر طیار کا اصلی ہے پر / جعفر طرار کا نقلی ہے پر

ف بولے پیغمبر الخ۔ شعر پیغمبر نے فرمایا ہے ترجمہ حدیث آنکھ میری خفتہ ہے اور دل میرا نہین سوتا ہے ساتھ حق کے چشم تیری بیدار اور دل خفتہ اور میری چشم خفتہ دل بیدار ہے اور پانچ حسین میرے دل کے ہین دونون عالم کو دیکھتی ہین تو اپنے ضعف سے مجھ مین نظر مت کر تجھ پر شب مجھ پر وہ شب صبح ہے تجھ پر زندان اور وہ زندان مجھ پر باغ ہے اور عین مشغولی مجکو فراغ ہے یعنی میرا خواب بیداری ہے اور یہ بیداری تیری خواب ہے اس کا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف تو پھنسا الخ۔ شعر تو گل مین پھنستا ہے اور وہ گل تجھ کو ماتم اور مجھکو آواز دہل ہے تیرے ساتھ مین زمین پر ہون ولیکن مین دوڑتا ہون زحل پر یہ میرا سایہ ہے اور اندیشہ سے سوا میرا پایہ ہے کیونکہ اب اندیشہ کے مقام سے گزر گیا ہون اور مین اندیشہ سے بھاگا ہون مین اندیشہ کا محکوم نہین حاکم ہون جیسے بانی بنا پر حکم رکھتا ہے سب مخلوق اندیشہ کی مطیع ہے اس لیے دل خستہ اور پیشہ غم کا رکھتی ہے مین اب قصدا اندیشہ مین آیا ہون کہ مین چاہون اس کے درمیان مین نہ ہون یعنے مقام فکر و اندیشہ سے باہر ہون یعنے عالم خلق سے مین باہر ہون اور عالم امر مین جگہ رکھتا ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف مین ہون الخ۔ شعر مین مرغ رفیع ہوا ہون اور اندیشہ مکھی ہے کب مکھی کا ہاتھ مجھ پر پہونچتا ہے مین اس مقام سے قصدا نیچے آتا ہون کہ تا عاجز گرویدہ مجھ پر رہین جبکہ صفات سفلی مجھ کو تنگ کرتی ہین تو مین طیور صافات کی طرف اڑتا ہون میرے پر اگے ہین میری ذات سے گوند سے مین نے پر نہین جمائے ہین یعنی مین حقیقت سے جاتا ہون دلائل سے نہین جاتا ہون آگے مثال ہے جیسے حضرت جعفر طیار کے پر اصلی ہین اور جعفر طرار کے پر چپائے ہوے ہین یہ دعوے یہ ذوق کے نزدیک ہے یعنی اہل ذوق کے نزدیک جو سیر معنی کا دعوی کرتے ہین مگر ان کو حاصل نہین ہے اہل باطن اصلیت رکھتے ہین دعویدار نہین ہین آگے حال دعوے کا ہے فافہم ۱۲ [illegible] نہین ہوتا ۱۲

نزد آنکه لم یذق دعویست این / نزد سکان افق معنیست این
لاف و دعوی باشد این پیش غراب / دیگ تی و پر یکی پیش ذباب
چونکه در تو میشود لقمه گهر / تن مزن چندانکه بتوانی بخور
شیخ روزی بهر دفع سوء ظن / در لگن قی کرد پر دُر شد لگن
گوهر معقول را محسوس کرد / پیر بینا بهر کم عقلی مرد
چونکه در معده شود پاکت پلید / قفل نه بر حلق و پنهان کن کلید

دعوے یہ بے ذوق کے نزدیک ہے / معنے اہل ذوق کے نزدیک ہے
لاف و دعوی آگے یہ کووںکے ہے / دیگ خالی پر مگس جانے اُسے
جو کہ تجھ میں کھانا ہوتا ہے گہر / جسقدر چاہیے تو اتنا کھایا کر
ایک دن دفع گمان کیواسطے / شیخ نے قے کی تو بس گوہر گرے
گوہر معقول محسوس کیے / پیر نے ان بیوقوفوں کے لیے
پاک ہو جو تیرے معدہ میں پلید / خلق پر دے قفل مخفی کر کلید

بیان آن دعوی که عین آن دعوی گواه صدق خویش است

بیان اُس دعوی کا کہ عین دعوی اپنے صدق کا گواہ ہے

هر که در وی لقمه شد نور جلال / هر چه خواهد گو بخور او را حلال
گر تو هستی آشنای جان من / نیست دعوی گفت معنی لان من
گر بگویم نیم شب پیش توام / هین مترس از شب که من خویش توام
این دو دعوی پیش تو معنی بود / چون شناسی بانگ خویشاوند خود
پیشی و خویشی دو دعوی بود لیک / هر دو معنی بود پیش فهم نیک
قرب آوازش گواهی میدهد / کاین دم از نزدیک یاری میجهد
لذت آواز خویشاوند نیز / شد گواه صدق آن یار عزیز
باز بی الهام احمق کو ز جهل / می نداند بانگ بیگانه ز اهل
پیش او دعوی بود گفتار او / جهل او شد مایهٔ انکار او
پیش زیرک کاندرونش نورهاست / عین این آواز معنی بود راست

جسکے اندر کھانا ہو نور جلال / کھائے وہ جو کچھ کہ ہے اسکو حلال
آشنا ہے تو مری گر جان سے / نے ہے دعوی قول میری ملک ہے
گر کہوں کہ شب کو ہوں میں تیرے پیش / مت ڈرے شب سے کہ تیرا ہوں میں خویش
دونوں دعوے معنی ہوں آگے ترے / بانگ خویش اپنے کی جو پہچان لے
تھے یہ پیشی خویشی دعوی دلے / دونوں معنی تھے کہ جو سمجھے اُسے
قرب بانگ اسکی گواہی دیتی ہے / کہ یہ دم آیا ہے جانان پاس سے
لذت آواز اپنے خویش کی / صدق جانان پر گواہ ہو گئی
پھر بغیر الہام احمق جہل سے / بانگ بیگانہ نہ جانے اہل سے
اُسکے آگے دعوی وہ گفتار ہے / جہل اُسکا مایۂ انکار ہے
آگے دانا کے کہ اُسمیں نور ہے / عین یہ آواز معنی سچ رکھے

ف۱ لاف الخ ۱۲ شعر لاف و دعوی آگے کووں کے ہے اور دیگ خالی مکھیوں کے نزدیک پر ہے جبکہ تجھ میں کھانا جاکر گوہر ہوتا ہے پس تو جسقدر چاہے اُتنا کھا کیونکہ ایک دن گمان لوگوں کے دفع کرنیکے لیے شیخ نے قے کی تو بس گوہر گرے پس شیخ نے گوہر معقول کو محسوس کر دیا ان بیوقوفوں کے لیے اپنے زور کرامت سے اور جو تیرے معدے میں پاک چیز پلید ہووے حلق پر قفل دے اور کلید پوشیدہ کر دے یعنی یہ میرا دعوے بسیار خوردن و بسیار خفتن کا بے ذوق کے نزدیک محض دعوی ہے اور یہ اہل ذوق کے نزدیک معنی ہیں کس واسطے کہ یہ خوردن و خفتن سبب وصل یار ہے نہ فصل یار پس دعوی دو قسم پر ہے ایک ہے دعوے باطل ایک دعوے حقی پس اس دعوی حقی کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ جسکے اندر الخ یہ شعر جسکے اندر کھانا نور جلال ہو وہ جو کچھ کھائے اُسکو حلال ہے اگر تو میری جان سے آشنا ہے تو یہ دعوی نہیں ہے قول میری ملک ہے یعنی اگر تو باطنی ہے تو اس میرے دعوی کو واقعی جانیگا آگے اسکی مثال ہے اگر میں یہ کہوں کہ شب کو تیرے پیش ہوں تو مت ڈر شب کو میں تیرا خویش ہوں تو یہ دونوں دعوے آگے تیرے معنی ہوں جبکہ اپنے خویش کی آواز پہچان لے یہ پیشی خویشی دو دعوی ہیں ولیکن دونوں معنی تھے کہ اسے سمجھے اسکی بانگ کی قربت گواہی دیتی ہے کہ یہ دم جانان کے پاس سے آیا ہے اپنی خویش کی آواز کی لذت جانان کے یا خویش کے صدق پر گواہی ہو گئی یعنی آواز خویش کی گواہی دیتی ہے کہ یہ دم انسانی جانان کے پاس سے آتا ہے مثالیں اسکی آگے ہیں فافہم ۱۲ ف۳ پھر الخ یہ شعر پھر بغیر الہام کے بیگانہ کی آواز اہل سے نہ جانے پس اُسکے آگے گفتار دعوے ہے کیونکہ جہل اسکا موجب انکار کی ہے اور آگے اُس دانا کے کہ نور ہے وہ آواز عین معنی سچی معلوم ہووے یعنی وہ آواز خویش کی احمق کے نزدیک حقی ہے کہ اُسکو پہچانتا ہے آگے اس کے دوسری مثال ہے فافہم ۱۲

یا بتازی گفت یک تازی زبان	که همی دانم زبان تازیان	یا کہ عربی بولے اک عربی زبان	کہ میں جانوں ہوں زبان عربیان
عین تازی گفتنش معنی بود	گرچہ تازی گفتنش دعوی بود	عین عربی کہنا اُسکا معنی ہو	گرچہ عربی کہنا اُسکا دعوی ہو
یا نویسد کاتبی بر کاغذی	کاتبم خط خوانم و من ابجدی	یا کہ اک کاغذ پہ اک کاتب لکھے	لکھنا پڑھنا خط کا آتا ہے مجھے
این نوشتہ گرچہ خود دعوی بود	ہم نوشتہ شاہد معنی بود	گرچہ یہ تحقیق لکھنا دعوی ہے	پر لکھا اُسکا گواہ معنی ہے
یا بگوید صوفیی دیدی تو دوش	در میان خواب سجادہ بدوش	یا کہے صوفی کہ دیکھا تو نے رات	خواب میں اک تھا مصلے تیرے سات
من بدم آن آنچہ گفتم خواب در	با تو اندر خواب در شرح نظر	میں ہی تھا وہ خواب میں جو کچھ کہا	اور بیان تجھسے نظر کا بس کیا
گوش کن چون حلقہ اندر گوش کن	این سخن را پیشوای ہوش کن	سن تو مثل حلقہ رکھ تو کان میں	پیشوائے ہوش یہ باتیں بنیں
چون ترا یاد آید آن خواب این سخن	معجزہ نو باشد و راز کہن	تجھکو یاد آوے یہ بات و خواب وہ	معجزہ نو اور پرانا راز ہو
گرچہ دعوی می نماید این ولی	جان صاحب واقعہ گوید بلی	گرچہ یہ دعوی سا ہے پر بیگمان	جان صاحب واقعہ کہتی ہے ہان
پس چہ حکمت ضالہ مومن بود	آن ز ہر کہ بشنود موقن شود	جو کہ یہ حکمت ہے ضالہ مومنین	اُس کو جو سنتا ہے کرتا ہے یقین
چونکہ خود را پیش او یابد فقط	چون بود شک چون کند خود را غلط	اُسکے آگے پاوے تو خود کو فقط	کیسے شک آئے کرے خود کو غلط
تشنۂ را چون بگوئی تو شتاب	در قدح آبست بستان زود آب	جو پیاسے کو کہے تو کہ شتاب	آب پیالے میں ہی تو لے اس سے آب
ہیچ گوید تشنہ کاین دعویست رو	از برم ای مدعی مہجور شو	کوئی تشنہ یہ کہے دعوی ہے جا	مدعی ہو پاس سے میرے جدا
یا گواہ و حجتی بنما کہ این	جنس آبست و از آن ماء معین	یا گواہ اور بھی دلیل اسکی تو دے	کہ یہ اس ماء معین کا آب ہے
یا بطفل شیر مادر بانگ زد	کہ بیا من مادرم ہان ای ولد	یا پکارے دودھ کے بچے کو ماں	کہ اے بچے آ میں تیری ماں ہوں ہاں
طفل گوید مادرا حجت بیار	تا کہ با شیرت بگیرم من قرار	بچہ کہوے ماں دلیل اسکی بتا	تا ہو تسکین دودھ سے تیرے بھلا

۱ یا کہ عربی الخ یہ شعر یا کہ ایک عربی زبان عربی کہے کہ میں عربی جانتا ہوں تو عین عربی کہنا اس کا عربی ہونا ہے اگرچہ عربی کہنا اُس کا دعوے ہووے یعنے عربی گو کو عربی دعوے کرنا دعوے واقعی ہے آگے تیسری مثال ہے اگر کاتب کاغذ پہ لکھے اور کہے کہ لکھتا ہوں خط کاغذ پر لکھے اگرچہ یہ لکھنا تحقیق دعوے ہے لیکن اس کا لکھا ہوا معنی کا گواہ ہے یعنے یہ دعوے واقعی ہے آگے چوتھی مثال اس کی ہے فافہم ۱۲ ۲ یا کہے الخ یہ شعر یا ایک صوفی کہے کہ تو نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک مصلے لیے رات تیرے ساتھ تھا پس وہ میں ہی تھا خواب میں جو کچھ کہا تجھ سے بیان نظر کا کیا تو سن اور مثل حلقے کے کان میں رکھ تاکہ یہ باتیں پیشوائے ہوش سنیں تجھ کو یہ بات اور وہ خواب یاد آئے ہاتھ ملنا معجزہ نیا اور پرانا راز ہوا اگرچہ یہ دعوے معلوم ہے ولیکن بیگمان جان صاحب واقعہ کی کہتی ہے کہ ہان سچ ہے جو کہ حکمت گمی شے یا مومنون کی ہے جو اُس کو سنتا ہے یقین کرتا ہے تو خود کو اس کے آگے پائے پھر کیسے شک آئے اور وہ خود کو غلط کرے آگے اُس کے یعنی بظاہر وہ صوفی کا دعوے ہے مگر صاحب واقعہ کے نزدیک دعوے واقعی ہے پانچویں مثال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ جو پیاسے الخ یہ شعر جو پیاسے کو کہے کہ آب جاری تھا اس پیالے سے لے کوئی تشنہ کہے کہ یہ دعوے ہے اے مدعی جلد میرے پاس سے جدا ہو یا گواہ اور دلیل اس کی دے کہ یہ آب اُس ماء معین سے ہے چھٹی مثال آگے ہے بچہ شیر خوار کو ماں پکارے کہ اے بچے تو آ میں تیری ماں ہوں بچہ کہے کہ اے ماں اس کی دلیل بتا تا تیرے دودھ سے تسکین ہووے یعنے یہ سب دعوے واقعی ہیں اور خلاف نہیں ہیں باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲۔

در دل ہر امتی کز حق مزہ است / روی و آواز پیمبر معجزہ است
چون پیمبر از برون بانگی زند / جان امت در درون سجدہ کند
زانکہ جنس بانگ او اندر جہان / از کسی نشنیدہ باشد گوش جان
آن غریب از ذوق آواز غریب / از زبان حق شنود انی قریب

امتی[۱] کے دل میں ہے حق سے مزا / منہ و آواز نبی ہے معجزا
جونبی باہر سے بس آواز دے / جان امت دل میں اک سجدہ کرے
کہ جہان میں مثل اس آواز کے / نے کسی سے بھی سنا ہو جان نے
اُس نبی نے ذوق سے آواز دے / سن لیا انی قریب اللہ سے

سجدہ کردن یحییٰ مسیحؑ در شکم مادر یک دیگر را

سجدہ کرنا یحییٰ و مسیحؑ کا ماں کے پیٹ میں ایک دوسرے کو

مادر یحییٰ چو حامل بود از و / بود با مریم نشستہ رو بدو
مادر یحییٰ بہ مریم در نہفت / پیشتر از وضع حمل خویش گفت
کہ یقین دیدم درون تو شہی است / کہ اولو العزم و رسول آگہی است
چون برابر اوفتادم با تو من / کرد سجدہ حمل من اے ذو الفطن
این جنین مر آن جنین را سجدہ کرد / کز سجودش در تنم افتاد درد
گفت مریم من درون خویش ہم / سجدہٴ دیدم ز طفلم در شکم

حاملہ[۲] یحییٰ کی ماں جو اس سے تھی / بس برابر بیٹھی وہ مریم کے تھی
ماں نے یحییٰ کی یہ مریم سے کہا / پہلے وضع حمل سے اپنے خفا
کہ یقیناً دیکھا تجھ میں شاہ ہے / کہ اولو العزم و رسول اللہ ہے
اتفاقاً میں ترے پاس آ گئی / حمل نے سجدہ کیا میرے جبھی
سجدہ اس بچہ نے بچہ کو کیا / درد سجدے سے مرے تن میں ہوا
بولی مریم میں نے اندر پیٹ کے / دیکھا بچہ بھی مرا سجدہ کرے

اشکال آوردن نادانان برین قصہ و جواب ایشان

تعجب کرنا نادانوں کا اس قصہ پر اور جواب اُن کا

ابلہان گویند این افسانہ را / خط بکش زیرا دروغ است و خطا
زانکہ مریم وقت وضع حمل خویش / بود از بیگانہ دور و ہم ز خویش
مریم اندر حمل جفت کس نشد / از برون شہر او واپس نشد
از برون شہر آن شیرین فسون / تا نشد فارغ نیامد ہم درون
چون بزائیدش آنگہانش بر کنار / بر گرفت و برد تا پیش تبار

کہتے[۳] اس قصہ کو احمق ہیں بُرا / کس لیے کہ ہے دروغ اور ہے خطا
کیونکہ مریم وقت وضع حمل کے / دور تھی وہ اپنے اور بیگانہ سے
حمل میں مریم کسی سے نہ ملی / اور نہ آئی شہر میں باہر رہی
شہر کے باہر سے وہ بس پاک دین / جب تلک فارغ ہوئی آئی نہیں
جب جنی تو اس گھڑی گودی میں لے / لے گئی وہ پاس اپنے اہل کے

[۱] امتی کے الخ یعنی شعر امتی کے دل میں حق سے مزا ہے اور منہ و آواز سے معجزہ ہے جو نبی آواز دے امتی کے جان دل میں سجدہ کرے کہ جہان میں مثل اس آواز کے کسی سے جان نے نہیں سنا اس سے نبی نے ذوق میں آواز دی سن لیا کہ تحقیق میں قریب ہوں احد سے یعنی جان آواز حق کو پہچانتی ہے جبکہ آواز حق نبی اللہ سے جان سنتی ہے رجوع اُس طرف ہوتی ہے بس جان بچہ کی ماں کے پیٹ میں نبی اللہ کو نبی اللہ جانتی ہے چنانچہ اس کی مثال میں قصہ یحییٰ علیہ السلام و مسیح کا آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ [۲] حاملہ الخ یعنی شعر مادر یحییٰ علیہ السلام کی اس سے حاملہ تھی اور بی مریم کے برابر بیٹھی تھی مادر یحییٰ نے مریم سے کہا پوشیدہ پہلے وضع حمل اپنے سے بالیقین میں نے دیکھا تجھ میں شاہ ہے کہ وہ اولو العزم رسول خدا ہے میں اتفاقاً تیرے پاس آ گئی کہ میرے حمل نے سجدہ کیا بس سجدہ اس بچہ نے بچہ کو کیا اور درد میرے تن میں سجدہ سے ہوا بی مریم نے کہا کہ میں نے پیٹ میں دیکھا کہ میرے بچہ نے بھی سجدہ کیا یعنی یحییٰ نے سجدہ کیا حضرت عیسیٰ کو اور حضرت عیسیٰ نے یحییٰ کو سجدہ کیا ماں کے پیٹ میں چنانچہ اس قصہ کے اوپر نادانوں نے تعجب کیا اسکا بیان آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] کہتے ہیں الخ یعنی شعر احمق اس قصہ کو بُرا کہتے ہیں پس اس واسطے دروغ ہے اور خطا ہے کیونکہ بوقت وضع حمل کے مریم دور تھی یگانہ و بیگانہ سے حمل میں مریم کسی سے نہیں ملی شہر میں نہیں آئی اور باہر رہی شہر کے باہر سے وہ پاک دین نہیں آئی جب تک فارغ نہیں ہوئی جبکہ وضع حمل کیا تو اُس دم گود میں لے کر پاس انہوں کے گئی پس ماں نے یحییٰ کی اسے کہاں دیکھا کہ تو یہ قصہ کہتا ہے آگے اس کا جواب ہے فافہم ۱۲

مادر یحیی کجا دیدش که تا	گوید او را این سخن در ماجرا	ماں نے یحیی کی کہاں دیکھا اُسے	کہ تو یہ قصہ بیان اُسکا کرے
این بداند آنکه اہل خاطرست	غائب آفاق او را حاضرست	جو کہ اہل دل ہیں وہ ہیں جانتے	غیب کا احوال اُن پر کشف ہے
پیش مریم حاضر آمد در نظر	مادر یحیی که دورست از بصر	آگے مریم کے تھی وہ پیش نظر	گرچہ ماں یحیی کی تھی دور از بصر
دیدہا بسته ببیند دوست را	چون مشبک کرده باشد پوست را	بند کر کے آنکھ دیکھے اپنا یار	پوست اپنا جسکے سوراخ دار ہے
ور ندیدش نز برون نز درون	از حکایت گیر معنی اے زبون	گر نہ ظاہر باطنا دیکھا اُسے	اس حکایت سے تو معنی جان لے
نے چنان افسانہا بشنیدہ	ہمچو شین بر نقش آن چفسیدہ	نے بہت اس طور کے قصے سنے	مثل شین چپکا ہو اُسکے نقش پے
تا ہمی گفت آن کلیلہ بے زبان	چون سخن نوشد ز دمنه بے بیان	تا کلیلہ بے زبان نے یوں کہا	اور دمنہ بے بیان نے یوں کہا
ور بدانستند لحن ہمدگر	فہم آن چون کرد بے نطق بشر	گر نہ تھے آواز باہم جانتے	کیونکہ اُسکو سمجھا بے گویائی کے
در میان شیر و گاو آن دمنه چون	شد رسول و خواند بر ہر دو فسون	کیسے دمنہ نے میان گاو و شیر	ایلچی بن کر کیا دونوں کو زیر
چون وزیر شیر شد گاو نبیل	چون ز عکس ماہ ترسان گشت پیل	گاو کیسے شیر کا نائب ہوا	ہاتھی کیسے عکس مہ سے ڈر گیا
این کلیلہ دمنه جملہ افتریست	ورنہ کے با زاغ لکلک را مریست	یہ کلیلہ دمنہ سب ہے افترا	ورنہ لکلک زاغ کب ہمسر ہوا
اے برادر قصه چون پیمانہ است	معنی اندر وے بسان دانہ است	اے برادر قصہ جون پیمانہ ہے	اور معنی اُسمیں مثل دانہ ہے
دانہ معنی بگیرد مرد عقل	ننگرد پیمانہ را گر گشت نقل	دانہ معنی کو لے اے مرد عقل	دیکھ مت پیمانہ گر ہو جائے نقل
ماجرای بلبل و گل گوش دار	گرچہ گفتی نیست آنجا آشکار	ماجرائے بلبل و گل سن لے یار	گرچہ کہنے میں نہیں وہ آشکار

سخن گفتن بہ زبان حال و فہم کردن آن

بات کرنا زبان حال سے اور سمجھنا اُسکا

ماجرای شمع با پروانہ تو	بشنو و معنی گزین ز افسانہ تو	ماجرائے شمع اور پروانہ تو	سن لے اور لے معنی افسانہ کو
گرچہ گفتی نیست سر گفت ہست	ہین بہ بالا پر مپر چون جغد پست	بھید یہ گو کہنے کے لائق نہیں	اونچا اڑ مت ایسے جو جغد سفلین
گفت در شطرنج کاین خانہ رخ ست	گفت خانہ از کجاش آمد بدست	بولا یہ شطرنج میں رخ کا ہے گھر	بولا اُس نے پایا یہ کس جا سے گھر
خانہ را بخرید یا میراث یافت	فرخ آنکس کو سوی معنی شتافت	گھر خریدا یا کہ ترکے میں ملا	مرد وہ بہتر جو معنی کو گیا

لے جو کہ الخ ۸ شعر جو کہ اہل دل ہیں وہ جانتے ہیں اور حال غیب کا اُن پر منکشف ہے آگے مریم کے پیش نظر تھی اگرچہ ماں یحیی کی نظر سے دور تھی آگے حقائق ہیں اپنے یار کو آنکھ بند کر کے دیکھے جو کوئی اپنے پوست کو سوراخ دار کرے اگر ظاہر باطن میں اُس کو نہ دیکھا اس حکایت سے تو معنی جان لے کہ اس طور کے بہت قصے سنے ہیں شین کی مانند اس کے نقش پر چپکا ہے تا کہ کلیلہ بے زبان نے یوں کہا اور دمنہ بے بیان نے یوں سنا اگر وہ باہم آواز نہیں جانتے تھے کیونکر اُسکو سمجھا بے گویائی کے کیسے دمنہ نے درمیان گاو و شیر کے ایلچی بن کر دونوں کو زیر کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۲ ۱۵ گاو الخ ۵ شعر کیسے گاو شیر کا نائب بنا ہاتھی کیسے عکس مہ سے ڈر گیا یہ کلیلہ و دمنہ سب افترا ہے اور نہ لکلک کب زاغ کے مانند ہے اے بھائی قصہ مانند پیمانہ کے ہے معنی اُسمیں مانند دانہ کے تو دانہ معنی کو لے عقلمند مت نگر پیمانہ نقل ہو جائے اُسے مت دیکھ ماجرا بلبل و گل کا تو سن اگرچہ وہ کہنے میں ظاہر نہ ہو یعنی اس قصہ میں تو معنی پر نظر کر کہ غرض اس قصہ سے اظہار معنی ہے گو صورت قصہ میں غلطی واقع ہو پس ظاہر قصہ پر تو نظر نہ رکھ جیسے شمع و پروانہ بلحاظ وجہ عشق بازی کے ظاہر خاموش ہیں مگر معنی میں بے زبانی سے باتیں کرتے ہیں چنانچہ ان باتوں کا حال آگے ہے فافہم ۳ ۱۵ ماجرا الخ ۴ شعر شمع و پروانہ کا ماجرا تو سن اور افسانہ کے معنی کو اُس سے لے تو اسرار بیان گو کہنے کے لائق نہیں ہے تو اونچا نہ اُڑ بلکہ مانند جغد سفلین کے اسرار لینے سے اسرار کو سمجھ صورت میں بیان کر آگے اسکی مثال ہے کہتے ہیں یہ شطرنج میں رخ کا گھر ہے دوسرے نے کہا کہ یہ کس جا سے گھر پایا ہے گھر خریدا ہے یا کہ ترکہ میں ملا ہے پس مرد بہتر ہے جو کہ معنی کو سمجھے گھر رخ کا شطرنج میں ہے مراد اُس سے

گفت نحوی زید عمرا قد ضرب	گفت چونش کرد بیجرمی ادب	بولا نحوی زید مارے عمرو کو	بولا بے جرمی ہی کیونکر مارے وہ
عمرو را جرمش چه بد کان زید خام	بیگناه او را بزد همچون غلام	عمرو کا کیا جرم تھا کہ زید نے	مثل خادم بیگنہ مارا اُسے
گفت این پیمانهٔ معنے بود	گندمش بستان که پیمانه است رد	بولا یہ پیمانہ اک معنی کا ہے	رد ہی پیمانہ تو گیہوں اُس سے لے
عمرو زید از بهر اعراب است و ساز	گر دروغ ست آن تو با اعراب ساز	عمرو و زید اعراب کے ہی واسطے	گر ہے جھوٹا اعراب اُسکا جان لے
گفت نے من آن ندانم عمرو را	زید چون زد بیگناه و بیخطا	بولا میں ہوں عمرو کو کب جانتا	زید نے کیوں مارا اُسکو بے خطا
گفت از ناچار و لاغے بر گشود	عمرو یک واو فزون دزدیده بود	بولا وہ ناچار و عاجز ہو گیا	عمرو نے زیادہ چرایا واو تھا
زید واقف گشت دزدش را بزد	چونکه از حد برد حد او را سزد	زید نے آگہ ہو مارا چور کو	حد سے گزرا حد کے بس لائق ہے وہ

پذیرا آمدن سخن باطل در دل باطلان

پسند آنا سخن باطل کا باطلون کے دل مین

گفت اینک راست پذرفتم بجان	کژ نماید راست در پیش کژان	بولا یہ سچ ہے پسند آیا مجھے	ٹیڑھا سیدھا دیکھتا احول لوگ
گر بگوئی احولے را مہ یکیست	گویدت اے دوست در وحدت شکیست	گر کہے احول کو تو اک ماہ ہے	وہ کہے وحدت میں اک شک ہے مجھے
ور برو خندد کسے گوید دو است	راست دارد این سزائے بدخواست	گر ہنسی سے کوئی کہوے ہیں وہ دو	جانے سچا ہے سزا بدخوئی کی سو
بر دروغان جمع می آید دروغ	للخبیثات الخبیثون زد فروغ	ہوتا ہی بس جمع جھوٹوں پر دروغ	خبیثات الخبیثون کو فروغ
ہر کہ او جنس دروغ ست اے پسر	راست پیش او نباشد معتبر	جنس جو جھوٹ کی رکھتا ہی یار	سچ کو آگے اُسکے کب ہو اعتبار
دل فراخان را بود دست فراخ	چشم کوران را عثار سنگلاخ	دل کشادوں کو کشادہ دست ہے	اور اندھوں کو ہی ٹھوکر سنگ سے
ہر کرا دندان صدقے رستہ شد	از دروغ و از خیانت رستہ شد	ذوق جسکو صدق سے پیدا ہوا	جھوٹ سے وہ اور خیانت سے چھٹا

سہ۱ بولا نحوی الخ یہ شعر نحوی کہتا ہے کہ زید عمرو کو مارے دوسرے نے کہا کہ وہ بے جرمی پر کیونکر مارے عمرو کا کیا جرم تھا کہ زید نے مثل خادم بے گناہ کر اُسے مارا کہا کہ یہ معنی کا ایک پیمانہ ہے بس پیمانہ کچھ نہیں تو گندم اس سے لے یعنے زید و عمرو بھی ایک امر فرضی ہیں اسواسطے اظہار حرکت لفظ کے معنے اُس سے حاصل کر لے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سہ۲ عمرو زید الخ یہ شعر عمرو زید اعراب کے واسطے ہے اگر جھوٹا ہے اُسکا اعراب تو جان لے عمرو کو کب میں جانتا ہوں زید نے اُسکو بے خطا کیوں مارا کہا کہ وہ ناچار و عاجز ہو گیا کیونکہ عمرو نے واو کو زیادہ چرایا تھا زید نے آگاہ ہو کر عمرو کو مارا جو حد سے گزرا ایسی تعزیر کے لائق ہوا یعنی عمرو زید کا بیان واسطے اظہار اعراب کے ہے کہ لکھنے میں واو عمرو میں زیادہ لکھتے ہیں اور تلفظ میں وہ واو نہیں آتا ہے پس واسطے سمجھانے کے ظاہر میں ہے جرم ظاہری ذمہ عمرو کے تھا اس واسطے زید نے اسکو مارا اس دلیل کو باطل نے پسند کیا در حقیقت زید عمرو امر فرضی ہیں نحو میں واسطے اظہار اعراب کے گمراہ باطل لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں چنانچہ باطلوں کا حال آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سہ۳ بولا الخ یہ شعر کہا سچ ہے مجھے پسند آیا پس ٹیڑھے کو سیدھا بھی ٹیڑھا دکھائی دیتا ہے آگے مثال ہے اگر تو احول کو کہے کہ ایک ماہ ہے وہ کہے کہ مجھے وحدت میں شک ہے اور اگر کوئی ہنسی سے کہے کہ دو چاند ہیں تو وہ اُسے سچا جانے یہ بدخوئی کی سزا ہے دروغ جھوٹوں پر جمع ہوتا ہے کیونکہ خبیث عورتیں واسطے خبیث مردوں کے ہیں جو کہ تو جنس جھوٹ کی رکھتا ہے سچ کو اُس کے آگے کب اعتبار ہوتا ہے کشادہ دلوں کے آگے دست کشادہ ہے اور اندھوں کو ٹھوکر سنگ سے ہے اور جسکو ذوق صدق سے پیدا ہوا جھوٹ اور خیانت سے چھٹا لیکن جھوٹ بات جھوٹے کو پسند آتی ہے جیسے کہ درخت میں پی کہ امر خلاف ہے بادشاہ کو پسند آیا اُس کی تلاش کو ایک قاصد بھیجا چنانچہ اس کا قصہ مثال میں آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سہ۴ خبیث عورتیں واسطے خبیث مردوں کے ہیں ۱۲۔

جستن آن درخت کہ ہر کہ میوۂ او خورد ہرگز نمرد

گفت دانائی برای داستان / کہ درختی ہست در ہندوستان
ہر کسی کز میوۂ او خورد و برد / نی شود او پیر نی ہرگز بمرد
پادشاہی این شنید از صادقی / بر درخت و میوہ اش شد عاشقی
قاصدی دانا ز دیوان ادب / سوی ہندستان روان کرد از طلب
سالہا میگشت آن قاصد ازو / گرد ہندوستان برای جستجو
شہر شہر از بہر این مطلوب گشت / نی جزیرہ ماند نی کوہ و نہ دشت
ہر کرا پرسید کردش ریشخند / کاین نہ جوید جز مگر مجنون بند
بس کسان صفعش زدندی در مزاح / بس کسان گفتند کای صاحب فلاح
جستجوی چون تو زیرک سینہ صاف / کی تہی باشد کجا باشد گزاف
وین مراعاتش یکی صفعی دگر / وین ز صفع آشکارا سخت تر
می ستودندش بہ تسخر کای بزرگ / در فلان جا یک درختی بس سترگ
در فلان بیشہ درختی ہست سبز / بس بلند و پہن و ہر شاخیش گز
قاصد شہ بستہ در جستن کمر / می شنید از ہر کسی نوع دگر
بس سیاحت کرد آنجا سالہا / میفرستادش شہنشہ مالہا
چون بسی دید اندران غربت تعب / عاجز آمد آخرالامر از طلب
ہیچ از مقصود اثر پیدا نہ شد / زان غرض غیر خبر پیدا نشد
رشتۂ امید او بگسستہ شد / جستۂ او عاقبت ناجستہ شد

ڈھونڈھنا اُس درخت کا کہ جس نے اُسکا میوہ کھایا ہرگز نہ مرا

داستان میں اک کہا ہشیار نے[1] / کہ درخت ہندوستان میں ایک ہے
اُسکا میوہ جو کوئی کھالے کبھی / نے کوئی بوڑھا ہو نے ہرگز مرے
بادشہ نے یہ جو صادق سے سنا / اُس درخت و میوہ پر عاشق ہوا
ایک قاصد ہوشیار و با ادب / بھیجا ہندستان کیا اُسکو طلب
سالہا قاصد پھرا اُسکے لیے / ڈھونڈھتا ہندوستان میں ہر جگہ
شہر شہر اُسکے لیے بس وہ پھرا / نے جزیرہ کوئی نے جنگل رہا
جس کسی سے پوچھا اُسپر ہنس دیا / کون ڈھونڈھے اسکو اب مجنون سوا
بس ہنسی[2] میں مارتے تھپڑ اُسے / اور بہت کہتے کہ ای صاحب تجھے
ڈھونڈھتا ہے تجھ سا زیرک سینہ صاف / کب ہے خالی اور کب ہے وے گزاف
یہ رعایت ایک تھپڑ اور تھا / ظاہری تھپڑ سے سختی میں سوا
وصف ہر اک نے تمسخر سے کیا / کہ فلانی جا درخت اک تھا بڑا
اور فلان جنگل میں نخل اک سبز ہے / بس بلند اور بڑی شاخیں رکھے
قاصد شہ مستعد تلاش کا / ہر کسی سے ہر طرح پر سنتا تھا
برسوں[3] سیاحی کری اُسنے وہاں / بھیجتا تھا شہ اُسے مال گران
جو سفر میں رنج اُسے از بس ہوا / اور بس عاجز طلب سے ہو گیا
کچھ نہ مقصد سے اثر پیدا ہوا / نے غرض سے جز خبر پیدا ہوا
اُسکی جو امید کی جو کٹ گئی / کوشش آخر اُسکی بے کوشش ہوئی

[1] داستان میں الخ یہ شعر ایک ہوشیار نے داستان میں کہا کہ ایک درخت ہندوستان میں ہے جو کوئی اُس کا میوہ کھائے نہ کبھی بوڑھا ہووے نہ ہرگز مرے ایک بادشاہ نے جو یہ صادق سے سنا اُس درخت و میوہ پر عاشق ہوا ایک قاصد ہوشیار باادب کو ہندوستان کو بھیجا اور اُس کو طلب کیا قاصد برسوں پھرا اور اُس کے لیے ہندوستان میں ڈھونڈھتا ہر جگہ شہر بشہر اُس کے لیے وہ پھرا کوئی جزیرہ اور کوئی جنگل باقی نہ رہا جس سے پوچھا وہ اُس پر ہنستا کون اُس کو ڈھونڈھے مجنون کے سوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] بس ہنسی الخ یہ شعر بس ہنسی میں تھپڑ اُسے مارتے اور بہت کہتے کہ اے صاحب تو ڈھونڈھتا ہے تجھ سا ہوشیار و سینہ صاف کب خرافاتی ہو اور جھوٹ ہو یہ رعایت کرنا ایک دوسرا تھپڑ تھا ظاہری تھپڑ سے زیادہ سخت ہے ہر وصف اُس کا تمسخر سے کیا کہ فلانی جا ایک درخت بڑا ہے اور فلانے جنگل میں ایک درخت سبز ہے بس بلند اور بڑی شاخیں قاصد مستعد تلاش نے ہر کسی سے ہر قسم پر سنا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] برسوں الخ یہ شعر برسوں سیاحی اُس نے کی اور بادشاہ اُسکو مال گراں بھیجتا تھا جو سفر میں اُسکو رنج ہوا اور بس عاجز طلب سے ہوا کچھ مقصد سے اثر پیدا نہ ہوا اور نہ غرض سے بجز خبر کے پیدا ہوا اُس کی امید کی جو ڈور کٹ گئی اور اُس کی کوشش جو بیکار ہو گئی ارادہ پھر بادشاہ کے پاس پھرنے کا کیا آہیں بھرتا اور روتا چلا آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ -

کرد عزم بازگشتن پیش شاہ / اشک می بارید و می برید راہ	عزم شہ کے پاس پھرنے کا کیا / آہین بھرتا اشک بہتا وہ چلا

شرح کردن شیخ سر آن درخت را با آن طالب مقلد

بیان کرنا شیخ کا اُس درخت کے بھید کو سا اس طالب مقلد کے

بود شیخی عالمی قطبی کریم / اندران منزل که آیس شد ندیم
گفت من نومید پیش او روم / زاستان او براه اندر شوم
تا دعای او بود همراه من / چونکه نومیدم من از دلخواه من
رفت پیش شیخ با چشم پر آب / اشک می بارید مانند سحاب
گفت شیخا وقت رحم و رأفت است / ناامیدم وقت لطف این ساعت است
گفت وا گو کز چه نومیدیستت / چیست مطلوب تو رو با کیستت
گفت شاهنشاه کردم اختیار / از برای جستن یک شاخسار
که درختی هست نادر در جهات / میوهٔ او مایهٔ آب حیات
سالها جستم ندیدم زو نشان / جز که طنز و تسخر این سرخوشان
شیخ خندید و بگفتش ای سلیم / این درخت علم باشد ای علیم
بس بلند و بس شگرف و بس بسیط / آب حیوانی ز دریای محیط
تو بصورت رفته ای بی خبر / زان ز شاخ معنی بی بار و بر
تو بصورت رفته گم گشته ای / زان نمی یابی که معنی هشته ای
گه درختش نام شد گاه آفتاب / گاه بحرش نام شد گاهی سحاب
آن یکی کش صد هزار آثار خاست / کمترین آثار او عمر بقاست
گرچه فرد است او اثر دارد هزار / آن یکی را نام باشد بیشمار

شیخ اک تھا عالم و قطب کریم / یاس جس منزل ہوئے اُسکے ندیم
بولا میں نومید اس سے جا ملوں / اُسکی چوکھٹ سے میں شاید راہ لوں
تا دعا اُس کی مرے ہمراہ ہو / گر نہ پایا میں نے اُس مطلوب کو
شیخ کے آگے گیا روتا ہوا / مثل ابر آنسو کو برساتا ہوا
بولا وقت اب شیخ یہ ہی رحم کا / میں ہوں ناامید لطف اب کر ذرا
بولا شیخ کہہ کیوں تو ناامید ہے / اور کس مطلوب کی خواہش رکھے
بولا شہ نے مجھکو متعین کیا / ڈھونڈھنے کو اک درخت نادرا
کہ درخت اک ہے عجیب اندر جہات / اُسکا میوہ مایۂ آب حیات
ڈھونڈھا برسوں اُسکا نے پایا پتا / طنز مستوں اور تمسخر کے سوا
شیخ نے ہنسکر کہا کہ ای سلیم / یہ درخت علم ہے بس لے علیم
بس بلند اور بس عجیب اور بس بسیط / آب حیوان ہے ز دریاے محیط
تو گیا صورت پہ ہی ای بیخبر / کہ نہ رکھے شاخ معنے سے ثمر
تو گیا صورت پہ اور بس گم ہوا / کب ملے معنی تو اس سے ہی جدا
گہ درخت ہے نام ور گہ آفتاب / گاہ دریا نام اور گہہ ہی سحاب
ایک وہ آثار اُس کے لاکھہا / کمتر آثار اُسکا ہے عمر بقا
گرچہ مفرد ہے اثر رکھے ہزار / نام ہوتے ایک کے ہیں بیشمار

له شیخ اک تھا الخ یعنی ایک شخص تھا عالم اور قطب کریم جس منزل میں کہ اسکو یاس ہوئی تھی اس نے کہا کہ میں ناامید اُس سے جا کر ملوں اُسکی دہلیز سے میں شاید راہ پاؤں تاکہ دعا اسکی میرے ہمراہ ہووے کہ میں نے اس مطلوب کو نہیں پایا پس شیخ کے آگے روتا ہوا گیا اور مثل ابر کے آنسو برساتا ہوا گیا کہا اے شیخ اب یہ وقت رحم کا ہے ناامید ہوں اب لطف کر کہا شیخ نے کہہ کہ تو کیوں ناامید ہے اور کس مطلوب کی خواہش رکھتا ہے کہا شاہ نے مجھکو متعین کیا ایک درخت نادر ڈھونڈھنے کیلیے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ه کہ درخت الخ یعنی شعر کہ عجیب درخت ہے جہان میں اُسکا میوہ مایۂ آب حیات ہے برسوں ڈھونڈھا اُسکا پتا نہ پایا سواے تمسخر و طنز مستوں کے شیخ نے ہنسکر کہا کہ اے سلیم یہ درخت علم ہے اے علیم بس بلند اور بس عجیب اور بس بسیط اور آب حیوان ہے دریاے محیط سے یعنی وہ درخت علم معرفت ہے کہ ایک آب حیات ہے جو اُس دریاے محیط ذات سے ہے تو گیا ہے صورت پر اے بیخبر کہ شاخ معنی سے ثمر نہیں رکھتا ہے تو گیا صورت پر اور گم ہوا کب معنی ملے کہ تو اُس سے جدا ہے یعنی تو صورت درخت کی سمجھا ہے اور وہ معنی سے مراد ہے پس ثابت ہوا کہ علم کل شیء کے معنی کا ہے کیونکہ اوس ذات نے علم نے ظہور کیا ہے اور اسی سبب علم کا ظہور ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ه گہ درخت الخ یعنی شعر کبھی درخت اس کا نام ہے اور کبھی آفتاب کبھی دریا اسکا نام ہے اور کبھی سحاب وہ ایک ہے اور آثار اُسکے لاکھوں ہیں در کمتر اُسکا آثار عمر سرمدی ہے اگرچہ وہ ایک ہے مگر آثار اُسکے ہزار در ہزار ہیں کیونکہ ایک کے نام بہت ہوتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

آن یکی شخصی ترا باشد پدر — در حق شخص دگر باشد پسر
در حق دیگر بود قهر و عدو — در حق آن دیگری لطف نکو
در حق دیگر بود او عم و خال — در حق دیگر کسی وهم و خیال
صد هزاران نام آن یک آدمی — صاحب هر وصفش از وصفی عمی
هر که جوید نام اگر صاحب ثقه است — همچو تو نومید و اندر تفرقه است
تو چه بر چسپی برین نام درخت — تا بمانی تلخ کام و شور بخت
صورت ظاهر چه جوئی ای جوان — رو معانی را طلب ای پهلوان
صورت و هیئت بود چون مغز و پوست — معنی اندر وی چه مغز یار دوست
درگذر از نام بنگر در صفات — تا صفاتت ره نماید سوی ذات
گم شوی در ذات آسانی ز خود — چشم تو یک رنگ بیند نیک و بد
اختلاف خلق از نام اوفتاد — چون بمعنی رفت آرام اوفتاد
اندرین معنی مثالی خوش شنو — تا نمانی تو اسامی را گرو

ایک وہی شخص ہو تیرا پدر — دوسرے کے حق میں وہ ہو وے پسر
ایک کے حق میں ہو قہر و عدو — دوسرے کے حق میں ہو لطف نکو
ایک کے حق میں ہو ماموں اور چچا — دوسرے کے حق میں ہو وہم و جفا
سیکڑوں ہیں نام وہ اک آدمی — وصف سے اپنے نہ اسکو آگہی
جو کہ ڈھونڈھے نام گو ہووے بھلا — مثل تیرے ناامید اور ہو جدا
کس لیے ٹھہرا شجر کے نام پے — تلخ کام اور بے نصیب اب تو ہی
صورت ظاہر کو ڈھونڈھے کس لیے — جا طلب معنی کو کر تو جان سے
شکل صورت مثل چھلکا اور پوست — معنی اسمیں مثل مغز یار دوست
چھوڑ تو نام اور دیکھا کر صفات — تا صفاتیں تجھکو دکھلادیں ذات
ذات میں تو گم ہووے آرام خود — دیکھے اک رنگ آنکھ تیری نیک و بد
اختلاف خلق ہے بس نام سے — جو کہ معنی کو گیا آرام ہے
اک مثال اس معنی کے اندر سنو — تا نہیں تم نام کے پابند ہو

بیان منازعت کردن چهار کس جهت انگور همدگر بعلت آنکه زبان یکدگر را نمی دانستند

بیان تکرار کرنا چار آدمیوں کا آپسمیں واسطے انگور کے اسلیے کہ زبان ایک دوسرے کی نہیں جانتے تھے

چار کس را داد مردی یک درم — هر یکی از شهری افتاده بهم
فارسی و ترک و رومی و عرب — جمله باهم در نزاع و در غضب
فارسی گفتا ازین چون وارهیم — هین بیا کاین را بانگوری دهیم

چار کس کو اک درم اک نے دیا — تھا ہر اک شہر کا باہم ملا
فارسی و ترکی رومی و عرب — لڑتے تھے آپس میں وہ سب پر غضب
فارسی بولا اسے کیوں چھوڑیں ہم — آ کہ انگور اس سے لیویں ہم

ف۱ ایک الخ یہ شعر ایک وہی شخص تیرا پدر ہوتا ہے دوسرے کا وہ پسر ہوتا ہے دوسرے کے حق میں قہر و دشمن ہوتا ہے دوسرے کے حق میں ماموں چچا ہوتا ہے دوسرے کے حق میں وہم و جفا ہوتا ہے وہ ایک آدمی ہے اور سیکڑوں نام اسکے ہیں مگر وہ وصف سے اپنے آگہی نہیں رکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ جو کہ ڈھونڈھے الخ یعنی جو کوئی نام ڈھونڈھے اگر ثقہ ہو تیرے مانند ناامید اور جدا ہو تو شجر کے نام پر کیوں ٹھہرا تلخ کام و بے نصیب ہا صورت ظاہر کو کس لیے ڈھونڈھتا جا معنی کو طلب کر جان سے آگے حقائق میں شکل و صورت مانند چھلکے کے ہے اور معنی اس میں مانند مغز دوست کے ہے اسما کو چھوڑ اور صفات کو دیکھ کہ صفات تجھکو ذات دکھلاوے یعنی مقام معرفت میں مشاہدہ صفات کا کرتے ہیں اور مقام عشق میں دیکھا کرتے ہیں پس ذات میں تو گم ہو اور آرام حاصل کر تا آنکھ تیری نیک و بد کو ایک رنگ دیکھے اختلاف خلق کا ہے نام سے اور جو معنی کو گیا آرام سے ہے اس معنی کے اندر ایک مثال ہے تا نام کے تم پابند نہ ہو یعنی جو ظاہر بین و صورت پرست ہے اختلاف میں پڑا ہے اور جو معنی کو دیکھتا ہے وہ نیک و بد و خوب و زشت کو ایک جانتا ہے بسبب ظاہر میں ایک چیز کو کہ بسبب صورت کے جدا جانتے ہیں اور باہم لڑتے ہیں چنانچہ اس کی مثال میں قصہ چار آدمیوں کا انگور طلب کرنے کی تکرار کا آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ ف۳ چار کس الخ یہ شعر چار آدمیوں کو ایک شخص نے ایک درم دیا کہ وہ ہر ایک شخص جدا ایک شہر کا باہم ملا تھا فارسی و ترکی و رومی و عرب تھے اور آپس میں تکرار کرتے تھے فارسی نے کہا کہ اسکو ہم کیوں چھوڑیں آؤ کہ اس درم کا انگور لیویں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

آن عرب گفتا معاذ الله لا / من عنب خواهم نه انگور ای دغا
آن یکی کز ترک بد گفت ای گزم / من نمیخواهم عنب خواهم ازم
آنکه رومی بود گفت این قیل را / ترک کن خواهم من استافیل را
در تنازع مشت بر هم میزدند / که ز سر نامها غافل بدند
مشت بر هم میزدند از ابلهی / پر بدند از جهل و از دانش تهی
صاحب سری عزیزی صد زبان / گر بدی آنجا بدادی صلحشان
پس بگفتی او که من زین یک درم / آرزوی جمله‌تان را میدهم
چونکه بسپارید دل را بی دغل / این درمتان میکند چندین عمل
یک درمتان میشود چار المراد / چار دشمن میشود یک ز اتحاد
گفت هر یکتان دهد جنگ و فراق / گفت من آرد شما را اتفاق
پس شما خاموش باشید انصتوا / تا زبانتان من شوم در گفتگو
گر سختان می نماید یک نمط / در اثر مایهٔ نزاعست و سخط
در سخنتان ز توافق موثقه است / در اثر مایه نزاع و تفرقه است
گرمیٔ عاریتی ندهد اثر / گرمیٔ خاصیتی دارد هنر
سرکه را گر گرم کردی ز آتش آن / چون خوری سردی فزاید بیگمان
زانکه آن گرمیٔ او دهلیزیست / طبع اصلش سردیست و تیزیست
ور بود یخ بسته دوشاب ای پسر / چون خوری گرمی فزاید در جگر
پس ریای شیخ به ز اخلاص ما / کز بصیرت باشد آن وین از عمی

وہ عرب بولا معاذ اللہ لا / میں عنب چاہتا ہوں نہ انگور اے دغا
بولا وہ ترکی کہ اے اہل عرب / چاہتا ہوں میں اوزم اور نہ عنب
بولا رومی چھوڑ قال و قیل کو / چاہتا ہوں میں تو استافیل کو
لڑتے آپس میں تھے گھونسے مارکر / بھید سے ناموں کے وہ تھے بےخبر
مارتے تھے گھونسے باہم وہ سبھی / جہل سے پر تھے وہ دانش سے تہی
سو زبان کا رازدان کوئی عزیز / ہوتا واں دیتا انھیں صلح و تمیز
کہتا انکو اس درم سے میں ابھی / آرزو تم سبکی دے دونگا ابھی
رکھو خاطر جمع جو تم بے دغل / اک درم سے ہونگے یہ چاروں عمل
چار ہوتا ہی تمہارا اک درم / چار دشمن ایک ہوویں بیش و کم
بولے ہر اک کا ہو آپس میں فراق / بولا میں کردوں تمہارا اتفاق
انصتوا کہ چپ رہو تم اے جوان / گفتگو میں ہوں تمہارے ہمزبان
گو تمہارے ہیں سخن اک طور پے / پر اثر میں اُسکے اک تکرار ہے
گرچہ باتیں سب تمہاری ایک ہیں / پر اثر میں تفرقہ ازبس رکھیں
عارضی گرمی نہیں دیتی اثر / مادی گرمی ہی بس کرتی اثر
گرم کرکے آگ سے سرکہ اگر / کھالے تو سردی کرے وہ طبع پر
کیونکہ وہ بس عارضی گرمی رکھے / بالطبع وہ تیزی اور سردی رکھے
عرق غورہ برف میں گر ہو لگا / کھالے تو گرمی جگر میں ہو سوا
مکر شیخ اچھا مرے اخلاص سے / وہ بصیرت سے یہ اندھے پن سے ہے

سلہ وہ عرب الخ یعنی اور عرب نے کہا معاذ اللہ میں عنب چاہتا ہوں اور انگور نہیں ترکی نے کہا کہ میں اوزم چاہتا ہوں عنب نہیں رومی نے کہا کہ چھوڑ دو اس قیل و قال کو میں تو چاہتا ہوں استافیل کو یعنی انگور و عنب اور اوزم و استافیل چاروں نام انگور کے ہیں زبان مختلف باقی حال سمجھ گئے ہو فافہم ۱۲ سلہ لڑتے آپس الخ یعنی وہ چاروں آپس میں گھونسے مارتے تھے اور ناموں کے بھید سے وہ بےخبر تھے وہ سبھی گھونسے باہم مارتے تھے جہل سے پر تھے اور دانش سے تہی تھے کوئی عزیز سو زبان کا رازدان ہوتا انھیں پر صلح و تمیز دیتا اور کہتا انکو اس درم سے میں ابھی آرزو تم سب کی پوری کروں گا تم خاطر جمع رکھو بغیر مکر کے یہ درم سب کا کام کرتا ہے ایک درم عدد ہوتا ہے تمہارا اور چار دشمن ایک ہو جائیں کم زیادہ چاروں نے کہا کہ ہر ایک کا آپس میں فراق ہے کہا کہ میں تمہارا اتفاق کردوں انصتوا یعنی چپ رہو تم میں گفتگو میں تمہارا ہم زبان ہوں گو تمہاری باتیں ایک طور پر ہیں لیکن اثر میں اسکے تکرار ہے اگرچہ سب باتیں تمہاری ایک ہیں لیکن اثر میں تفرقہ ازبس رکھتی ہیں آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ عارضی الخ یہ شعر عارضی گرمی اثر نہیں دیتی ہے اور مادہ کی گرمی بس اثر کرتی ہے اگر سرکہ آگ سے گرم کرکے تو کھالے تو وہ طبیعت پر سردی کرے کیونکہ وہ گرمی عارضی رکھتا ہے لیکن بالطبع وہ تیزی و سردی رکھتا ہے اگر عرق انگور سبز برف میں لگا کر کھائے تو گرمی جگر میں سوا ہو آگے اس کے حقائق ہیں مکر شیخ کا اچھا ہے میرے اخلاص سے کیونکہ وہ بصیرت سے ہے اور یہ اندھے پن سے ہے یعنے مکر شیخ کا ہمارے اخلاص سے بہتر ہے کیونکہ شیخ کی باتوں سے جمعیت ملتی ہے اور اہل حسد کا دم تفرقہ کرتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

از حدیث شیخ جمعیت رسد — تفرقہ آرد دم اہل حسد
جون سلیمان کان سو حضرت بتاخت — او زبان جملہ مرغان را شناخت
در زمان عدلش آہو با پلنگ — انس بگرفت و برون آمد ز جنگ
شد کبوتر ایمن از چنگال باز — گوسفند از گرگ نادرد احتراز
او میانجی شد میان دشمنان — اتحادی شد میان پرزنان
تو چو موری بہر دانہ میدوی — ہان سلیمان جو چہ میباشی غوی
دانہ جو را دانہ اش دامی شود — وان سلیمان جوی را ہر دو بود
مرغ جانہا را درین آخر زمان — نیست شان از ہمدگر یکدم امان
ہم سلیمان ہست اندر دور ما — کہ دہد صلح و نماند جور ما
قول ان من امة را یاد گیر — تا بہ الا خلا فیہا نذیر
گفت خود خالی نبودست امتی — از خلیفہ حق و صاحب ہمتی
مرغ جانہا را چنان یکدل کند — کہ صفاشان بی غش و بی غل کند
مشفقان گردند ہمچون والدہ — مسلمون را گفت نفس واحدہ
نفس واحد از رسول حق شدند — ورنہ ہر یک دشمن مطلق بدند
اتحاد خالی از شرک و دوئی — باشد از توحید نے ماؤ توئی

شیخ کی باتون سے جمعیت ملے — تفرقہ اہل حسد سے ہم کہے
جون سلیمان جانب حضرت گیا — وہ زبان مرغون کی ہی بس جانتا
اُسکے عہد عدل مین آہو پلنگ — اُنسیت رکھتے ہین گئے ہین جنگ
امن رکھتا ہے کبوتر باز سے — بھیڑیے سے بھیڑ کو نے خوف ہے
ایلچی و دشمنون مین ہو گیا — اتحادی وہ پرندون مین ہوا
شکل چیونٹی دوڑے دانہ کیلیے — کیون نہی ہی تو سلیمان ڈھونڈھے
دانہ جو کو دانہ اُس کا دام ہو — اور سلیمان جو کو دونون کام ہو
پس اس آخر زمان مین مرغ جان — اپنے ہمجنسون سے پاتے ہین امان
ہین سلیمان بھی ہمارے دور مین — صلح دین اور ظلم کو نے وہ رہین
قول آن من امة کو کر پذیر — تا بہ الا خلا فیہا نذیر
بولا نے خالی ہوئی امت کوئی — بے خلیفہ حق و صاحب ہمتی
مرغ جان کو اس طرح اکدل کیے — کہ صفا انکی کو بے غش غل کر
ہو گئے مشفق مثال والدہ — مسلمون کو کہے نفس واحدہ
نفس واحد وہ پیمبر سے ہوئے — ورنہ باہم دشمن جانی وہ تھے
اتحاد اب خالی شرک و دوئی سے — ہوتا ہی توحید اور اک سوئی سے

برخاستن مخالفت و عداوت از میان انصار

دور ہونا مخالفت و عداوت کا انصاریون مین سے

سلہ جون سلیمان الخ شعر جون سلیمان جانب درگاہ حق گیا وہ زبان مرغون کی جانتا ہے اُنکے عہد عدل مین آہو و پلنگ اُنسیت رکھتے ہین اور نہین لڑتے ہین کبوتر امن رکھتا ہے باز سے اور بھیڑ نہین ڈرتی ہے بھیڑیے سے وہ دشمنون مین ایلچی ہوگئے تو شکل چونٹی کے دوڑتا ہے دانہ کے لیے اور سلیمان سے کیون بنی ہے اُس کو کیون نہین تو ڈھونڈھتا ہے دانہ جو کو اُس کا دانہ دام اور سلیمان جو کو دونون کام حاصل ہین پس اس آخر زمانہ مین مرغ جان اپنے ہمجنسون سے امان نہین پاتے ہین یعنی اہل دنیا سے اپنے ہمجنسون کو آرام نہین ہے اور ہے تو اولیا کرام سے ہے کہ وہ سلیمان وقت ہین اور سب کو باہم موافق رکھتے ہین چنانچہ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ہین سلیمان الخ شعر سلیمان بھی ہمارے زمانہ مین ہین وہ صلح دین اور ظلم نہین رہنے دیتے قبول کر تو قول ان من امة الا خلا فیہا نذیر کو یعنے نہین کوئی ایک امت امتون سے مگر آیا ہے اُس کو ڈرانے والا کہا کہ خالی نہین ہوئی کوئی امت بغیر خلیفہ حق صاحب ہمت کے یعنے ہمارے وقت مین بھی اولیاء اللہ ہر ایک قوم مین ہین جیسے ہر امت مین نبی اللہ ہوتے تھے مرغ جان کو اسی طرح ایکدل کرین اور اُن کے آب صفا کو بے غل و غش کرین اور مثل والدہ کے مشفق ہوگئے اور مسلمانون کو کہا نفس واحد ہے وہ پیغمبر سے نفس واحد ہوئے ورنہ باہم وہ دشمن جانی تھے اتحاد خالی شرک و دوئی سے ہوتا ہے بسبب توحید اور ایک سوئی کے یعنے جیسے نبی اللہ سے امت کے لوگ باہم متفق و موافق ہوئے تھے اسی طرح اب اولیاء کرام سے نفس واحد ہر ایک قوم کے لوگ ہوئے ہین جیسے انصاری حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے باہم موافق ہوئے چنانچہ اُن کا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ عہ نہین ہے کوئی ایک امت امتون سے ۱۲ عہ مگر آیا ہے اسکو ڈرانے والا

برکت وجود پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام

دو قبیلہ کاوس و خزرج نام داشت ٭ یک ز دیگر جان خون آشام داشت
کینہاے کہنہ شان از مصطفیٰ ٭ محو شد در نور اسلام صفا
اولا اخوان شدند آن دشمنان ٭ ہمچو اعداد عنب در بوستان
وز دم المومنون اخوۃ بہ پند ٭ در شکستند و تن واحد شدند
صورت انگورہا اخوان بدند ٭ چون فشردی شیرۂ واحد شدند
غورہ و انگور ضدانند لیک ٭ چونکہ غورہ پختہ شد شد یار نیک
غورۂ کو سنگ بست و خام ماند ٭ در ازل حق کافر اصلیش خواند
نے اخی نے نفس واحد باشد او ٭ در شقاوت نحس ملحد باشد او
گر بگویم آنچہ او دارد نہان ٭ فتنۂ افہام خیزد در جہان
چشم کو آن زد نہ بیند کور بہ ٭ دود دوزخ از ارم مہجور بہ
غورہاے نیک کایشان قابل اند ٭ از دم اہل دل آخر یک دل اند
سوے انگوری ہمی رانند تیز ٭ تا دوئی برخیزد و کین و ستیز
پس در انگوری ہمی درند پوست ٭ تا یکے گردند وحدت وصف اوست
دوست دشمن گردد ایرا ہم دو است ٭ ہیچ یک با خویش جنگے در نبست
آفرین بر عشق کل اوستاد ٭ صد ہزاران ذرہ را داد اتحاد
ہمچو خاک مفترق در رہگذر ٭ یک سبوشان کرد دست کوزہ گر
کاتحاد جسمہاے ماء و طین ٭ ہست ناقص جان نمی ماند بدین
گر نظائر گویم اینجا در مثال ٭ فہم را ترسم کہ آرد اختلال

برکت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے

[۱] قوم دو کا اوس و خزرج نام تھا ٭ ایک تشنہ دوسرے کے خون کا
کینہ اُن کا نور میں اسلام کے ٭ محو احمد سے ہوا تو جان سے
پس وہ دشمن پہلے اخوان ہو گئے ٭ باغ میں جون دانہ انگور کے
اور دم المومنین اخوۃ سے لے ٭ بند توڑے اور تن واحد ہوئے
صورت انگور وہ اخوان تھے ٭ جو نچوڑا شیرۂ واحد ہوئے
[۲] غورۂ و انگور ضد باہم ہیں لیک ٭ جو پکا غورہ ہوا وہ یار نیک
غورہ جو ٹھٹھرا وہ اور کچا رہا ٭ حق نے اسکو کافر اصلی کہا
نے اخی نے نفس واحد ہووے وہ ٭ اور شقی ازلی ملحد ہووے وہ
گر کہوں جو کچھ وہ رکھتا ہے نہان ٭ فتنہ اک عالم میں پیدا ہو عیان
جو نہ دیکھے منہ وہ آنکھ اندھی بھلی ٭ دور جنت سے ہو دود دوزخی
غورہاے نیک قابل جو کہ ہیں ٭ اہل دل کے دم سے وہ اک دل ہیں
دوڑیں تیز انگور ہونے کے لیے ٭ تا دوئی اور کینہ سب جاتا ہے
پھاڑیں جلد انگور ہونے کے لیے ٭ تاکہ اک ہوں وحدت اوصاف ہے
[۳] دوست ہو دشمن کہ جسمین ہو دوئی ٭ کوئی اک کرتا ہے خود سے دشمنی
عشق پر ہو آفرین ہے اوستاد ٭ سیکڑوں ذرون کو دیوے اتحاد
مثل خاک رہ متفرق کو جو ٭ کوزہ گر کرتا ہے اسکو ایک سبو
اتحاد نقص خاکی جسم سے ٭ روح کے مانند کب ہرگز وہ ہے
گر نظیریں لاؤں در مثالین ہیں کہوں ٭ جائیں عقلیں لوگوں کی ڈرتا ہوں میں

۱ قوم دو کا الخ، شعر دو قوم کا اوس اور خزرج نام تھا ایک تشنہ دوسرے کے خون کا تھا اُنکا کینہ نور اسلام میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محو ہوا پس وہ دشمن اول اخوان ہو گئے باغ میں مانند دانہ انگور کے یعنی جیسے دانہ انگور کے خوشہ میں باہم جمع ہوتے ہیں المومنون اخوۃ سے دم لیکر قیدیں توڑیں اور تن احد ہوئے آگے اسکی مثال ہے وہ اخوان صورت انگور تھے جو نچوڑا شیرۂ احد ہوئے یعنی وہ انصار پرتو نور محمدی سے مثل شیرۂ دانہ انگور کے نفس واحد ہو گئے باقی مثال آگے ہے فافہم ۱۲

۲ غورہ الخ، شعر انگور اور غورہ باہم جدا ہیں ولیکن جو غورہ پکا وہ یار نیک ہوا اور جو غورہ ٹھٹھرا اور کچا رہا حق نے اُسکو کافر اصلی کہا یعنی جو غورہ کہ نور ایمان رکھتا تھا وہ مثل انگور کے پختہ ہو کر داخل صحابہ ہوا اور جو غورہ کہ تر ہونے نور ایمان سے ٹھٹھر گیا وہ کافر اصلی ہے اُس کا پختہ ہونا محال ہے نہ اخی نے نفس احد وہ ہوئے بلکہ شقی ازلی و ملحد ہوئے آگے حقایق میں اگرچہ میں کچھ کہوں وہ کام پوشیدہ رکھتا ہے فتنہ ایک عالم میں پیدا ہوئے گا جو منہ یار کا نہ دیکھے وہ آنکھ اندھی بہتر ہے دود دوزخ جنت سے دور ہو غورہ نیک جو قابل ہیں اہل دل کے ہیں دم سے وہ ایک دل بنیں اور دوڑیں تیز انگور ہونے کیلیے دوئی و کینہ سب جاتا ہے پھاڑیں پوست انگور ہونے کیلیے تاکہ ایک ہوں اُنکا وحدت وصف ہے آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲

۳ دوست ہوا الخ، شعر وہ دشمن کہ جسمین دوئی ہے دوست ہو کوئی ایک کرتا ہے خود سے دشمنی عشق پر آفرین ہو کہ استاد ہے اور سیکڑوں ذرون کو اتحاد دیتا ہے مثل خاک راہ متفرق کو کوزہ گر ایک کرتا ہے اتحاد جسم خاکی بسبب ناقص ہونے کے روح کے مانند ہرگز نہیں دکھائی دیتا ہے اگر نظیریں در مثالین میں کہوں فہموں کی ابتری ہونے میں ڈرتا ہوں یعنی عشق عجب اُستاد ہے کہ جان متفرق کو اتحاد دیکر ایک کرتا ہے اور جسم کے ساتھ کب ایک ہوتا ہے باقی حال آگے ہے ۱۲

هم سلیمان هست اکنون لیک ما ❊ از نشاط دوربینی در عما
دوربینی کور دارد مرد را ❊ همچو خفته در سرا کور از سرا
میکند از شرق و مغرب گزرا ❊ ور رفیق همنشین بی خبر
مولعیم اندر سخنهای دقیق ❊ بر گرهها باز کردن ما عشیق
تا گره بندیم و بگشائیم ما ❊ در شکال و در جواب آئین فزا
همچو مرغی کو گشاید بند دام ❊ گاه بندد تا شود در فن تمام
او بود محروم از صحرا و مرج ❊ عمر او اندر گره کاریست خرج
خود زبون او نگردد هیچ دام ❊ لیک پرش در شکست افتد مدام
با گره کم کوش تا بال و پرت ❊ نگسلد یک یک از این کر و فرت
صد هزاران مرغ پرهاشان شکست ❊ وان کمینگاه عوارض را نبست
حال ایشان از نبی خوان ای حریص ❊ نقبوا فیها ببین هل من محیص
از نزاع ترک و رومی و عرب ❊ حل نشد اشکال انگور و عنب
تا سلیمان امین معنوی ❊ در نیاید بر نخیزد این دوی
جمله مرغان منازع بازوار ❊ بشنوید این طبل باز شهریار
ز اختلاف خویش سوی اتحاد ❊ هین ز هر جانب روان گردید شاد
حیث ما کنتم فولوا وجهکم ❊ نحوه هذا الذی لم ینهکم
کور مرغانیم و بس ناساختیم ❊ کان سلیمان را دمی نشناختیم

بھی سلیمان ہے مگر اندھا ہوا ❊ میں خوشی سے دوربینی کے بھلا
دوربینی کرتی اندھا مرد کو ❊ جیسے گھر میں ہو نا اندھا گھر سے ہو
مشرق و مغرب سے کرتا ہے گزر ❊ اور رفیق ہمنشین سے بے خبر
حریص ہیں نکتوں کی کہتے ہیں مجھے ❊ اور عقدے کھولنے کا عشق ہے
تا گرہ کو باندھیں ہم اور کھولیں ہم ❊ ان سوالوں اور جوابوں میں تمام
پس مثال اس مرغ کے کہ توڑے دام ❊ اور کبھی باندھے کہ ہو فن میں تمام
جنگل و صحرا سے وہ محروم ہو ❊ عمر گزرے جو گرہ کو کھولے وہ
خود تھکے اس سے نہ ٹوٹے کوئی دام ❊ لیک پر کے شکستہ ہوں مدام
مت گرہ میں ساعی ہوتا تیرے پر ❊ نہ شکستہ کر دے تیرا کر و فر
اپنے پر توڑے ہیں صدہا مرغ نے ❊ عارضوں کی رہ نہ کی بند آپ نے
انکا حال آیت سے پڑھ تو اے حریص ❊ نقبوا فیہا ہے اور ہل من محیص
بحث سے رومی عرب اور ترک کی ❊ مشکل انگور و عنب کی نہ گئی
نے سلیمان جب تلک معنی کا آئے ❊ یہ دوئی باطن سے بس ہرگز نہ جائے
جملہ اے مرغان جنگی بازوار ❊ تم سنو یہ طبل باز شہریار
اختلاف اپنے سے سوئے اتحاد ❊ جاؤ تم از راہ جان ہو کے شاد
حیث ما کنتم فولوا وجہکم ❊ نحوہ ہذا الذی لم ینہکم
مرغ اندھے ہم ہیں نالائق ہیں ہم ❊ اس سلیمان کو نہ جانا ایک دم

لہ بھی سلیمان الخ یہ شعر بھی سلیمان ہے گر میں اندھا ہوا دوربینی کی خوشی سے دوربینی مرد کو اندھا کرتی ہے جیسے کوئی گھر میں سوتا ہے اور گھر سے اندھا ہے مشرق و مغرب بینا پھرتا ہے اور رفیق ہمنشین سے بے خبر ہے کتے بیان کرنے میں مجھے حرص ہے اور عقدوں کے کھولنے میں فریفتہ ہے تاگرہ کو باہم باندھیں اور کھولیں ان سوالوں اور جوابوں میں آگئے مثال ہے کہ مانند اس مرغ کے کہ دام کبھی توڑے اور کبھی باندھے کہ فن میں کامل ہو جنگل و صحرا سے محروم ہو عمر گزرے جب وہ گرہ کھولے وہ خود تھکے اور کوئی دام اس سے نہ ٹوٹے لیکن اسکے پر شکستہ ہوں یہ ہمیشہ باقی حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲ ٢ مت گرہ الخ یہ شعر گرہ کھولنے میں سعی مت کر کہ تا تیرے پر شکستہ نہ کر دیوے تیرے مانند صدہا مرغ نے اپنے پر توڑے ہیں اور راہ عارضوں کی خود سے بند نہیں کی ہے کہ اسکا بعض حال آیت سے پڑھ ترجمہ نقب لگایا انھوں نے شہروں میں کیا ہو گئی انکو خلاصی بحث سے رومی عرب و ترک کے مشکل انگور و عنب کی نہیں گئی جب تک سلیمان معنی کا نہیں آئے یہ دوئی باطن سے ہے ہرگز نہیں جائے باریک بینی و نکتہ دانی علمائے ظواہر کی دعوی ہے جب تک مرشد کامل نہیں ہے ہرگز نہ جائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ٣ جملہ الخ یہ شعر اے جملہ مرغان جنگی باز کے مانند طبل بادشاہی کو تم سنو یعنی اے طالبو وہ راز اصلی سنو اپنی اختلاف سے طرف اتحاد کے تم جاؤ جان سے خوش ہو کر ترجمہ جس جا کہ ہو تم پس پھیر دو منہ اپنے کو طرف اللہ کے یہ وہ امر ہے جس سے تم کو نہی نہیں کی ہم مرغ اندھے ہیں اور نالائق ہیں اس سلیمان کو ایکدم نہ جانا یعنے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے نہیں پہچانا ہم دشمن بازوں کے شکار ہو کر ہیں اسلیے ہم عاجز اور ویران ہیں اور جہل سے ہم قصد کرتے ہیں مرد خدا کے رنج دینے کے لیے اور مرغ خدا کے دشمن ہوئے سلیمان سے بغیر گناہ کے انکے بال و پر کب کٹے یعنی جو شخص مرشد سے رنگین ہو اگرچہ جسم کے تو باطن کب در رہا بلکہ وہ عاجز ہو کر روانہ ہوئے بغیر خلاف کینہ کے وہ خوش ہوتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ع نقب کیا انھوں نے شہروں میں ۱۲ ع کیا ہوئی انکو عذاب سے خلاصی ۱۲ ع جس جگہ کہ تم ہو پس پھیر دو منہ اپنے کو ۱۲ اللعہ جانب اللہ کے یہ وہ امر ہے جس سے تم کو نہی نہیں ہے ۱۲ –

همچو چیدان دشمن بازان شدیم ‌ لاجرم واماندهٔ ویران شدیم
میکنیم از غایت جهل و عمی ‌ قصد آزار عزیزان خدا
جمع مرغان کز سلیمان روشن اند ‌ پر و بال بے گنه کے پر کنند
بلکه سوے عاجزان چینه کشند ‌ بے خلاف و کینه آن مرغان خوش اند
هدهد ایشان پے تقدیس را ‌ میگشاید راه صد بلقیس را
زاغ ایشان گر بصورت زاغ بود ‌ باز همت آمد و مازاغ بود
لکلک ایشان که لک لک میزند ‌ آتش توحید در شک میزند
وان کبوترشان ز بازان نشکهند ‌ باز سر پیش کبوترشان نهد
بلبل ایشان که حالت آرد او ‌ در درون خویش گلشن دارد او
طوطی ایشان ز قند آزاد بود ‌ کز درون شان قند او شان نمود
پاے طاؤسان ایشان در نظر ‌ بهتر از طاؤس پران دگر
کبک ایشان خنده بر شاهین زند ‌ در تعلق راه علیین زند
منطق الطیران خاقانی صداست ‌ منطق الطیران سلیمانی کجاست
تو چه دانی بانگ مرغان را همی ‌ چون ندیدی مر سلیمان را دمی
بر آن مرغے که بانگش مطرب ست ‌ از برون مشرق ست و مغرب ست
هر یکے آهنگش از کرسی تا ثری است ‌ و ز ثری تا عرش در کر و فر ست
مرغ کو بی این سلیمان میپرد ‌ عاشق ظلمت چو خفاشے بود
باسلیمان خو کن ای خفاش رد ‌ تا که در ظلمت نمانے تا ابد
یک گزے ره گر بدانسو میروی ‌ همچو گز قطب مساحت مثنوی

مثل اُلّو دشمن بازان ہین ہم ‌ اسلیے ہم عاجز اور ویران ہین ہم
چاہتے ہین ہم نہایت جہل سے ‌ رنج مردان خدا کے واسطے
مرغ جو روشن سلیمان سے ہوے ‌ بے گنہ کب بال و پر اُنکے نُچے
بلکہ دانہ عاجزون کو دیتے ہین ‌ بے خلاف و کینہ وہ خوش رہتے ہین
ہدہد اُنکا واسطے تقدیس کے ‌ کھولتا ہے راہ سو بلقیس سے
زاغ اُنکا اگر بصورت زاغ تھا ‌ باز ہمت کا تھا وہ مازاغ تھا
لکلک اُنکا جو کہ لکلک کہتا تھا ‌ آگ سے توحید کے شک کھوتا تھا
وے کبوتر اُنکا ڈرتا باز سے ‌ باز سر رکھتا ہے اُنکے سامنے
اُنکا بلبل جو کہ حالت لاتا ہے ‌ اپنے باطن مین وہ گلشن رکھتا ہے
اُنکی طوطی قید سے آزاد تھی ‌ قند پاتی اپنے باطن سے خود ہی
اُنکے طاؤسون کے پاؤن دید مین ‌ اور طاؤسون سے اچھے لگتے خوب ہین
کبک اُنکی ہنستی ہے شاہین پر ‌ اور تعلق مین ہے علیین پہ
منطق الطیران خاقانی ہے قال ‌ منطق الطیران سلیمانی ہے حال
بانگ مرغونکی نہین تو جانتا ‌ وہ سلیمان جو نہین تجکو ملا
بانگ مطرب کی ہے جن مرغون پر ‌ مشرق و مغرب سے باہر ہے جست
جست ہر ایک کی کرسی سے انکی تا ثریٰ ‌ اور ثریٰ سے عرش تک با عز و جاہ
مرغ جو بے اس سلیمان کے اُڑے ‌ عاشق ظلمت ہے وہ چمگادڑ سا ہے
اے ای چمگادڑ سلیمان کی تو خو ‌ تا نہ ظلمت مین ہمیشہ رہوے تو
ایک گز رہ گر تو اس جانب چلے ‌ مثل گز قطب مساحت تو بنے

سلے ہدہد الخ یعنی ان کا ہدہد واسطے تقدیس کے راہ سو بلقیس کی کھولتا ہے انکا زاغ اگرچہ ظاہر زاغ تھا باز ہمت کا تھا اور مازاغ تھا ان کا لک لک جو کہ لک لک کہلاتا تھا شک مین توحید کی آگ لگاتا تھا کبوتر ان کا باز سے نہین ڈرتا تھا اُن کے سامنے باز سر رکھتا تھا انکا بلبل جو کہ حالت لاتا ہے اپنے باطن مین وہ گلشن رکھتا ہے یعنی جو اولیاء اللہ خصوصاً حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوے وہ سب کو نفع پہونچائیگا انکا حال بیرایہ مرغان مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

سلے انکی طوطی الخ یعنی انکی طوطی قید سے آزاد تھی قند پاتی خود ہی اپنے باطن سے دید مین اُنکے طاؤسون کے پاؤن دوسرے طاؤسون سے بہتر دکھائی دیتے تھے انکی کبک ہنستی ہے شاہین پر اور تعلق مین رہتی ہے علیین پر منطق الطیر خاقانی صدا قال ہے منطق الطیر سلیمانی حال ہے تو بانگ مرغون کی نہین جانتا وہ سلیمان جو نہین تجکو ملا جن مرغون کے پر بانگ مطرب ہے وہ مشرق و مغرب سے باہر ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلے ہست الخ یعنی ہر ایک جست انکی کرسی سے ثریٰ تک اور ثریٰ سے عرش تک با عز و جاہ ہے جو مرغ بغیر اس سلیمان کے اڑے عاشق ظلمت مثل چمگادڑ کے ہے اے چمگادڑ سلیمان کی تو خو لے تا نہ ظلمت مین ہمیشہ تو رہے ایک گز راہ اسطرف اگر تو چلے مثل گز قطب مساحت کے تو بنے تو اسطرف تو لنگڑا اچھا ہے سب تو لولے لنگڑے پن سے چھٹتا ہے یعنی اولیاء اللہ کے کلام اور ہین اور اہل قال کی باتین اور ہین جو کوئی بغیر اولیاء اللہ کے راہ سلوک کی چلا مثل چمگادڑ کے ظلمت مین پڑا اور جو اولیاء اللہ کی طرف بولا لنگڑا بن کے گیا وہ ان مخصوصون سے چھوٹا مانند دریا کے معنی مین گیا جیسے بطکے بچے مرغ کے نیچے نکلین مرغی کو چھوڑ کے دریا مین جائین چنانچہ قصہ مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

وانکہ لنگ و لوک آنسو میجہے	از ہمہ لنگی و لوکی میرہی	لولا لنگڑا اس طرف جاتا ہی تو	لولے لنگڑے پن سے بس چھٹتا ہی تو

قصہ بطبچگان کہ مرغ خانگی می پروردشان

قصہ بطے کے بچون کا کہ مرغ خانگی انکو پالتا تھا

تخم بطے گرچہ مرغ خانہ ات — کرد زیر پر چو دایہ تربیت
بط کے بیضے مرغ خانہ نے رکھے — گرچہ زیر پر وہ جون دائی سے

مادر تو بط آن دریا بدست — دایہ ات خاکی بد و خشکی پرست
بط ہی تیری ماں وہ بس دریا سے ہے — دائی خشکی سے تری از خاک سے

میل دریا کہ ترا دل اندرست — آن طبیعت جانت را از مادرست
دل کو خواہش جو تری دریا کی ہے — وہ طبیعت ماں سے جان کو تیری ہے

میل خشکی مر ترا چون دایہ است — دایہ را بگذار کو بد رایہ است
خواہش خشکی تجھے جون دائی ہے — چھوڑ دائی کو کہ وہ بد رائی ہے

دایہ را بگذار بر خشک و بران — اندر آ در بحر معنی چون بطان
چھوڑ دائی اور کر خشکی رہا — مثل بط دریائے معنی مین تو آ

گر ترا دایہ بترساند ز آب — تو مترس و سوے دریا ران شتاب
گر ڈرائے آب سے دائی تجھے — سوے دریا جلد جا اور مت ڈرے

تو بطے بر خشک و بر تر زندہ — نے چو مرغ خانہ خانہ کندہ
بط ہی تو زندہ ہی خشک و تر پہ تو — نے مثال مرغ خانہ خانہ جو

تو ز کرمنا بنی آدم شہے — ہم بدریا ہم بہ خشکی پا نہی
تو لو کرمنا بنی آدم سے ہے — پاؤن دریا اور خشکی مین رکھے

کہ حملناہم علی البحر بجان — از حملناہم علی البر پیش ران
کہ حملناہم علی البحر بجان — ہو حملناہم علی البر سے روان

مر ملائک را سوے بر راہ نیست — جنس حیوان ہم ز بحر آگاہ نیست
بس ملائک کو نہ بر مین راہ ہے — اور نہ حیوان بحر سے آگاہ ہے

تو بہ تن حیوان بجانے از ملک — تا روے ہم بر زمین ہم بر فلک
تن سے تو حیوان ملک ہے جان سے — تا زمین پر بھی چلے بھی چرخ پے

تا بظاہر مثلکم باشد بشر — با دل یوحی الیہ دیدہ ور
ظاہرا تو مثلکم کے ہے بشر — دل سے ہے یوحی الیہ دیدہ ور

قالب خاکی فتادہ بر زمین — روح او گردان بران چرخ برین
قالب خاکی زمین پر ہے پڑا — روح اسکی چرخ پر جلوہ نما

ما ہمہ مرغابیانیم اے غلام — بحر میداند زبان ما تمام
ہم ہین سب مرغابیان بس اے جوان — بحر جانے ہے ہماری کل زبان

پس سلیمان بحر آمد ما چو طیر — در سلیمان تا ابد داریم سیر
پس سلیمان بحر و مرغابی ہین ہم — تا سلیمان مین کرین ہم سیر ہم

با سلیمان پاے در دریا بنہ — تا چو داود آب سازد صد زرہ
با سلیمان پا رکھ اندر بحر کے — سو زرہ داؤد سے پانی کرے

۱۵ بط کے الخ، شعر بیضہ بط کے مرغ خانے رکھے اگرچہ زیر پر مانند دائی کے سیئے تیری ماں بط ہی دریا سے اور تیری دائی خشکی اور خاک سے ہی تیرے دل کو جو خواہش دریا کی ہے جان کو تیری ماں سے ملی ہی خواہش خشکی تجھے مانند دائی کے ہے پس تو دائی کو چھوڑ اور بط کے مانند دریائے معنی مین آ اگر دائی تجھے ڈرائے جلد اُسکی طرف جا اور مت ڈر تو بط ہے اور خشک و تر پر تو زندہ ہے نہ مانند مرغ خانہ کے گھر ڈھونڈھتا ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۱۶ تو لو الخ، شعر تو کرمنا بنی آدم سے ہی یعنی بزرگی دی ہم نے اولاد آدم کو اور پاؤن دریا و خشکی مین رکھا ہی ترجمہ اور اٹھایا ہم نے انکو اوپر دریا کے جان سے اور اٹھایا ہم نے اوپر جنگل کے پس ملائک کو جنگل مین راہ نہین ہی اور حیوان کو دریا سے آگہی نہین ہی تو تن سے حیوان اور جان سے فرشتہ ہی تا تو زمین پر بھی اور آسمان پر بھی چلتا ہی تو ظاہر مثلکم بشر ہی اور دل سے یوحی الی ہی یعنی تن سے تو بشر ہی اور دل سے صاحب وحی ہے یعنی واصل بحق ہی قالب خاکی زمین پر پڑا ہی اور روح اسکی آسمان پر جلوہ نما ہی ہم سب مرغ آبی ہین اور دریا ہماری کل زبان جانتا ہے یعنی جان بچہ بط یا درتن دایہ مرغ خانگی اور روح بط مادر ہی پس فنا ہی تن جانتا ہی کہ بط جان دریائے معنی مین نہین اور روح کے ساتھ نہ جائے اور صحرائے فنا مین رہے چونکہ تجھ مین بشریت سیر دریا و جنگل کا مادہ ہی پس تو بحر و بر کی سیر کیون نہین کرتا ہے آگے اسکا حال ہے فافہم ۱۲ ۱۷ پس سلیمان الخ، شعر پس سلیمان بحر اور ہم مرغابی ہین تا سلیمان مین ہم سیر کرین سلیمان کے ساتھ بحر مین پاؤن رکھ تا کہ پانی سو زرہ داؤد سے کرے وہ سلیمان سب کے آگے حاضر ہی لیکن سحر سے نظر بندی غفلت کی ہی بسبب جہل و غفلت و فضول کے وہ ہمارے روبرو ہے اور ہم اس سے ملول ہین یعنی ذات مقدس ہمارے روبرو ہی اور ہم اس سے غافل ہین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ —

آن سلیمان پیش جملہ حاضرست / لیک غفلت چشم بند و ساحرست
تا ز جہل و خوابناکی و فضول / او بہ پیش ما و ما از وے ملول
تشنہ را درد سر آرد بانگ رعد / چون نداند کو گشاید ابر سعد
چشم او ماندہ ست در جوے روان / بیخبر از ذوق آب آسمان
مرکب ہمت سوے اسباب اند / از مسبب لاجرم محجوب ماند
آنکہ بیند او مسبب را عیان / کے نہد دل بر سببہاے جہان
از مسبب یابد او دریک صباح / از نجات و از فلاح و از نجاح
انچہ در صد سال مشتے حیلہ مند / دہ یکے زان گنج حاصل ناورند

وہ سلیمان حاضر آگے سب کے ہے / پہ نظر بندی غفلت سحر ہے
باعث جہل اور غفلت اور فضول / وہ ہمارے آگے ہم اس سے ملول
درد سر تشنے کو دیوے بانگ رعد / جو نہ جانے کہ وہ کھولے ابر سعد
آنکھ اسکی قائم آب نہر پر / ذوق آب آسمان سے بیخبر
رکھتا ہے اسباب پر ہمت کو جو / بس مسبب سے رہے محجوب وہ
دیکھتے ہین جو مسبب کو عیان / انکو کب تسکین دے اسباب جہان
ایک دم مین بس مسبب سے وہ لین / کہ فلاحون اور نجاتون سے جو ہین
سو برس مین جو کہ حیلہ ساز کو / اس خزانہ سے نہ حاصل ایک ہو

حیران شدن حاجیان در کرامات آن زاہد کہ در بادیہ بہ ریگ گرم نشستہ بود

حیران ہونا حاجیون کا کرامات مین اس زاہد کے کہ صحرا مین گرم ریت پر بیٹھا تھا

زاہدے بد در میان بادیہ / در عبادت غرق چون عبادیہ
حاجیان آنجا رسیدند از بلاد / دیدہ شان بر زاہد خشک اوفتاد
جاے زاہد خشک بود او تر مزاج / از سموم بادیہ بودش علاج
حاجیان حیران شدند از وحدتش / وان سلامت در میان آفتش
در نماز استادہ بد بر روے ریگ / ریگ کز تفش بجوشد آب دیگ
گفتی سرمست در سبزہ گل ست / یا سوارہ بر براق و دلدل ست
یا کہ پایش بر حریر و حلہاست / یا سموم او را بہ از باد صباست
ایستادہ تازہ روے اندر نماز / با خضوع و با خشوع و با نیاز

زاہد اک صحرا کے تھا بس درمیان / غرق عبادت مین تھا مثل عابدان
حاجی آئے اور شہرون سے وہان / زاہد خشک ایک دیکھا کامران
جاے زاہد خشک تھی وہ تر مزاج / اور ہواے گرم تھی اسکی علاج
حاجی حیران اسکی تنہائی سے تھے / کہ سلامت آفتون مین اسکو ہی
وہ نماز اندر کھڑا تھا ریت پے / ریت جلتی تھی جون آب دیگ کے
تو کہے سرمست سبزہ گل کا ہے / یا براق اسوار اور دلدل کا ہے
یا حریر و حلہ پر اسکا ہے پا / یا ہوا گرم اسکو ہے باد صبا
وہ کھڑا تھا تازہ رو اندر نماز / با خضوع و با خشوع و با نیاز

۱؎ درد سر الخ شعر تشنہ کو درد سری بانگ رعد کی جو کہ نہین جانتا ہے کہ وہ کھولے ابر نیک کیونکہ اس کی آنکھ قائم ہے آب نہر پر اور مذاق آب آسمانی سے بیخبر ہے جو کوئی اسباب پر نظر ہمت رکھتا ہے وہ مسبب سے محجوب رہتا ہے اور جو مسبب کو عیان دیکھتے ہین انکو کب تسکین اسباب جہان دیوے ایک دن مین وہ مسبب سے لین فلاحون اور نجاتون سے جو کہ نہین سو برس مین حیلہ ساز کو اس خزانہ سے ایک ذرہ نہ حاصل ہو یعنی جو کہ مسبب کو دیکھتے ہین وہ ایکدم مین راہ طریقت سے وہ فلاح و نجاح پاتے ہین کہ سبب دیکھنے والے راہ شریعت سے سو برس مین حاصل نہ کرین جیسے حاجیون نے ایکدم مین زاہد سے راہ پائی چنانچہ اس کا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۲؎ زاہدے الخ یہ شعر ایک زاہد صحرا کے درمیان تھا مثل عابدون کے عبادت مین غرق تھا حاجی دوسرے شہرون سے وہان آئے ایک زاہد خشک دیکھا بامراد جگہ کی خشک وہ تر مزاج ہوا گرم اسکی علاج تھی حاجی اسکی تنہائی سے حیران تھے کہ آفتون مین اسکو سلامتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳؎ وہ نماز الخ یہ شعر وہ نماز مین کھڑا تھا مانند آب دیگ کے تو کہے کہ وہ سرمست سبزہ گل کا ہے یا سوار براق و دلدل کا ہے یا حریر و حلہ پر اس کا پاؤن ہے یا ہوائے گرم اس کو باد دریا ہے وہ تر و تازہ کھڑا تھا نماز مین خضوع و خشوع کے ساتھ دنیا سے وہ یار سے اپنے راز کہتا تھا اور ریت ایک فکر مین کھڑا تھا وہ گرم دھرا رہا با نیاز کہ درویش نماز پڑھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

باحبیب خویشتن میگفت راز ۔ مانده بر ارشاد با فکر دراز
پس بماندند آن جماعت با نیاز ۔ تا شود درویش فارغ از نماز
چون ز استغراق باز آمد فقیر ۔ زان جماعت زندهٔ روشن ضمیر
دید کابش میچکید از دست و رو ۔ جامه‌اش تر بود ز آثار وضو
پس بپرسیدش که آبت از کجاست ۔ دست را برداشت کز سوی سماست
گفت هرگاهی که خواهی میرسد ۔ یا که گهی باشد اجابت گاه رد
مشکل ما حل کن ای سلطان دین ۔ تا ببخشد حال تو ما را یقین
وانما سری ز اسرار ها ۔ تا ببریم از میان زنارها
چشم را بگشود سوی آسمان ۔ که اجابت کن دعای حاجیان
رزق جوئی را ز بالا خوگرم ۔ تو ز بالا برگشودستی درم
ای نموده تو مکان از لامکان ۔ فی السماء رزقکم کرده عیان
درمیان این مناجات ابر خوش ۔ زود پیدا شد چو پیل آب کش
همچو آب از مشک باریدن گرفت ۔ در گو و در غارها مسکن گرفت
ابر می بارید چون مشک اشکها ۔ حاجیان جمله گشاده مشکها
یک عجائب در بیابان رو نمود ۔ ابر چون مشکی دهن را برگشود
یک جماعت زان عجائب کارها ۔ می بریدند از میان زنارها
قوم دیگر را یقین در ازدیاد ۔ زین عجب والله اعلم بالرشاد
قوم دیگر ناپذیرا ترش و خام ۔ ناقصان سرمدی تم الکلام

یار سے اپنے وہ کہتا راز تھا ۔ اور رہبری کی فکر مین تھا وہ
وہ گروہ ٹھہرا رہا بس با نیاز ۔ تاکہ یہ درویش اب ہووے فارغ
جب وہ استغراق سے فارغ ہوا ۔ اُس گروہ سے ایک نے جو اہل تھا
دیکھا اُسکا ہاتھ منھ بھیگا ہوا ۔ اور جامہ تر وضو گویا کیا
پوچھا یہ پانی کہان سے لایا تو ۔ ہاتھ اُٹھا بتلایا اُسنے چرخ کو
بولا جب چاہتا ہون پاتا ہون تو ۔ یا کبھی مقبول رد ہوتا ہے تو
مشکلین حل کر ہماری شاہ دین ۔ حال تیرا تاکہ ہو ہم کو یقین
ایک سر بتلا ہمین اسرار سے ۔ تاکہ ہم فارغ ہون بھی زنار سے
آسمان کی سمت دیکھا اور کہا ۔ کہ قبول اب حاجیون کی کر دعا
رزق جوئی کا ہون خوگر چرخ سے ۔ چرخ سے در کھولا تو نے مجھپہ ہے
لامکان تجھ نے مکان دکھلا دیا ۔ فی السماء رزقکم ظاہر کیا
اس دعا مین تھا کہ ابر اک آگیا ۔ مثل پیل آب کش کے چھا گیا
مشک کی صورت برسنے وہ لگا ۔ درمیان غار رہنے وہ لگا
ابر مثل مشک برساتا تھا اشک ۔ اور حاجی اس سے بھرتے تھے مشک
اک عجائب بات جنگل مین ہوئی ۔ ابر مثل مشک برسے تھا اخی
اک جماعت اس عجائب کار سے ۔ پاک کرتی تھی کمر زنار سے
دوسری قوم اور یقین کرتی زیاد ۔ ہے عجب واللہ اعلم بالرشاد
قوم ناقص دوسری تھی اور خام ۔ نے قبول اسکو کیا تم الکلام

سلہ جب وہ الخ یہ شعر جبکہ وہ استغراق سے فارغ ہوا اُس گروہ مین سے ایک نے جو کہ اہل تھا دیکھا اُسکا منھ و ہاتھ بھیگا ہوا اور جامہ تر گویا وضو کیا پوچھا کہ یہ پانی تو کہان سے لایا اُسنے ہاتھ سے بتلایا چرخ کو کہا کہ جب تیرے چاہتا ہون پاتا ہون یا کبھی مقبول کبھی رد تو ہوتا ہے ہماری مشکلین حل کر تاکہ تیرا حال ہمکو یقین دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ایک سر الخ یہ شعر ایک بھید ہمکو بتلا بھید رکن سے تاکہ فارغ ہون اس زنار سے اُس نے آسمان کیطرف دیکھا اور کہا کہ حاجیون کی دعا قبول کر مین خوگر رزق جوئی کا ہون آسمان سے تو نے لامکان کو مجھے مکان دکھلایا ترجمہ اور رزق تمہارا آسمانون پر ہے مجھ پر ظاہر کیا وہ اس دعا مین تھا کہ ابر آگیا اور مانند پیل آب کش کے چھا گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مشک الخ یہ شعر مشک کے مانند وہ برسنے لگا درمیان غارون کے پانی ٹھہرنے لگا ابر مانند مشک کے اشک برساتا تھا اور حاجی اس سے مشک بھرتے تھے ایک نادر بات جنگل مین ہوئی کہ ابر مثل مشک کے برستا تھا ایک جماعت اس نادر کام سے توڑتی تھی رشتہ زنار کو دوسری قوم اور یقین زیادہ کرتی تھی عجب اللہ خوب جانتا ہے اور قوم ناقص دوسری تھی اور خام کہ اُس کو قبول نہ کیا تمام ہوا کلام یعنی اس زاہد کی ظہور کرامت سے اُن حاجیون مین سے بعضے ایمان لائے اور بعضون کا یقین زیادہ ہوا اور بعضے ناقص نے انکار محض کیا یعنے اُس کرامت مین جس نے مسبب کو دیکھا وہ الاحسن نے سبب کو دیکھا وہ منکر رہا مشاہدہ کرنا جزو اعظم ہے واللہ اعلم بالصواب فہم من فہم ۱۲۔

تمام ہوا کلام بفضلہ وکرمہ